New Era Magazine

ہم صورت گر کچھ خوابوں کے

از جمیلہ بلال

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

ہم صورت گرکچھ خوابوں کے

از جمیلہ بلال

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

جب آنکھ کھلی تب اسے محسوس ہوا کہ اسکا سر بھاری بھاری سا ہے ، مگر کیوں؟ کیوں اسے ایسا محسوس ہورہا تھا ؟ جب ذہن پرزور دیا تب اسے یاد آیا کہ سڑک پار کرتے وقت وہ ایک گاڑی سے ٹکرا کے کچھ فاصلے پر گر کے غالبا بےہوش ہوگئ تھی اور اب جاکر اسے ہوش آیا تھا مگر؟ مگر اب وہ اس وقت کہاں تھی۔؟ بے حد مشکل سے وہ اٹھ بیٹھی تو دیکھا کہ وہ ایک بیڈ پر نا جانے کتنے وقت تک بےہوش پڑی تھی اور اب سر تھامے وہ چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

اچھا خاصا کمرہ تھا،اسکن کلر کی پینٹ دیواریں،میرون کلر کی کارپٹ بچھی تھی ، کھڑکی پر لگے پردے بھی ہم رنگ تھے،ایک کونے میں رائٹنگ ٹیبل تھا جہاں کچھ کتابیں پڑی تھی۔ پر اسے ایک فکر لاحق تھی کہ وہ کن لوگوں کے بیچ موجود ہے؟ یہ کس کا گھر ہے؟ بے اختیار اسکی نظریں اپنے وجود پہ ٹھہر گئیں ،اسکا دوپٹہ اسکے گلے سے غائب تھا۔

کہاں گیا دوپٹہ۔۔۔؟

نگاہیں دوڑانے کے بعد اسے اسکا دوپٹہ بیڈ کے پاس زمین پر پڑا ملا ، جھک کر اس نے دوپٹہ اٹھانا چاہا تب ہی اسے اپنے سر میں شدید درد

کی لہر محسوس ہوئی۔

"آہ "درد کے مارے وہ زور سے کراہی۔

تب چند گھڑی گزرنے کے بعد ایک عورت دروازہ کھول کر اندر آگئی ، لگ بھگ 36-37 سال کی لگ رہی تھی ،سادہ آف وائٹ کپڑوں میں ملبوس وہ کافی با وقار لگ رہی تھی۔

"چلو اللہ پاک کے کرم سے آپ ہوش میں تو آئیں"وہ عورت بہت اپنائیت سے اسکا ہاتھ تھام کر اسکے پاس بیٹھ گئی۔

"ابھی آپکے کراہنے کی آواز سن کر ادھر آگئی،ڈاکٹر نے تو کافی تسلی دی کہ آپکو کوئی گہری چوٹ نہیں آئی ہے پر پھر بھی آپ کمزوری محسوس کر رہی ہونگی ،میں ابھی آپکے لیے فریش جوس لیکر آتی ہوں"

یہ کہہ کر وہ عورت اٹھ کر وہاں سے چلی گئی مگر ابھی تک وہ خاموش گم صم بیٹھی ہوئی تھی۔

یہ آخر اسکے ساتھ کیا ہورہا تھا؟

کیوں زندگی بار بار اس سے آزمائش لے رہی تھی؟

وہ جانتی تھی کہ آج کل اسکے لیے وقت بہت قیمتی ہے۔

ہر سیکنڈ ، ہر منٹ ، ہر پل۔

کہاں آ کے یہاں پھنس گئی ،نا جانے کتنے وقت اسکے بےہوشی میں ضائع ہوگئے۔

وہ اب رو دینے کو تھی تبھی وہی عورت ہاتھ میں ٹرے لیئے اسکے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"یہ جوس اور فروٹس لیں تاکہ آپکی ویکنیس کم ہو"

"مجھے میرے گھر جانا ہے "یہ سن کر وہ عورت یہ سوچ کر مسکرائی کہ اسکے دلکش سراپے ،خوبصورتی اور معصوم چہرے کے ساتھ ساتھ اسکی آواز بھی کتنی سریلی اور لہجہ دھیما ہے۔

"پہلے آپ یہ جوس تو لیں ،پھر آپکو آپکے گھر پہنچادونگی "بادل نخواستہ وہ گلاس تھام کر جوس کے گھونٹ لینے لگی۔

"ویسے آپ جہاں کہیں بھی جائیں پر دھیان سے جائیں ،چھوٹی سی لاپروائی سے بہت کچھ ہوسکتا ہے "وہ عورت اسے پیار سے سمجھا رہی تھی ،یہ سن کر اسکے آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ وہ اپنی زندگی سے

تنگ آگئی تھی۔

"اب میں بہتر محسوس کر رہی ہوں ،مجھے اب میرے گھر جانا ہے "وہ اسکی باتیں نظرانداز کر کے بولی۔

"چلیں ٹھیک ہے ،میں ڈرائیور سے کہتی ہوں ،جہاں آپکا گھر ہے وہاں آپکو پہنچا دے گا"

نہیں شکریہ ،میں خود چلی جاونگی"

"آپکی طبیعت پوری طرح نہیں سنبھلی ،آپ ضد چھوڑ دیں ،جہاں آپ کہیں ڈرائیور پہنچا دے گا"

یہ کہہ کر وہ عورت وہاں سے چلی گئی ،غالبا ڈرائیور سے گاڑی نکالنے کا کہنے۔ وہ بیڈ سے دوپٹہ سر پہ لیکر اٹھ گئی ،کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اتر کر وہ اندازے سے مین ڈور کی طرف جارہی تھی ،گھر بہت اچھا تھا ،فرنیچر اور دیوار پر لگی فریمز کافی خوبصورت تھے۔ تبھی اسے مین ڈور سے وہ عورت گھر کے اندر کی طرف بڑھتی دکھائی دی۔

"لو ،آپ یہاں تک پہنچ گئی ،اچھا چلیں آپکو گیٹ تک چھوڑ آتی ہوں"

"نہیں ،میں خود چلی جاونگی ،آپکا بہت شکریہ" !

"کوئی بات نہیں بیٹا پر آئندہ دھیان سے رہنا ،اللہ حافظ "اور وہ وہاں سے نکل کر باہر آگئی ،بنگلے کے باہر چھوٹا خوبصورت سا لان تھا ،وہ گیٹ سے باہر آگئی تو ڈرائیور نے جلدی سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول دیا اور وہ کار میں بیٹھ گئی۔

"کہاں جانا ہے بی بی؟ "تب ہی وہ چونک کر اپنے خیالات سے باہر آگئی۔

"جی (اور وہ اپنے گھر کا ایڈریس بتانے لگی)"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-----------------------☆-----------------------

وہ اپنے چھوٹے سے گھر میں داخل ہوئی تو اپنے باباجان کو اپنا منتظر پایا۔

"باباجان "وہ دوڑ کر آکے اسکے قدموں کے پاس بیٹھ گئی۔

"میری جان ،کہاں رہ گئی تھی تم؟ "یہ کہہ کر وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

دونوں کی آوازیں سن کر رشیدہ کچن سے باہر نکل گئی۔

"ارے بیٹا آگئی تم "یہ کہہ کر اس نے اسے سینے سے لگایا اور تھوڑا اونچا ہوکر اسکی پیشانی چوم لی۔

"ماشاءاللہ ایک تو ایسا قد نکلا ہے بچی کا ،اوپر سے شرارت سے باز نہیں آتی ،یہ تو دیکھ سامنے تیری بوا کھڑی ہے ،تھوڑا تو سر جھکا"

"کیا کروں بوا ،اب تو اس شرارت کی عادی ہوچکی ہوں"

"ویسے اتنی دیر تک کہاں تھی گڑیا؟ 2 بجے کا کہہ کر گئی تھی اب 4 بج رہے ہیں ،کیا بہت رش تھا آفس میں؟ "اسکے والد کے لہجے میں فکر تھی۔

"باباجان،رش تو تھا ،پر میں 2 بجے سے پہلے ہی فارغ ہوئی تھی "یہ کہتے وقت اسکے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ تھی۔

"نوکری تو سفارش پر لوگوں کو ملتی ہے ،آج کل تعلیم کون دیکھتا ہے؟ ہماری بچی مفت میں کڑکتی دھوپ میں ہر دن بھاگ دوڑ کرتی ہے "بوا لہجے میں تلخی لیئے اپنے آپ بڑبڑا رہی تھی۔

"تو بیٹا تم ان 2 گھنٹوں سے کہاں تھی؟"

"باباجان ،وہ دراصل "اس نے شروع سے لیکر آخر تک سب بتا دیا۔

"اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے تمھیں کوئی گہری چوٹ نہیں آئی ،بیٹا دھیان رکھا کرو "باباجان بولے۔

"اور جس دن اللہ پاک نے رزق کے دروازے کھول دیئے تو نوکری مل جائے گی بیٹا ،ایسے پریشان اور مایوس مت ہو "بوا اسے ڈھارس دے رہی تھی۔

"سہی کہا بوا ،اللہ پاک کے ہاں دیر ہے ،اندھیر نہیں "وہ خود کو اب ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔

"اچھا اب جاکر منہ ہاتھ دھو لو ،میں کھانا لگاتی ہوں"

"کیوں؟ آپ لوگوں نے اب تک لنچ نہیں کیا؟"

"تم بنا ناشتہ کیے گھر سے نکلی تھی ،تیرے انتظار میں ہم بیٹھے تھے اب جلدی سے جاو"

"اچھا ٹھیک بوا "وہ اپنے کمرے میں آگئی ،الماری سے ہلکا سا سوٹ نکال کر وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

---------------------☆---------------------

شام ہوگئی اور وہ اب بھی اسی زاویئے سے بیٹھی پریشان تھی۔

"بیٹا کیا پتہ تم اپنے ضروری کاغذات وہی اسی عورت کے گھر چھوڑ آئی ہو؟ "بوا اسے ہر ممکن تسلی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.neweramagazine.com

"اگر ایسی بات ہوتی تو مجھے رخصت کرتے وقت ضرور ڈاکمنٹس میرے حوالے کرتی"

"ہائے اللہ ،ایسا نہ ہو تم پرس اور کاغذات وہی سڑک پہ چھوڑ آئی ہو جہاں تمھیں حادثہ پیش آیا "بوا اب سچ مچ فکر میں گھر گئی۔

"بوا اگر ایسی بات ہے تو یہ سمجھیئے سب کچھ ہاتھ سے چلا گیا "وہ اب رو دینے کو تھی۔

"بیٹا تو پریشان مت ہو ،اللہ پاک سب " . . . . گیٹ پر دستک ہوئی اور بوا کی بات بیچ میں رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو فکر مت کر بیٹا "جاتے جاتے بوا اسے تسلی دینا نہیں بھولی۔

جب بوا نے گیٹ کھول کر دیکھا تو سامنے ایک باوقار سی عورت کھڑی تھی جو وہی پرس اور دستاویزات لیئے کھڑی تھی۔ بوا کو سمجھنے میں کچھ ہی سیکنڈز لگے ،مسکراتے ہوئے اس عورت کو خوش آمدید کہہ کر ڈرائینگ روم میں بٹھایا۔

رسمی حال احوال کے بعد وہ عورت گویا ہوئی۔

"میں زبیدہ قریشی ہوں جسکی کار سے آج صبح صورت بے دھیانی سے

ٹکرا گئی ،صورت نام ہے نہ آپکی بیٹی کا؟"

"میری بیٹی جیسی ہے ،میں اسکی ماں نہیں ہوں بلکہ اسکے باباجان کی منہ بولی بہن ہوں ،صورت میرے ہاتھوں پلی بڑھی ہے"

"اچھا اچھا ،کیوں انکی ماں؟ "انہوں نے دانستہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"انکی ماں اسے جنم دیتے ہی دنیا چھوڑ گئی ،اور اسکے باباجان اپنے پیروں سے معذور ہیں ،دن رات اپنے ویل چیئر پہ پڑے رہتے ہیں ،اس گھر کو دیکھ کر آپکو ہمارے مالی حالات کا اندازہ ہوگیاہوگا۔ میں ٹھہری بیوہ ، پہلے پہل کپڑے سلائی کرنے سے گھر کا گزارا ہوتا تھا مگر اب صورت بیٹی نہیں چھوڑتی ،وہ نوکری کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہے۔ میرا ایک بیٹا کراچی میں ایک معمولی آفس میں نوکری کرتا ہے ،اسکے تنخواہ سے گھر کا خرچا چلتا ہے "بوا کہتے کہتے رکی ،اسے احساس ہوا کہ اس نے اس عورت سے چائے پانی کا بھی نہیں پوچھا۔

"ارے میں بھی کن باتوں میں لگ گئی "یہ کہہ کر وہ صورت کو آواز دینے لگی۔

"صورت ،اے صورت بیٹا ذرا ایک گلاس شربت لیکر آنا مہمان آئی

ہیں"

"ارے آپ انہیں تکلیف مت دیں ،میں تو یہ ڈاکمنٹس لوٹانے آئی تھی ،دراصل میں اسلام آباد میں کام کرتی ہوں اور میری نظر میں آپکے بیٹی کے لیئے ایک بہترین جاب ہے "یہ سن کر بوا کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گیئں۔

کیا رب اتنی جلدی اپنے بندے کی سنتا ہے؟ آج بار بار اسے اور صورت کو مایوسی گھیرتی رہی پر رب کی ذات بلند ہے ، عظیم ہے ،وہ جو چاہے وہ ہوجاتا ہے۔

ایک حادثے میں یہ مصلحت پوشیدہ تھی۔

اسی بیچ صورت ہاتھ میں ایک گلاس شربت کا ٹرے لیئے ڈرائینگ روم میں داخل ہوگئی اور سامنے زبیدہ قریشی کو دیکھ کر چونک گئی۔

"آپ یہاں؟ "ٹیبل پر ٹرے رکھ کر وہ اسے سلام دے کر سائڈ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"غالبا آپ اپنے پرس اور ڈاکمنٹس کو لیکر بہت پریشان ہونگی "زبیدہ کے لہجے میں صورت کے لیئے بہت اپنائیت تھی۔

"جی ہاں !آپکا پھر سے بہت بہت شکریہ ،آپ میرے لیئے یہاں تک آگئیں آج کے دن میں نے آپکو بہت خوار کیا "صورت کی باتوں سے زیادہ وہ اسکے لہجے اور آواز میں کھوئی ہوئی تھی ،اسکی نظروں میں صورت کے لیے بہت ستائش تھی ،ایسا مکمل حسن شاید اس نے کہیں دیکھا ہو۔ معصوم حسین چہرہ ،دلکش سراپہ اور سریلی آواز۔ سادہ گھریلو حلیے میں بھی وہ بہت خوبصورت دکھ رہی تھی ،وہ مہویت سے اسے دیکھ رہی تھی تو صورت گڑبڑا گئی۔

"آپ شربت پی لیں نہ ، گرم ہو جائی گی "بوا نے اسکی مہویت توڑدی تو وہ جیسے ہوش میں آگئی اور گلاس اٹھا کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی ،جبکہ صورت اچھے سے سمجھ گئی کہ زبیدہ قریشی اسکے حسن کو دیکھ رہی تھی ، وہ اپنے حسن سے اچھے سے واقف تھی اور اکثر وہ لوگوں کے ایسی نظروں سے خوش ہونے کے بجائے الجھن کا شکار ہوتی ،لڑکیاں تو اپنے حسن پر اتراتی ہیں ،ناز کرتی ہیں مگر صورت نے جو محرومیاں بچپن سے دیکھی تھیں وہ اسے اپنی خوبصورتی پہ خوش ہونے نہیں دیتی تھیں۔

'ماں' جو دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے وہ اس سے محروم تھی ،اوپر

سے یہ بے روزگاری اور غربت!

اپنے والد اور بوا کے پیار اور سپورٹ سے اس نے تعلیم حاصل کی تھی ،یہ اسکے لیئے بہت بڑی نعمت تھی اور اب وہ اسکا پھل چاہتی تھی۔ مگر یہ ظالم دنیا سفارش پہ چلتا تھا۔

اپنے ان خیالوں سے گھبرا کر وہ وہاں سے کھسکنا چاہ رہی تھی تبھی بوا نے اسکی کلائی پکڑ کر اسے جانے سے روکا۔

"صورت دیکھو ،اللہ پاک نے زبیدہ قریشی کی صورت میں ایک فرشتہ بھیج دیا ہمارے گھر میں ،وہ تیرے لیئے نوکری کا کہہ رہی ہیں"۔ یہ سن کر صورت کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا ،اسے اپنے سماعت پر دھوکے کا گمان ہونے لگا ،حیران بھری نظروں سے وہ زبیدہ قریشی کو دیکھنے لگی ،زبیدہ اسکی نگاہوں کا مفہوم سمجھ گئی۔

"ہاں صورت ،آپکی بوا بالکل ٹھیک کہ رہی ہیں ،آپکے ڈاکمنٹس آج میں نے دیکھے ،آپکی تعلیمی کارکردگی شاندار ہے ،یقینا آپ ایک لائق امپلائی ہونگی"۔ زبیدہ نے پر خلوص انداز میں کہا۔ صورت اپنی جگہ پر واپس

بیٹھ گئی۔

"میں ابھی گرما گرم چائے بنا کر لاتی ہوں تب تک آپ صورت بیٹی سے نوکری کے متعلق گفتگو کریں۔" یہ کہہ کر بوا وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

"اسلام آباد میں مسٹر نبیل حیات ایک نامی گرامی بزنس مین ہیں ،وہ کئی فیکٹریز کے اونر بھی ہیں اور ان فیکٹریز کے برانچ پاکستان سے باہر کئی ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں ،وہ کروڑوں جائیداد کے مالک ہیں ،انکی وائف بھی بزنس وومن ہیں اور میں انکی پرسنل سیکریٹری رہی ہوں ،میں کئی سال وہی نوکری کرتی رہی ہوں ،میرے ہزبینڈ مشتاق قریشی بھی مسٹر نبیل حیات کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں ،میں یہ جاب چھوڑنے کے حق میں نہیں تھی ،شادی کے چار سال بعد بھی جاب کا سلسلہ جاری رہا پر اب میرے ہزبینڈ کو اعتراض ہے وہ چاہتے ہیں میں اب فیملی پر توجہ دوں ،خیر سے اب میں پریگننٹ جو ہوں۔" یہ کہہ کر وہ مسکرائیں۔

"پر مجھے آج تک کوئی چھوٹا موٹا جاب بھی نہیں ملا اور آپ جس جاب کا کہہ رہی ہیں وہ تو " . . . . وہ کافی تذبذب میں لگ رہی تھی ،اسکی بات کاٹ کر زبیدہ گویا ہوئی۔

"آپ کیوں اتنا سوچ رہی ہیں ،میم(مسز نبیل حیات)نے خود مجھے یہ ذمہ داری دی ہے کہ جاب چھوڑنے سے پہلے میں ایک قابل لڑکی ڈھونڈ لوں ،جو کہ اتفاقا مجھے آپکے روپ میں مل گئی ہے کیا آپکو اپنے اہلیت پہ بھروسا نہیں ہے۔؟ "یہ کہہ کر وہ صورت کے آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں صرف نمی ہی نمی تھی۔

"آپ ایک دفعہ میرے ساتھ اسلام آباد چل کر مسٹر اینڈ مسز نبیل سے ملیئے تو سہی ،وہ دونوں ہی بہت ڈیسینٹ اور کائنڈ انسان ہیں، آپکو اس جاب میں گھر جیسا ماحول ملے گا ،وہاں آپکے رہائش ،کھانے پینے اور اوڑھنے بچھونے کا ایک الگ آرام دہ انتظام ہوگا ،وہاں امپلائز کا بہت دھیان رکھا جاتا ہے ،ان چیزوں کے علاوہ سیلری بہت پر کشش ہے " اسکی بات مکمل ہوتے ہی بوا چائے بسکٹ لے کر ڈرائنگ روم میں

آگئی۔

"پھر کیا سوچا تم نے صورت؟ ایسی نوکری پھر کہاں ملے گی بیٹا۔؟ "

غالبا روم آتے وقت بوا نے یہ چند باتیں سن لی تھیں۔

"پر میں اسلام آباد جاکر آپ سب سے دور" . . . .

"حلال کمائی کے لیئے انسان کو تھوڑی مشقت اٹھانی پڑتی ہے ،اور کیا پتہ اس نوکری کے صدقے اس گھر کے حالات بدل جائیں۔ تیرے باباجان کا علاج بھی ہوجائے ،وہ اپنے پیروں پہ چلنے لگے"

اپنے باباجان کے علاج کا سن کر اسے احساس ہوا کہ وہ اللہ پاک کی دی ہوئی اس مہربانی کی نا شکری کرنے چلی تھی ،صورت کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر بوا اور زبیدہ کو اطمینان ہوا۔

"پھر آپ مجھے اپنے باس کا کوئی آفس کارڈ دے دیں"

"کیوں نہیں ضرور ،آپ میرا بھی فون نمبر رکھ لیں ،سوچ بچار کے بعد مجھے کال ملایئے گا"

--------------------☆--------------------

وہ زبیدہ قریشی کے پاس والی سیٹ پر بیٹھی کھڑکی سے باہر بادلوں کا نظارہ دیکھ رہی تھی ،پلین میں سفر کرنا اسکے زندگی کا پہلا تجربہ تھا ،پہلی بار وہ گھر سے دور ،شہر سے دور کہیں جارہی تھی۔ صرف اپنے گھر والوں کی خاطر۔

اسے اپنے باباجان کا علاج کروانا تھا ،انہیں انکے پیروں پہ کھڑا دیکھنا تھا۔ کتنی مشکلوں سے اس نے اپنے باباجان کو منایا تھا۔ مختصر سے اس نے اس جاب کے بارے میں اپنے باباجان کو بتایا تھا ،باباجان اس نوکری کے حق میں نہیں تھے ،وہ نہیں چاہتے تھے انکی بیٹی ان سے دور کہیں جاکر نوکری کرے پر بوا نے اسکی مشکل آسان کردی تھی اور دونوں نے مل کر باباجان کو منا لیا۔

"کس سوچ میں گم ہو صورت؟" زبیدہ نے نرمی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تو وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آگئی۔

"باباجان کو سوچ رہی تھی۔" یہ کہہ کر اسکی آنکھوں میں آنسو بھر

گئے۔

"اپنوں کے آرام اور خوشی کے لیئے اپنوں سے دور جانا پڑتا ہے

صورت، be brave! بیٹی ہونے کے باوجود بیٹا بن کر اپنے باباجان

اور بوا کے لیئے یہاں تک آگئی تو آگے بھی محنت اور صبر سے کام لینا "

زبیدہ ملائمت سے اسے سمجھا رہی تھی۔

" صحیح کہہ رہی ہیں آپ ،میں کوشش کرونگی کہ آگے جاکر کمزور نہ

پڑوں۔

"Thats like a brave girl"

یہ کہہ کر اس نے پیار سے اسکا گال تھپتھپایا۔

---------------☆---------------

ائیرپورٹ سے جب وہ لوگ نکلے تو آفس کا کار پہلے سے وہاں موجود

تھا۔ دونوں کار میں بیٹھ گئے اور باقی سفر بھی تمام ہوا۔ کار اسلام آباد

کے ایک بہت ہی پوش علاقے میں داخل ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے کار

ایک بہت بڑے آہنی گیٹ کے سامنے رکی ،چند سیکنڈز بعد واچ مین نے گیٹ کھولا اور کار آگے بڑھ گئی۔ صورت تو کار میں بیٹھی باہر کے مناظر دیکھ کر دنگ رہ گئی ،ارد گرد وسیع لان تھا ،سبزہ ہی سبزہ تھا ، یوں جیسے جنت کا گمان ہو۔ اور جب نظریں یہاں وہاں بھٹک کر سامنے رک گئی تو اسے ایک محل نظر آیا جو بڑی جلال کے ساتھ شان سے ایستادہ تھا۔

"اتنا بڑا محل "بے اختیار اسکے منہ سے نکل گیا تو زبیدہ یہ سن کر مسکرائیں۔ کار محل کے بجائے بائیں جانب ایک اور بنگلے کی طرف بڑھ گئی۔

"وہ حیات پیلس ہے اور یہ بنگلہ سمجھو آپ ہی کا ہے ،یہاں حیات آفس کے امپلائز رہتے ہیں"۔ کار پورچ پر آکر رک گئی اور دونوں کار سے اتر گئے۔

"سامان تمھارے کمرے تک پہنچ جائے گا جب تک تم میرے ساتھ آو تمھیں یہاں کے لوگوں سے ملواتی ہوں "!اور وہ اسکے تقلید میں آگے

بڑھ گئی ،بنگلے میں انٹر ہوتے ہی وہ اس بنگلے کو ستائشی نظروں سے دیکھنے لگی۔ دیواروں میں خوبصورت فریمز لگے ہوئے تھے ،فرش بھی چمک رہا تھا اور فرنیچرز بھی عمدہ تھے۔ وہ دونوں ہال میں آکر صوفوں پر بیٹھ گئے۔ چند سیکنڈز بعد ایک بوڑھی عورت وہاں اگئی۔ فربی مائل جسامت اور گورے چٹے رنگ سے وہ ایک کیوٹ سی دادی اماں لگ رہی تھیں۔

"ارے زبیدہ تو آگئی "وہ زبیدہ کے گلے ملی اور نظر جو صورت پہ پڑ گئی تو مبہوت ہوگئی ،اس قدر حسین اور معصوم مکھڑا۔ زبیدہ اسکی مہویت دیکھ کر مسکرا پڑی اور صورت بے چاری جھجھکتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آخر کار تم نے لڑکی ڈھونڈ ہی لی ،یعنی اب واقعی میں یہاں سے بھاگنے کا پورا ارادہ ہے "زبیدہ سے یہ کہہ کر وہ صورت کی طرف بڑھی اور بڑی گرمجوشی سے اس نے صورت کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

"کتنی پیاری بچی ہے ماشاءاللہ ،بیٹھو بیٹا "تینوں بیٹھ گئے۔

"کیا نام ہے تمھارا؟ "وہ بہت اپنائیت سے اس سے مخاطب تھی۔

"صورت"

"ماشاءاللہ تمھارے ساتھ ساتھ تمھارا نام بھی بڑا خوبصورت ہے ،کہاں کی رہنے والی ہو؟"

"جی ،لاہور سے ہوں"

"واہ بیٹا ،تیری صورت میں ہم نے لاہور بھی دیکھ لیا ،بہت پیاری بچی ہو"

"انا ،ابھی ساری انٹرویو لوگی یا تھوڑی چائے شائے بھی پلاوگی؟ "زبیدہ نے بڑی خوبصورتی سے انا کی انٹرویو بیچ میں کاٹ دی۔

"چائے کی شوقین تو تم ہو ہی ،تیرے آنے کی خبر سنتے ہی پہلے سے کریم (ملازم)کو بول دیا تھا چائے کا "دونوں کے بیچ بڑے پیار بھری نوک جھونک ہورہی تھی اور صورت باری باری دونوں کو دیکھنے لگی۔

"اوہ صورت ،میں تو انا کا تعارف کرانا بھول گئی ،یہ زیبا گل ہیں ،ہماری انا صاحبہ۔ مسٹر نبیل حیات کے دو بیٹیوں کو انہوں نے اپنا دودھ پلایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے اور انکے بیٹے کی آیا بھی رہ چکی ہیں"

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر"

"تم بھی مجھے انا بلا سکتی ہو بیٹا "اسکے لہجے میں صورت کے لیئے پیار اور شفقت تھی۔ اسی بیچ کریم ٹرے لیکر آیا جس میں چائے کے علاوہ اور کئی لوازمات تھے اور صورت جلد ہی انا سے گھل مل گئی۔

---------------------☆---------------------

اگلی صبح وہ جاگ گئی اور اپنے سوٹ کیس سے ایک جوڑا کپڑے نکال کر واش روم کی طرف بڑھنے لگی تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"جی ،آجائیں"۔ ایک باوردی ملازم روم میں انٹر ہوا ،اسکے ہاتھوں میں ایک بلیک سوٹ پیک دکھ رہا تھا۔

"یہ آفس کا یونیفارم ہے ،یہ پہن کر آپ تیار ہوکر ناشتہ کرلیں پھر انٹرکام پر مجھے اطلاع دیجیئے گا ،آپکو لیکر حیات پیلس چلنا ہے ،میڈم نے آپکو بلایا ہے"۔ مودبانہ انداز میں صورت سے یہ کہہ کر سوٹ پاس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پڑے ٹیبل پر رکھ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ صورت نے اپنے کپڑے سائیڈ پہ رکھ کر یہ پیکٹ اٹھایا اور جیسے ہی سوٹ کھول کر دیکھ لیا تو ہکا بکا رہ گئی۔ سفید شرٹ کے ساتھ بلیک کوٹ اور پینٹ تھا،آفس کا یونیفارم تو تھا مگر صورت نے آج تک ایسے سوٹس نہیں پہنے تھے جن میں دوپٹہ ندارد ہو۔ دوپٹہ وہ اگر کبھی سر پر نہ لیتی تو کندھوں پر ضرور رکھتی۔ آج پہلی دفعہ وہ ایسی صورتحال کا سامنا کر رہی تھی۔

"اگر انھوں نے یہ سوٹ بھیجا ہے تو غالبا آفس کا پورا اسٹاف یہ یونیفارم پہنتا ہوگا"۔

نہا دھو کر وہ تیار ہوگئی اور سوٹ پہن کر سامنے آئینے میں اپنا جائزہ لینے لگی۔ وہ بہت نروس ہو رہی تھی اور کھلے بالوں میں وہ پریشان کھڑی تھی۔

"اب بالوں کا جوڑا کیسے بناوں؟ "پھر ڈھیلی سی چوٹی باندھ لی ،اسے اپنا آپ بڑا مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔ ایک تو ایسا سوٹ اسکے اوپر ایسی چوٹی۔ کاہمبینیشن خاصا فنی لگ رہا تھا مگر وہ اللہ پاک کا نام لیکر کمرے سے باہر

نکل کر کچن کی طرف بڑھنے لگی جہاں کچن کے پاس والے کمرے میں ڈائننگ ٹیبل تھا ،جب وہ وہاں انٹر ہوئی تو دیکھا ابھی صرف انا بیٹھی ہوئی تھی ،باقی لوگ نہیں آئے تھے۔

"آگئی صورت بیٹی "اور جیسے ہی اسکی نظر اسکے بالوں پر پڑی تو ایک دم ٹوک دی۔

"یہ کیا حلیہ بنایا ہے اپنا ،کسی فینسی ڈریس شو میں تھوڑی نہ جارہی ہو؟ جاو جلدی سے اپنا حلیہ درست کرو پھر ناشتہ کرنے آجانا"۔ اسی دوران باقی لڑکیاں بھی آگئی۔ فضا ،مہوش اور مہرین۔ یہ تینوں بھی حیات آفس میں کام کرتی تھیں ،پر فضا سے صورت کی ایک ہی دن میں اچھی خاصی دوستی ہوگئی تھی۔

"ارے یہ کیوں بالوں کی چوٹی بنائی ہوئی ہے؟ "کرسی کھینچ کر فضا بولی۔

"کیا فرق پڑتا ہے ،آفس تو ہم جاتے ہیں یہ شاید یہی پیلس کے آفس میں کام کرے پھر بال کھلے چھوڑے یا چوٹی باندھ کر نانی اماں کا رول پلے کرے ہمیں کیا؟ "مہوش نخوت سے بولی۔

"تمھیں تو سب سے خدا واسطے کا بیر ہے ،چپ چاپ بیٹھ کر ناشتہ کرلو"۔ انا نے بری طرح سے اسے جھڑک دیا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔

"چلو تمھارے کمرے میں چل کر تمھارے بال اچھے سے بناتی ہوں پھر تسلی سے ناشتہ کرتے ہیں "فضا دوستانہ لہجے میں بولی اور دونوں کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

---------------☆--------------

انٹرکام پر اطلاع دیتے ہی کچھ منٹ بعد وہی ملازم آکر صورت کو پیلس کی طرف لے گیا۔ راستے میں وہ لان میں بنے راستے سے گزرنے لگے۔ صورت چلتے قدموں کے ساتھ سرسبزہ دیکھ رہی تھی۔ ایسے انواع و اقسام کے پھول پودے لگے تھے جنہیں صورت پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔ دیکھتے دیکھتے وہ پیلس پہنچ گئی اور انٹر ہوتے ہی مبہوت رہ گئی۔ وسیع ہال تھا ،سنگ مرمر کا چمکدار فرش ،سفید دیواروں میں سلور کلر کے خوبصورت نقش بنے ہوئے تھے ،قدآور کھڑکیاں جن میں سلور کلر کے پردے لہرا رہے تھے۔ ہال میں آگے جاکر دونوں اطراف میں اوپر

جانے کی سیڑھیاں تھیں اور انکے سائیڈ پر دو بہت بڑے مجسمے بنے تھے۔اوپر چھت پر ایک بہت ہی شاندار سا فانوس نصب تھا جسکی روشنی دیواروں پر لگے چھوٹے خوبصورت آئینوں سے ٹکرا کر ماحول کو اور خوبصورت بنا رہی تھی۔ ہال کے بیچوں بیچ شاندار قسم کے صوفے اور فرنیچرز تھے جنکا کلر بھی سلور اور وائٹ کمبینیشن تھا۔

"واقعی میں اس گھر کا نام پیلس رکھا گیا ہے ،یہ تو جنت کے ایک محل کی تصویر پیش کر رہا ہے"صورت وہی کھڑی ہونق بنی اپنے آپ بڑبڑا رہی تھی۔

"کیا ہوا مس؟ آپ نے کچھ کہا؟ "ملازم کی بات سے صورت کی مہویت ٹوٹ گئی ،وہ جیسے اصل دنیا میں آگئی۔

"جی کچھ نہیں ،چلیں۔"وہ دونوں اسٹیرز کے اسٹیپ چڑھنے لگے۔ مختلف کوریڈورز سے گزرتے ہوئے صورت کو اندازہ ہوگیا کہ یہاں لگ بھگ 20-30 کمرے ہونگے۔ آخرکار وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہوگئے جو کمرا کم ،آفس زیادہ لگ رہا تھا۔ یہ آفس بھی اچھا خاصا فرنش تھا ،ایسا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قالین جس پر پیر رکھ دو تو اندر دھنس جائے ،دیواروں پر کریم کلر کی پینٹ لگی ہوئی تھی اور شاندار سے شیشے کے ٹیبل کے اس پار ایک بہت ہی ڈیسنٹ اور سمارٹ سی عورت بیٹھی ہوئی تھی ،ارد گرد 2 چیئرز پڑے ہوئے تھے جہاں ایک چیئر پر زبیدہ قریشی براجمان تھیں۔

"آو صورت وہاں کیوں کھڑی ہو"۔ صورت ہچکچاتے ہوئے آگے بڑھ گئ۔ وہ عورت سر جھکائے کچھ فائلز پر غالبا سائن کر رہی تھی۔اب بھی سر اٹھا کر اس نے صورت کو ایک نظر دیکھنے کی زحمت نہیں کی۔ صورت بنا کچھ کہے چیئر پر بیٹھ گئی۔ آفس سوٹ میں وہ آج ایک نئ صورت لگ رہی تھی۔ زبیدہ اسے بہت ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ناشتہ تو کرکے آئی ہو نا؟"

"جی"

"زبیدہ ،رات کے بزنس ڈنر کی تیاریاں ہورہی ہیں؟ "سر جھکائے وہ عورت زبیدہ سے مخاطب تھی۔

"جی میم ہورہی ہیں ،اور مسٹر حیدر بٹ 2 بجے کی فلائٹ سے پہنچ جائینگے"

"چلو پھر یہ فائلز بھی ایک سائڈ رکھ دو ،سائن ہوگئے اب بس مجتبی کے سائنز چاہیئیے۔ کہاں ہے وہ؟ "فائلز زبیدہ کو تھماتے ہوئے اسکی نظر صورت پہ پڑ گئی تو وہ کچھ پل کو حیران رہ گئی۔ زبیدہ من ہی من اس منظر سے لطف اندوز ہورہی تھی کہ میری طرح اب میم بھی صورت کے حسن سے متاثر ہوکر اسے یک ٹک دیکھ رہی تھیں۔ خود صورت بھی کنفیوز ہوگئی۔

"کیا نام ہے تمھارا؟ "جذبات سے عاری لہجہ تھا۔

"صورت"

"صورت ان سے ملیں ،یہ مسز نبیل حیات ہیں۔ شائستہ میم"

"اچھا تو یہ تم ہو نیو سیکریٹری "اب بھی لہجہ سپاٹ تھا۔

"جی میم "صورت کے لہجے کی کپکپاہٹ دونوں بیٹھے نفوس نے محسوس

کی۔

"زبیدہ قریشی نے مجھے تمھاری طرف سے اچھی خاصی تسلی دی ہے ،کہ تم بھی اسکی طرح مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں دوگی"

"جی میم انشاءاللہ ،میں اپنے کام سے پوری طرح ایماندار رہونگی"۔ اب کی بار اسکا لہجہ نارمل تھا۔

"فی الحال یہ تینوں فائلز لو ،اور مجتبی کے آفس میں جاو ،وہاں نثار آتا ہی ہوگا اسے یہ فائلز دیکر کہنا مجتبی سے جاکر سائنز کرواکر لاکے تمھیں دے۔ مجتبی آی تھنک کسی سائٹ پر گیا ہوا ہے نثار کے آنے تک تم وہی آفس میں اسکا ویٹ کرنا۔ پھر فائلز لاکر میرے آفس میں رکھنا۔ انڈرسٹینڈ؟ "اسکا رویئہ باقی باسز کی طرح حاکمانہ تھا۔

"جی میم"

"اور سنو ،نثار وقت کو لیکر کچھ خاص پنکچول نہیں ،بہت ہی لاپرواہ ہے۔ تو تم اپنا یہ نرم لہجہ اسکے ساتھ تھوڑا سخت رکھنا"۔

"ہاں صورت ،نثار حیات آفس کا پرانا اور وفادار امپلائی ہے ،اور وہ یتیم ہونے کے ساتھ ساتھ 6 بہنوں کا اکلوتا بھائی ہے۔ میم کا یہ بڑاپن ہے جو انہوں نے اب تک اسکی وقت کی لاپروائی دیکھ کر اسے جاب سے فارغ نہیں کیا ،تم اس سے تھوڑا سختی سے پیش آنا "زبیدہ نے بھی شائستہ میم کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"باہر ملازم کھڑا ہوگا ،اسکی رہنمائی سے تم دوسرے آفس میں جانا۔ اب تم یہاں سے جاسکتی ہو"۔ شائستہ میم نے بات ختم کرنے والے انداز میں کہا اور صورت فائلز اٹھائے باہر نکل گئی۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لڑکی ہے نا؟ "زبیدہ بولی۔

"ضرورت سے کچھ زیادہ ہی "اب بھی ہنوز وہی سرد لہجہ تھا۔

----------------☆----------------

ملازم کے ہمراہ وہ آفس کی طرف جا رہی تھی۔

"یہ مجتبی کون ہے؟ "وہ ملازم سے سوال کر رہی تھی۔

"مجتبی سر مسٹر نبیل کے بیٹے ہیں"۔

"اوہ "اور ملازم اسے آفس روم میں چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ بھی شاندار سا آفس تھا۔ صورت وہی ایک صوفہ نما چیئر پر بیٹھ کر نثار کا انتظار کرنے لگی۔ دس منٹس گزر گئے اب تک اسکا پتہ نہیں تھا۔

"میم واقعی صحیح کہہ رہی تھی ،یہ نثار تو اب تک نہیں آیا ،ایسی بھی کیا لاپروائی؟ اتنا غیر ذمہ دار رویہ؟ "صورت من ہی من سوچ رہی تھی پھر یونہی سر جھکائے وہ فائلز کا مطالعہ کرنے لگی تبھی آہٹ سن کر اس نے جیسے ہی سر اٹھاکر دروازے کی طرف دیکھا تو بس . . . . . وہ دیکھتی رہ گئی۔

وہاں کھڑا وہ شخص وجاہت کا شاہکار تھا ،ایسا مردانہ وجاہت اور شہزادے جیسا آن بان اس نے پہلے شاید ہی کہیں دیکھا ہو۔قیمتی کوٹ پینٹ میں ملبوس وہ شخص بہت سحر انگیز لگ رہا تھا۔ کچھ ایسے تاثرات اس شخص کے بھی تھے ،وہ بھی صورت کے حسن میں کھو کر رہ گیا۔ ایسی حسین اور معصوم نوخیز کلی اس نے آج تک کہیں نہیں دیکھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔پھر اچانک جیسے وہ ہوش میں آگیا اور چہرے کے تاثرات نارمل کرکے آفس میں انٹر ہوگیا۔صورت بھی اپنے جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی ،جلد ہی اس نے بھی نارمل تاثر دیا۔

"میم صحیح کہہ رہی تھیں ،آپ وقت کے کچھ خاص پابند نہیں ہیں "اور ریولونگ چیئر کی طرف بڑھ جانے والے قدم یک دم رک گئے ،وہ پلٹ کر حیرت سے صورت کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں غالبا پندرہ منٹ سے آپکا ویٹ کر رہی ہوں مسٹر نثار ،کہاں تھے آپ؟"ہمیشہ نرم لہجے میں بولنے والی صورت کا لہجہ آج سخت تھا۔ وہ شخص اب دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں صورت ہوں ،میم کی نیو سیکریٹری ،شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں ، خیر آپ بیٹھ جائیں"۔ وہ اس شخص کی حیرت بھری نظروں کا یہیں مفہوم اخذ کر پائی ،اس نے اسے اپنے آگے والے چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ شخص بنا کچھ کہے چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اسکے لبوں پر اب ایک پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔ صورت نے اسکی بلاوجہ کی مسکراہٹ دیکھ

کر سخت ناگواری سے سر جھٹک دیا۔

"ایک تو دیر سے آیا اوپر سے منہ کھولے مسکرا رہا ہے ،عجیب"!۔ وہ اپنے آپ بڑبڑائی یہ الگ بات تھی کہ اسکی بڑبڑاہٹ اچھے سے سامنے والے کی سماعتوں سے ٹکرا گئی۔

"ان فائلز میں مجتبی سر کے سائنز چاہیئے ،میم نے کہا کہ وہ کسی سائٹ پر گئے ہیں ،آپ فورا یہ فائلز لے جا کر سائنز کروایئں اور لا کر مجھے دیں ،میں یہیں ویٹ کرونگی اور پلیز ،اس بار دیر مت کیجیئے گا"۔ نظریں جھکائے وہ بولتی جارہی تھی ،ساتھ ہی ساتھ وہ فائلز میں پیپرز ترتیب دے رہی تھی اور جب فائلز آگے بڑھایا تو وہ شخص اب بھی چہرے پہ ہلکی مسکراہٹ لیئے اسے دیکھ رہا تھا۔ صورت کو اس شخص سے اب کوفت محسوس ہونے لگی۔ اس شخص نے فائلز لیے اور بنا کچھ کہے چیئر سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"کوئی ہمدردی کے بنا پر اسے کچھ نہیں کہتا اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس ہمدردی کا غلط فائدہ اٹھائے ،بڑا ہی عجیب بندہ ہے۔ "صورت من

ہی من میں یہ سوچتی رہی ،بیٹھے بیٹھے اسے دس منٹس ہوئے تو پاس پڑے ٹیبل سے میگزین اٹھا کر دیکھنے لگی تبھی ایک شخص تقریبا دوڑتا ہوا آفس میں انٹر ہوا۔ صورت چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"مس صورت آپ ہی ہیں نا؟"

"جی ،پر آپ؟"

"دیری کے لیئے معافی چاہتا ہوں ،میں مسٹر نثار ہوں ،جن فائلز میں مجتبی سر کے سائنز چاہیئے وہ لینے آیا ہوں"یہ سن کر صورت ایک دم اپنے جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا مطلب ہے آپکا؟ اگر آپ ہی مسٹر نثار ہیں تو ابھی کچھ دیر پہلے کون آکے فائلز لے گیا؟ "وہ بے چاری بری طرح پریشان ہوگئ۔

"اوہ ،پھر شاید میری جگہ کوئی اور امپلائی نے آکر آپ سے فائلز لیئے ، میں جاکر دیکھتا ہوں۔ "وہ جس عجلت میں آیا تھا بالکل اسی طرح وہاں سے نکل گیا اور صورت......؟

وہ اب بھی حیرت سے اپنے جگہ پر اسی زاویئے سے کھڑی تھی۔ اسکی نگاہوں کے سامنے اب بھی وہ مسکراتا ہوا چہرہ گردش کر رہا تھا۔

-----------------☆-----------------

"کیسی ہو بیٹا؟"

"الحمداللہ ٹھیک ہوں بوا ،آپ کیسی ہیں اور باباجان؟"

"اللہ پاک کا کرم ہے میں ٹھیک ہوں ،اور بھائی صاحب بھی ٹھیک ہیں ، وہاں تو آرام سے ہے نا۔؟ نوکری کا پہلا دن کیسا رہا؟ اور تیرا کمرہ کیسا ہے؟"۔ بوا کے سوالات شروع ہوچکے تھے ،صورت زیر لب مسکرائی۔

"میں بالکل آرام سے ہوں اور کمرہ بھی بہت اچھا ہے"۔ اسکا کمرہ واقعی میں بہت اچھا اور آرام دہ تھا۔

"نوکری کا بول ،کوئی تکلیف تو نہیں تجھے وہاں؟ "یہ سن کر صورت کے لبوں سے مسکراہٹ ایک دم غائب ہوگئی۔ وہ شخص نا چاہتے ہوئے بھی بار بار اسے یاد آرہا تھا۔ کون تھا وہ جس نے صورت کی بے وقوفی کو

بہت مزے سے انجوائے کیا اور آخر میں اتنا بھی بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ وہ نثار نہیں ،کوئی اور ہے۔

"بول نا بیٹا ،چپ کیوں ہے؟ ہیلو؟ صورت"

"جی ،جی بوا نوکری کا آج پہلا دن بہت اچھا گزرا "ہڑبڑا کر اس نے جلدی جواب دیا۔

"سچ کہہ رہی ہو نا؟ پھر ایسے تجھے چپ کیوں لگی؟ بول نابیٹا مجھے فکر لاحق ہوگئی"

"ارے نہیں بوا ،وہ بس تھوڑی سی تھکن ہورہی ہے۔"

"اچھا ٹھیک اب فون رکھ ،اور ہاں !سن"

"جی بوا"

"تیرے جو 3-4 جوڑے کپڑے تھے وہاں" . . . .

"بوا یہاں میرے لیئے ہر چیز کا انتظام کیا گیا ہے۔ الماری میں ڈھیر سارے جوڑے پہلے سے ہی میرے لیئے رکھے گئے ہیں۔زبیدہ قریشی

نے میرے آنے سے پہلے ہی ان لوگوں سے کہہ کر سب انتظام کرلیا تھا ،وہ بہت اچھی ہیں"

"اللہ پاک انہیں سکھی رکھے ،فرشتے کی صورت میں وہ ہماری زندگیوں میں آئیں۔ اچھا اب فون رکھ"

"باباجان سے میری بات کروائیں"۔صورت یہاں آکر اپنے باباجان کو بہت زیادہ مس کر رہی تھی۔

"وہ ابھی سورہے ہیں ،کل بات کرواونگی"

"اچھا بوا اللہ حافظ"

"اللہ حافظ بیٹا فی امان اللہ"۔ فون سے فارغ ہوکر صورت نے موبایل پاس والے ٹیبل پر رکھ دیا۔ یہاں واقعی میں صورت کو کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ یہ کمرہ تو اسکے اپنے ذاتی کمرے سے بھی بڑا تھا۔ خوبصورت سا سنگل بیڈ اور ڈریسنگ ٹیبل پہ اعلی قسم کے برانڈیڈ کاسمیٹکس اور پرفیوم رکھے ہوئے تھے۔ وارڈروب میں بھی ہر قسم کے جوڑے تھے۔

کھانا پینا بھی ٹھیک تھا اور نوکری بھی ایسی ٹف نہیں تھی۔ یہاں ہر فیمل امپلائی کا واقعی میں بہت خیال رکھا جاتا تھا ،گھر جیسا ماحول دیا جاتا تھا۔ اگر کسی کی کمی صورت کو محسوس ہورہی تھی تو وہ اسکے باباجان کی کمی تھی۔ وہ اپنے مختصر سی فیملی کو بہت یاد کرتی تھی۔ اچانک فون کی آواز سے وہ چونک پڑی۔

"جی"

"مس صورت ،میں نثار بول رہا ہوں ،فائلز مجھے ملے اور ان میں سر کے سائنز موجود ہیں۔ غالبا اسی ملازم نے جاکر سر سے سائنز کروائیں ہیں۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ آئندہ مجھ سے ایسی لاپرواہی نہیں ہوگی"۔ نثار نے خاصے تفصیل سے صورت کو اطلاع دی۔

"اوکے مسٹر نثار"

"اور ہاں مس صورت ،میم نے اطلاع دی کہ آج پیلس میں بزنس ڈنر ہے ،آپ کا وہاں ہونا ضروری ہے۔ مسٹر حیدر بٹ آچکے ہیں"

"جی انشاءاللہ میں تیار ہونگی"

"9 بجے کے قریب آپ پیلس کے لان میں موجود رہیئے گا اور آفس سوٹ میں آیئے گا"۔ نثار بہت خوبصورتی سے ڈنر کا وقت بتا رہا تھا جیسے وہ خود وقت کا بہت ہی پابند شخص ہو۔ صورت نے مشکل سے اپنے لبوں پہ امڈتی ہنسی کو روک لیا۔

"اوکے ٹھیک ہے"

-------------☆-------------

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لان میں کافی چہل پہل تھی۔ فضا میں مردانہ اور زنانہ دونوں کے پرفیومز کی مہک پھیلی ہوئی تھی ،اور یہ تھا بھی امیروں کا دیس۔ قیمتی سوٹس میں ملبوس ہر کوئی ایک سے بڑھ کر ایک دکھ رہا تھا۔ سبھی لوگ کاروباری لگ رہے تھے۔ صورت ایک سائڈ کھڑی سب کا جائزہ لے رہی تھی۔ جہاں جہاں اسے اپنے باباجان کے عمر کا کوئی آدمی دکھ جاتا وہ اس شخص کو حسرت سے دیکھتی اور سوچتی کاش اسکے باباجان پیروں سے معذور نہیں ہوتے تو وہ بھی اسی شان سے چلتے پھرتے ،ایسے ہی

کاروباری شخص ہوتے اور ایسے ہی اپنے حلقہ احباب میں مقبول ہوتے۔

"صورت"۔ اس نے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو فضا کھڑی تھی۔

"کہاں کھوئی ہوئی ہو"

"کہیں بھی نہیں"۔ کھوئے کھوئے لہجے میں وہ بولی۔

"غالبا ان امیرزادوں کے بارے میں سوچ رہی ہوگی کہ کتنے امیر ہیں ، کاش ہم بھی ایسے پیسوں سے کھیلتے۔ ہے نا"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بالکل بھی نہیں فضا ،میں بس باباجان کا سوچ رہی تھی۔ کاش وہ انہیں کی طرح ہوتے ،چلتے پھرتے ،اپنے محنت سے کماتے مگر" . . . . . ۔ آگے صورت سے کچھ کہا نہیں گیا۔ فضا اسکی آنکھوں میں واضح دکھ دیکھ رہی تھی۔

"صورت ،اگر تمھارے باباجان چل پھر نہیں سکتے تو کیا ہوا ،وہ حیات ہیں نہ !انکا سایہ تیرے سر پر موجود ہے۔ کیا یہ کافی نہیں؟ یہ سب منفی سوچ چھوڑ دو۔ اللہ پاک کی شکر گزار بنو"

"فضا ،تم بالکل صحیح کہہ رہی ہو۔ مجھے ایسا سوچنا نہیں چاہئے تھا"۔ وہ اب خواہ مخواہ شرمندہ دکھ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں ،ویسے یار ! مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا کہ ایسے بزنس فنکشنز میں ہم یہ بورنگ آفس سوٹ پہنے گھومیں پھریں"۔ فضا نے بہت اچھے طریقے سے موضوع بدل دیا۔

"ٹھیک ہی تو ہے۔ ورنہ ہمیں بھی ان کے جیسے قیمتی سوٹس پہننا پڑتا۔ مفت جھنجھٹ میں پڑ جاتے۔"

"تو کیا ہوا؟ دلوائے تو ہیں انہوں نے ہمیں اچھے اچھے سوٹس"

"پر پھر بھی ہم ان کے جیسے تھوڑی لگتے۔؟ ہم تو" . . . .

"اوفو ،تم تو ہمیشہ ہی کمپلیکس کا شکار رہتی ہو۔ خود کو آیئنے میں کبھی فرصت سے دیکھا ہے۔؟ کس قدر حسین ہو ماشاءاللہ۔ اس آفس سوٹ میں بھی بجلیاں گرا رہی ہو"

"بس بس ،تم تو شروع ہوگئی۔ "دونوں کھلکھلا کے ہنس پڑیں۔

"اوہ صورت وہ دیکھو وہاں "فضا نے جس جانب اشارہ کیا صورت وہاں دیکھنے لگی تو . . . وہ حیرت میں مبتلا ہوگئی۔ وہی شخص۔ ہاں! وہی شخص جسے اس نے نثار سمجھ کر اچھی خاصی جھڑک پلائی اور وہ اسکی بے وقوفی پر محظوظ ہوا۔ وہ اس وقت لوگوں کے جمگھٹے میں گھرا تھا۔ کسی سے مسکرا مسکرا کر بات کر رہا تھا تو کسی سے مصافحہ کر رہا تھا۔ ابھی بھی وہ قیمتی سوٹ میں ملبوس تھا۔ سرخ و سفید رنگت میں نیوی کلر کے کوٹ پینٹ میں اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ وہ وہاں موجود تھا۔

"پتہ بھی ہے تمہیں کہ یہ پرنس چارمنگ کون ہے؟ "پر صورت اب بھی خاموش کھڑی اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا صورت ،ٹھیک تو ہو؟ "فضا نے فکرمندی سے صورت کا ہاتھ تھام لیا تو وہ چونک پڑی۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں صورت"

"فضا وہ شخص ،وہ " . . . . . عین اسی وقت مہوش وہاں آگئی۔

"تم دونوں یہاں گپے مار رہے ہو ،وہاں میم تم دونوں کو بلا رہی ہیں۔ "

وہ دونوں لان کے ایک کونے میں آ گئے جہاں میم شائستہ اپنی طرح کی ایک سمارٹ لیڈی سے محو گفتگو تھی۔

"جی میم "فضا بولی۔

"ہاں مس صورت ،تم نے وہ فائلز سائن کروائے۔؟ "اس نے صورت کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جی ،جی ہاں میم نثار نے کہا کہ سائن ہو گئے ہیں"

"تو کیا وہ فائلز لا کر تم نے مجھے دی یا میرے آفس میں رکھا؟ "اب کی بار لہجہ کچھ سخت تھا۔ صورت کا رنگ ایک دم فق ہو گیا۔

"سوری میم "وہ اس سمارٹ لیڈی اور فضا کے سامنے شرمندگی محسوس کرنے لگی۔

"اوہ شائستہ اب چھوڑ بھی دو بے چاری کو ،تم جاو جاکر میرے پیارے مجتبی کو ادھر بلاو ،جب سے آئی ہوں وہ مجھے نظر نہیں آرہا۔ شائستہ یاد

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے ایک دفعہ پہلے تم اسے لیکر جرمنی آئی تب وہ کتنا چھوٹا تھا نا ہائے میرا بے بی"

"ہاں سمن تب وہ 12 سال کا تھا"۔ وہ دونوں پھر باتوں میں لگ گئے۔ صورت اور فضا وہاں سے کھسک گئیں۔

"اب جاکر مجتبی سر سے کہو کہ آپکو آپکے ہونی والی ساس بلا رہی ہیں " فضا کا لہجہ خاصا شوخ تھا۔

"ہونے والی ساس؟"

"ہاں نا، کیسے پیارے مجتبی پیارے مجتبی ، بے بی وغیرہ بول رہیں تھیں۔ یہاں جو بھی لیڈی آتی ہیں انکی یہی وش ہوتی ہے کہ مجتبی سر انکے داماد بنے۔ اب نہ جانے دولت کا چارم ہے یا مجتبی سر کی وجاہت ،اب ہیں بھی تو وہ خاصے ہینڈسم "

"تم بھی نا فضا "وہ اسکی باتیں سن کر ہولے سے مسکرائی۔

"میں نے تو مجتبی سر کو ابھی تک دیکھا ہی نہیں"

"تو جاو نا، جاکر کسی سے پوچھ لو ،پوچھنے کی ضرورت بھی کیا؟ تمھیں اس پارٹی میں جو بندہ سب سے زیادہ ہینڈسم لگا بس وہی ہونگے مجتبی سر"۔ فضا بھی کہاں اپنے شوخ بازیوں سے باز آنے والی تھی۔ صورت بنا کچھ رسپانس دیئے اس جانب بڑھنے لگی جہاں کچھ گیسٹس کھڑے مشروبات سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ مہوش اسے وہی ملی۔

"مہوش ،کیا تم بتا سکتی ہو کہ مجتبی سر اس وقت کہاں ملیں گے؟"

"بدھو ،تمھارے پیچھے ہی تو کھڑے ہیں۔"سرگوشی سے مہوش نے اسے جواب دیا اور جب صورت پلٹ گئی تو اسے شدید قسم کا جھٹکا لگ گیا۔ وہ شخص صورت کو اسی ہلکی مسکراہٹ سے دیکھ رہا تھا جیسے آج صبح دیکھا۔ صورت سانس روکے پیچھے قدم پلٹتی گئی تبھی اسکی پشت مشروبات سے بھرے ٹرے سے بری طرح ٹکرا گئی ،ٹرے ویٹر کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی اور گلاس ٹوٹنے کی آواز چاروں طرف گونج گئی۔ صورت نے بھی ہڑبڑا کر پیچھے دیکھا مگر تب تک دیر ہوچکی تھی۔ جس جس تک آواز پہنچ گئی سب اسی جانب دیکھنے لگے۔

کچھ تمسخرانہ نظروں سے صورت کو دیکھ رہے تھے تو کچھ ابھی تک شاکڈ تھے۔ صورت بری طرح خجل ہوگئی۔ خود مجتبی بھی اس صورتحال کے لیئے تیار نہیں تھا۔

"صورت ،تم ٹھیک تو ہو؟ چوٹ تو نہیں لگی؟ "فضا نے آکر اس گمبھیر خاموشی کو توڑ دیا۔ پر صورت اب بھی گنگ بنی شرمندگی سے کھڑی تھی جیسے اس نے سرعام کسی کا قتل کیا ہو۔ اسی دوران شائستہ میم بھی وہاں آگئی جو یہ سب دور سے دیکھ چکی تھی۔

"مس صورت ،جاو جاکر کریم سے کہ دو لان میں لگے ڈائننگ ٹیبل پر ڈنر لگا دے"۔ کہے گئے جملے نارمل تھے مگر شائستہ کا لہجہ کافی کاٹ دار تھا جسے صورت کے ساتھ ساتھ باقی کھڑے لوگوں نے بھی محسوس کیا۔ مہوش تو زیرلب مسکرائی اور صورت .....وہ ڈبڈباتی آنکھوں سے اس ہجوم سے نکل گئی مگردو نظریں اب بھی اس پہ ٹکی تھیں۔

-----------------☆-----------------

رات کے ڈھائی بج رہے تھے اور وہ کھڑکی کے پاس کھڑی چاند کو دیکھ

رہی تھی۔ رہ رہ کراسے آج کا تلخ واقعہ یاد آرہا تھا۔ اسکا یوں بری طرح چونکنا پھر پاگلوں کی طرح الٹے قدم پلٹ کر بھری ٹرے سے ٹکرانا ،سب کے سامنے شرمندہ ہونا ،لوگوں کی عجیب نظریں ،مہوش کا طنز سے مسکرانا اور شائستہ میم کا کاٹ دار لہجہ۔ تب سے لیکر اب تک وہ اپنے کمرے میں بند اپنے آنسو پی رہی تھی۔ وہ بہت حساس لڑکی تھی۔ شاید ہر بن ماں کی بیٹی ایسی حساس ہوتی ہو۔ بچپن سے لیکر اب تک اس نے صرف محبت اور ہمدردی دیکھی تھی مگر آج؟ ہاں شائستہ میم نے اسے سرزنش نہیں کی پر صرف وہ لہجہ ہی کافی تھا۔ انہی خیالوں میں اچانک سے اسے مجتبیٰ یاد آیا تو ایک دم سے اسکے پورے وجود میں زہر بھر گیا۔ یہ سب اسی کی وجہ سے ہوا تھا ،نہ وہ اپنی پہچان چھپا کر اسے بے وقوف بناتا اور نہ ہی آج یہ سب ہوتا۔ اسے مجتبیٰ سے نفرت سی محسوس ہونے لگی۔ پہلا دن ہی اسکا اتنا خراب گزرا۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

"بیٹا دروازہ کھول ،میں انا"۔ صورت نے خاموشی سے دروازہ کھولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاتھ میں ٹرے لیئے انا کھڑی تھی جس میں رات کا ڈنر تھا۔ شاید پیلس سے آیا تھا۔

"انا مجھے بھوک نہیں ہے"

"اندر تو آنے دو کم از کم"۔ اور صورت کو ایک سائڈ ہٹا کر انا کمرے میں داخل ہوگئ۔ ٹیبل پر ٹرے رکھ کر ٹیبل بیڈ کے نزدیک کھسکایا اور خود صورت کا ہاتھ پکڑے بیڈ کے کنارے براجمان ہو گئیں۔ بھیگی پلکیں ،لرزتے ہونٹ ،سرخ پڑتی ناک اور سوجا ہوا دلسوز چہرہ سارا قصہ بیان کر رہا تھا۔

"میں کیا مرگئ ہوں جو کمرے میں بند ماتم منا رہی ہو؟"۔انا نے اسے ڈانٹا۔

"اللہ نہ کرے انا کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟"

"تو کیوں رورہی ہے بیٹا؟ سب سے روٹھی یہاں کمرے میں بند ، کھانا تک نہیں کھایا"

"آپ بھی نہیں سوئیں اب تک "صورت کے لہجے میں تشویش تھی۔

"تو بند کمرے میں رونے کا شغل فرما اور میں خراٹے لیکر سوتی رہوں؟ "انا اسے غصے سے گھورنے لگی۔

"سوری انا"

"اچھا چل معاف کردیا ،اب اچھی بچی بن اور کھانا کھا لے"۔ اسکی ٹھوڑی پیار سے پکڑ کر انا نے کہا۔

"آپ اپنے ان پیارے پیارے ہاتھوں سے کھلائیں"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کام نکلوانا خوب جانتی ہے شیطان"۔ یہ سن کر صورت ہنس پڑی۔ اسے ہنستے دیکھ کر انا بھی ایک دم مطمئن ہوگئیں اور صورت کو کھانا کھلانے لگی۔

"ماشاءاللہ سارے برتن ہی صفا چٹ ہوگئے ،پتہ نہیں تھا تم اتنی پیٹو ہو"۔ صورت کھلکھلا کے ہنسی۔

"اور یہ پیٹو لڑکی اب ایک گلاس دودھ بھی پیئے گی ،کیوں صورت؟ "

دروازے پر فضا ہاتھ میں دودھ کا گلاس لیئے کھڑی تھی۔

"اوفف ،اب دودھ بھی؟ "صورت نے منہ بنایا یہ دیکھ کر انا نے ہنس کر صورت کے سر پر ہلکی سی چپت مار دی۔

-------------☆-----------

شائستہ میم کے آفس کے ملحقہ روم میں صورت کی اپنی چھوٹی سی آفس تھی۔ جہاں صورت کا آفس کی طرف سے اپنا ایک لیپ ٹاپ اور باقی ضرورت کا سامان بھی تھا۔

یہاں صورت کو آئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ دن نارملی انداز میں گزر رہے تھے ،کام کا زیادہ پریشر بھی نہیں تھا۔ شائستہ میم کا رویہ اگر زیادہ دوستانہ نہیں تھا تو بہت برا بھی نہیں تھا۔ وہی سپاٹ لہجہ جو عموما اکثر آفسز میں ہر باس کا ہوتا ہے جسکی صورت کو اب عادت ہو چکی تھی۔ یہاں آنے کے بعد دو دفعہ صورت کی اپنے باباجان سے فون پر بات ہوچکی تھی۔ اسکے باباجان صورت کی طرف سے اب کافی مطمئن تھے۔ انکی بیٹی چاہے جن لوگوں کے بیچ کام کر رہی ہو انہیں اس چیز سے

سروکار نہیں تھا ،انہیں اس بات کا اطمینان تھا کہ صورت اس کام سے خوش ہے اور انہیں اپنی بیٹی پر مان تھا۔

یہ ایک ہفتے سے صورت کی نظر مجتبیٰ پہ نہیں پڑی تھی ،اور یہ اسکے لیئے کافی تسلی بخش بات تھی ،وہ نہیں چاہتی تھی کہ کبھی مجتبیٰ سے اسکا سامنا ہو۔ اسے تو اب اس شخص کے نام سے بھی چڑ ہونے لگی تھی۔ کبھی کبھار فضا اس شخص کا ذکر لیئے بیٹھتی تو اسے خاصی کوفت ہوتی تھی۔ وہ کئی بار فضا سے اپنے فیلنگز کا اظہار کر چکی تھی پر فضا کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی ،اسے تو صورت کو چڑانے میں خاصا مزہ آتا تھا۔ ان باتوں کے علاوہ صورت سے فضا نے اس فیملی کا غائبانہ انٹروڈکشن کروا دیا تھا۔ یہی کہ مسٹر نبیل حیات کے دو جڑواں بیٹیاں ہیں۔ زارا اور زویا۔ اور ایک اکلوتا بیٹا مجتبیٰ۔ زویا بد قسمتی سے تین سال پہلے ایک پلین کریش میں انتقال کر گئی اور زارا شادی شدہ ہے ،دو جڑواں بیٹیوں کی ماں ہے اور کینیڈا میں اسکا سسرال ہے۔ مجتبیٰ بھی باہر سے بزنس کی ڈگری لینے کے بعد سے اپنے پیرنٹس کے ساتھ

بزنس سنبھال رہا ہے۔ انکے علاوہ بھی فضا یہاں کی پارٹیز فنکشنز کا ذکر کرتی تو صورت مبہوت رہ جاتی۔ بے شمار پیسے ہوں تو ایسے شاہ خرچیاں تو معمول کی بات ہوا کرتی ہیں۔مسٹر نبیل حیات کے والد اپنے وقت کے بہت بڑے جاگیردار تھے اور ظاہر سی بات ہے باپ کے بعد وہ اس ساری دولت کا تنہا مالک بن گیا۔ اور اس جائیداد کو نبیل حیات نے بڑے دانش مندی سے استعمال کیا۔ ملک کے بڑے نامور اور مشہور بزنس مین کے نام سے جانے جاتے تھے۔ شائستہ میم بھی اپنے حلقے میں ایک معروف شخصیت تھیں اور اب انکا اکلوتا بیٹا بھی اپنے والدین کے نقش قدم پر چل رہا تھا۔

مسٹر نبیل حیات سے صورت کبھی نہیں ملی تھی مگر انکی تصویر وہ پیلس اور شائستہ میم کی آفس میں دیکھ چکی تھیں۔ دونوں میاں بیوی اپنے عمر سے کافی ینگ اور ڈیسنٹ دکھتے تھے ،شائستہ میم تو کافی سمارٹ اور ایکٹو عورت تھیں اور یہ سب پیسے کا ہی کمال تھا۔

---------------☆---------------

صورت اپنے آفس روم میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر میٹنگز کا شیڈول بنا رہی تھی تبھی ایک ملازم نے دروازے پر ناک کیا۔

"آجائیں"!۔ ملازم کمرے میں داخل ہوگیا۔ ہاتھ میں کافی کا مگ لیئے وہ ٹیبل کے پاس آکر مگ وہاں پہ رکھ دیا۔

"دیر کردی آپ نے"

"معافی چاہتا ہوں مس ،دراصل اس وقت مجتبی سر کو بھی کافی چاہیئے ہوتا ہے تو بس ان کی بھی کافی تیار کررہا تھا"۔ مجتبی کا نام سن کر اس نے بیزاری سے سر جھٹک دیا۔

"اوکے شکریہ"۔ ملازم چلا گیا۔ ٹائپ کرتے کرتے صورت کچھ تھک گئی تو پاس پڑے کافی کا مگ اٹھایا اور جیسے ہی کافی کا گھونٹ لینا چاہا تب ہی وہی ملازم بنا دستک دیئے تقریبا دوڑتا ہوا وہاں آگیا۔ ہانپتے کانپتے ملازم کو دیکھ کر صورت نے مگ واپس ٹیبل پر رکھ دیا اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"خیریت ہے؟"

"جی وہ غلطی سے آپکو مجتبی سر کا مگ دے گیا۔ یہ مگ انکے لیئے مخصوص ہے "ملازم بے چارہ پریشان دکھ رہا تھا۔

"تو لے جایئں مگ ، میں نے ایک گھونٹ بھی نہیں لیا ،میرے لیئے ایک اور مگ بھجوا دیجیئے"۔ نرم لہجے میں بولنے والی صورت کا لہجہ مجتبی کے لیئے اکثر جھلایا ہوا ہوتا تھا۔ ایک تو اتنی تھکن اوپر سے ان ملازموں سے بھی کوئی ڈھنگ کا کام نہیں ہوتا تھا۔

"سوری مس میں یہ مگ لے جاکر آپکے لیئے ایک اور کافی کا مگ بھجواتا ہوں"۔ مگ اٹھا کر وہ ملازم یہ بول کر وہاں سے چلا گیا۔

---------------☆---------------

ملازم نے ناک کیا۔

"یس کم ان "ملازم اندر داخل ہوگیا۔

"ٹرے میں واقعی کافی کا مگ ہے یا آسمان سے چاند تارے توڑ کر

طشتری میں سجا کر لائے ہو ،دیر کردی"۔ مجتبی نے لیپ ٹاپ کے اسکرین سے نگاہیں ہٹاتے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سر معاف کیجیئے ،بس دیر ہوگئی"

"اٹس اوکے رکھ دو"۔ ملازم نے مگ ٹیبل پر رکھا تبھی مجتبی کی نظر غیر ارادی طور پر مگ پہ پڑی تو وہ حیران ہوگیا۔ مگ کے سرے پر کسی کے ہونٹوں کے لگے ہلکے لپ اسٹک کے نشان تھے ،جیسے کسی نے مگ سے کافی پی ہو۔

"خیر وو"۔ مجتبی کے گمبھیر پکار سے دروازے تک جاتا ملازم رک گیا۔ خیر وو مجتبی کا وفادار ملازم تھا۔

"ادھر آو فورا"۔ ملازم بے چارا ڈگمگاتے قدموں سے ٹیبل کے پاس آکر رک گیا۔

"جی سر"۔ آواز میں واضح کپکپاہٹ تھی۔

"کہاں سے لیکر آرہے ہو یہ کافی کا مگ؟ "ملازم کی آنکھوں میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھیں ڈال کر مجتبی نے ذرا سختی سے پوچھا۔

"جی وہ ..... سر "ملازم ہکلانے لگا۔ آج تک مجتبی نے کسی ملازم پر ہاتھ اٹھانا تو دور، کسی کو بری طرح ڈانٹا بھی نہیں تھا۔ وہ بہت کول اور شانت قسم کا بندہ تھا۔ اسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بلاوجہ غصہ نہیں آتا تھا لیکن .....جب اسے کسی بڑی بات پر شدید غصہ آتا تو سب کچھ بھول جاتا۔ ملازم بے چارے تو اسکے رعب سے ہی خائف ہوتے۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں خیرو"۔ لہجہ ہنوز سخت تھا۔

"وہ سر، غلطی سے آپکا مگ مس صورت کو دے گیا بعد میں یاد آیا کہ وہ مگ آپکا ہے تو جلدی سے جاکر ان سے لے لیا۔ انہوں نے ایک گھونٹ بھی نہیں لیا قسم لے لیں"!۔ صورت کا نام سنتے ہی مجتبی کو وہ دن یاد آیا جس دن وہ صورت سے پہلی بار ملا۔ پھر ڈنر والی شام یاد آئی۔ نا جانے کیوں مجتبی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی اور ملازم اسکے ایک دم سے بدلتے تاثرات دیکھ کر ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جاکر انہیں بلاو"

"جی سر"۔ ملازم یہی سمجھا کہ اب مس صورت کی خیر نہیں۔ وہ تقریبا بھاگتا ہوا آفس سے نکل گیا۔

مجتبی نے مگ اٹھایا اور جس سرے سے صورت نے مگ لبوں سے لگایا تھا وہ سرا چھوڑ کر دوسرے سرے سے کافی کے گھونٹ لینے لگا۔

اور وہاں صورت کو جب ملازم نے یہ اطلاع دی تو وہ حواس باختہ ہوگئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے بلا رہے ہیں؟"

"جی، آپکو"

"ٹھیک ہے۔ آپ چلے جایئں ،میں خود انکے آفس چلی جاونگی"۔ ملازم یہ سن کر چلا گیا اور وہ وہی بیٹھی شش و پنج میں پڑگئی۔ پھر اللہ کا نام لے کر وہ اٹھ کر اپنے آفس سے نکل گئی۔ مجتبی کے آفس پہنچ کر اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ ناک کیا۔ ناک کرنے کے انداز سے ہی

مجتبی سمجھ گیا کہ یہ کوئی ملازم نہیں یقینا مس صورت ہی ہوگی۔

"آجایئں"۔ صورت آفس میں داخل ہوگئی۔ مجتبی دانستہ طور پر خود کو مصروف ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسکی طرف ایک نظر بھی نہیں ڈال رہا تھا۔

"بیٹھیئے"۔صورت ایک چیئر پر بیٹھ گئی۔ مجتبی کی نظریں ہنوز لیپ ٹاپ اسکرین پر جمی ہوئیں تھیں۔ صورت بوریت دور کرنے کو یہاں وہاں نظریں دوڑانے لگی تبھی سامنے رکھے ایک چیز پر اسکی نظریں ٹھٹک گئیں۔ مگ!!!

لپ اسٹک کا نشان واضح طور پر دکھ رہا تھا۔ حالانکہ وہ لائٹ لپ اسٹک لگاتی تھی مگر اس وائٹ مگ میں نشان بالکل صاف دکھ رہا تھا۔ مجتبی کن اکھیوں سے صورت کے تاثرات دیکھ کر زیر لب مسکرا رہا تھا۔

"مس صورت"۔ وہ نارملی مخاطب ہوا پر آواز .....آواز آج پہلی دفعہ صورت سن رہی تھی۔ خوبرو ہونے کے ساتھ ساتھ اسکی آواز بھی بڑی سحر انگیز تھی۔

"جی سر"۔ وہ کافی مضطرب دکھ رہی تھی۔

"غالبا آپکو کافی کی اس وقت شدید طلب ہورہی ہے"۔ یہ کہہ کر مجتبی اسکی جھیل جیسی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"نہ . . . نہیں سر "آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔

"پر آپکے چہرے کے تاثرات سے یہی لگ رہا ہے"۔ صورت اپنے آپ خجل سی ہوگئی۔ اسکا یوں شرمندہ ہونا مجتبی کو بہت سرور دے رہا تھا۔ ہاتھوں کو بے قراری سے یوں مروڑنا، نچلا لب بے چینی سے کاٹنا اور نگاہیں چرانا۔ مجتبی تو یہ منظر دیکھتا رہ گیا۔ ایسا ہرگز نہیں تھا کہ وہ کوئی دل پھینک قسم کا انسان تھا یا حسین لوگوں سے اسکا سامنا نہیں ہوا تھا۔ وہ خود خوبرو تھا اور عمر کے لحاظ سے بھی میچور تھا، کوئی ٹین اتج لڑکا نہیں تھا کہ کسی کے سامنے دل آسانی سے ہار جاتا۔ پر سامنے بیٹھی لڑکی میں ایسی کشش اور معصومیت تھی کہ وہ چاہ کر نظریں ہٹا نہیں پا رہا تھا۔

"نہیں سر وہ . . . میں ابھی کافی پی کر آئی ہوں"

"چلیں ٹھیک ہے ،یہ اس فائل میں کچھ ڈاکمنٹس ہیں یہ مام کو دیں ، انکے سائنز چاہیئے شام تک۔ آپکو باقی اور زیادہ کام نہیں ہے نا، آئی مین کام کا زیادہ بار تو نہیں ہے آپ پہ؟ "لہجہ کافی مہذبانہ تھا۔ وہ بہت اپنائیت سے اس سے سوال کر رہا تھا۔ صورت نے ہمت کرکے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو وہاں اسے ایسا گہرا تاثر ملا کہ اس نے جلدی سے نظریں چرا لی۔

"نو سر ، میں شام تک یہ سائن کروا لونگی"۔ فائل لیتے ہی صورت کھڑی ہوگئی۔ وہ جلد سے جلد اس ساحر کے سحر سے فرار ہونا چاہتی تھی۔ مجتبی بھی اسکی عجلت دیکھ کر بہت کچھ سمجھ گیا۔

"آپ اب جاسکتی ہیں"۔ صورت کو جیسے اسی اجازت نامے کا انتظار تھا ، وہ کافی عجلت سے آفس سے نکل گئی۔ اسے یوں جاتے دیکھ کر مجتبی دھیرے سے مسکرایا۔

---------------☆---------------

صبح وہ فجر نماز پڑھ کر وہی مصلی پر بیٹھی رہی۔ آج اتوار کا دن تھا یعنی

آج کے دن وہ فری تھی۔ کچھ سوچ کر وہ اپنے روم کے کھڑکی کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔پو پھٹ رہی تھی۔ آسمان پہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ دفعتا بارش کی ہلکی بوندا باندی شروع ہوگئی۔ قدرتی مناظر کی تو صورت بہت دلدادہ تھی ،جھٹ پٹ دوپٹہ کندھوں پر ڈال کر وہ اپنے کمرے سے باہر آگئی۔ ابھی تک شاید سب سورہے تھے تو وہ آہستہ قدموں سے دوڑتی ہوئی بنگلے سے باہر آکر اس وسیع لان میں آگئی۔اس وقت باہر کوئی نہیں تھا۔ ہر طرف سبزہ تھا ،پھولوں کی بھینی خوشبو اور یہ رم جھم۔ صورت تو دیوانی ہوگئی۔ پیلے جوڑے میں وہ ننگے پاوں بھیگے چمن میں یہاں وہاں تتلی کی طرح گھوم رہی تھی۔ اسی دوران ٹریک سوٹ اور جوگرز میں مجتبی پیلس کے گیٹ سے اندر لان میں آگیا ،شاید باہر پیلس کے نزدیک کسی جگہ سے جاگنگ کرکے آیا تھا۔ صورت پہ نظر پڑتے ہی اسکے قدم جیسے تھم سے گئے۔ صورت ہر طرف سے بے خبر اس ساون سے لطف اندوز ہورہی تھی۔ مجتبی آج پہلی بار اسے ایسے گھریلو روپ میں دیکھ رہا تھا۔ ایسی سادگی میں ایسا حسن !...وہ مبہوت ہوکر اسے دیکھتا رہا۔ پھر نا جانے کیا سوچ کر وہ

صورت کے قریب آکر ٹھہر گیا۔ صورت کو اچانک اپنے عقب پر کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا اور جیسے ہی وہ پلٹنا چاہا ،زمین کی پھسلن کی وجہ سے اسکے پیر ڈگمگائے ،اسی سرعت سے مجتبی نے اسکی کہنی تھام کر اسے گرنے سے بچا لیا۔ صورت تو کچھ سیکنڈز کے لیئے ہکا بکا رہ گئی پھر فورا سنبھل گئی۔

"موسم اور چھٹی کو خوب انجوائے کیا جارہا ہے ،وہ بھی اکیلے اکیلے؟ " مجتبی کے لہجے میں شرارت تھی جسے صورت نے اچھے سے محسوس کیا۔

"دراصل ،مجھے بارش بہت پسند ہے سر خصوصا یوں ہلکی بوندا باندی ہو تو "وہ آج اسکے سامنے کانفیڈنٹ لگ رہی تھی اور مجتبی کو اسکا اعتماد بہت اچھا لگا۔

"آئی تھنک آج سے پہلے میں نے کبھی بارش میں یوں بھیگنے کا ایکسپیرئینس نہیں کیا۔ آئی مین یوں ساون میں آسمان تلے کھڑے ہونا " وہ بھی اس وقت صورت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت بتانا چاہتا تھا۔

نا جانے کیوں.....؟

"واقعی سر؟ یعنی آپ بارش دیکھتے ہی گھر میں گھس جاتے " . . . .

کہتے کہتے صورت یک دم خاموش ہوگئی۔ یہ انکی غالبا چوتھی ملاقات تھی اور وہ کیسے فرینکلی اس سے بات کر رہی تھی۔ اسکا ادھورا جملہ اور یوں خاموش ہوجانا ،مجتبی ہولے سے مسکرایا۔

"کہہ سکتی ہیں !مجھے بارش میں بھیگنا کچھ خاص پسند نہیں ،آج پہلی بار یوں بھیگ رہا ہوں"

"اوہ ،پھر آپ کو پیلس جانا چاہیئے"

"نہیں"۔ اس نے تردید کی۔

"کیوں سر؟"

"کیونکہ آج مجھے یہ موسم بہت بھلا لگ رہا ہے اور شاید آگے جاکے اور پسند آجائے "وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

صورت اسکی نگاہوں میں بہت کچھ محسوس کر گئی ،جلدی سے نظریں چرا کر وہ ہلکے سے مسکرائی۔ یہ مسکراہٹ کیوں اسکے لبوں پہ آئی یہ وہ بھی

نہیں جانتی تھی۔ پر اسکی مسکراہٹ سامنے والے کے دل کو بری طرح گھائل کر گئی۔ مجتبی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے وہ بنا کچھ کہے وہاں سے ہٹ کر بنگلے کی طرف بڑھ گئی اور مجتبی بھی پیلس کی طرف چل دیا مگر دل !!.....دل وہ وہی پہ چھوڑ گیا۔

------------☆------------

اسٹڈی روم میں کھڑی وہ شیلف میں ایک کتاب ڈھونڈ رہی تھی۔ یہ پیلس کی سب سے بڑی اسٹڈی روم تھی جو ایک لائبریری پہ مشتمل تھی جہاں دنیا کے کئی نایاب اور مشہور کتابیں موجود تھیں۔ پانچ منٹ سے وہ کتاب ڈھونڈ رہی تھی مگر ابھی تک اسے وہ مطلوبہ کتاب نہیں مل رہی تھی۔ اچانک کسی نے پیچھے سے اسکی آنکھوں پہ اپنا ہاتھ رکھ لیا۔

"اوہ نبیل "شائستہ نے ایک دم پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"سوچا تھا میرے انتظار میں تم ایک ایک پل گنوگی مگر جناب یہاں کتابوں میں لگی ہوئی ہیں "نبیل بہت شوخی سے بولا۔

"کیسا رہا آپکا بزنس ٹور؟ "شائستہ نے جیسے اسکی بات ان سنی کردی۔

"بہت ہی مصروف"

"جبھی تو سوچوں وہاں جاکر آپ نے ایک فون کال کرنے کی بھی زحمت نہیں کی "شائستہ خفگی سے بولی۔

"کیا کروں شیسو(شائستہ)فرصت ہی نہیں ملی"

"فون کال کرنے کی یا یاد کرنے کی؟ "آج خلاف توقع وہ شکوے کر رہی تھی اور نبیل کو یہ تبدیلی بہت بھا رہی تھی۔

"اوہ ڈارلنگ !آتے ہی روایتی بیویوں کی طرح شروع ہو گئیں"!

"تو اور کیا کہوں؟"

"اچھا بابا مان لی اپنی غلطی سوری میری شیسو "اس نے جیسے ہار مان کر ہتھیار ڈال دیئے اور شائستہ اپنی ہنسی روک نہیں پائی اور کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ آج بہت وقتوں بعد اسے یوں پہلی والی شائستہ کے روپ میں دیکھ کر نبیل کے دل پہ پھوار سی پڑ گئی ورنہ وہ ہمیشہ چپ اور اپنے

ایک ان دیکھے خول میں بند رہتی تھی۔ دفعتا دروازے پر ناک ہوئی۔

"یس "نبیل نے جواب دیا تبھی ایک ملازم اندر داخل ہوگیا۔

"میم آپکے لیئے فون ہے"

"فون؟"

"جی میم لینڈ لائن پہ "یہ سن کر شائستہ کے لبوں سے مسکراہٹ یک دم غائب ہوگئی۔ اسکی دل کی دھڑکنیں ایک دم تیز ہو گئیں۔

"اوکے ،تم چلو میں آتی ہوں "ملازم کے جانے کے بعد وہ نبیل سے مخاطب ہوئی۔

"آپ جاکر فریش ہوجائیں تب تک میں فون سن کر آتی ہوں ،کچھ پیٹینگز کو لیکر آپ سے ڈسکس کرنا ہے"

"کبھی ڈسکس سائڈ میں رکھ کر میرے دل کا حال بھی سن لیا کریں"!

"اوہ نبیل ،اینف "یہ کہ کر وہ وہاں سے جانا چاہ رہی تھی تبھی نبیل نے جلدی سے اسکی کلائی پکڑ لی۔

"اب کیا ہے نبیل پلیز یہ بچکانا حرکتیں چھوڑ دیں "وہ بیزاریئت سے بولی۔

"نا جانے کیوں شیسو کبھی کبھار ایسا لگتا ہے کہ میری محبت یک طرفہ تھی اور اب بھی یک طرفہ ہے "یہ سن کر شائستہ نے فورا پلٹ کر اسے دیکھا جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"سہی کہہ رہا ہوں، کبھی تمھاری محبت میں میں نے وہ گرم جوشی، وہ اظہار، وہ بے چینی نہیں دیکھی جو مجھ میں ہے "یہ سن کر شائستہ مسکراتے ہوئے اسکے روبرو آکر اسکی ٹائی کی ناٹ درست کرنے لگی۔

"اب وہ عمر نہیں رہی جو میں یہ سب کرتی پھروں۔ ہنہ؟"

"جب وہ زمانہ تھا تب بھی تم ایسی ہی تھی اور آج بھی ویسی ہی ہو " نبیل یہ کہہ کر اسکے چہرے پر نا جانے کیا کھوجنا چاہ رہا تھا۔

"محبت شو کرنے والی چیز نہیں ہوتی، اب آپ یہ سب فالتو کے خیالات

چھوڑ دیں اور جاکے فریش ہو لیں "چہرے پر مسکراہٹ لاکر وہ بولی۔

"اوکے ڈارلنگ۔ سی یو لیٹر "نبیل وہاں سے چلا گیا۔ اسکے جاتے ہی شائستہ کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ وہ شاید ماضی کی تلخ یادوں میں پھر سے بھٹک جاتی اگر وہ ملازم پھر سے اطلاع دینے نہیں آجاتا۔

"میم ،وہ فون" . . . . . .

"آرہی ہوں "!ملازم کی بات کاٹ کر وہ اسٹڈی روم سے نکل گئی۔ ہال آکر اس نے فون رسیور کان سے لگایا۔

"ہیلو "اور جیسے ہی مقابل کی آواز کانوں سے ٹکرائی تب ایک دم شائستہ کے چہرے کے زاویئے بگڑ گئے۔

"تو آگئی تم پھر سے اپنی اوقات پہ "وہ ایک دم پھٹ پڑی۔ اسٹیرز کے اسٹیپس اترتی صورت ایک دم رک گئی۔ وہ کام ختم کرکے اب بنگلے کی طرف جانا چاہ رہی تھی تبھی شائستہ کی اونچی آواز سن کر اسکے قدم رک گئے۔ اسکے سمت شائستہ کی پشت تھی اس لئے شائستہ کی نظر اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پہ نہیں پڑی۔ وہ بے یقینی سے شائستہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ہمیشہ کول ،سنجیدہ رہنے والی شائستہ کا یہ روپ نیا تھا

"اب فون کرکے کیا بھیک مانگنا چاہتی ہو؟ ہر مہینے تمھاری آواز سننی پڑتی ہے مجھے۔ کتنی دفعہ تمھیں منع کرچکی ہوں مگر تم ویسی کی ویسی ڈھیٹ ہو۔ بھیک مانگنے کی عادت تمھاری نہیں گئی۔ "صورت الجھی نظروں سے شائستہ کو دیکھ اور سن رہی تھی۔ اگرچہ یہ ایک غیر اخلاقی حرکت تھی وہ کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی پر وہ چاہ کر بھی اپنے جگہ سے ہل نہیں پا رہی تھی۔ آخر یہ فون کس کا تھا جو شائستہ جیسی خاتون اس وقت شیرنی کی طرح غرا رہی تھی۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ مقابل بھی کوئی خاتون بات کر رہی تھی۔ اچانک ہی شائستہ کے استہزایئہ ہنسی پہ صورت چونک گئی۔

"اوہ !تو تم معافی کے خواستگار ہو۔ یہ میرے جیتے جی کبھی نہیں ہوگا سمجھی تم !میں تمھارے منہ پر اب تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی "یہ کہہ کر شائستہ نے ایک دم رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور مرکزی دروازے کے

جانب بڑھنے لگی۔ پر .....اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو صورت کی
نظروں سے اوجھل رہے۔

-----------------☆-----------------

فضا کی طبیعت دو دن سے ٹھیک نہیں تھی۔ اسے ٹایفائڈ ہوگیا تھا۔
حیات پیلس کا ایک فیملی ڈاکٹر عمر رضا دو دن سے انہیں ٹریٹمنٹ دے
رہے تھے تاکہ جلد از جلد وہ صحتیاب ہو۔ ملازمہ کی ذریعے سے
صورت کو اطلاع ملی کہ چند دن وہ پیلس والی آفس چھوڑ کر فضا کی جگہ
حیات آفس جاکے اسکے حصے کا کام نبٹائے تو آج صبح صبح وہ تیار ہوئی۔
ساتھ ہی ساتھ وہ نروس بھی ہورہی تھی کیونکہ حیات آفس جانے کا
اسکا پہلا اتفاق تھا ،پیلس میں رہ کر کام کرنا ایک الگ بات تھی۔ اور
خصوصا یہ بات اسے مضطرب کر رہی تھی کہ وہاں مجتبی سے بار بار
سامنا ہوگا۔ مجتبی کی نظریں بے باک تو نہیں تھی مگر ہاں .....وہ ایک
پیغام ضرور دیتی تھی جسے صورت پڑھنا اور سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ
یہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ کہاں مجتبی سر اور کہاں وہ؟ ایک مڈل

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کلاس لڑکی اور انکی ماں کی سیکریٹری۔ وہ ان راہوں سے بہت خائف رہتی تھی جہاں درد ،رسوائی ،تڑپ اور بدنامی ہو۔ وہ بس اپنے کام سے کام رکھنا چاہتی تھی۔

"مس صورت "ایک ملازم وہاں اسکے کمرے میں آکر اس سے مخاطب ہوا۔

"جی"

"ڈرائیور باہر آپکا ویٹ کر رہا ہے "یہ سن کر صورت جلدی سے پرس اور لیپ ٹاپ سنبھال کر اٹھ گئی اور بنگلے سے نکل کر پورچ پر آگئی۔ ڈرائیور نے اسے دیکھتے ہی کار کے پچھلے سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ صورت کار میں بیٹھ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈرائیور بیٹھ گیا اور کار پیلس کے احاطے سے نکل گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آفس پہنچ گئے۔ آفس کی عمارت دیکھنے لائق تھی۔ اندر سے بھی کافی ماڈرن طرز کا تھا اور پوچھتے پوچھتے وہ 4th فلور پر آگئی جہاں فضا کا کیبن تھا۔ وہاں آکر اس نے اپنی سیٹ سنبھال لی۔ ضروری کام تو شائستہ میم کے ساتھ ساتھ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

فضا نے بھی اسے سمجھا دیئے تھے اور وہ آتے ہی کام میں جت گئی۔ باقی امپلائز ایک دوسرے سے نظروں ہی نظروں میں صورت کا پوچھ رہے تھے۔ وہ ایسی ہی تھی ،جہاں جاتی وہاں لوگوں کی توجہ کھینچ لیتی تھی۔ مہوش نے تو اسے دیکھتے ہی منہ بنایا۔ وہ صورت کے حسن سے بہت جیلسی فیل کرتی تھی۔ چند ساعتیں گزر گئیں۔ تبھی صورت کے موبایل کی رنگ بجی۔ اسکرین پر باباجان کا نام جگمگا رہا تھا۔سارے کام بالائے طاق رکھ کر اس نے کیبن سے باہر جاکر جھٹ پٹ فون اٹینڈ کر لیا۔

"باباجان "آواز میں کافی اشتیاق تھی۔

"بابا کی جان میری صورت "وہاں بھی کچھ ایسی ہی صورتحال تھی۔

"کیسے ہیں باباجان؟"

"الحمدللہ میری جان تم کیسی ہو؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں باباجان ،بوا کیسی ہیں؟ "صورت کو فون پر بات

کرتے ہوئے مہوش نے دیکھ لیا۔ اسکے شیطانی دماغ میں ایک منصوبہ آیا۔ اپنی سیٹ سے اٹھ کر وہ لفٹ کی طرف بڑھی۔

"تمھاری بوا ایک دم ٹھیک ہیں ،اسکے ہوتے ہوئے مجھے کسی بہن کی کمی محسوس نہیں ہوتی"

"اللہ پاک انہیں اس محبت کا اجر دینگے انشاءاللہ ،مجھے چند دن میں سیلری مل جائے گی جو میرے توقع سے کہیں زیادہ ہے۔ حالانکہ اب تک میری جاب پرمینٹلی نہیں لگی۔ میم میری کام سے جب مطمئن ہوئیں تو جاب بھی پکی لگ جائیگی۔ پھر انشاءاللہ جلد آپکا علاج معالجہ شروع کرواوں گی"صورت کا لہجہ خوشی سے لبریز تھا۔

"بابا کی جان پر سیلری ملتے ہی پہلے اپنے لیئے ضرورت کی اشیاء لو پھر"

"پر باباجان" . . . .

"بس اب ضدی لڑکی مت بن"

"اچھا انشاءاللہ باباجان میں تو " . . . . صورت کی بات مکمل ہونے سے

پہلے ہی مہوش اسکے کیبن کے پاس مٹکتے ہوئے چلی آئی۔

"مس صورت ، تمھیں سر بلا رہے ہیں "نخوت سے وہ مخاطب ہوئی۔

"مجتبی سر؟"

"ہاں"

"اوہ اچھا "یہ کہہ کر وہ دوبارہ فون پہ متوجہ ہوئی۔

"باباجان مجھے سر بلا رہے ہیں"

"ارے تم کام کر رہی ہو !مجھے بتا دیا ہوتا"

"اٹس اوکے باباجان ،آپ سے بڑھ کر میرے لیئے اور کوئی کام اہم نہیں"

"پر بیٹا کام کے وقت کام۔ تم پہ اعتماد اور بھروسہ کرکے ہی انھوں نے تمہیں کام دیا ہے ،اب فون رکھ اللہ حافظ"

"اللہ حافظ باباجان "فون رکھتے ہی صورت مہوش سے مخاطب ہوئی۔

"سر کا آفس کونسے فلور پر ہے؟"

"7th"

"اوکے تھینکس "یہ سن کر صورت لفٹس کی طرف بڑھی اور مہوش اسکی سمت دیکھ کر زہر خند انداز میں مسکرائی۔ صورت 7th فلور میں آگئی تو آس پاس کا نظارہ دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔ دیواروں کی جگہ مضبوط گلاس والز تھے جہاں سے باہر اسلام آباد کا منظر بہت خوبصورت دیکھ رہا تھا۔ وہ جلدی سے حقیقی دنیا میں لوٹ کر مجتبی کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے پر ناک کیا اور اندر سے اجازت ملتے ہی آفس میں انٹر ہوگئی۔ آفس بھی وہی نظارہ پیش کر رہا تھا جو وہ باہر سے دیکھ کر آئی تھی۔کرسٹل ٹیبل کے اس پار مجتبی شان سے بیٹھا لیپ ٹاپ استعمال کر رہا تھا۔

"سر آپ نے بلایا "اور جیسے ہی مجتبی کی جھکی نظریں اوپر اٹھیں صورت کی سٹی گم ہوگئی۔ وہ صورت کو خشمگیں نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"یہ حیات آفس ہے ،حیات آفس !حیات پیلس نہیں۔ یہاں کے بھی

کچھ قائدے قانون ہیں۔ یہاں اگر کوئی 24 گھنٹے رک جائے تو لگا تار 24 گھنٹے ہی کام کرتا ہے۔ فون پہ گپے نہیں لگاتا "مجتبی کے غضبناک لہجے اور دہشت سے صورت گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"مس فضا کی جگہ اگر آپکو ڈیوٹی دی گئی ہے تو اپنے کام سے ایماندار رہیں۔ باقی سرگرمیوں کے لیئے آپکے پاس کافی وقت ہوگا "یہ کہہ کر اب وہ صورت کو جواب طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ مگر اس بے چاری کی زبان تو تالو سے چپک کے رہ گئی تھی۔ چاہ کر بھی اپنے دفاع میں کچھ نہیں بول پا رہی تھی۔ اسکا رنگ ہی ڈر کے مارے سفید پڑ گیا تھا اور اسے اس حال میں دیکھ کر مجتبی کو من ہی من میں قلق ہوا کہ اس نے خواہ مخواہ اس بے چاری کو اتنا سنایا حالانکہ آج اسکا پہلا دن تھا۔ وہ یہ سب اسے نرمی سے بھی بتا سکتا تھا لیکن اب وہ اپنے کیئے پر اسکے سامنے نادم نہیں ہونا چاہتا تھا۔

"اب آپ جائیں اور اپنا کام کریں "لہجے میں کچھ ٹھہراو تھا۔ یہ سن کر صورت اسکے آفس سے ایسے نکل گئی جیسے کمان سے نکلی کوئی تیر۔ اسے

اس طرح عجلت سے نکلتے دیکھ کر مجتبی اپنی مسکراہٹ روک نہیں پایا

تبھی اسی بیچ اسکے موبایل کا میسج ٹون بجا۔

"آج آفس سے 2 بجتے ہی فری ہونا۔ 4 بجے کی فلائٹ سے فاروق انگلینڈ سے آرہا ہے۔ اسے ائرپورٹ سے ریسیو کرنا مت بھولنا "شائستہ کے نمبر سے میسج آیا تھا۔ فاروق کا نام دیکھتے ہی مجتبی کی مسکراہٹ یک دم غائب ہوگئی۔ وہ اپنے اس خالہ زاد کو کافی ناپسند کرتا تھا کیونکہ اسے اسکی شہرت(بدنامی)کا کافی علم تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ شائستہ کو اپنے اس بھانجے سے کافی محبت تھی۔ اسے مجتبی جتنا ہی فوقیت دیتی تھی۔ اور اس معاملے میں مجتبی اپنی ماں سے کچھ نہیں کہہ پاتا تھا کیونکہ اسکی ماں کے کہےگئے یہ جملے" کینیڈا میں پلا بڑھا ہےانگلینڈمیں پڑھ رہاہے، تمھارے خالہ کا لاڈلا اور اکلوتا بیٹا ہے تم سے عمر میں بھی ایک سال چھوٹا ہے تو ذرا سا شریر ہے۔ ذرا سا شریر "!!! فاروق کے لیئے ہمیشہ ادا ہوتے تھے تو مجتبی خاموش رہتا بنا کسی بحث میں پڑے۔

حالانکہ مجتبی بھی انہیں ملکوں میں پلا بڑھا تھا ،تعلیم مکمل کی تھی مگر

اسکے طبیعت میں خاصا ٹھہراو، سنجیدگی اور ہوش مندی تھی۔

میسج پڑھتے ہی مجتبی نے بے دلی سے موبایل ٹیبل پر رکھ دیا اور اپنے بائیں ہاتھ سے کنپٹی مسلنے لگا۔

--------------☆-------------

اسکا ذہن اب بھی منتشر تھا۔ مجتبی سر نے اسے اچھی خاصی ڈانٹ پلائی تھی۔ اسکے بعد سے وہ ساڑھے چار گھنٹے تک کام میں جتی رہی مگر اب بھی وہ مجتبی سر کی جھڑکی نہیں بھول پائی تھی۔ اسی بیچ مہرین اسکے کیبن میں آئی۔

"کام مکمل ہوگیا؟"

"تقریبا "سر جھکائے وہ پیپرز سمیٹ رہی تھی۔

"اچھا میں یہاں سے نکل کر نزدیکی مارکیٹ تک چلی جاونگی سر سے میں نے چھٹی لی ہے۔ کسی چیز کی ضرورت ہے تو بلا جھجھک کہہ دو۔"

"نو تھینکس مہرین"

"اوکے اللہ حافظ"۔ وہ چلی گئی۔ صورت نے بھی فائلز ٹیبل کے دراز کے اندر رکھ کے دراز لاک کردی۔ اور پرس لیپ ٹاپ سنبھال کر اٹھ گئی۔ آفس سے باہر آکر نظریں یہاں وہاں دوڑانے کے بعد پارکنگ میں اسے پیلس کی گاڑی نظر آگئی(جس گاڑی سے وہ آج صبح آئی تھی)اور جاکر گاڑی کے پچھلے سیٹ پر بیٹھ گئی۔ مگر ڈرائیور کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔

"یہیں کہیں ہوگا ورنہ وہ گاڑی بنا لاک کئے کہیں جا نہیں سکتا"۔ یہ سوچ کر وہ اپنے موبایل پہ مصروف ہوگئی۔ وہاں سے کچھ دور مجتبی اپنے کار کے پاس کھڑا پریشان تھا۔

"سر ،اینجن میں کچھ خرابی ہے "ڈرائیور نے کہا۔

"اس اینجن کو ابھی خراب ہونا تھا "مجتبی خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔

"سر اگر آپکو کہیں جلدی جانا ہے تو پیلس کے دوسرے کار میں آئیں " دوسرے ڈرائیور نے مجتبی کو مفید مشورہ دیا۔

"کیسے اس کار سے آفس لائے ہو؟"

"مس صورت کو "صورت کا سنتے ہی مجتبی کو آج کا واقعہ یاد آیا۔

"اوکے پھر چلو "سپاٹ لہجے میں اس نے جواب دیا۔ دونوں دوسرے کار کے پاس آگئے۔ مجتبی نے پچھلا دروازہ کھول دیا اور اسے دیکھ کر صورت کے ہاتھوں سے موبایل چھوٹ کر اسکے گود میں ہی گر گیا۔

"ایکسکیوز می ،جگہ دیں پلیز "خشک انداز میں وہ بولا اور صورت جلدی سے بائیں جانب کھسک گئی۔ مجتبی کے کار میں بیٹھتے ہی ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کردی۔

"کس طرف جانا ہے سر؟"

"ائیر پورٹ "یہ سننا تھا کہ صورت پھٹی پھٹی نظروں سے مجتبی کو دیکھنے لگی جو اسکی نظروں سے بے خبر شیشے کے اس پار سڑک کو دیکھ رہا تھا۔

"سر "صورت کی آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجتبی نے چونک کر اسکی طرف دیکھا جو ہنوز اسی طرح سے مجتبی کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

"سر . . . ائیر . . .ائیرپورٹ؟"

"جی ہاں ،ائیر پورٹ جانا ہے !کوئی مسلئہ ہے آپکو؟ "مجتبی نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"سر میری غلطی کی اتنی بڑی سزا؟ سر خدا کا خوف کریں۔ کوئی کسی کی ایسی چھوٹی لاپرواِئی سے اسے یوں نوکری سے برخاست کرتا ہے؟ آپ جانتے ہیں میں کتنی مجبور ہوں۔ اپنے باباجان کے لیئے یہ نوکری کر رہی ہوں۔ آج بھی انہیں سے فون پر بات کررہی تھی سر انہیں تسلی دے رہی تھی۔ وہ میرے جاب سے مطمئن ہیں اور اب آپ مجھے اسلام آباد سے ہی دھکے مار کر نکال رہے ہیں؟ "صورت کی پٹر پٹر اور رونا دھونا تقریبا شروع ہوگیا تھا۔ مجتبی پہلے تو اسے متعجب نظروں سے دیکھنے لگا پھر جب اسکی باتوں کا مفہوم سمجھ گیا تو بڑے ضبط سے اپنے حلق سے اڈتی ہنسی کو روک لیا۔

"سر پلیز سر ایسے تو نہ کریں !پلیز ایک بار مجھے شائستہ میم سے بات کرنے تو دیں۔ مجھے یقین ہے وہ میری بات ضرور سمجھیں گی "وہ التجائیں کر رہی تھی۔

"مجھے انہوں نے ہی حکم دیا ہے کہ آپکو اب کام سے' فارغ 'کیا جائے "مجتبی کی بھی ایکٹنگ شروع ہوچکی تھی۔

"کیا؟ "بے یقینی سے اس نے مجتبی کی شکل دیکھی۔

"جی ہاں "یہ سن کر صورت باقاعدہ رونے دھونے میں مشغول ہوگئی۔ اسے یوں روتے دیکھ کر مجتبی مبہوت رہ گیا۔کوئی روتے میں بھی اس قدر حسین دکھ سکتا ہے؟ گلاب پہ شبنم گرتے بارہا وہ صبح جاگنگ کرتے دیکھ چکا تھا مگر آج اس حسین گلاب پہ یہ دلفریب منظر۔ اسے یوں دیکھتے دیکھتے سفر تمام ہوگیا۔

---------------☆--------------

ائرپورٹ پہنچ کر مجتبی نے صورت کو حقیقت بتا دی کہ مبادا وہ فاروق

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے سامنے دھاڑے مار کر رونا شروع نہ کردے۔ صورت جلدی سے آنسو پونچھ کے خفگی سے منہ موڑ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"اب میں اتنا سا بھی مزاق نہیں کر سکتا؟"

"اتنا سا مزاق؟ سامنے والی کی جان چلی اور آپکی ادا ٹھہری "وہ کافی ناراض دکھ رہی تھی۔

"دراصل آپکو اس طرح روتے دیکھنے کا پہلا اتفاق تھا اور آپ بھی بنا بریک لیئے بولے اور روئے جارہی تھیں "اس نے ہنستے ہوئے کہا تو صورت نے رخ دوسری طرف موڑ لیا۔

"ادھر دیکھیں "!پر صورت ہنوز دوسری طرف منہ کیئے کھڑی تھی۔

"دیکھیں تو سہی "اور جب اس نے مجتبیٰ کو دیکھا تو بوکھلا گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے کان پکڑے اسے ملتجیانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"سر یہ . . . . ؟ پلیز آپ اپنے کان چھوڑیں۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا پلیز"

"یعنی آپ نے مجھے معاف کردیا؟ "وہ گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اب کون کافر بھلا معاف نہ کردے "دونوں ہی یہ سن کر چونک کے سامنے دیکھنے لگے جہاں فاروق منہ کھولے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"آگئے تم "!مجتبی نے خشک لہجے میں کہہ کر اس سے مصافحہ کیا۔

"آ تو گیا مگر غلط وقت پہ !اچھا خاصا سین خراب کردیا۔ کیوں؟ "وہ بے تکلفی سے مسکرا رہا تھا۔اسکا واضح اشارہ چند گھڑی پہلے کے سین پر تھا جہاں صورت اور مجتبی کے بیچ پیار بھری نوک جھونک ہورہی تھی۔

صورت یہ سن کر شرم سے سرخ ہوگئی۔ اسے اس بے باک لڑکے سے یہ سننے کی امید نہیں تھی اور مجتبی !...اسے بہت غصہ آیا مگر مصلحتا ضبط کر گیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ اور یہ کیا؟ تمھارے منہ سے بدبو؟ اوہ تم پھر سے یہ سب؟ "مجتبی نے افسوس سے کہا۔

"ہمارا اسکے بنا گزارا نہیں ہوتا میرے یار !ہم بد نصیبوں کے پاس جیتا جاگتا جام تھوڑی ہے "وہ بہت بے شرمی سے صورت کو گھور رہا تھا۔ صورت سمجھے نہ سمجھے مگر مجتبی اسکی بات کا گھٹیا مفہوم سمجھ گیا۔ اسے رہ رہ کر پچھتاوے نے گھیر لیا۔اسے صورت کو یہاں لانا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ اسے اپنے اس بدتمیز کزن سے یہی امید تھی۔ صورت کو بھی اسکی ننگی نظروں سے الجھن ہورہی تھی۔

"مائنڈ یور لینگویج !اب تمھاری اگر یہ گھٹیا بکواس ختم ہو گئی ہو تو گھر چلیں۔ مجھے اور بھی ڈھیر سارے کام ہیں "وہ غصے سے لال پیلا ہورہا تھا۔ کوئی اور موقع یا جگہ ہوتا تو وہ فاروق کو اچھا سبق سکھاتا۔

"یس برو چلتے ہیں اینڈ ریلیکس۔ چھوٹے موٹے مزاق چلتے رہتے ہیں تم تو بات بات پہ ناراض ہوجاتے ہو "مجتبی بنا جواب دیئے آگے بڑھ گیا۔ صورت بھی اسکے ہم قدم چل رہی تھی۔اسے ان دونوں کے بیچ کے سرد جنگ کا اچھے سے احساس ہوگیا۔ فاروق زیر لب مسکرائے اپنا سامان ٹرالی پر دھکیلتے چل دیا۔

-------------☆-------------

ڈرائینگ روم میں ایک الگ سماتھا۔ قہقہوں کی آواز چارسوں گونج رہی تھی۔ شائستہ آج بہت خوش نظر آرہی تھی۔

"اوفواب بس بھی کروفاروق کب سے مجھے یونہی ہنسنے پر مجبور کررہے ہو" شائستہ بولی۔

"شکر ہے فاروق کے بہانے تمھیں ہنستے ہوئے دیکھ تو رہا ہوں" نبیل نارملی انداز میں بولا مگر یہ سن کر شائستہ کی ہنسی ایک دم رک گئی۔

"اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آنٹی صرف میرے ہی کمپنی کو انجوائے کرتی ہیں ورنہ آپ نے انہیں کافی بور کررکھا ہے۔ کیوں انکل؟" وہ نبیل کی طرف آنکھ مار کر شوخی سے بولا۔

" صحیح فرما رہے ہو برخوردار اب ہماری 'عمر' نہیں رہی تمھاری طرح ہنسی مزاق کرنے کی" بظاہر انہوں نے نارملی کہا پر شائستہ کو اچھے سے احساس ہوا کہ وہ اسے ہی سنا رہا ہے۔

"انکل ہنسی مزاق کرنے کیلیئے کوئی مخصوص عمر تھوڑی نا ہوتی ہے! کیوں آنٹی؟" یہ

سن کر شائستہ نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"ہاں بیٹا کہہ تو ٹھیک رہے ہو۔ چاہے محبت ہو یا پھر کوئی ہنسی مزاق۔ انکے لیئے کوئی خاص 'عمر' نہیں ہوا کرتی۔" نبیل نے شائستہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ اسے کچھ جتانا چاہتا تھا۔ اسی بیچ میں مجتبی وہاں آگیا۔

"آو آو مجتبی بیٹا! دیکھو یہاں پر محفل جم گئی ہے"

"اور یہ محفل جمانے والا کوئی اور نہیں، میرا لاڈلا دلارا کزن ہی ہو گا۔ کیوں فاروق؟" خشک لہجے میں کہہ کر وہ قریبی صوفے پر بیٹھ گیا۔ دوپہر سے لیکر اب تک وہ فاروق کی بے باک نظریں اور صورت کا مضطربانہ انداز نہیں بھولا تھا۔

"بالکل صحیح کہا میرے بھائی۔ ہم تو محفل کی جان ہوا کرتے ہیں۔ ارے ہاں یار! تیرے ساتھ آج جو حسینہ آئی تھی نا۔ اسکی صورت اب بھی میرے نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوئی۔ اسکا نام تو بتا" فاروق اسکے خشک لہجے کو محسوس کر کے جان بوجھ کر صورت کا ذکر لیکر بیٹھ گیا۔ مجتبی کا پور پور سلگ اٹھا۔

"اپنی حد میں رہو" مجتبی کا لہجہ حقارت آمیز تھا۔ نبیل اور شائستہ مجتبی کا یہ روپ دیکھ

کر دنگ رہ گئے۔ کیونکہ وہ فاروق کے شرارتی حرکتوں سے واقف تھے کہ وہ ہمیشہ لڑکیوں کا ذکر مذاق میں کیا کرتا تھا اور مجتبیٰ کوئی خاص نوٹس نہیں لیتا تھا مگر آج صورتحال مختلف دکھ رہی تھی۔

"مجتبیٰ؟ کیا ہوا؟" شائستہ نے ماحول کی کشیدگی دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

"مام اسے کہیں کہ عورتوں کی عزت کرنا سیکھ لے" وہ بہت مشتعل دکھ رہا تھا۔

"میں نے ایسا کیا کہہ دیا؟" وہ بڑے کمال سے ایک دم معصوم بن گیا۔

"یہ تیرا انگلینڈ نہیں ہے، سو تمیز میں رہو" مجتبیٰ نے شہادت کی انگلی دکھا کر اسے وارن کیا۔

"اوکے اوکے کول ڈاون یار۔ تم نے تو کبھی کسی لڑکی کے لیئے ایساری ایکٹ نہیں کیا۔ شاید یہ لڑکی تیری...." فاروق نے قصداً جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"جسٹ شٹ اپ" مجتبیٰ ایک دم شیر کی طرح دھاڑا تب شائستہ جلدی سے اٹھ کر اسکے پاس آگئی۔

"My son, what's wrong with you?"

"جو یہ کب سے بھونک رہا ہے وہ آپکو سنائی نہیں دے رہا مام؟"

"تو ایسا کیا کہہ دیا فاروق نے؟ ابھی ابھی آیا ہے اور تم؟ اس طرح تم کبھی چھوٹے بچوں کی طرح اس سے نہیں الجھے" شائستہ اب بھی بے یقینی سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ رہنے ہی دیں مام!" وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا اور فاروق زہر خند انداز میں مسکرایا۔ لیکن نبیل....! وہ اس بیچ بالکل خاموش تھا کیونکہ اپنے بیٹے کا یہ رد عمل دیکھ کر اس نے بہت کچھ محسوس کیا۔

-------------☆------------

دائیں ہاتھ سے تیزی سے کیبورڈ کے بٹن دباتے بائیں ہاتھ سے اپنی کنپٹی سہلاتے وہ اب بھی شدید غصے میں تھا۔ وہ غصے کا تیز بالکل نہیں تھا پر اب... اب اسے ناجانے کیا ہو گیا تھا۔ رہ رہ کر اسے فاروق سے بے انتہا نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ نگاہیں بظاہر لیپ ٹاپ پہ جمائے اسے بار بار ائرپورٹ والا اور ابھی کچھ دیر پہلے کا واقعہ یاد آ رہا تھا۔

دروازے کے دستک سے اسکے خیالوں کا تسلسل ٹوٹ گیا۔

"کم ان" اور تبھی صورت مجتبی کے آفس میں انٹر ہو گئی۔ صورت پہ نظر پڑتے ہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجتبی مشتعل ہو گیا۔

"کیا لینے آئی ہیں آپ؟"لہجہ اس قدر غضبناک تھا کہ صورت خوف اور بے یقینی سے مجتبی کو دیکھنے لگی۔

"جواب دیں"

"سر آفس سے.. آفس سے آنے کے بعد فر.. فری ہوں۔ فض.... فضا کے کام نبٹ... نبٹانے کے بعد میں نے پیلس کے آفس کا... کام نہیں نبٹایا"وہ منمنائی۔

"تو؟کیا؟"مجتبی دھاڑا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سر مجھ.. مجھے میم نے بھیجا کہ... آپ... آپ سے ضروری پیپرز لیکر فائل میں پن اپ کر دوں"صورت خوف سے بے ربط انداز میں بول رہی تھی جس سے مجتبی مزید غصے میں آگیا۔

"پورا دن کام کرنے کے بعد بھی آپ فارغ بیٹھ نہیں سکتیں تو خدارا چھٹی لے کر کہیں چلی جائیں میرا دماغ مت کھپائیں"مجتبی فاروق کا سارا غصہ صورت پہ انڈیل رہا تھا۔ صورت ڈبڈباتی آنکھوں سے مجتبی کو دیکھتی رہی پھر خاموشی سے نکل کر جانا چاہا تبھی

اسے آفس کے دروازے پر ایک بڑے عمر کا آدمی کھڑا نظر آیا جو نا جانے کب سے کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ڈریسنگ اور پرسنالٹی سے اسے یہ جاننے میں دقت نہیں ہوئی کہ وہ مسٹر نبیل ہیں۔وہ اسکی تصویریں بھی دیکھ چکی تھیں۔انہیں یوں سامنے دیکھتے ہی صورت کو اپنے بابا جان کی یاد آئی اور بے اختیار اسکے آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو موتی کی طرح گرنے لگے۔خفت اور سبکی سے وہ وہاں سے نکل کر چلی گئی۔نبیل کو دیکھتے ہی مجتبی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ڈیڈ آپ؟میرے آفس میں؟"

"کیوں؟اب مجھے بھی ڈانٹ پلا کر غصے سے باہر نکالنا ہے؟"نبیل کا اشارہ سمجھ کر مجتبی گڑبڑا گیا۔

"نہیں نہیں ڈیڈ آپکو کیوں؟پلیز بیٹھ جائیں!"نبیل پاس پڑے آرم چیئر پر بیٹھ گیا۔ مجتبی نے جلدی سے انٹر کام سے دو مگ کافی منگوایا۔پھر اپنے ڈیڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ڈیڈ آپ کچھ پریشان دکھ رہے ہیں"مجتبی کو تشویش ہو رہی تھی۔

"پریشان اور ٹینشن میں تو تم دکھ رہے ہو، یہ کیا طریقہ ہے ایک لڑکی سے بات کرنے کا؟" انہوں نے اسے سرزنش کی۔

"ڈیڈ اس فاروق کی وجہ سے میرا دماغ خراب ہو رہا ہے، وہ ہوتا کون....."

"اس نے صرف نام پوچھا! اور تم اس قدر غصے سے لال پیلے ہو گئے۔ لیکن ابھی تم نے کیا کیا ہاں؟ اسے لعنت ملامت کر کے گئے کہ عورتوں کی عزت کرنا سیکھ لے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہاں ماشاءاللہ تم نے کسی لڑکی کی بہت عزت افزائی کی۔ کیوں؟" نبیل اس معصوم لڑکی کے بہتے آنسو نہیں بھولا تھا۔

"ڈیڈ آپ یہ کیوں نہیں...." مجتبیٰ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کریم ناک کر کے آگیا۔ دونوں نفوس کے سامنے مگ رکھ کر جانا چاہا تبھی نبیل اس سے مخاطب ہوا۔

"کریم، نہ سلام نہ دعا؟ خیریت سے تو ہو؟"

"معاف کرنا صاحب۔ خیال نہیں رہا"

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

"اللہ پاک کا کرم ہے پر میری بیوی...."

"کیا ہوا انہیں؟"

"ٹی بی کی مریضہ ہے صاحب!" یہ کہہ کر کریم نے بمشکل اپنے آنسو روک لیئے۔

"تو انہیں چھوڑ کر یہاں کیا کر رہے ہو؟ گاوں جاو انہیں یہاں لا کر انکا علاج کرواو۔ پیسوں کی فکر مت کرنا۔ میں ہوں نا!" مالک اور ملازم کے بیچ یہ بات چیت دیکھ کر مجتبیٰ کو بے اختیار اپنا روڈ نیس یاد آ گیا۔ یہ دوسری دفعہ تھا اس نے صورت کو بری طرح جھڑکا تھا۔ اسے بہت پچھتاوا ہو رہا تھا۔ یہ اسے کیا ہو گیا تھا؟ کیوں ہو گیا تھا؟ وہ کتنا شانت، کتنا مہذب بندہ تھا اور اب یہ بات بات پہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑنا، بات بے بات پر بری طرح ڈانٹنا۔

"صاحب بہت بہت شکریہ۔ میں کل صبح ہی اسے لینے جاونگا"

"یہ پیسے رکھ لو" اپنے قیمتی والٹ سے نبیل حیات نے کئی نیلی نوٹ نکال کر اسے تھمائے اور وہ مشکور ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

"ہاں بولو بیٹا۔ تم کچھ کہہ رہے تھے" نبیل نے کافی کا ایک گھونٹ لیکر پوچھا۔

"کچھ نہیں ڈیڈ" اب وہ کھویا کھویا سا لگ رہا تھا۔ نبیل ایک دم سے ہنس پڑا۔ مجتبیٰ بری

طرح چونک کر اپنے ڈیڈ کو ہنستے ہوئے دیکھتا رہا۔

"مجھے تو تمھارے ہر رویئے سے جیلسی دکھائی دے رہی ہے" مجتبیٰ یہ سن کر تقریبا اچھل پڑا۔

"ڈیڈ؟؟؟" وہ بے یقینی سے بولا۔

"ہاں نا۔ فاروق کی ایسی کی تیسی کرنا۔ پھر اس معصوم لڑکی سے بری طرح پیش آنا اور اب پچھتانا۔ یہ سب ایک ہی چیز کی طرف اشارہ کرتی ہے" اور مجتبیٰ چاہ کر بھی اس 'چیز' کا نہیں پوچھ سکا۔

"وہ چیز 'محبت' ہے۔ تمھیں اس لڑکی سے محبت ہونے لگی ہے"

"نو ڈیڈ نیور۔ ایسا نہیں ہو سکتا"

"کیوں نہیں ہو سکتا؟ دل نہیں ہے تیرے پاس؟"

"ہے"

"فیلینگز؟"

"ہے"

"تو؟"

"تو؟"

"تو یہ کہ وہ ہمارے آفس میں کام کرتی ہے۔ معمولی لڑکی ہے؟اس لیئے نہیں ہو سکتا؟ ہونہہ ؟"

"نہیں ڈیڈ میری سوچ ایسی چیپ نہیں ہے" مجتبی بے ساختہ کہہ گیا تو نبیل ہولے سے مسکرائے۔

"یہی تم سے سننا تھا۔ تمھارے انکار میں بھی اقرار چھپا ہے۔اور ایک زمانے میں ہم نے بھی محبت کی ہے مائی سن! تمھاری آنکھوں میں مجھے وہ سب کچھ دکھ رہا ہے" یہ کہہ کر خالی مگ وہاں چھوڑ کر وہ چلے گئے اور مجتبی.....! وہ اب بھی شش و پنج میں تھا۔ پہلے ان فیلینگز سے اسکا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ وہ انکار اور اقرار کے بیچ میں بری طرح پھنس گیا تھا۔

---------------☆---------------

"ایسے کیسے چھٹی لیکر چلی گئی ہے؟" شائستہ میم کا موڈ صورت کی چھٹی کا سن کر ہی بگڑ

گیا۔

"میم وہ تو مجتبی سر کو ہی معلوم ہو گا"

"مطلب؟"

"کیونکہ مجتبی سر نے ہی اسے چھٹی دی ہے"

"واٹ نان سینس؟ اتنے کام پڑے ہیں اور یہ مجتبی کو کیا سوجی اسے چھٹی دینے....." جملہ بنا مکمل کیئے ہی شائستہ میم کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ کل رات ہی کی تو بات تھی۔ مجتبی صورت کو لیکر کس طرح فاروق سے الجھ پڑا تھا۔ کہیں یہ وجہ تو نہیں تھی اسے چھٹی دینے کی۔

"اچھا تم جاو" یہ سن کر مہرین وہاں سے چلی گئی۔ شائستہ میم نے بنا دیر کیئے مجتبی کا نمبر ملایا۔

"ہیلو السلام علیکم"

"وعلیکم السلام بیٹا، کہاں ہو؟" حالانکہ شائستہ کو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ مجتبی اپنے ڈیڈ کے ساتھ ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے گیا ہے۔

"ڈیڈ کے ساتھ ہوں آفس میں، میٹنگ اب کچھ ہی دیر میں شروع ہو گی۔ کیوں خیریت؟"

"صورت کو تم نے کیوں اور کتنے دنوں کی چھٹی دی ہے؟"

"مس صورت کو چھٹی؟" مجتبیٰ کو اچھنبا ہوا۔ اسکی حیرت کو محسوس کر کے شائستہ بھی الجھن میں پڑ گئی۔

"ہاں نا! ابھی مہرین نے آکر یہ خبر دی" یہ سن کر مجتبیٰ کچھ پل کے لیئے خاموش ہو گیا۔ ذہن پہ زور دینے پر یاد آیا کہ کل غصے میں آکر اس نے اسے چھٹی کرنے کو کہا تھا۔

"ہاں! ہاں مام میں نے ہی انہیں چھٹی کرنے کو کہا"

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہاں کتنے کام پڑے ہیں؟ فضا کی طبیعت ناساز ہے وہ بھی چھٹی لیکر آج اپنے گھر چلی گئی اب ان دو امپلائز کا کام کون سنبھالے گا؟" شائستہ نے بہت اچھے سے مجتبیٰ کو ڈپٹ دیا۔

"ڈونٹ وری مام۔ دو دن میں آجائیں گی" حالانکہ مجتبیٰ کو خود پتہ نہیں تھا کہ وہ کتنے

دنوں بعد آئے گی اور اسکا گھر بھی یہاں نہیں بلکہ لاہور میں تھا۔ کیا وہ لاہور گئی ہے؟

"اوکے تم میٹنگ اٹینڈ کرو۔ اللہ حافظ" شائستہ نے فون رکھ دیا۔ مجتبی کو ایک نئی فکر لاحق ہو گئی اور میٹنگ کے دوران بھی اسکا ذہن منتشر رہا۔

---------------☆---------------

فضا کے ساتھ اسکے گھر آ کے صورت بہت خوش ہوئی۔ ماں اور ایک چھوٹا بھائی، یہی فضا کی مختصر سی فیملی تھی۔ غریب گھرانہ تھا۔ فضا کی ماں تو صورت کی فین ہو گئی۔ اس قدر حسین اور معصوم، چال ڈھال اور رکھ رکھاؤ میں اتنی شائستگی۔ انہوں نے تو صورت کو رنگے ہاتھوں آلیا اور خوب گپ شپ کرنے لگی۔ فضا انہیں گپ شپ کرتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ فضا کی ماں خاصی باتونی عورت تھیں۔ ملتے ہی سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تو صورت نے اپنے گھر کے حالات انہیں بتائے کہ کیسے باباجان کے ایکسیڈنٹ اور پیروں سے معذور ہونے کے بعد رشتے داروں نے ان سے منہ موڑ لیا۔ صرف بوا یعنی انکے باباجان کی منہ بولی بہن نے ہر سرد گرم میں انکا ساتھ دیا اور وہ انہیں کے ساتھ رہتی ہیں۔ باباجان کو ایک بہن کی ضرورت تھی جو اسکی بن ماں کی بیٹی اور اس گھر کو سنبھال سکے اور بوا کو ایک چھت اور سائبان کی ضرورت

تھی۔ صورت کی درد بھری باتیں سن کر فضا کی ماں رو پڑیں کیونکہ وہ بھی حالات کی ستائی ہوئی ایک بیوہ خاتون تھیں۔ فضا نے آکر دیکھا کہ ماحول کافی غم ناک ہے تو اپنی ماں سے الجھ پڑی۔

"آپکو بھی رونے دھونے سے کام ہے ماں۔ گھر آئی مہمان کو بھی آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔ یہ بے چاری دو دن کی چھٹیاں منانے ہمارے گھر تشریف لائی ہیں"

"بیٹا بس اپنے اپنے دکھ ہیں۔ دیکھ کتنی بھولی سی بچی ہے اور سینے میں کتنے غم لیئے پھرتی ہے" آنسو پونچھتے ہوئے وہ گویا ہوئیں۔

"اوران غموں کو آپ نے ہی کریدا۔ کس قدر خوشی سے صورت کو یہاں لے آئی۔ وہاں انہوں (مجتبیٰ) نے بھی بے چاری کو خواہ مخواہ رلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی"

فضا کا پارا ایک دم سے چڑھ گیا۔

"کس نے صورت بچی کو رلایا وہاں؟"

"ہمارے چہیتے مجتبیٰ سر نے، اور کس نے؟" مجتبیٰ کا نام لیتے ہی فضا نے ایسا برا منہ بنایا کہ صورت روتے روتے بے اختیار ہنس پڑی۔

"ہائے مجتبی نے ؟؟ وہ تو کتنا نیک طبیعت اور صابر بچہ ہے" فضا کی ماں کے بات سے صورت کو اندازہ ہو گیا کہ انکی ماں مجتبی سے غالبا مل چکی ہیں۔

"جی ہاں ماں ! وہی نیک طبیعت اور صابر بچہ اب جھگڑالو اور فسادی بن گیا ہے"

"ہائے اللہ" سینے پہ ہاتھ مار کر فضا کی ماں بولی تو انکے اس رد عمل پر صورت اور ہنسنے لگی۔ اسے ہنستے دیکھ کر فضا بھی مسکرائی۔ اسے یہ دیکھ کر تسلی ہوئی کہ کل کے بہ نسبت صورت آج کافی خوش نظر آرہی تھی۔

---☆---

دو دن ہنسی خوشی گزارنے کے بعد وہ دونوں واپس پیلس آ گئیں۔ فضا کی طبیعت بھی کافی حد تک سنبھل چکی تھی اور اس نے پھر سے آفس جوائن کر لیا۔ صورت بھی پیلس والے آفس میں آ گئی۔ پہلے وہ شائستہ میم کے آفس گئی پر وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ چند دنوں کے لیئے کراچی کسی کام سے گئی ہوئیں ہیں۔ یہ سن کر وہ دوبارہ اپنے آفس میں آ گئی۔ بہت سارے کام تھے جو اسے نبٹانے تھے تو وہ لیپ ٹاپ کھولتے ہی کام میں لگ گئی۔

"اور آخر کار اتنے دنوں بعد تیرا دیدار نصیب ہوا" فاروق کی آواز سنتے ہی وہ اپنے جگہ سے تقریباً اچھل پڑی اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو بنا ناک کئے نا جانے کب سے وہاں کھڑا اسے گھور رہا تھا اور اسے خبر تک نہیں ہوئی۔

"بیٹھنے کو نہیں کہو گی؟" بنا جواب سنے وہ سامنے والے چیئر پہ پھیل کر بیٹھ گیا۔ اسکی آنکھوں میں اس وقت شیطانی چمک تھی۔ صورت کو حیرت کی جگہ اب خوف نے آلیا۔

"تمھارا سندر سا نام جان سکتا ہوں؟" بڑی بے باکی سے وہ مخاطب تھا۔

"صورت" حتی الامکان اس نے خود کو نارمل شو کیا۔

"اف اس قدر حسین نام۔ بلاشبہ تم بچپن میں بھی اس قدر خوبصورت ہو گی جو تمھارے پیرنٹس نے تمھارا یہ نام رکھا" وہ سر تا پا اسے گھور رہا تھا۔ صورت بنا کچھ کہے لیپ ٹاپ پہ خود کو مصروف رکھنے کی سعی کرنے لگی۔ دفعتاً فاروق نے اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو صورت اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔ اسکا یہ ردعمل دیکھ کر فاروق نے فلک شگاف قہقہہ لگایا۔

"ارے بابا انٹر کام سے کسی کو کچھ لانے کی اطلاع تو کرنے دو۔ خود کتنی بے مروت ہو ایک بار چائے کا بھی نہیں پوچھا" یہ کہہ کر وہ انٹر کام کی طرف متوجہ ہوا۔

"ایک مگ کافی اور......"جملہ ادھورا چھوڑ کر وہ صورت کو پھر سے ننگی نظروں سے گھورنے لگا۔

"ایک مگ کافی اور میرے کمرے سے میرے مخصوص بوتل سے ڈرنک لاو"صورت یہ سنتے ہی ہڑ بڑا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اسے دیکھ کر فاروق بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا ڈارلنگ؟ تمھیں بھی ایک گلاس....."

"شٹ اپ۔ جسٹ شٹ اپ"صورت بری طرح چیخ پڑی پر سامنے والے پر جیسے کچھ اثر ہی نہیں ہوا۔ وہ ڈھیٹ بنا اسے دیکھتا رہا پھر گویا ہوا۔

"کیوں چیخ رہی ہو؟ کیا میرے ساتھ ڈرنک لینے میں پرابلم ہے؟"وہ اسکی بڑی بڑی آنکھوں میں بڑی بے ادبی سے جھانک رہا تھا۔

"نکل جائیں یہاں سے ورنہ..."

"ورنہ آپ پولیس کو بلوائینگی؟"اس نے بڑی معصومیت سے پوچھا پھر بے باکی سے ہنسنا شروع کیا۔ تبھی کسی نے برق رفتاری سے اسکا رخ پیچھے موڑا اور....

تڑاخ۔۔!!!!کی آواز چاروں طرف گونج گئی ایسی قوت سے اسکے گال پہ تھپڑ لگا کہ اسے اپنے آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے نظر آئے۔ تبھی اسے مجتبی کا غضبناک چہرہ دکھائی دیا تو وہ گڑبڑا کر ہوش میں آیا۔ یہ منظر دیکھ کر صورت کا جیسے خون خشک ہو گیا۔ وہ تھر تھر کانپنے لگی۔

"یہ؟ یہ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت کیسے کی؟"فاروق نے شدید غصے میں کہا۔

"اور تمھاری جرات کیسے ہوئی مس صورت کے آفس میں آکے یہ بے شرمی دکھانے کی؟"مجتبی دھاڑا۔

"تم اس دو کوڑی کی لڑکی کو لیکر اس قدر ایموشنل ہو رہے ہو؟اس سڑک چھاپ لڑکی کے لیئے؟ یہ تو میرے پاوں کے دھول کی بھی... ."جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی اسکے دوسرے گال پہ تھپڑ پڑ گیا اور اس دفعہ تھپڑ مارنے والا کوئی اور نہیں، خود صورت ہی تھی۔فاروق ایک دم سناٹے میں آگیا وہ ہونقوں کی طرح صورت کو تکنے لگا۔ مجتبی کی حالت بھی بیشتر ایسی ہی تھی۔

"کیا فرما رہے تھے آپ؟ سڑک چھاپ لڑکی؟ میں حوا کی بیٹی ہوں۔ حلال کمائی کے لیئے گھر سے نکلی ہوں۔ جس نے اپنی عزت اس رب کے حوالے کی ہے جو میری مجبوری اور آپکی بدنیتی سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ آپ جیسے شیطان صفت لوگوں کے ہر ارادے سے واقف ہیں۔ اور دو کوڑی کا کہہ کر آپ کس طرف اشارہ کر رہے ہیں؟ یہی کہ میں یہاں ایک طرح سے ملازمہ ہوں؟ ہاں میں یہاں ملازمہ ہوں اور مجھے اپنے کام اور پہچان پہ فخر ہے۔ کم از کم آپ جیسا انسان نہیں جو انسانیت کے نام پر ہی دھبہ ہے۔ ذرا سا پیسہ ہاتھ نہیں آیا کہ ہر حلال حرام چیز کو اپنی ملکیت سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ہاں ایک بات اور.....! آپ میری ذات اور میرے فخر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے سمجھے آپ۔ میں آپکے پیروں کے دھول کی برابر نہیں تو صحیح فرمایا کیونکہ آپکے پیر جہاں جہاں پڑینگے وہ دھول ناپاک ہو کے آپکو بد دعا دیتی ہو گی مسٹر فاروق!" یہ کہہ کر صورت غصے سے ہانپتی ہوئی لیپ ٹاپ اور ہینڈ بیگ اٹھا کر آفس سے پاوں پٹختی ہوئی نکل گئی۔ فاروق اب بھی دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے چپ چاپ کھڑا تھا۔

"لگتا ہے اچھا خاصا سبق مل گیا تمھیں۔ اس روز بھی کہہ رہا تھا کہ خدارا عورتوں کی عزت کرنا سیکھ لو مگر تجھ جیسا بے شرم انسان کب سمجھے گا۔ لاتوں کے بھوت باتوں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے نہیں مانتے۔اب آئندہ سے دھیان رہے ورنہ ایسے کرارا تھپڑ اور پڑینگے" یہ کہہ کر وہ فاروق کو وہاں چھوڑ کر اپنے کمرے میں آگیا۔اسکے کانوں میں اب بھی صورت کی باتیں گونج رہی تھی۔چپ چاپ، چھوئی موئی معصوم سی لڑکی اندر سے اتنی نڈر اور پر اعتماد ہو گی یہ تو اسے آج پتہ چلا تھا۔صورت کا یہ نیا روپ اسے بہت بھا گیا۔بے شک خوبصورت اور کم عمر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ کافی پر اعتماد اور مضبوط خیالات کی لڑکی تھی۔پھر اگلے کئی گھنٹوں تک وہ مجتبی کے ذہن سے محو نہیں ہوئی۔

-------------☆-------------

چند دن گزر گئے۔ان دنوں میں اسکا سامنا مجتبی سے ہوا اور نا ہی فاروق سے۔آج اتوار کا دن تھا۔وہ انا کے پاس بیٹھی اپنے بالوں میں تیل لگوا رہی تھی۔انا کے ہاتھوں کی نرم گرم مالش اسے بہت راحت دے رہی تھی۔پاس بیٹھی فضا اور مہرین ایک دوسرے سے باتوں میں لگے ہوئے تھے۔البتہ مہوش کچھ فاصلے پہ بیٹھی اپنے موبایل فون پر مصروف تھی۔

"سیلری ملی تم سب کو؟"انا لڑکیوں سے مخاطب ہوئی۔

"جی انا کل ہی میم شائستہ نے دی"

"اس بار تو صورت کی عیش ہے، ڈھیر ساری شاپنگ کریگی" فضا بولی۔

"صرف صورت ہی کیوں ؟ تجھے کیا سیلری نہیں ملی ؟" انا نے اپنے عینک کے اوپر سے جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو سیلری پوری ملی پر ہماری صورت کو سیلری کے علاوہ بھی اضافی پیسے ملے۔ ایک دن میری جگہ اس نے آفس جا کر کام جو سنبھالا"

"انا مجھے تو بہت الجھن ہو رہی تھی کہ اضافی پیسے کیسے لوں حالانکہ صرف ایک دن ہی تو فضا کی جگہ آفس گئی" صورت انا سے بولی۔

"شائستہ سبھی کی محنت کا پھل اسے دیتی ہے" انا بولی۔

"اور اب جبکہ تمہیں اچھی سیلری مل گئی ہے تو آدھا اپنے بابا جان والوں کے لیئے بھیجو اور آدھا اپنے لیئے شاپنگ کر لو" نیل پالش لگاتی مہرین بولی۔

"شاپنگ کیوں ؟ مجھے تو فی الحال کسی چیز کی ضرورت نہیں !"

"ضرورت پڑیگی میری جان ! اگلے سنڈے تک تو ضرورت پڑ ہی جائیگی" فضا چہک کے بولی۔

"وہ کیوں؟"سوالیہ نظروں سے وہ فضا کو دیکھنے لگی مگر جواب انا نے دیا۔

"بیٹا اگلے سنڈے کو نبیل صاحب اور شائستہ کی ویڈنگ انیورسری ہے"

"اور یہ انیورسری کسی بہت بڑے جشن سے کم نہیں ہوتی میری جان"انا کی بات کاٹ کر فضا بولی۔

"ظاہر سی بات ہے اسلام آباد کے ایک نامی گرامی بزنس مین کی ویڈنگ انیورسری ہے۔ہر بار یہ گرینڈ پارٹی دیکھنے لائق ہوتی ہے"

"ایسی چکا چوند،ایسا جشن اور ایسا جمگھٹا"

"تم پہلی بار اٹینڈ کرو گی تو دیکھتی رہ جاو گی"

"اور ایسے ویسے ڈریسز پہن کر ہم نہیں جاتے۔ہم پیلس کے خاص امپلائز ہیں ہمیں بھی ٹیپ ٹاپ ہونا ہوتا ہے"

"تم بھی ایسی ڈریس لینا کہ کسی کو گمان بھی نا ہو کہ تم آفس اسٹاف کا کوئی حصہ ہو"

"تم پر تو ہر خوبصورت ڈریس اور ہر رنگ جچے گا"۔فضا اور مہرین کی نان اسٹاپ بک بک شروع ہو چکی تھی۔انا دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھ اور سن رہی تھی لیکن

صورت.....! صورت کو نئی پریشانی نے آگھیر لیا۔پہلے تو بزنس ڈنر میں آفس سوٹ سے کام چل گیا مگر اس بار ڈریس وہ بھی عمدہ اور قیمتی پہننا ہو گا۔اور تو اور، اسے پچھلی بار کا واقعہ یاد آیا۔ٹرے سے ٹکرانا اور چھناکے کی آواز دور دور تک گونجنا، شائستہ میم کا لہجہ۔صورت نے سر تھام لیا۔

"اوفو یہ کیا؟" ہاتھوں پہ جیسے ہی چکناہٹ محسوس ہوئی تو فوراً اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیئے جو سر پہ لگی آئل کی وجہ سے ہوا تھا۔وہ اپنے چکنے ہاتھوں کو بلاوجہ دیکھنے لگی البتہ ذہن کہیں اور تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

-------------☆-------------

"پورے کراچی کو ہی اسلام آباد لیکر آگئی ہو" نبیل حیات کا اشارہ ڈھیر ساری شاپنگ بیگز کی طرف تھا جو شائستہ نے کراچی سے خریداری کی تھی۔

"آپکو تو پتہ ہے میں ہر بار انیورسری کے لیئے وہی سے شاپنگ کرتی ہوں" شائستہ شاپنگ بیگز اٹھا کر وارڈروب کی طرف بڑھ گئی۔

"اور میرے لیئے کچھ نہیں لیکر آئی؟"

"آپکے لیئے کیوں نہیں لیکر آونگی؟آپکے لیئے بھی وہیں سے سوٹ لیکر آئی ہوں۔اس بار اسلام آباد سے خریدے ہوئے سوٹس کے بجائے میرا خریدا ہوا سوٹ پہننگے آپ" شائستہ حاکمانہ لہجے میں بولی تو نبیل نے بھی سر خم کرتے ہوئے 'جی حضور' کہا تو شائستہ مسکرائی۔اسی بیچ مجتبی دروازہ ناک کر کے روم میں انٹر ہو گیا۔

"السلام علیکم"

"وعلیکم السلام،آو بیٹا" شائستہ بولی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" اب مجتبی بھی روم میں بکھرے ڈھیر ساری شاپنگ بیگز کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"ہونا کیا ہے؟انیورسری کے بہانے میرا جیب خرچ بٹور کر محترمہ کراچی سے شاپنگ کر کے حال ہی میں آئیں ہیں" نبیل مسکین سی صورت بنا کے بولا تو مجتبی کو جیسے موقع مل گیا۔

"اوہ ڈیڈ اتنا کچھ ہو گیا اور آپ ابھی مجھے بتا رہے ہیں جبکہ بہت دیر ہو چکی"

"کیا کریں بیٹا؟ جھوٹی تسلی اور امید خود کو دیتے رہے کہ شاید میرے ہی جیب خرچ

سے میرے لیئے شاپنگ کر کے آئیں مگر یہاں صورتحال کافی مختلف ہو گئی۔ ہر طرف قیمتی ڈریسز، میک اپ کٹس اور لیڈیز پرفیوم پڑے ہوئے ہیں" نبیل ان دیکھے آنسو پونچھنے لگے تو شائستہ خفگی سے اسے گھورنے لگی۔ یہ دیکھ کر مجتبی کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

"مام، مام ریلکس"

"تم باپ بیٹے تو کبھی نہیں سدھرنے والے" یہ کہہ کر شائستہ روم سے نکل گئی اور وہ دونوں باپ بیٹے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسنے لگے۔

"مام کتنی جلدی سیریس ہو جاتی ہیں"

"کیا کریں؟ نازک مزاج کی ہے۔ خیر تم کسی کام سے آئے ہو؟" مجتبی کے ہاتھ میں کار کی چابی دیکھ کر نبیل نے پوچھا۔

"یس ڈیڈ میں بھی تو مام کا بیٹا ہوں۔ اپنے لیئے شاپنگ کرنے جا رہا ہوں۔ آپ بھی آجائیں آپکے لیئے اپنے پسند کا سوٹ لونگا یا پھر بنواونگا"

"پر بیٹا اس بار تیری مام کراچی سے آل ریڈی سوٹ خرید کر لا چکی ہے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واو، چلو جیب خرچ کا کچھ تو فائدہ نکلا" یہ سن کر نبیل پھر سے ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔

"او کے ڈیڈ بعد میں ملتا ہوں۔اللہ حافظ "

"اللہ حافظ "

-------------☆-------------

اپنے بابا جان کو پیسے بھجوانے کے بعد وہ ان لڑکیوں کے ساتھ اسلام آباد کے مہنگے بازار میں آگئی جہاں بہت مہنگے مہنگے اور خوبصورت ڈریسز ملتی تھی یا آرڈر پر تیار کروادی جاتی تھی۔صورت انہیں بہت دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔اتنے مہنگے بازار آنے کا یہ اسکا پہلا اتفاق تھا۔پھر وہ ایک بہت بڑے مال میں آگئیں جہاں شہر کے امیر ترین لوگ آکے خریداری کرتے تھے۔

"فضا کہیں اور چلیں ؟میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ ایسے ڈریسز افورڈ کر سکوں "

صورت سرگوشی میں فضا سے مخاطب ہوئی۔

"کہا تھا ناکہ اتنا پیسہ فی الحال اپنے بابا جان کو مت بھیجو۔پہلے اپنے لیئے خریداری کرو پھر جب پیسے بچ گئے تب بھیجنا یا اگلے مہینے تیرا دل جتنا کہتا اتنا بھیجتی۔اب انیورسری میں

سستی ڈریس پہن کے جانے سے تو رہی۔روم میں بیٹھ کر مکھیاں مارو گی؟"فضا نے قدرے تفصیل سے صورت کو ڈانٹ ڈپٹ دیا تو وہ بے چاری خاموش ہو گئی تبھی اسکی نظر ایک ڈریس پہ پڑی تو صورت دلچسپی سے اس ڈریس کو دیکھنے لگی۔ایسا سندر، قیمتی اور نفیس گاون ڈریس صورت نے اپنی زندگی میں کہیں نہیں دیکھا تھا۔لائٹ گرے کلر کے کپڑے پر ڈارک گرے کا ایسا نفیس کام تھا جسے صورت نے دیکھتے ہی جان لیا کہ کافی مہنگی ڈریس ہو گی۔ سیلز مین اسکی دلچسپی دیکھ کر اس سے کاروباری انداز میں مخاطب ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com

"بہت ہی سندر گاون ہے۔آپ پر بہت جچے گا میم۔قیمت صرف تیس ہزار روپے"

قیمت کا سنتے ہی صورت نے معذرت کر لیا تبھی اسکی نظر اپنے عقب میں کھڑے فضا پر پڑی جو نا جانے کب سے کھڑی تھی۔باقی لڑکیاں غالباً کہیں اور چلی گئیں تھیں۔

"یہ ڈریس تمھارے متناسب سراپے پر کتنا جچے گا پر تم تو..."

"رہنے دو نا فضا۔کتنا مہنگا ہے۔مجھے بھی اتنا خاص پسند نہیں آیا"

"سفید جھوٹ! یہ تم خود کو بہلا رہی ہو یا مجھے؟"فضا اسے خفگی سے گھورنے لگی۔

"چلو نا اب۔ کوئی اور ڈریس دیکھ لیتے ہیں" حالانکہ اس ڈریس پر صورت کا دل بری طرح آگیا تھا۔ پر بچپن سے لیکر اب تک اس نے اپنے ہر محرومی پر سمجھوتا کر لیا تھا۔

"اب اگر وہ پیسے تیرے پاس ہوتے تو یہ ڈریس لینے سے پہلے اس قدر نہیں ہچکچاتی۔ ان پیسوں سے کم از کم تھوڑا کام چل جاتا" چلتے چلتے وہ دونوں باتیں کر رہے تھے مگر پاس کھڑے مجتبی پر انکی نظریں نہیں پڑی۔ وہ نا جانے وہاں کب سے کھڑا ان دونوں کی بحث سن رہا تھا۔ وہ صورت کی آنکھوں میں اس ڈریس کے لیئے پسندیدگی دیکھ چکا تھا۔ انکے مال سے نکلتے ہی مجتبی اس ڈریس کو دیکھنے وہاں آگیا۔ بلاشبہ بہت ہی خوبصورت ڈریس تھا۔ سیلز مین اسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ ایسی مشہور شخصیت کو یہاں اسلام آباد میں بھلا کون نہیں جانتا تھا۔

"السلام علیکم سر کیسے ہیں آپ؟"

"وعلیکم السلام۔" مجتبی سرسری سا جواب دے کر ڈریس کا پوچھنے لگا۔ ڈریس کی قیمت کا سن کر اسے بہت افسوس ہوا۔ کچھ لوگوں کے لیئے تیس ہزار روپے بہت بڑی بات ہوا کرتی ہے اور کچھ کے لیئے یہ تیس ہزار کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ اس نے وہ ڈریس فورا خرید کر اچھے سے پیک کروا دیا۔ اسکے ہونٹوں پر اس وقت ایک دلکش مسکراہٹ

تھی۔

-----------☆-----------

فضا کا موڈ بری طرح آف تھا۔اسکے ذہن سے وہ ڈریس اب بھی محو نہیں ہوا تھا۔

"میں وہ ڈریس نہیں لے پائی تو کیا ہوا؟تم تو وہ خرید لیتی"

"تیری طرح میں دراز قد نہیں ہوں۔میری ہائیٹ چھوٹی اور جسم دبلی پتلی ہے"

"پھر میں کونسی موٹی ہوں"

"فٹ ہو۔تیرا فگر تو بہت اچھا ہے"

"پر یہ دونوں ڈریسز بھی اچھے ہیں۔تم دونوں پر کافی اچھے لگیں گے"اب کی بار انا بول پڑی۔

"مگر انا آپ وہ ڈریس دیکھتیں تو کہتیں کاش یہ ڈریس میں اپنی جوانی میں دیکھتی تو پہن کر لوگوں کے دلوں پر بجلیاں گراتی"فضا کی شوخی شروع ہو گئی۔اسکا موڈ پہلے کے بہ نسبت اب سہی ہو گیا۔

"چل ہٹ شریر کہیں کی"انا نے جو فضا کو آنکھیں دکھائیں وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interview

گئی۔صورت یہ دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

-----------☆-----------

ہاتھ میں شاپنگ بیگ لیئے وہ بنگلے میں آگیا۔وہ یہاں بہت ہی کم آتا تھا وہ بھی صرف انا سے ملنے۔اور ہر بار کی طرح اس بار بھی انا مجتبی کو دیکھ کر بہت خوش ہو گئی۔

"ارے میرا بیٹا آگیا۔آو آو"

"السلام علیکم انا۔بیٹھیں آپ پلیز" مجتبی نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی عقیدت سے چوم لی اور انہیں بٹھا کر خود پاس والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیسا ہے میرا بیٹا؟"

"الحمداللہ۔اور میری انا جانی کیسی ہیں؟"

"ایک دم بھلی چنگی۔ایسے ہی آیا کر بیٹا۔دل کو بڑی خوشی ملتی ہے" انا کافی خوش نظر آرہی تھی۔

"کیا کروں انا آپ تو جانتی ہیں کتنا مصروف ہوتا ہوں"

"ہاں یہ بات بھی تیری صحیح ہے۔تو بیٹھ تیرے لیئے اپنی ہاتھوں کی بنی کافی لیکر آتی

ہوں"

"نونوانا میں ابھی ابھی پی کر آیا ہوں۔ ویسے یہ لڑکیاں نظر نہیں آ رہی۔ ابھی انہیں باہر جاتے دیکھا۔ کہاں جا رہی ہیں؟"

"وہی شاپنگ کرنے اور کیا" انا کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

"پر ڈرائیور انہیں دو دن پہلے بھی لے گیا تھا نا؟"

"انکی شاپنگ ایک ہی دن میں ختم تھوڑی ہو گی" مجتبی یہ سن کر مسکرایا۔

"اور تیرے یہ ہاتھ میں کیا ہے بیٹا؟" انا دلچسپی سے شاپنگ بیگ کی طرف دیکھ رہی تھی تو مجتبی نے مسکراتے ہوئے شاپنگ بیگ سے ایک پیکٹ نکال کر انا کو تھما دیا۔

"یہ آپکے لیئے میں نے بہت خوبصورت سا سوٹ لیا ہے"

"ہائے میرا بیٹا۔ شکر ہے تو نے تو یاد کیا اپنی بوڑھی انا کو۔ ان لڑکیوں کو تو میرا کوئی خیال نہیں" انا کی گوسپس شروع ہو چکی تھی۔ وہ کبھی فضا، کبھی مہرین تو کبھی مہوش کی برائیاں گنواتی رہی مگر ساتھ ہی ساتھ صورت کی تعریفیں کر کے نہیں تھک رہی تھیں۔ مجتبی بھی دلچسپی سے انہیں سنتا رہا۔ جب جب انا صورت کا ذکر لیئے بیٹھتیں

تب تب مجتبی کا دل ایک انوکھے انداز سے دھڑک اٹھتا۔ باتیں کرتے کرتے اچانک مجتبی کے فون پر رنگ بجی۔ اسکرین پر نبیل حیات کا نام جگمگا رہا تھا۔

"ڈیڈ کی کال ہے"

"تو اٹھا لے، کوئی کام ہو گا"

"وہ پیلس میں ہی ہیں۔ انہیں بتا کر یہاں آیا ہوں" کچھ سیکنڈز خاموش رہنے کے بعد وہ انا سے گویا ہوا۔

"انا آپ سے ایک کام ہے"

"جی بیٹا بولو"

"آپ بتا سکتی ہیں مس صورت کا کمرہ کونسا ہے؟" تھوڑے تذبذب کے بعد اس نے پوچھ لیا۔

"اوپر کوریڈور سے گزرتے ہی تیسرا والا کمرہ" انا نے مسکراتے ہوئے بنا کوئی سوال کئے اسکی بات کا جواب دیا۔

"دراصل وہ...."

"صورت کے لیئے کوئی تحفہ لائے ہو؟" اسکی بات کاٹ کر انا نے پوچھا۔

"جی انا۔ انہیں ایک ڈریس بہت پسند آئی پر وہ خرید نہیں پائی"

"اوہ اچھا وہ گرے والا گاون ڈریس؟" انا نے اشتیاق سے پوچھا۔

"آپ کو کیسے معلوم؟" مجتبیٰ کو اچھنبا ہوا۔

"اس دن بازار سے لوٹنے کے بعد وہ بہت گم صم دکھ رہی تھی تب فضا نے مجھے ساری بات بتائی۔ لیکن تجھے کیسے معلوم پڑ گیا؟"

"دراصل میں وہی تھا۔ پر ان دونوں کی نظر مجھ پر نہیں پڑی"

"اچھا کیا بیٹا جو یہ ڈریس لیا۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہو گی"

"میں جا کر خود یہ ڈریس انکے روم میں رکھ کر آتا ہوں۔ پر پلیز آپ انہیں مت بتائیے گا کہ یہ میں نے خریدی ہے" مجتبیٰ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں بیٹا؟"

"پتہ نہیں وہ کیا سمجھینگی۔ پارٹی میں وہ یہ پہن تو لیں۔ اسکے بعد اگر انہیں معلوم پڑ گیا تو میں خود سیچویشن ہینڈل کر لونگا" یہ کہہ کر وہ اسٹئیرز کے اسٹیپس چڑھنے لگا اور انا وہی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹھی مسکرا اٹھی۔اپنے عمر کا آدھا حصہ تو انہوں نے گزار لیا تھا۔ مجتبی کی آنکھوں میں جلتے دیے انہوں نے بہت اچھے سے دیکھ لیئے تھے۔انا کے علاوہ آج تک مجتبی کسی فرد، ملازم یا ورکر سے اتنا فرینک نہیں ہوا تھا وہ تو انا کو اپنی فیملی مانتا تھا۔وہ صرف انا کے لیئے تحفے تحائف لاتا تھا انہی کی خوشی دیکھتا تھا مگر آج....! آج انا نے بہت اچھے سے محسوس کیا کہ مجتبی صورت کو بہت اہمیت دیتا ہے۔اسکے دل میں صورت کے لیئے ایک خاص جگہ موجود ہے۔

یہاں صورت کے روم میں انٹر ہوتے ہی مجتبی کو بھینی بھینی خوشبو آئی۔روم میں لیڈیز پرفیوم کی بہت اچھی خوشبو مہک رہی تھی۔غالبا کچھ دیر پہلے اس نے خود پر پرفیوم چھڑکا یا تھا۔مجتبی نے وہ شاپنگ بیگ بیڈ پر رکھ لیا اور روم سے نکلنا چاہا تب ہی اسکی نظر پاس والی رائٹنگ ٹیبل پر ایک فریم پر پڑی۔اسکے والد کے عمر کا ایک آدمی ویل چیئر پر بیٹھا تھا اور اسکے پاس زمین پر اپنے گھٹنوں پر بیٹھی صورت نے اپنا سر اس آدمی کے گود پر رکھ لیا تھا۔اسکی مسکراہٹ زندگی سے بھرپور دکھ رہی تھی۔وہ آدمی یقینا اسکے بابا جان تھے جنہیں صورت خود سے زیادہ محبت کرتی تھی۔جو اپنے خواہشات کا گلا گھونٹ کر اپنے بابا جان کی خوشی، آرام اور صحت چاہتی تھی۔

"مس صورت! میں آپ کے لیئے اپنے دل میں ایک خاص جگہ محسوس کرتا ہوں۔ پر اب تک میں اس رشتے کو کوئی نام نہیں دے پایا ہوں۔ آپ بہت الگ ہیں۔ سب سے الگ سب سے جدا۔ یقیناً آپ اپنے بابا جان کی بہت پیاری اور فرمانبردار بیٹی ہونگی۔ اپنے بابا جان کی شہزادی ہونگی اور میرے دل میں آپ ...." کہتے کہتے وہ رک گیا۔ وہ اس سے آگے فی الحال کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ ناجانے دل کیسے ان خیالوں میں آگے گزر گیا۔ وہ جلدی سے کمرے سے نکل گیا۔

----------☆----------

بازار سے لوٹنے اور ڈنر کرنے کے بعد صورت جب اپنے کمرے میں آگئی تو بیڈ پر پڑے شاپنگ بیگ دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ پھر یہ سوچ کر آگے بڑھ گئی کہ غالباً کسی نے غلطی سے یہاں رکھا ہو۔ بیگ اٹھا کر باہر جانے کو تھی تبھی بیگ اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے گر گئی اور بیگ کے اندر رکھا پیکٹ باہر نکل گیا۔ صورت نے جھک کر پیکٹ اٹھانا چاہا تبھی پیکٹ پہ لگے کارڈ پر اسکی نظر پڑی۔

"یہ ڈریس آپ ہی کے لیئے بنا ہے۔ امید ہے اسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہونگی مس صورت" یہ پڑھ کر صورت حیرت میں مبتلا ہو گئی۔ پہلے تو وہ بت بنی ایسی ہی بیٹھی رہی

پھر پیکٹ اٹھا کر بیڈ پر آ گئی۔پیکٹ کھول کر جو دیکھا تو اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہی گاون جو اسے بے تحاشا پسند آیا مگر وہ اسے مجبوری کے تحت خرید نہیں پائی،اب اسکے ہاتھوں میں تھی۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟کس نے مجھے یہ مہنگی ڈریس گفٹ کی؟"اسکے ذہن میں بہت سے سوالات جنم لے رہے تھے۔تب ہی انا اسکے کمرے میں آ گئیں۔اسکے ہاتھ میں پیکٹ اور چہرے پہ الجھن دیکھ کر وہ زیر لب مسکرائیں۔

"کیا ہوا بیٹا؟سوئی نہیں اب تک؟"صورت کے پاس بیٹھ کر وہ بولیں۔

"انا یہ دیکھیں!"صورت اسے ڈریس دکھانے لگی۔انتہائی خوبصورت پارٹی گاون تھا۔ انا بڑے اشتیاق سے ڈریس کو الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگی۔

"انا یہ میرے کمرے میں کیسے آیا؟"

"مجھے کیا معلوم بیٹا پر کتنی خوبصورت ڈریس ہے اور آستینیں بھی فل ہیں"

"یہی وہ ڈریس ہے انا جو مجھے بہت پسند آئی"

"کیا پتہ فضا نے تجھے یہ ڈریس گفٹ کی ہو؟"

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے انا؟ یہ مہنگی ڈریس ہے اور آج وہ پورا دن میرے ساتھ تھی۔ میں نے تو اسے یہ ڈریس خریدتے نہیں دیکھا۔اب یہ اچانک میرے روم میں پڑا ہوا ہے مجھے تو اب بھی تعجب ہو رہا ہے"

"پگلی تو اسے جانتی نہیں کتنی شریر ہے۔ تجھ سے آنکھ بچا کے خرید لیا ہو گا اس نے پر تو ابھی اس سے بات مت کرنا۔بلکہ تم ایسے شو کرو جیسے تمھیں یہ ڈریس ملا ہی نہیں پھر پارٹی کی شام پہن کر اسے بری طرح چونکا دینا" یہ سننے کے باوجود بھی صورت کا ذہن اب بھی اس بات کو تسلیم کرنے کے لیئے تیار نہیں تھا کہ یہ ڈریس فضا نے لی ہے۔اسکا شک کسی اور طرف جا بھی نہیں رہا تھا کہ کسی اور نے یہ ڈریس گفٹ کی ہو کیونکہ یہ ڈریس صرف اس نے اور فضا نے ہی مال میں دیکھا تھا۔وہ شش و پنج میں پڑ گئی تھی۔

----------☆----------

اور وہ انیورسری کی شاندار سی شام بھی آن پہنچ گئی۔ایسا خوبصورت سماں تھا جیسے آسمان سے کہکشاں اترا ہو۔خوبصورت امیر ترین لوگوں کا جمگھٹا،زندگی سے بھرپور قہقہے اور دلفریب مہک چار سوں پھیلی ہوئی تھی۔

مسٹر اینڈ مسز نبیل آج بڑے اہتمام سے تیار ہوئے تھے۔شائستہ آج اپنی عمر سے

آدھی نظر آ رہی تھی تو نبیل بھی کم ہینڈ سم نہیں لگ رہا تھا۔بلاشبہ دونوں کی جوڑی بہت حسین دکھ رہی تھی۔پارٹی کی تیاری بھی دیکھنے کے قابل تھی پھر چاہے وہ سجاوٹ ہو یا کھانے پینے کے لوازمات۔اس بار پارٹی پیلس کے عظیم ترین ہال اور لان میں منعقد ہوئی تھی اور سب سے بڑی دلچسپ بات یہ تھی کہ اینورسری کیک اس بار باہر سے آرڈر پر بنوانے کے بجائے پیلس میں بیک ہو کے تیار ہو رہی تھی۔شائستہ نے اسلام آباد کے سب سے مشہور بیکرز کو پیلس بلوالیا تھا۔کیک کا منفرد ڈیزائن بھی شائستہ نے سجیسٹ کیا تھا اور وہ ان بیکرز سے اچھی خاصی مطمئن تھی۔

لوگوں کے ان جمگھٹے میں دو لوگ بے صبری سے صورت کا انتظار کر رہے تھے۔مجتبیٰ اور فضا!!!

جنہیں صورت اپنے انتظار میں بے چین کر رہی تھی۔صورت تو دانستہ طور پہ دیر کر رہی تھی تاکہ فضا کے جانے کے بعد ہی وہ تیار ہو کر پیلس جائے اور اسے چونکا دے۔لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ ایسا کر کے مجتبیٰ کو ایک خوشگوار حیرت سے دوچار کریگی۔

بہر حال پارٹی اپنے عروج پر تھی جب صورت وہاں آگئی اور دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے۔

جن لوگوں کے لیئے صورت انجان تھی وہ اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کچھ سرگوشیوں میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ یہ پری وش کون ہے اور پیلس والوں سے اسکا کیا رشتہ ہے؟ اسکے سڈول جسم اور متناسب قد پر یہ پارٹی گاون بہت سندر دکھ رہا تھا، پر ساتھ ہی وہ اس گاون کے ساتھ خوبصورت سا ہلکا سا دوپٹہ کندھوں پر لینا نہیں بھولی تھی۔ بالوں کو تھوڑا کرل کیئے اس نے کھلے چھوڑے تھے۔ میک اپ کے نام پر مسکارا اور ہلکی سی لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی۔ جیولری میں اس نے صرف ائیر ٹاپس اور بریسلٹ پہنا ہوا تھا۔ لیکن اس سادگی میں جو حسن تھا وہ سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ اور.....! جب اس پہ مجتبیٰ کی نظر پڑی تو وہ دیکھتا رہ گیا۔ اسے آج من ہی من یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوئی کہ یہی وہ لڑکی ہے جسے وہ اپنے خوابوں میں دیکھتا آیا ہے جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے۔ وہ لڑکی.. وہ لڑکی آج اسے مل گئی۔ اسکے خوابوں کی ملکہ۔ وہ آج دل و جان سے اس لڑکی پر قربان ہو گیا۔

صورت ڈرتے جھجھکتے آگے بڑھ گئی تو ایک خوش شکل اور خوش لباس عورت نے اسے روک لیا۔

"تم مناہل ہو نا؟"

"مناہل؟"صورت سوالیہ نظروں سے اس عورت کو دیکھنے لگی۔

"ہاں مناہل۔شائستہ کی بھانجی"اور صورت کے کچھ جواب دینے سے پہلے ہی شائستہ وہاں آگئی۔

"فرح اس سے ملو یہ صورت ہے۔میری سیکریٹری اور صورت یہ فرح عزیز ہیں۔ میری بہت اچھی سہیلی"

"اوہ!میں تو سمجھی شاید مناہل کینیڈا سے آگئی ہے۔بھلا کوئی اتنی حسین سیکریٹری بھی رکھتا ہے"فرح ہنستے ہوئے بولی۔

"نہیں فرح۔مناہل اور زارا نہیں آپائے۔مناہل اپنے ایگزام کی تیاری میں لگی ہوئی ہے اور زارا حرا آپی(شائستہ کی بڑی بہن اور زارا کی ساس)کی بیماری کی وجہ سے نہیں آ پائی"

"اوہ یعنی حرا آپی اب تک پیرالائزڈ ہیں؟افسوس ہو رہا ہے۔بے چاری کی عمر ہی کتنی ہیں اور یہ..."یہ سن کر شائستہ کا چہرہ تاریک ہوا۔اسے اپنے کانوں میں کسی کی درد

بھری آوازیں، فریادیں اور بددعائیں سنائی دینے لگیں پر اس نے جلدی سے سر جھٹک دیا۔ صورت ان دونوں کو بات کرتے دیکھ کر ایکسکیوز کر کے فضا کے پاس آگئی جو پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیوں؟ چونک گئے نا؟" صورت معروف ڈیٹرجنٹ کے ایڈ کی طرح بول کر کھلکھلا کے ہنس پڑی۔

"چل ہٹ (گالی)۔ یہ ڈریس لے لی اور مجھے کانوں کان خبر تک ہونے نہیں دی۔ اور میں جھلی ہر بات تم سے شیئر کرتی ہوں، ہر چیز دکھاتی ہوں" فضا کو صورت کا یوں اپنے ڈریس خریدنے کے متعلق بات چھپانا بہت ناگوار گزرا تھا۔

"اب بس بھی کرو ڈرامہ کوئین، ویسے بھی کیا ضرورت تھی اتنی مہنگی گفٹ مجھے خرید کر دینے کی"

"تم نے مجھے بے وقوف سمجھ کے رکھا ہے؟ ایک تو یہ ڈریس مجھ سے چھپ کر لی اور اب باتیں بنا رہی ہے محترمہ" فضا کا بس چلتا تو صورت کو کچا چبا جاتی پر وقت اور ماحول صحیح نہیں تھا۔ اس نے اسکے کندھے پر چپت مارنے پر اکتفا کر لیا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟"

"جو تو سن رہی ہے۔ویسے کب یہ ڈریس چھپ چھپا کے لے لی؟"

"فضا؟؟یعنی تم نے یہ ڈریس نہیں لی؟"اب کی بار صورت کی آواز جیسے کسی گہری کھائی سے آئی۔

"ارے میری اتنی اوقات کہاں؟جو تجھے اتنی مہنگی ڈریس گفٹ کروں۔تم اصل بات بتاو نا کیا بات ہے؟"

"وہ دراصل میرے روم..."مہرین کی پکار نے اسکی بات بیچ میں رہنے دی اور فضا بڑے لوگوں کی نقل کرکے 'ایکسکیوز می' کہہ کر وہاں سے ہٹ گئی۔صورت کو اب یہ ڈریس کانٹوں کی طرح چبھنے لگی۔وہ بہت پریشان ہو گئی کہ یہ ڈریس اسے کس نے تحفے میں دیا۔اسے یہ ڈریس تب پسند آیا تھا جب اسکے اور فضا کے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا پھر یہ کیسے؟سوچ سوچ کر اسکا دماغ ماوف ہو رہا تھا تب ہی مجتبیٰ اسکے قریب آ گیا۔

"السلام علیکم مس صورت!"صورت نے ایک دم سے پلٹ کر اسے دیکھا۔ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ بہت خوبرو دکھ رہا تھا۔لائٹ گرے شرٹ کے اوپر بلیک کوٹ اور

گرے پینٹ میں اسکی مردانہ وجاہت کافی شاندار دکھ رہی تھی۔اس پارٹی میں غالباان دونوں نے ہی گرے کلر پہنا ہوا تھا۔

"سر آپ؟؟ یہاں؟؟؟ کیسے ہیں؟"صورت کا ردعمل کافی احمقانہ تھا۔وہ بے چاری ڈریس کو لیکر ٹینس تھی۔

"جی ہاں میں!! کیوں میں اپنے پیرنٹس کے انیورسری میں موجود نہیں ہو سکتا؟" مجتبی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔اف یہ مسکراہٹ۔

"نہ..نہیں سر"صورت کیا بول رہی تھی یہ اسے بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔مجتبی کو اسکی حالت پر جیسے رحم سا آگیا۔

"آپ پر یہ گاون بہت اچھا لگ رہا ہے ماشاءاللہ۔شکریہ میرا دیا ہوا تحفہ پہننے کے لیئے" یہ سننے کی دیر تھی کہ صورت نے جھٹ سے اپنی گھنی پلکیں اٹھا کر مجتبی کو تعجب سے دیکھنے لگی۔

"آپ نے؟؟؟"

"جی میں نے۔کیوں آپکو پسند نہیں آیا؟"شرارت بھرے تاثرات سے اس نے

پوچھا۔

"سر اتنا مہنگا گفٹ؟ وہ بھی میرے لیئے؟"صورت کو کچھ برا لگا۔

"بس مجھے جو اچھا لگا میں نے وہی کیا"

"مجھے پہلے سے اگر یہ معلوم ہوتا یا کارڈ پہ آپ اپنا نام لکھتے تو میں ہر گز آپ سے یہ گفٹ نہیں لے لیتی"صورت اب سنجیدہ دکھ رہی تھی۔

"کیوں؟ کیا برائی ہے اس میں؟"

"اپنے باس سے اس طرح کے مہنگے گفٹ کی میں توقع نہیں کرتی اور نا ہی لیتی ہوں"

"صرف باس کیوں؟ ہم دوست بھی تو بن سکتے ہیں"

ہمارے معاشرے میں لڑکے لڑکی کی دوستی کو نہیں مانا جاتا سر"

"واقعی؟ یعنی جب کوئی لڑ کا لڑکی ساتھ دیکھ لیں تو کیا مانا جاتا ہے؟"

"یہی کہ دونوں بہن بھائی ہونگے یا..."آگے وہ چپ رہی۔

"یا؟"

"یا انہیں ایک دوسرے کا منگیتر سمجھا جاتا ہے" حتی المکان اس نے مناسب الفاظ استعمال کیئے۔

"ہم بہن بھائی تو خیر سے نہیں ہیں اس چیز کے لیئے میں اپنے رب کا جتنا شکر گزار رہوں اتنا کم ہے۔(صورت یہ سن کر آنکھیں مزید بڑی بڑی کر کے اسے دیکھنے لگی) دوست بھی آپ ماننے سے انکار کر رہی ہیں تو اگر..." مجتبی نے قصداً اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا تو صورت نے یک دم اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے صرف اپنا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔اس نے جلدی سے نظریں جھکا لی تو مجتبی نے کچھ کہنے کے لیئے اپنے لب وا کیئے تبھی نبیل کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرا گئی جو ایک لیئے سب کو اپنی اٹینشن دے رہا تھا۔

"لیڈیز اینڈ جینٹلمین۔یہاں آ کے ہمارے اینورسری پارٹی کو آپ سب نے چار چاند لگا دیئے۔اسکے لیئے میں آپ سب کا شکر گزار ہوں لہذا اب آپ لوگوں کو ہمارے پیلس سے رخصت ہونے کی پوری اجازت ہے" یہ شرارت دیکھ کر شائستہ نے نبیل کے کندھے پر چپت مار کر اسے خفگی سے گھورنے لگی تو پورے ہال میں قہقہوں کی گونج اٹھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے ڈارلنگ بات تو پوری ہونے دو۔آئی مین پیلس کے باہر لان میں کیک لگ چکا ہے آپ سب وہی تشریف لے جائیں تب تک ہم اپنی بیوی کے ساتھ چند گھڑی اکیلے میں گزاریں پھر کیک کاٹنے آجاتے ہیں۔ تھوڑاانتظار کرنے کی زحمت کیجیئے گا" مہمان ہنستے مسکراتے لان کی جانب بڑھنے لگے۔

" چلیں۔باہر چل کر باتیں کرتے ہیں " مجتبی نے صورت سے کہا۔

" سر آپ اپنے مہمانوں کے پاس جائیں ان سے ملیں۔میں مہرین والوں کے پاس جاتی ہوں "صورت نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ انہیں یوں بات چیت کرتے دیکھ کر لوگ باتیں بنائیں۔مجتبی بھی اسکی بات میں چھپا مفہوم سمجھ گیا اور بنا کچھ کہے مہمانوں کی طرف بڑھ گیا۔صورت بھی مہرین والوں کے پاس آگئی جہاں اس نے مہوش کی چبھتی نظریں نوٹ کر لی۔

"کہاں تھی تم ؟"مہرین کے پوچھنے پر جواب صورت کے بجائے مہوش نے دیا۔

"کیوں دیکھا نہیں تم نے ؟ تیر مار رہی تھی سامنے والے کے دل پر "لہجہ زہر خند تھا۔

"کیا کہہ رہی ہو مہوش ؟"حالانکہ وہ سمجھ گئی کہ وہ اس پر کیا طنز کر رہی ہے۔جس بات

کا ڈر تھا وہی ہوا۔

"اچھی طرح سمجھ رہی ہو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔ جاب کرنے آئی ہو یا ٹائم پاس کرنے وہ بھی مجتبیٰ سر جیسے باس کے ساتھ؟"

"پاگل تو نہیں ہو گئی تم مہوش؟" فضا جو پاس کھڑی سافٹ ڈرنک پی رہی تھی ایک دم سے اسے جھڑک دیا۔

"کونسا غلط کہہ دیا جو تم یوں پھٹ رہی ہو؟" مہوش کو اصل میں صورت کی خوبصورتی، قیمتی لباس اور مجتبیٰ کا اسکی طرف متوجہ ہونا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ جب پہلی بار وہ یہاں نوکری کرنے آئی تھی تو مجتبیٰ کی وجاہت سے بہت مرعوب ہوئی تھی مگر مجتبیٰ کے لیئے دیئے انداز سے اسکا دل بری طرح ٹوٹ گیا۔ اب وہ اس سب بات کا غصہ صورت پہ نکال رہی تھی جو چپ چاپ کھڑی مہوش کی زہریلی باتیں سن رہی تھی۔ وہ مصلحتاً خاموش تھی کہ کوئی ہنگامہ کھڑا نا ہو۔

"ادھر آؤ صورت، اس پاگل لڑکی کو چھوڑ دو۔ آئے دن منہ پھٹ اور بدلحاظ ہوتی جا رہی ہے" صورت کی کلائی پکڑے فضا اسے کچھ فاصلے پر لے آئی۔

"اس پاگل کی باتوں سے ہرٹ مت ہونا یہ ہمیشہ سے ایسی ہی ہے"

"اٹس او کے فضا" پھیکی سی مسکراہٹ لیئے وہ بولی۔

--------☆---------

ہنستے مسکراتے ہوئے مسٹر اینڈ مسز نبیل نے کیک کاٹ لیا اور فضا میں تالیوں کی گونج اٹھی۔ اسکے بعد کھانے کا دور چلا۔ کھانے میں پاکستانی کھانوں کے ساتھ ساتھ اٹالین اور چائینیز فوڈ بنے ہوئے تھے۔ میٹھے میں رس ملائی، آئس کریم، فروٹ ٹرائفل اور ہر طرح کے ڈیزرٹس تھے۔ ویٹرز کے بجائے سیلف سروِنگ تھی۔ ہر کوئی اپنی مرضی سے کھانا لے رہا تھا۔

"چلو کچھ کھالیں۔ کب سے سافٹ ڈرنکس لے لے کر میرا خون ہی کڑوا ہو گیا۔ اب تو لگتا ہے خون کے بجائے سافٹ ڈرنک میری رگوں میں دوڑ رہا ہے" فضا صورت کا موڈ ٹھیک کرنے کو مزاق کرنے لگی تو وہ مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ چل دی۔ فضا تو اپنا پلیٹ نت نئے چیزوں سے بھرنے لگی البتہ صورت نے کیک کا اچھا خاصا پیس اپنے پلیٹ میں رکھ لیا۔ وہ مزیدار کیکس کھانے کی بڑی شوقین تھی مگر بہت کم ہی اسکی یہ شوق پوری ہوتی تھی۔

"ارے یہ کریم بھرے کیک کو چھوڑ وہاں دیکھ کتنے مزے کے ڈیشز ہیں جنہیں تو نے شاید کبھی چکھے نہ ہو۔ہم نے بھی یہی آ کر یہ سب کھائے دریافت کیئے ہیں بہت مزے کے ہیں۔ریئلی!"

"نہیں پلیز مجھے یہ کیک کھانے دو۔مجھے ایسی yummieاور فریش کیکس بہت پسند ہیں۔اور یہ تو ابھی ابھی بیک ہوا ہے"

"تب ہی تو سوچوں تم اتنی سویٹ کیوں ہو"

"اور تب ہی میں دیکھوں تم اس قدر چٹ پٹی کیوں ہو" فضا یہ سن کر کھلکھلاتے ہوئے اسے وہاں چھوڑ کر چلی گئی۔صورت پاس پڑے چیئر پر بیٹھ گئی اور ٹیبل پر پلیٹ رکھنے کے بجائے گود میں رکھ کر مزے سے اپنے ارد گرد سے بے نیاز ہو کر کھانے لگی۔ چونکہ میڈیا والوں کو سختی سے اس پارٹی میں آنے سے منع کر دیا گیا تھا تو صورت کو کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا۔مہمان اسے ایسے کھاتے ہوئے دیکھ لیں تو دیکھیں سہی۔ اسے پرواہ نہیں تھی۔

"میرے لیئے اس بڑے سے کیک پیس سے ایک چھوٹا سا پیس چھوڑ دینا پلیز" صورت نے چونک کر بائیں جانب دیکھا جہاں چیئر پر مجتبی نا جانے کب سے بیٹھا اسے کھاتے

دیکھ رہا تھا۔صورت بنا کچھ بولے اسے ہونقوں کی طرح دیکھنے لگی کیونکہ کیک کا ایک بہت بڑا پیس اسکے منہ میں تھا۔وہ بس اپنی حسین اور مضطرب آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"لگتا ہے آپکو مام ڈیڈ کے انیورسری کا شدت سے انتظار تھا وہ بھی کیک کو لیکر" وہ اپنی شرارت سے باز نہیں آرہا تھا۔اس نے بمشکل کیک کا پیس نگل کر کچھ کہنا چاہا تب ہی اسے ہچکی نے آلیا۔اف یہ بے موقع کی ہچکی۔

"اء...اء...اء" وہ تقریباً بطخ کی طرح آواز نکال رہی تھی۔مجتبیٰ نے ہنسنا شروع کر دیا اور ہنسے ہنستے اس نے ہاتھ میں پکڑا رس ملائی کا باول ٹیبل پر رکھ دیا تب اسکی نظر صورت کے چہرے کے دائیں رخ پر پڑی جہاں کیک کا کریم اسکے ہونٹوں کے پاس دائیں گال پر لگا تھا۔صورت کا اب بھی ہچکی سے برا حال تھا۔شرم کے مارے اسکے قدموں میں جان نہیں بچی تھی کہ جا کر ایک گلاس پانی لیکر آئے۔ندیدوں کی طرح وہ کیک کھاتی رہی اس بات سے بے خبر کہ نا جانے مجتبیٰ کب سے وہاں بیٹھا اسکا جائزہ لے رہا تھا۔

"آئی تھنک بہت ہنس لیا میں نے۔میں جا کر آپکے لیئے پانی لے کر آتا ہوں" وہ جا کر ایک گلاس پانی اور ایک ٹیشو پیپر لے کر آیا۔

"یہاں دیکھیں میری طرف، آپکے گال پر تھوڑی سی کریم لگی ہوئی ہے" صورت کے جواب کا انتظار کیئے بغیر وہ اسکے پاس چیئر پر بیٹھنے کے بجائے اپنے گھٹنوں پہ گھاس پر بیٹھ گیا اور اسکا گال ٹیشو سے صاف کرنا چاہا تو صورت نے اپنا چہرہ پیچھے ہٹایا۔

"دیکھیں مس صورت۔ آپ کو دکھائی نہیں دیگا کریم کہاں لگی ہے اس لیئے مجھے کرنے دیں" اب کی بار صورت مزاحمت نہیں کر پائی اور وہ اتنے نرمی سے اسکا گال ٹیشو سے صاف کرنے لگا جیسے وہ موم کی بنی نازک سی گڑیا ہو جو ذرا سی زور دینے پر پگھل جائی گی۔ وہ پہلی بار بہت نزدیک سے مجتبی کو دیکھ رہی تھی۔ دل بے قرار بری طرح دھڑک رہا تھا اور گال صاف کرتے ہوئے جیسے ہی مجتبی کی نظریں اسکی نظروں سے ٹکرائیں تو وہ بری طرح چونک گئی۔ البتہ مجتبی اپنی نظریں سیراب کرتا رہا، وہ گرد و پیش سے اس قدر بے نیاز ہو گیا جہاں بہت سی نگاہوں کا مرکز وہ دونوں تھے جن میں شائستہ کے علاوہ فاروق بھی تھا جو ابھی ابھی ایک کلب سے لوٹ کر آیا تھا۔ وہ خون خوار نظروں سے دونوں کو دور سے گھور رہا تھا۔ گال صاف کرنے کے بعد مجتبی کو احساس ہوا کہ صورت کی ہچکی بند ہو چکی تھی۔

"واو amazing, بنا پانی پیئے ہی آپکی ہچکی رفو چکر ہو گئی" یہ سن کر صورت جاگتے

آنکھوں کے خواب سے ایک دم حقیقی دنیا میں آ گئی اور گڑبڑاتے ہوئے اس نے اسکے ہاتھ سے گلاس تھام کر جلدی سے غٹاغٹ پانی پی لیا اور اسکی گھبراہٹ سے مجتبی محظوظ ہو کے ہولے سے مسکرایا۔

"آپ اب اٹھ جائیں سر۔ گھاس کی وجہ سے آپکا پینٹ خراب ہو جائے گا" مجتبی یہ سن کر پینٹ جھاڑتے ہوئے اٹھ گیا اور صورت بھی جلدی سے اٹھ کر گاون سنبھالتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

---------☆---------

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں مانتی ہوں کہ میں نے آج تک انہیں کسی لڑکی کے ساتھ یوں فرینک ہوتے نہیں دیکھا اب اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ صورت میں انٹرسٹڈ ہیں"

"کیوں؟ کیوں انٹرسٹڈ نہیں ہو سکتا؟ صورت میں کیا کمی ہے؟"

"یار تم سمجھ نہیں رہی ہو۔ کسی بھی امیر زادے پر بھروسا نہیں کرنا چاہیئے۔ کیا پتہ کب اپنی پسند لباس کی طرح بدل دے"

"تم صورت اور لباس کو کمپئیر کیسے کر سکتی ہو؟ صورت میں وہ مکمل حسن، کشش اور

معصومیت ہے جو کسی بھی مرد کا آئیڈیل ہو سکتا ہے۔ دیکھ نہیں رہی تھی پارٹی میں۔
کس قدر محبت سے اسے دیکھے جا رہے تھے"

"پر یار واضح فرق ہے ان دونوں میں!"

"وہی تو کب سے پوچھ رہی ہوں تم سے۔ کیا فرق ہے بھلا؟ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کس قدر مکمل لگتے ہیں"

"اسٹیٹس کا فرق ہے" یہ سن کر فضا اور مہرین چونک کر کچن کے دروازے کی جانب دیکھنے لگے جہاں صورت کھڑی دونوں کو سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی پٹر پٹر یہ جواب سن کر یک دم بند ہو گئی۔ صورت کچن میں انٹر ہو کر قریب پڑے اسٹول پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا؟ دونوں خاموش کیوں ہو گئیں؟ کچھ غلط کہا میں نے؟" دونوں کو باری باری دیکھتے ہوئے صورت نے پوچھا۔ پر دونوں ہی خاموش تھیں۔ فضا کو تو شرمندگی نے آ گھیر لیا کہ کیوں اس نے مجتبیٰ اور صورت کو موضوع گفتگو بنایا۔ اتنے وقت سے وہ دونوں صورت کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ وہ دونوں اچھے سے جانتی تھیں کہ صورت کو یہ بات قطعی پسند نہیں کہ اسکے پرسنل لائف میں کوئی انٹر فیئر کرے۔

"تم دونوں نے کل کے پارٹی میں ہمیں پاس بیٹھے دیکھا تو یہ نتیجہ اخذ کر لیا۔ ضروری نہیں جو سامنے سے نظر آئے وہی حقیقت ہو۔ انہوں نے کئی دفعہ مجھے ڈانٹا بھی ہے۔ ایک دفعہ تو غصے میں آکر مجھے چھٹی دے دی یہ جاننے کے باوجود کہ میرا یہاں کوئی نہیں ہے کس کے پاس جاونگی۔ اور بھلا وہ مجھ میں دلچسپی کیوں لیں گے۔ انکے اپنے حلقے میں ہزاروں امیر لڑکیاں اس پر مرتی ہیں وہ انہیں چھوڑ کر مجھ میں کیوں انٹرسٹڈ ہونگے؟"

"سوری صورت۔ وہ بس تجسس کے مارے ہم یہ سب ڈسکس کر رہے تھے" مہرین واقعی میں شرمندہ تھی۔ اور فضا.....! اسکی تو بولتی بند ہو گئی تھی۔

"اٹس اوکے۔ پر پلیز آئندہ میرے اور مجتبی سر کے بارے میں ایسی باتیں مت کرنا" یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں آکر بند ہو گئی۔ ابھی جو وہ ان دونوں سے یہ باتیں کہہ کر آئی تب کہیں نا کہیں کسی کسی بات پر اسکا دل اندر سے احتجاج کرنے لگا، چیخنے لگا کہ جو کچھ وہ کہہ رہی ہے وہ حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسے بھی یہ بات محسوس ہوتی تھی کہ مجتبی اسے پسند کرنے لگا ہے۔ بھلا کسی کی بولتی آنکھیں جھوٹ کیسے بول سکتی ہیں۔ جو کچھ اس نے کل مجتبی کی آنکھوں میں دیکھا وہ کچھ نیا تھا، الگ تھا

جو اس نے اپنے لیئے کسی اور کی آنکھوں میں نہیں دیکھا تھا۔پر....پر صورت یہ سب محسوس نہیں کرنا چاہتی تھی۔ایسے کوئی خواب دیکھنا نہیں چاہتی تھی جنکی کوئی تعبیر نہ ہو۔اپنے قدم یہی روک لینا چاہتی تھی جہاں آگے کوئی منزل نہ تھی۔بھلا کہاں مجتبی جیسا خوبرو، پر کشش اور آن بان والا انسان اور کہاں وہ مڈل کلاس، معمولی حیثیت کی لڑکی۔یہ تو کوئی جوڑ نہیں ہوا۔ہیرے کے ساتھ کنکر کہاں اچھا لگتا ہے؟ یہ سوچتے سوچتے اسکی آنکھیں بھیگ گئیں اور بستر پر اوندھے منہ گر کر رونے لگی۔لیکن....؟یہ آنسو کیوں؟ وہ کیوں پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی؟لوگوں کی بے تکی باتوں پہ؟اپنی حیثیت پہ یا پھر....؟یا پھر اس بات سے کہ وہ...وہ خواب دیکھنے لگی ہے؟وہ...وہ مجتبی کو چاہنے لگی ہے؟

---------☆---------

اپنے جہازی سائز کے بیڈ پر بیٹھے وہ ایک ایک کر کے انیورسری کے فوٹوز دیکھ رہا تھا۔شاید اسے ایک چہرے کی تلاش تھی۔اور چند گھڑی گزرنے کے بعد اسے فوٹوز کے انبار میں سے اسکی مطلوبہ تصویر مل گئی۔وہ اس تصویر میں کھو کر رہ گیا۔صورت اس تصویر میں بے حد حسین دکھ رہی تھی۔اس نے اس تصویر کو سائڈ والے ٹیبل کے دراز

کے اندر رکھ دیا۔اب وہ پھر صورت کی ایک اور تصویر ڈھونڈنے میں لگ گیا تب ہی اسکی موبایل کی گھنٹی بجی۔اسکرین پر ایک ان جانا نمبر چمک رہا تھا۔کچھ سوچنے کے بعد اس نے فون پک کر لیا۔

"السلام علیکم مجتبیٰ اسپیکنگ"اور دوسری طرف سے آواز سنتے ہی وہ ایک دم خوشی سے اچھل پڑا۔

"آپ؟؟کیسی ہیں؟"اسکے رد عمل سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے اس فون کا شدت سے انتظار رہا ہو۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واؤ۔یہی ہیں آپ؟اسلام آباد میں؟......ہاں ہاں۔اپنی جان سے کیوں نہیں ملونگا؟کہاں ملیں؟......اوکے پھر کل رات آٹھ بجے فری ہونگا۔آپ ساڑھے آٹھ بجے تک(فلاں)ریسٹورنٹ میں آجانا.....ہاں میری جان بہت یاد آتی ہیں آپ!ہر وقت آپکے فون کا انتظار رہتا ہے....اوکے پھر باقی باتیں کل ہونگی۔اللہ حافظ"فون رکھتے ہی وہ بیڈ سے اچھل کے کھڑا ہو گیا۔پہلے پہل وہ جس بے تابی سے صورت کی تصویر ڈھونڈ رہا تھا وہ سب تو وہ جیسے بھول گیا۔اس وقت اسکے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی۔وہ بہت مسرور دکھ رہا تھا۔

"اف اب یہ وقت کیسے کٹے گا؟" وہ خود سے بڑبڑانے لگا تب ہی کھلے دروازے پر ناک ہوئی۔ شاید مجتبی دروازہ ٹھیک سے بند کرنا بھول گیا تھا۔

"یس" اور فاروق اسکے بیڈروم میں انٹر ہو گیا۔ فاروق کو دیکھتے ہی اسکے چہرے کے تاثرات ایک دم بدل گئے۔

"فوٹوز دینا۔ آنٹی مانگ رہی ہیں"

"لے جاو" بیڈ سے فوٹوز سمیٹتے وقت اسکی نظر مجتبی کے فون پر پڑی تب اسکے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر گئی۔ فوٹوز چپ چاپ سمیٹ کر وہ اسکے روم سے نکل گیا۔

"کیا سمجھتا ہے خود کو؟ چپ چاپ رنگ رلیاں منائے گا۔ ہوٹلنگ کریگا اور فیملی کے سامنے پارسا بنا رہے گا؟ اسکی ان حرکتوں کی کسی کو خبر نہیں ہو گی؟ انیورسری پارٹی میں اس دو ٹکے کی لڑکی کے ساتھ فلرٹ کریگا اور فون پر اپنی 'جان' سے؟ ہونہہ بڑا آیا شریفی کا لبادہ اوڑھنے والا۔ اب تو دیکھتا جا میرے یار۔ ایسا کھیل رچاونگا کہ اس صورت کی نظروں سے خود بخود گر جائے گا۔ بڑا سر سر کہتی پھرتی ہے (گالی)" شیطانی منصوبہ بنا کر وہ شائستہ کی روم کی طرف بڑھ گیا۔

----------☆-----------

پارٹی کی وجہ سے بہت سے کام پڑے تھے۔ ٹیبل پر کافی کا مگ پڑا کب کا ٹھنڈا ہو چکا تھا پر اسے تو سر کھجانے کی فرصت ہی نہیں تھی۔ لنچ بھی اس نے نہیں کیا تھا اچھی خاصی بھوک تھی پر وہ کام مکمل کرنے کے بعد ہی کچھ کھانا چاہتی تھی۔ تب ہی اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجائیں" ملازم آفس میں داخل ہو گیا۔

"مس صورت۔ نیچے ڈرائیور آپ کے انتظار میں کھڑا ہے۔ مس فضا نے پیغام دیا ہے کہ کام سمیٹ کر جلدی سے آجائیں"

"مگر جانا کہاں ہے؟ وہ بھی اس وقت؟ شام ہو رہی ہے" تعجب سے صورت نے پوچھا۔

"معلوم نہیں مس"

"اچھا چلیں۔ آپ جا کر کہہ دیں میں آتی ہوں" اور ملازم کے جانے کے بعد اس نے جلدی سے سب پیپرز سمیٹ لیئے۔ لیپ ٹاپ بند کر کے سائڈ پہ رکھ دیا اور ہینڈ بیگ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنبھالتے ہوئے وہ پورچ پر آ گئی جہاں کار میں بیٹھی فضا اسکے ویٹ میں تھی۔

"کہاں رہ گئی تھی تم؟" فضا صورت کو دیکھتے ہوئے چیخ پڑی۔بے چارہ ڈرائیور بھی بری طرح گھبرا گیا۔

"وہی اپنے آفس میں تھی اور کہاں؟"صورت نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تو کہیں بھاگے تھوڑی جا رہی ہو۔بعد میں تسلی سے کام مکمل کرتی اس چکر میں تم نے لنچ بھی نہیں کیا ہو گا رائٹ؟

"بیٹھنے تو دو کار میں، پھر بتاتی ہوں اینگری برڈ" یہ کہہ کر وہ فضا کے ساتھ پچھلے سیٹ پر بیٹھ گئی پھر ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کر دی۔

"ہاں اب پوچھو جو پوچھنا ہے" بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑستے ہوئے صورت نے پوچھا۔

"لنچ کا پوچھ رہی تھی محترمہ"

"لنچ میں نے کیا ہی نہیں"

"گڈ۔ سمجھدار بچی ہو"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ شائستہ میم نے ہمیں یعنی ہم دونوں کو ریسٹورنٹ جانے کی آفر کی ہے کہ آج باہر ڈنر کرو" فضا چہکتے ہوئے بولی۔

"پریوں اچانک سے اتنی مہربانیاں؟" صورت کو یہ بات کچھ ہضم نہیں ہوئی۔

" بھئی صبح سے کام میں جتے ہوئے ہیں تو یہ دیکھ کر آفر کی ہو گی اور کیا؟ تو آم کھا۔ گھٹلیاں کیوں گنتی ہے؟"

"وہ تو ٹھیک ہے پر تمھیں کب انہوں نے بلا کر کہا؟"

"ڈرائیور کو کہلا بھیجا تھا نا"

"اچھا" بھوک تو صورت کو بھی بہت لگی تھی۔ ریسٹورنٹ وہ دونوں پہنچ گئے۔ اور جو نسا ٹیبل ڈرائیور نے پہلے سے ریزرو کیا تھا اسی ٹیبل پر دونوں بیٹھ گئے۔ باہر گاڑی میں بیٹھا ڈرائیور کا چھوٹا بھدا سا موبایل بجنے لگا جسے اس نے جلدی سے پک کر لیا۔

"جی سر"

"جیسا تجھے کہا تھا ویسا ہی کیا نا؟" دوسری جانب فاروق بول رہا تھا۔

"جی سر ویسا ہی کیا۔اسی مطلوبہ ریسٹورنٹ میں ہی دونوں کو لیکر آیا ہوں شائستہ میم کا کہہ کر۔اور وہی ٹیبل ریزرو کیا جسکا آپ نے کہا تھا"

"گڈ۔ان دونوں کو شک تو نہیں ہوا؟"

"نو سر"

"گڈ۔پیسے رات کو دونگا تجھے سمجھے!"

"اوکے سر" یہ کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔

اور وہاں ریسٹورنٹ میں فضا مینو اٹھا کر دیکھنے لگی اور صورت ارد گرد کے ماحول کو دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔اسلام آباد کا بہت ہی اچھا ریسٹورنٹ تھا۔لوگ بھی خوش باش لگ رہے تھے۔میوزک کی ہلکی سی دھن چاروں طرف گونج رہی تھی۔باہر سے ایسے کئی ریسٹورنٹ کا صورت نے لاہور اور یہاں اسلام آباد میں مشاہدہ کیا تھا مگر کبھی اندر جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

"کیا لو گی؟" فضا کے کہنے پر وہ چونک گئی۔

"جو تم اپنے لیئے آرڈر کرو وہی میرے لیئے بھی کرنا"

"لزانیئہ کیسا رہے گا؟"

"میری منہ کی بات چھین لی"صورت کے یہ کہنے پر فضا مسکرائی اور ویٹر کو آرڈر دینے کے بعد وہ دونوں باتوں میں لگ گئیں۔

"پتہ ہے میم ہمیں کبھی کبھار ایسے ہی آفر دیتی ہیں تو ہم لڑکیاں انا کے ساتھ باہر آ کے خوب کھاتے پیتے انجوائے کرتے ہیں۔آج اسپیشلی انہوں نے صرف ہم دونوں کو ہی یہ آفر دی۔میرا تو کئی دن سے باہر کھانے کا من تھا۔اللہ پاک نے میری سن لی"

"شکر تیری دعا کی قبولیت سے میرا بھی پیٹ پوجا ہو جائے گا۔میرے تو پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں"صورت بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرے بھی۔اور پتہ ہے جب میں کار میں بیٹھ گئی تب دیکھا وہ فاروق ڈرائیور کے پاس کھڑا تھا۔شاید اسے کہیں باہر جانا تھا پر بے چارہ مجھے دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا"

"بے چارہ؟وہ ایک نمبر کا گھٹیا انسان ہے فضا۔اس سے دور دور ہی رہنا"

"ہاں تھوڑا عیاش ٹائپ کا تو لگتا ہے پر مجھ سے آج تک اس نے کبھی کوئی بد تمیزی نہیں کی۔کیوں تیرے ساتھ کبھی فری ہوا ہے کیا؟"فضا نے تعجب سے پوچھا۔

"نہیں بس وہ..ایسے ہی۔مجھے بالکل بھی وہ نہیں پسند"صورت نے جلدی سے بات بدل دی۔وہ اس واقعے کا کسی کے سامنے ذکر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"تمہیں تو ہر لڑکے سے ہی چڑ ہے۔پہلے تو مجتبی سر سے خار کھاتی تھی اور اب اس کارٹون فاروق سے"فضا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو صورت خاموش ہو گئی تب ہی ویٹر کھانا سرو کر کے چلا گیا۔فضا تو کھانا دیکھ کر ہی ٹوٹ پڑی۔اسے یوں کھانے میں بری طرح مشغول دیکھ کر صورت نے بھی مسکراتے ہوئے اپنے پلیٹ میں لزانیئہ کا ایک پیس ڈالا اور آہستہ آہستہ کھانے لگی۔لزانیئہ بہت ہی لذیذ بنا تھا۔اور اوپر سے دونوں کا بھوک سے برا حال تھا۔یہی کوئی دس منٹ گزرے ہونگے تب ہی اچانک صورت کی نظر غیر ارادی طور پر ریسٹورنٹ کے داخلی دروازے پر پڑی جہاں سے مجتبی داخل ہوا اور کچھ فاصلے پر جو ٹیبل تھا وہاں بیٹھ گیا۔وہ ٹیبل بھی دو افراد کے لیئے مختص تھا جسے غالبا مجتبی نے پہلے سے ریزرو کروایا تھا۔مجتبی کے جانب فضا کی پشت تھی اس لیئے وہ اسے دیکھ نہیں پائی(وہ ویسے بھی کھانا سامنے دیکھ کر سب کچھ بھول جاتی تھی)۔صورت صاف طور پر یہاں سے دیکھ سکتی تھی کہ مجتبی بار بار بے چینی سے اپنے قیمتی رسٹ واچ سے ٹائم دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔

"شاید اپنے دوست یا کسی بزنس مین کے ویٹ میں ہو" صورت من ہی من سوچ رہی تھی تب ہی اسکی نظر ایک لڑکی پر پڑی جو اسی ٹیبل کے جانب بڑھ رہی تھی جہاں مجتبی بیٹھا تھا۔ تیکھے نقوش، بڑی بڑی آنکھیں، بالوں کا پونی ٹیل بنائے اور سادہ سے لان سوٹ میں وہ بہت خوبصورت دکھ رہی تھی۔ مجتبی کا چہرہ اسے دیکھتے ہی کھل اٹھا اور جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ لڑکی ارد گرد کے لوگوں کی پرواہ کیئے بغیر مجتبی کے گلے لگ گئی تب مجتبی نے بھی بہت محبت اور عقیدت سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا پھر پاس والی کرسی کھینچ کر اسے بیٹھنے کو کہا اور وہ لڑکی وہاں براجمان ہو گئی۔ مجتبی بھی سامنے والی چیئر پر بیٹھ گیا اور دونوں باتوں میں لگ گئے۔ مجتبی بار بار مسکرا کر اس لڑکی کا ہاتھ چوم کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور وہ لڑکی بہت بے تکلفی سے مجتبی کا ہیئر اسٹائل اپنے ہاتھوں سے بگاڑ دیتی۔ یہ منظر دیکھ کر صورت کی بھوک مٹ گئی۔ سینے میں جیسے ایک چھناکے کی آواز سے کچھ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ آنسو تھے جو بہنے کو تڑپ رہے تھے پر بہت مشکل سے اس نے انکو بہنے سے روک لیا۔ اس نے فورک دوبارہ پلیٹ میں رکھ دیا تو فضا صورت کا چہرہ دیکھتے ہی چونک گئی۔

"کیا ہوا صورت ایسے سفید کیوں پڑ گئی ہو اچانک سے؟ ٹھیک تو ہو؟" پر صورت پر تو

ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی تھی۔

"بولو نا کیا ہوا؟" اور فضا نے صورت کے نظروں کا تعاقب کر کے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسکی آنکھیں بھی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ مجتبی ایک لڑکی سے بہت محبت بھرے انداز میں محو گفتگو تھا۔ اگر وہ نظریں دوڑانے کی زحمت کرلیتا تو اسے بھی وہاں سے بیٹھے بیٹھے صورت اور فضا صاف دکھائی دے دیتے پر وہ اس لڑکی سے باتوں میں اس قدر مشغول تھا کہ سامنے ٹیبل پہ پڑے لوازمات کا ان دونوں کو ہوش نہیں تھا۔ لڑکی نے غالباً کسی بات پہ اپنے بہتے آنسو صاف کرنے چاہے پر مجتبی نے جلدی سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اسکے بہتے آنسو چن لیئے۔ یہ منظر دیکھ کر صورت کے آنکھوں سے چھم چھم آنسو بہنے لگے جنہیں وہ کب سے روکے بیٹھی تھی۔ اب اس سے اور دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ بیگ کندھے پر ڈال کر وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے یوں اٹھتے دیکھ کر فضا نے بھی جلدی سے بل پے کیا اور دونوں نہایت خاموشی سے ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئے۔ پیلس کی کار پارکنگ ایریا میں کھڑی تھی۔ وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔ فضا نے ترحم بھری نظروں سے صورت کی طرف دیکھا جو بے رحمی سے اپنے گال مسل کے بہتے آنسو صاف کر رہی تھی۔ وہ اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہی تھی کہ کیوں وہ فضا کے

سامنے کمزور پڑ گئی اور اسکے دل میں چھپے چور سے وہ آگاہ ہو گئی۔ فضا بھی سب کچھ سمجھ گئی کیونکہ صورت کے آنکھوں سے بہتا ایک ایک آنسو اسکے احساسات کی ترجمانی کر رہا تھا۔ یوں یہ گمبھیر سفر طے ہو گیا اور دونوں پیلس پہنچ گئیں۔ صورت کا سوجا ہوا سرخ چہرہ دور کھڑے فاروق نے دیکھ کر خباثت سے مسکرا دیا۔ اسکا منصوبہ کام کر گیا تھا۔

---------☆---------

دروازے پر ناک ہوا۔

"کم ان" اور مجتبی بیڈروم میں آ گیا جہاں شائستہ راکنگ چیئر پر بیٹھی آہستہ آہستہ جھول رہی تھی۔ کمرے میں ایک بوجھل سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ نبیل کا بیڈروم میں نا ہونا، مجتبی کو رات کے اس پہر اپنے بیڈروم میں بلوانا، شائستہ کا یوں سپاٹ چہرہ لیئے چیئر میں جھولنا اور پھر یہ گہری خاموشی....! مجتبی کو ایک دم خطرے کی گھنٹی سنائی دینے لگی لیکن وہ چپ چاپ کھڑا شائستہ کے پہل کرنے کا انتظار کرتا رہا۔ چند ساعتیں گزرنے کے بعد شائستہ گمبھیر لہجے میں گویا ہوئیں۔

"جو کچھ میں پوچھوں۔ بنا جھوٹ اور بہانے کا سہارا لیئے سچ سچ جواب دینا" پر سامنے سے مجتبی اب بھی خاموش کھڑا تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ سوال کیا ہو گا۔

"آج پھر تم اس سے ملے؟"

"جی۔ ملا" اپنی ساری ہمت مجتمع کر کے مجتبی نے جواب دیا۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں نے تمھیں سینکڑوں بار منع کیا ہے۔" سامنے دیوار پہ لگے پینٹنگ کو سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ اسکا لہجہ کاٹ دار تھا۔

"جی۔ جانتا ہوں" حتی الامکان مجتبی خود کو نارمل شو کر رہا تھا۔

"پھر کیوں؟ کیوں اس بھکارن سے ملے؟ کیوں؟ جواب دو" شائستہ ایک دم چیئر سے اٹھ کر اسکے روبرو آئی۔ آواز اس قدر اونچی تھی کہ اگر روم کے والز ساونڈ پروف نہیں ہوتے تو آدھا پیلس اسکی آواز سے گونج اٹھتا۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں مجتبی" اس نے اپنے بیٹے کے کندھوں کو بری طرح جھنجھوڑا۔ مجتبی کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ جانتا تھا اگر ایک بار اس نے شائستہ کے چہرے کا یہ جاہ و جلال اور غضب دیکھ لیا تو شاید آگے جا کر وہ اسکی کہا مان لے۔

"مام۔ آپ بھول رہی ہیں کہ اسکا اس گھر سے، ہمارے فیملی سے گہرا تعلق ہے، جسے چاہ کر ہم نہیں توڑ سکتے" نگاہیں بدستور جھکی ہوئی تھیں۔

"وہ تعلق وہ خود کب کی توڑ چکی ہے۔اسکے پاس اختیار تھا مجتبی۔یہ تم ہو جواب بھی اس کو نہیں بھولے اور وہ بھی بے شرموں کی طرح منہ اٹھا کر اب بھی تم سے ملتی ہے۔ میری بات کان کھول کر سن لو۔اگر اب مجھے بھنک بھی پڑ گئی کہ تم دوبارہ اس سے ملے ہو یا رابطہ رکھا ہوا ہے تو یہ شائستہ حیات (سینے پر مٹھی بنا کے دستک دیتے ہوئے)اس لڑکی کے ساتھ ایسا کچھ کرے گی کہ وہ یہ شہر یہ ملک تو کیا؟یہ دنیا ہی سچ مچ چھوڑ دیگی۔ جسکے زعم میں وہ یوں اطمینان سے جی رہی ہے۔اس زعم کو میں اس سے چھین لوں گی یہ بات یاد رکھنا مجتبی"اس سنگین دھمکی کو سن کر مجتبی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔وہ حیرت سے اپنی مام کا یہ نیا روپ دیکھنے لگا جہاں چٹانوں جیسی سختی تھی۔چند گھڑی وہ یونہی ہونق بنا اپنے مام کو دیکھتا رہا پھر بنا کچھ کہے لمبے ڈگ بھرتا روم سے نکل گیا۔اسکے روم سے نکلتے ہی شائستہ وہی اپنے جگہ ڈھے گئی۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"مکافات عمل شاید اسی کو کہتے ہیں سبینہ۔جو میں نے تمھارے ساتھ کیا اب اس سے کہیں زیادہ برا میرے ساتھ ہو رہا ہے۔تم تو ہماری زندگیوں سے نکل کر خوش باش زندگی گزار رہی ہو گی پر میں ہر دن نئی موت مر رہی ہوں۔یہ تمھارے بددعاوں کا نتیجہ ہے"

---------- ☆ ----------

صورت نے جیسے ہنسنا بولنا چھوڑ دیا تھا۔روبوٹ کی طرح ہر وقت کام میں مصروف رہتی تھی اور یہ تبدیلی انا، فضا اور باقی سب کو محسوس ہو رہی تھی۔یہ چند دنوں سے اسکا سامنا مجتبی سے نہیں ہوا تھا۔وہ خود یہی چاہتی تھی کہ اس دشمن جان پر اسکی نظر بھی نا پڑے۔فضا اسے ٹائم ملتے ہی کہیں گھمانے یا شاپنگ کرنے ضرور لے چلتی مگر جہاں دل کی حقیقی خوشی اور سکون نا ہو وہاں ان رنگینیوں کو دیکھ کر بھی کچھ فرق نہیں پڑتا۔

صورت کو کبھی کبھار ایسا لگتا تھا جیسے اسکے جذبات اور فیلینگز کا مجتبی نے بہت گھناونے انداز میں مذاق اڑایا تھا۔پیلس میں اس پر نثار ہونے والے نگاہوں سے ملتا اور باہر کسی اور لڑکی سے یوں بے تکلفی سے ملتا۔شاید صحیح کہتے ہیں لوگ..!

یہ امیر لوگ لباس کی طرح پسند اور رشتے بدلتے ہیں۔مانا کہ مجتبی نے کوئی اظہار، کوئی وعدہ نہیں کیا تھا، کوئی سپنے نہیں دکھائے تھے مگر اسکی آنکھوں سے ہر وقت اسے دیکھ کر جو پیار اور عہد و پیام جھلکتا تھا وہ کیا تھا....؟؟؟ کیا اب لوگوں کی آنکھیں بھی جھوٹ بولنا سیکھ گئیں ہیں...؟وہ پانچ منٹ سے اپنے آفس میں کھڑی بھاپ اڑاتی کافی کا مگ پکڑے انہی سوچوں میں گھری تھی تب ہی اچانک سی کر کے اسکے ہاتھ سے کافی کا مگ

چھوٹ کر زمین پر لگ کر ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ کافی کا گرم گرم سیال فرش پر آس پاس بہہ گیا اور وہ اپنے دایاں ہاتھ دیکھنے لگی جو بری طرح جل چکا تھا۔

---------☆---------

وہ اسلام آباد کے ایک بہت ہی خوبصورت پارک میں آگئی تھی۔ چونکہ آج کوئی ویک اینڈ نہیں تھا تو زیادہ رش نہیں تھا اور وہ چاہتی بھی یہی تھی۔ آج کام سے جلدی فارغ ہو کر شائستہ میم سے کچھ دیر کی چھٹی کی درخواست کر کے یہاں اکیلے آگئی تھی۔ وہ ان دنوں افسردہ تھی۔

آس پاس اکا دکا لوگ تھے۔ عصر کا نماز بہت پہلے ہی ہو چکا تھا اور اب سورج بھی ڈھلنے کو تھی۔ وہ بینچ پہ بیٹھی تھوڑے فاصلے پر کھیلتے ننھے بچوں کو دیکھ رہی تھی تب ہی کسی کی آہٹ اسے اپنے قریب سنائی دی۔ سر اٹھا کر جو دیکھا تو چونک گئی۔ مجتبیٰ اس کے بینچ کے پاس کھڑا اسے خوشگوار حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"مس صورت۔ آپ یہاں؟" پر اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور پھر سے بچوں کو دیکھنے لگی۔ اسکی یہ خاموشی اور سنجیدگی...! مجتبیٰ کو کچھ اچھنبا ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟" یہ سن کر صورت ایک سائڈ ہو گئی اور مجتبی وہاں بیٹھ گیا۔

"یہ بہت اچھی جگہ ہے۔ میں اکثر یہاں آتا رہتا ہوں۔ پر اب خنکی بڑھ رہی ہے۔ ایسے میں ایسی جگہوں پہ آنے سے ٹھنڈ لگ سکتی ہے" وہ اپنے دونوں ہاتھ مسل کے بول رہا تھا۔

"جب انسان کے اندر آگ لگی ہو تو باہر کی خنکی اثر انداز نہیں ہوتی" وہ ناجانے مجتبی سے مخاطب تھی یا خود سے؟ مجتبی یہ سمجھ نہیں پایا۔ وہ اب بھی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ بچے کب کے وہاں سے گزر چکے تھے۔

"کیا ہوا مس صورت؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟" اتنا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ ٹھیک نہیں۔ کہیں فاروق نے پھر سے کچھ ؟؟

"پہلے ٹھیک نہیں تھی۔ پر 'اب' ٹھیک ہوں اور آگے بھی سنبھل کر رہوں گی۔" یہ کہہ کر وہ اپنی دائیں جلی ہوئی ہتھیلی دیکھتی رہی پھر بینچ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے دیکھ کر مجتبی بھی ایک دم کھڑا ہو گیا۔

"مس صورت؟ یہ آپ کے ہاتھ کو...؟ بات کیا ہے آپ پلیز کھل کر کہیں"

"میں اپنے مسلئے خود حل کر سکتی ہوں سر۔آپ زحمت نا کریں" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی اور مجتبی.... وہ اسے یوں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

----------☆----------

"بٹ میم۔یہ ممکن نہیں ہے" صورت تذبذب سے بولی۔

"کیوں؟ کیوں ممکن نہیں؟ اینی پرابلم؟ شائستہ نے کافی رعونت سے پوچھا۔

"میم دراصل... اتنی دور میں کیسے..؟

"تو یہ کوئی اتنا بڑا مسلئہ نہیں ہے۔میں تمھارے باباجان سے اجازت طلب کرونگی" زبیدہ قریشی جو وہی شائستہ کے آفس میں موجود تھیں، گویا ہوئی۔

"اجازت کی بات نہیں ہے میم۔بات یہ ہے کہ میں ایسے کیسے کینیڈا اتنی دور چلی جاوں؟" صورت اب بھی ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔

"گھبراو مت۔بس چند دنوں کی ہی بات ہے۔زارا نے خود تمھیں بلوایا ہے۔وہ تو ضد پہ اڑی ہے کہ کوئی اور نہیں، میرے لیئے صورت کو ہی بھیج دو۔اسکی ساس تو کافی وقت سے بیمار ہیں۔اور اب اسکے دونوں جڑواں بیٹیاں بھی کنڈر گارڈن جانے لگی ہیں۔گھر

میں نوکر چاکر کی کوئی کمی نہیں پر وہ اپنی بیٹیاں ملازموں کے حوالے نہیں کرنا چاہتی۔ وہ خود اپنی ساس کی بھی دیکھ بھال کرتی ہے۔ جب تک اسے کوئی قابل بھروسہ نینی نہیں ملتی تب تک تم جا کر یہ کام سنبھالو۔ یا پھر تم اس لیئے نہیں جا رہی کہ تمھیں اسکے بیٹیوں کی نینی نہیں بننا؟" ایک ابرو اٹھا کر شائستہ نے استہزائیہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں میم۔ میں ایسا ہر گز نہیں سوچتی۔ بچوں کی بے بی سیٹر بننا کوئی تمسخر کی بات نہیں اور دو بچوں کو کچھ وقت کے لیئے سنبھالنا میرے لیئے کوئی شرم کی بات نہیں۔ میں اپنے ہر کام سے ایماندار رہتی ہوں" صورت نے جلدی سے انکی بات کی تردید کی۔

"دیکھو صورت۔ یہاں تمھیں وہ ہر سہولت ملی ہے جس کا شاید تم نے اندازہ نہیں لگایا تھا۔ تو اگر تم یہ ایک دو مہینے کے لیئے کینیڈا چلی جاو تو اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں۔ تب تک یہ چند دن تمھارے حصے کا یہاں کا کام میں نبٹا لوں گی۔ سیلری تمھیں دونوں طرف سے ملیں گی۔ بس تمھارے فیملی سے میں بات کرونگی وہ یقیناً مان جائیں گے" زبیدہ قریشی نے بہت نرمی سے صورت کو بات سمجھا دیا تو اس نے بے بس ہو کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم جا سکتی ہو" شائستہ کی سرد آواز محسوس کر کے وہ اسکے آفس سے نکل کر چلی گئی۔

"ویسے میم۔صورت کو مس زارا نے کب اور کیسے دیکھا؟"

"دیکھا ہو گا اینو سری کے فوٹوز میں۔عجیب لڑکی ہے۔پتہ نہیں کیا دیکھا ہے اس میں؟ میں نے اسے کہا بھی کہ اس معمولی مڈل کلاس لڑکی کو اسکے فیملی والے ایسے کیسے پرمیشن دیں گے پر اس نے اپنی من مانی کر کے ہی دم لی" شائستہ نے نخوت سے یہ کہہ کر اپنا لیپ ٹاپ کھول دیا اور زبیدہ اسکے اس تکبرانہ روپ کو افسوس سے دیکھتی رہی۔

---------☆---------

"دیکھو میں بتا رہی ہوں میرے لیئے ایک بہت ہی برانڈیڈ واچ لیکر آنا" فضا بہت ایکسائٹیڈ دکھ رہی تھی۔

"ارے تو چپ رہ چھپکلی۔صورت بیٹا میرے عینک کے لیئے اچھا سا فریم لیکر آنا" انا کونسی پیچھے ہٹنے والی تھی۔

"پلیز میرے لیئے پرفیوم لیکر آنا" مہرین بولی۔

"تم سب ایسے بول رہے ہو جیسے صورت کے پاس ڈھیر سارا پیسہ مفت میں پڑا ہو" لیلا جو ایک نئی نویلی امپلائی تھی، بولی۔

"صورت صاحبہ کو کم مت سمجھنا، اپنے ساتھ دو دو لڑکوں کو بھی لے جا رہی ہے پیسے تو وہ ان سے باری باری بٹور لے گی۔ کیوں صورت؟" مہوش کی زہر سے بھری کڑوی باتیں شروع ہو گئی۔ یہ سن کر صورت اچھنبے سے مہوش کو دیکھنے لگی۔

"تم ایسے دیکھ رہی ہو جیسے تمھیں معلوم نہیں۔ مجتبی سر اور فاروق سر بھی تمھارے ساتھ پرواز کرنے کو تیار بیٹھے ہیں" مہوش نے بڑے اچھے سے وضاحت دی تو فضا کا دماغ کھول اٹھا۔

"تم چپ ہی رہو۔ بنا طنز کے تو تمھیں باتیں کرنا آتا ہی نہیں"

"واٹ ایور۔ تمھیں تو اور کوئی کام نہیں ہے۔ ہمیشہ بس اسکی وکالت کے لیئے تیار رہتی ہو" چپس کا بڑا سا پیکٹ ہاتھ میں لیئے مہوش یہ کہہ کر نخوت سے وہاں سے چلی گئی۔

کل رات صورت نے اپنے بابا جان سے کینیڈا جانے کی بات کی اور اسکی آواز میں جو پرجوشی تھی وہ اسکے بابا جان نے بھی اچھے سے محسوس کی۔ خود تو اپنے معذور وجود کے بنا پر اپنے بیٹی کو وہ خوشیاں نہیں دے پایا جو ایک والد اپنے بیٹی کو دیتا ہے۔ اسکی یہ ایکسائٹمنٹ دیکھ کر بابا جان نے اسے اجازت دی۔ البتہ بوا نے بہت بحث کی کہ اکیلی لڑکی ذات پرائے لوگوں کے ساتھ اتنی دور کیسے جا سکتی ہے پر بابا جان نے بہت اچھے

طریقے سے بوا کو منالیا۔

صورت پہلے پہل تو شش و پنج کا شکار رہی پر یہ ملک سے باہر جانے کا اسکا پہلا اتفاق تھا تو وہ بعد میں بہت پر جوش ہو گئی، اپنے بابا جان کو بھی منالیا پر اب رہ رہ کے اسے یہ خیال ستارہا تھا کہ کیوں مجتبی اسکے ساتھ آرہا ہے ؟ وہ پھر کبھی جا سکتا ہے اپنی بہن سے ملنے۔ اور یہ فاروق....؟؟ اسے تو پہلے اپنی ماں اور بھابھی کا خیال نہیں آیا تو اب کیوں ؟ فضا کے زبانی اسے پتہ چلا کہ وہ ضد پہ اڑا ہے مجھے اپنی ماں کو دیکھنے جانا ہے۔ یہ سوچتے سوچتے صورت وہی لاونج کے صوفے پر سو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

--------☆--------

جیسے ہی میٹنگ ختم ہوئی وہ اپنے سیٹ سے اٹھ گیا اور کوٹ کے بٹن بند کر کے لفٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"سر آپ نے کافی نہیں لی؟"

"رہنے دو اصغر، گھر میں پی لونگا" یہ کہہ کر جیسے ہی وہ لفٹ کے قریب پہنچ گیا تو وہاں سے فاروق کو نکلتے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"اوہ نائس برو۔اتنے دنوں بعد تمھیں دیکھ کر اچھا لگا" فاروق ڈھٹائی سے مسکرانے لگا۔

"یہاں تمھارا کیا کام؟" ایک ابرو اچکا کر اس نے تھوڑا سختی سے پوچھا۔

"ایکچیولی میں مس صورت کو لینے آیا ہوں۔سنا ہے آج وہ یہاں حیات آفس آئی ہوئیں ہیں" یہ کہتے ہوئے فاروق کی بتیسی دکھ رہی تھی۔

"وہ یہاں کیوں آئیں گی؟ وہ پیلس میں کام کرتی ہیں بھول گئے ہو؟" مجتبی نے حیرانگی سے پوچھا۔

"رہنے دو برو۔اس نے خود مجھے کال کر کے یہاں بلایا ہے" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا اور مجتبی حیران پریشان لفٹ کے اندر داخل ہو گیا۔لفٹ کا یہ مختصر سا سفر مجتبی کے لیئے اندیشوں سے گھرا رہا۔

"سر آپ نے کافی نہیں لی؟" پاس کھڑے اصغر کافی کا ڈسپوزل مگ لیئے پوچھ رہا تھا۔

"ارے کہاں نا گھر جا کے پی لونگا؟ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی؟" مجتبی ایک دم سے پھٹ پڑا تو اصغر بدک کے لفٹ کے کونے میں گیا۔

"سوری سر آپ کو تو پتہ ہے میں ٹھیک سے نہیں سن پاتا۔اب اچھے سے سن لیا۔"

"اوہ،اوکے۔اف سوری اصغر میں نے فضول میں تجھے ڈانٹ دیا" سر پکڑ کر وہ گہری گہری سانسیں لینے لگا اور اسی وقت گراونڈ فلور آ گیا۔ مجتبی جلدی سے لفٹ سے باہر نکل گیا۔اسکے ذہن میں اب تک فاروق کی باتیں گونج رہی تھی۔

"تو میں اس قدران کے لیئے اجنبی ہوں جو انہوں نے ڈائریکٹ فاروق کو کال کر کے بلا لیا؟ایک بار مجھ سے کہتیں میں یہاں سے کوئی کار دیکھ لیتا یا پیلس انفارم کر لیتا"

سوچوں میں گھرا وہ کار میں بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

---------☆----------

صورت کو اپنے کندھے پہ ہلکا سا دباو محسوس ہوا اور جیسے ہی اس نے مڑ کر دیکھا تو شاک ہو گئی۔ وہ چند سیکنڈز فاروق کی شکل دیکھتی رہی جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر صورت کو جیسے ہی ہوش آیا اس نے اپنے کندھے کو زور سے جھٹک دیا۔فاروق کا اسکے کندھے پر رکھا ہاتھ دوبارہ آکر اسکے پہلو پہ گر گیا پر اسکی ڈھیٹ مسکراہٹ ویسی کی ویسی رہی۔

"کیا ہوا؟ بول نا پھر تمھاری بوا نے اس سبزی والے کا کیا حشر کیا؟" جھکے سر کے ساتھ کام کرتے ہوئے لیلا پوچھ رہی تھی۔

"آپ کو کیا کام ہے مجھ سے جو ایسی حرکت کی؟" صورت نے درشتی سے پوچھا تو لیلا نے اچھنبے سے سر اٹھایا۔ تب اسکی نظر فاروق پہ پڑی جو صورت کو منہ کھولے تک رہا تھا۔

"آپ بلائیں اور میں نہ آوں؟ بے باکی سے وہ بولا۔

"واٹ ربش" صورت کا یہ سن کر تو دماغ بھک سے اڑا۔

"ارے آپ نے ہی بیس منٹ پہلے کال کی کہ جس کار سے آج صبح آپ آئیں اس میں خرابی ہو گئی ہے تو پلیس سے کوئی اور کار بھیج دو" وہ ڈھٹائی سے بولا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے کار مانگا۔ آپکو بلاوا نہیں بھیجا۔ دوسری بات، میں نے انا کو کال ملائی تھی۔ میرے اتنے برے دن نہیں آئے جو آپکو کال ملاوں" وہ غصے سے دبی آواز میں بولی مبادا پورا آفس یہاں اکھٹا نا ہو۔

"ارے تو انا نے ہی بھیجا ڈارلنگ"

"شٹ اپ" اس بار تقریباً صورت چیخ پڑی۔ لیلا جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ فائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پہ گر گیا۔ آس پاس باقی کیبن والے بھی سن کر یہاں متوجہ ہوئے۔ لیکن فاروق کے کان پہ جوں تک نہیں رینگی۔ وہ اب بھی بتیسی دکھا رہا تھا۔ (کاش اسکے منہ کے اندر کہیں سے مکھی آکر گھس جاتا)

"صورت چلو یہاں سے" فائل فرش سے اٹھا کر ٹیبل پہ رکھ کر لیلا نے اپنا پرس اٹھایا اور صورت کو کھینچ کر فاروق کے قریب سے نکل گئی۔ صورت نے گزرتے وقت اپنے ہاتھ کے پشت پہ فاروق کے انگلیوں کا مس محسوس کیا تو اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی پر کمال ضبط سے اس نے اپنے ہونٹ بھینچ لیئے کیونکہ پہلے سے ہی کافی تماشا کھڑا ہو چکا تھا۔ فاروق اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر اپنے انگلیوں کو دیکھنے لگا۔ اسکے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

---------☆---------

"بیٹا سنبھال خود کو۔ بخار میں پھنک رہی ہو۔ روئے جا رہی ہو۔ گم کر دو اس فاروق کا خیال...! وہ ایسے ہی بد معاش ہے" انا بار بار بھیگی پٹیاں پانی سے تر کر کے صورت کے پیشانی پر ڈال رہی تھی جو بستر پہ پڑی آنسو بہا رہی تھی۔ جب سے وہ آفس سے آئی تھی

بستر پہ ہی پڑی تھی۔

"اگر انا نے مہوش کو بھیج دیا کسی ڈرائیور کو اطلاع دینے آفس جانے کے لیئے تو اسے ڈرائیور کے بجائے فاروق سے کہنے کی کیا ضرورت تھی؟" فضا کافی غصے میں لگ رہی تھی۔

"اس لڑکی کا تو دماغ چل گیا ہے۔ صورت سے تو اسے خدا واسطے کا بیر ہے"

"رہنے دیں انا۔ مجھے مہوش سے ایسی ہی امید رکھنی چاہیئے۔ نفرت تو وہ مجھ سے بلاوجہ کرتی ہے مگر ایسی وہ حرکت کریگی میں نے سوچا بھی نہیں تھا" صورت بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ اور اسی وقت دروازے کو دیوار پہ مار کے مہوش صورت کے کمرے میں انٹر ہو گئی۔

"کس نے کہا میں نے فاروق سے بات کی آفس جانے کی؟ ہاں؟"

"تو نکل کمرے سے۔ دیکھ نہیں رہی بچی بیمار ہے اور تو چیخ رہی ہے؟"

"اوہ انا پلیز۔ آپ اس لڑکی کی سائیڈ لے رہی ہیں؟ معصوم بنی پھرتی ہے اندر سے بڑی چالباز ہے۔ جب سے آئی ہے سب کو مجھ سے بدظن کر رہی ہے اور آپ سب اسکی

باتوں پر آنکھ بند یقین کر لیتے ہیں"

"مہوش خدا کے لیئے تم نکلو یہاں سے۔اس سے پہلے ہمارا نان اسٹاپ جھگڑا شروع ہو جائے"فضا نے چڑ کر کہا تو مہوش نے خون خوار نظروں سے فضا اور بستر پر پڑے صورت کو دیکھا اور جس انداز سے آئی تھی اسی انداز سے واپس نکل گئی۔اور ہال میں جا کر تقریبا چیخ کر باقی لڑکیوں کو اکٹھا کر لیا۔اسکی زہریلی باتیں کمرے تک پہنچ رہی تھی۔

"تم میں سے کون وہاں موجود تھا اور فاروق نے کیا کہا تھا؟"مہوش باقیوں سے سوال کر رہی تھی۔

"اس نے کہا تھا کہ صورت نے ہی اسے کال ملایا تھا"ایک لڑکی نے جواب دیا۔

"اور دیکھو! صورت مہوش پر الزام لگا رہی ہے"دوسری بولی۔

"ارے اب کیا کرے گی؟ پکڑی جو گئی نا محترمہ"

"ہاں اور مہوش جو ڈنکے کی چوٹ پہ سب کرتی ہے وہ ایسے چھپ کر کیوں کچھ کریگی۔ وہ اس صورت سے ڈرتی تھوڑی نا ہے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس معصوم چہرے کے پیچھے بھیانک شکل اور کیا؟" وہ لڑکیاں جو مہوش جیسی فطرت رکھتی تھیں ان سب کی باتیں روم تک پہنچ رہی تھی تب صورت نے تڑپ کے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

-----------☆---------

اور...!

آدھی رات...!

قدموں کے دھیرے چاپ لے کر وہ بنگلے سے باہر نکل گئی....!

پاؤں سرسبز لان کی طرف بڑھ رہے تھے....!

جہاں اندھیرے میں کھڑا کوئی ہیولا دکھ رہا تھا....!

وہ اسی ہیولے کی طرف بڑھ گئی....!

"سر..!" دھیرے سے اس نے آواز دی تو ہیولا پلٹ گیا۔ لان میں لگے گلوب لائٹ سے اسکے چہرے کا آدھا رخ دکھ گیا جو گندی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"گڈ جاب مس مہوش۔ ایسے ہی میرے لیئے یہ چھوٹے موٹے کام کرتی رہی تو..." یہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہہ کر اس نے ہاتھ بڑھایا۔ نوٹوں سے بھرا لفافہ اسکے ہاتھ میں تھا جسے مہوش نے جلدی سے اچک لیا۔

"تھینک یو سر" وہ جیسی آئی ویسی ہی چلی گئی اور فاروق گہری نظروں سے اوپر ایک کھڑکی کو دیکھنے لگا جو آدھی رات میں بھی روشن تھا۔ یقیناً صورت اب بھی جاگ کے رو رہی تھی۔

"ہائے میری جان۔ تھوڑے آنسو آگے کے لیئے بھی بچا کے رکھو۔ یہ تو صرف ایک ٹریلر تھا" اس نے ایک بہت ہی گھناونا پلان من ہی من میں بنالیا تھا۔

----------☆----------

دو دن کے بعد فلائٹ تھی۔ سب فار میلیٹیز تقریباً مکمل ہو چکے تھے۔ صورت شروعات میں جس پر جوشی سے کینیڈا جانے کا سوچ رہی تھی وہ سب صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس سفر میں وہ فاروق بھی جو شامل تھا۔ رہ رہ کر اسے برے خیالات آ رہے تھے۔

اللہ پاک عزت رکھ لے...!

یہاں باقی لڑکیوں کی تلخ باتیں سن کر اسے اندر ہی اندر بہت تکلیف ہوتی تھی۔ ایک

مجتبیٰ کی بے وفائی کیا کم تھی جواب یہ فاروق کی پیچ حرکتیں اور لڑکیوں کا منفی رویہ..!

بس خون کے آنسو اندر ہی اندر پی لیتی۔انا کا پیار اور فضا کا حوصلہ۔بس یہی اسکے ساتھ

تھے کیونکہ اپنے جان سے عزیز بابا جان سے تو وہ بہت دور تھی اور انکے لیئے ہی یہاں

کام کرنے پر مجبور تھی ورنہ کب کا اس نے اس جاب کو چھوڑ دینا تھا جہاں فاروق جیسے

بد تمیز بے حس جانور اور منفی خیالات رکھنے والے چند امپلائیز موجود تھیں جو آدھی

بات سن کر خود سے نتیجہ اخذ کر لیتی تھیں۔

اب بھی وہ پیلس میں،اپنے آفس میں لیپ ٹاپ پر میٹنگ شیڈولز چیک کر رہی تھی تب

ہی دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان "مصروف انداز میں اس نے اجازت دی تب کوئی اندر آ گیا۔آفس میں عجیب

سی بو چاروں طرف پھیل گئی اور یہ بدبو...؟

اونو...!!!

یہ بدبو تو...؟

جلدی سے صورت نے جھکا سر اوپر اٹھا لیا پر تب تک دیر ہو چکی تھی۔فاروق آفس کے

اندر آ کر دروازہ لاک کر کے بڑے نشیلی نگاہوں سے صورت کو تاڑ رہا تھا۔غالباً وہ پی کر

آیا تھا۔صورت نے چیئر پر ہی بیٹھے بیٹھے غیر محسوس انداز سے اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں

پاوں کی طرف بڑھانے لگی۔

"جتنا تمھیں اپنے خیالوں سے نکالنا چاہوں پر یہ کم بخت دل مانتا نہیں۔ میری آدھی آدھی راتیں پیاس سے گزرتی ہیں۔ دل کہتا ہے کہ کاش...! کاش....! کاش......!!!"

یہ باتیں کرتے کرتے وہ صورت کے چیئر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صورت کی خوف بھری نگاہیں اس پر جمی ہوئیں تھیں اور اسکا ہاتھ پاوں کی طرف بڑھ رہا تھا اور پھر آخر کار اس نے ایک چیز پر اپنی گرفت مضبوط کر لی جسے فاروق نے نوٹ نہیں کیا، وہ تو نشے میں چور تھا۔

"کاش تم میرے بیڈروم میں میرے پہلو میں لیٹی ہوتی تو...!" یہ کہہ کر فاروق اسکے چیئر کے نزدیک جیسے ہی پہنچ گیا اسی وقت صورت نے بڑی عجلت سے اپنے پاوں میں پہنے جراب سے ایک چاقو نکالا اور

اور

اور...!

اسی عجلت سے اس نے کھڑے ہو کر فاروق کے بائیں بازو پر وار کر کے کٹ لگا یا..!

سب کچھ اتنی جلدی میں ہو گیا کہ فاروق سنبھل ہی نہیں پایا۔ اسے نشے میں تو پہلے کچھ

سمجھ نہیں آیا۔جب اس گہرے زخم سے درد شروع ہوا تب اس نے دردناک چیخ مارا۔ وہ تو غنیمت تھی کہ یہاں سارے دیوار ساونڈ پروف تھے ورنہ پورا پیلس ہی اسکی دردناک چیخ سن لیتا۔

''کیا لگا تمھیں ؟ تم ایسے ہی مجھے ہراس کرتے جاوگے ،ڈراوگے تو میں ڈر جاونگی؟ کل مجھے اچھے سے اندازہ ہو گیا کہ تم بہت ہی پیچ اور گھٹیا انسان ہو..! تمھارے اس خبیث حرکت کے لیئے میں پہلے سے ہی تیار تھی"صورت تقریبا ہانپتے ہوئے یہ کہہ رہی تھی۔ایک تو اس نے چاقو کا استعمال ایک انسان پر کیا تھا۔دوسری بات وہ جتنی بہادری کا مظاہرہ کرے پر تھی تو وہ ایک بے بس لڑکی۔اور سامنے والا ایسا گھٹیا اور برا انسان ہو توڈر کا ہونا لازمی ہے۔تیسری بات یہ کہ اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے فاروق پر وار کیا۔ صورت لیفٹ ہینڈیڈ نہیں تھی۔اگر غلطی سے وار بازو کے بجائے دل کے قریب لگتا تو فاروق وہی پہ ڈھیر ہو جاتا۔

اب بھی وہ اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں بازو پکڑ کر زور سے کراہ رہا تھا جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔شدید تکلیف میں بھی وہ غضبناک نگاہوں سے صورت کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

''اس گہرے زخم کا تم سے بدلہ لونگا یو (گالی)۔تم بھی جلد جان جاوگی کہ کس سے تم

نے پنگا لیا ہے تیری عزت کا جنازہ نہیں نکالا تو میرا نام بھی فاروق نہیں۔ یہ وعدہ ہے میرا تم سے (گالی)" یہ مشکل سے بک کر وہ آفس سے نکل گیا اور صورت اپنے چیئر پر گر سی گئی۔ وہ پسینے سے پوری طرح بھیگ چکی تھی حالانکہ موسم اب ٹھنڈ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسکی خوفزدہ آنکھیں فرش کو دیکھ رہی تھی جہاں خون کی چند بوندیں گری تھی۔ زیادہ خون تو فاروق کے شرٹ نے جذب کر لیا تھا۔ یہ سرخ بوندیں دیکھ کر صورت کا سکتہ ٹوٹ گیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یااللہ.. ! کس آزمائش میں گھری ہوئی ہوں؟ پلیز میری مدد کریں مجھے اس درندے کے چنگل سے بچالے۔ میری عزت کی حفاظت کرنا میرے مولی" وہ اس وقت خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔

----------☆----------

انا اور فضا کو الوداع کہہ کر وہ بنگلے سے نکل گئی۔ لگیج بیگ گھسیٹ کر وہ کار کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں مجتبی اور فاروق کھڑے تھے۔ (فاروق نے شرٹ کے اوپر جیکٹ پہن رکھا تھا غالباً اپنا زخمی بازو چھپانے کے لیئے) وہ صورت کو بہت عجیب طرح سے گھور رہا تھا۔ صورت حتی الامکان خود کو نارمل شو کر رہی تھی ورنہ فاروق کی دھمکی یاد کر کے

اسکا خون ہی ڈر کے مارے رگوں میں جم جاتا۔

"یہ لیں مس صورت، آپکی ٹکٹ" مجتبی نے اسے ٹکٹ تھمایا اور کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا، صورت جب اندر بیٹھ گئی تو مجتبی بھی وہی پچھلے سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صورت نے سکون کی سانس کھینچ لی۔ (چلو شکر وہ جانور فرنٹ سیٹ پر بیٹھے گا)۔ ڈرائیور نے تینوں کا سامان دوسرے الگ کار میں رکھا جس کی فرنٹ سیٹ پر فاروق بیٹھ گیا۔ صورت نے ایک اور سکون کی سانس کھینچی (شاید ڈر گیا ہے، اچھی بات ہے) وہ اپنے آپ مسکرائی۔

"بہت دنوں بعد آپکی مسکراہٹ دیکھنے کو ملی ہے" یہ سن کر صورت نے چونک کر اسے دیکھا لیکن خاموش رہی۔ مجتبی بھی یہ کہہ کر دوبارہ اپنے فون پر مصروف ہو گیا۔

ناجانے اتنی دوریاں کیوں آئیں ہیں انکے بیچ؟ یہ سرد دیواریں، یہ ٹھنڈی آہیں اور یہ انا کی زنجیریں..! کچھ ناہوتے ہوئے بھی انکے بیچ کتنا خوبصورت سا رشتہ تھا۔

بھلے ہی باس اور امپلائی کا رشتہ..!

حاکم اور محکوم کا رشتہ..!

دوست اور دوستی کا رشتہ..!

اور

ان کہے جذبوں کا رشتہ..!

مگر اب دوریاں تھیں۔

دیواریں تھیں۔

ناراضگی تھی۔

مجتبی کو رہ رہ کر اس تلخ دن کی یاد آتی جب اس نے فاروق کا صورت کے لیئے والہانہ انداز دیکھا تھا اور صورت کا یوں بلا جھجھک فاروق کو بلوانا۔

اور..

صورت کو بار بار وہ شام یاد آتی جب اس نے مجتبی کی بانہوں میں اس انجان لڑکی کو دیکھا تھا۔ وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ...ان دونوں کو بہت بڑی غلط فہمی نے آلیا تھا۔

--------☆---------

ائرپورٹ پہنچ کر تینوں ایک ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ فاروق اب نارمل لگ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے صورت کو گھورنا تقریباً بند کر دیا تھا جسکی وجہ سے صورت نے سکھ کا سانس لیا۔ پروسیجرز کے بعد وہ وہی ائرپورٹ بینچیس پر بیٹھ کر اناونسمنٹ کا ویٹ کرنے لگے۔

"ایک ارجنٹ کال کرنی ہے، میں ابھی آیا" فاروق یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس شیور۔ پر جلدی آجانا اناونسمنٹ کبھی بھی ہو سکتی ہے"

"اوکے برو" مجتبیٰ کو جواب دیکر وہ ایک ہاتھ جیب میں اور دوسرے ہاتھ سے موبائل پکڑے وہاں سے چلا گیا۔

"مس صورت" آواز میں نرمی تھی۔

"جی سر" آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

"آپ کی آنکھیں۔۔۔!" وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"میری آنکھیں؟" صورت سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کی آنکھیں اتنی لال کیوں ہیں؟ رات دیر تک جاگتی رہی ہیں کیا؟" یہ سن کر صورت اب کیا بتاتی؟ اسکی تو نیند ہی اڑ گئی تھی۔ اگر کچھ دیر آنکھ لگتی تو فاروق بھیانک روپ لیئے سامنے آجاتا اور وہ ہڑبڑا کے اٹھ جاتی۔

"خاموش کیوں ہیں؟"

"سر دراصل کینیڈا جانے کی ایکسائٹمنٹ تھی تو.. "صورت نے جواب بھی دیا تو کیا کمال کا جواب دیا۔ مجتبی سینے پہ ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگا۔ آس پاس پیسینجرز اس حسین جوڑی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ صورت جھینپ گئی۔

"او گاڈ، مس صورت آپ اس قدر معصوم کیوں ہیں؟ پلیز آج یہ راز بتا ہی دیں" آنکھوں سے آتا پانی (جو ہنسنے کی وجہ سے آیا تھا) صاف کرتے ہوئے وہ بہت مہویت سے صورت کا چمکتا ہوا چہرہ تکنے لگا تو صورت سر جھکا کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے لگی۔

"آئی مین اس قدر ایکسائٹمنٹ، اف" وہ پھر سے ہنسنے لگا۔

"سر، اب بس بھی کریں۔ لوگ دیکھ رہے ہیں" وہ بری طرح خجل ہو رہی تھی۔

"میں یہ سوچ کر ہنس رہا ہوں جب آپ نے کینیڈا دیکھ لیا تب کیا ہو گا؟ نیند کے ساتھ ساتھ آپ کی بھوک پیاس ہی مٹ نہ جائے"

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔ آپ خواہ مخواہ میرا مذاق مت اڑائیں" وہ خفگی سے اسے دیکھنے

لگی۔

اور..!

بیچ کی دیواریں گرنے لگی..!

دوریاں سمٹنے لگی..!

"ایکسکیوز می انکل آنٹی" ایک گول مٹول چھوٹی سی بچی انکے سامنے آئی۔

"یس بیٹا" مجتبی اس بچی کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ دونوں ایک ساتھ بہت اچھے لگ رہے ہیں۔ کیا میں آپ دونوں کی فوٹو لوں؟"
(بچی کی فرمائش)

صورت کا چہرہ گلابی گلابی ہو گیا۔

"آف کورس کیوں نہیں۔ پر بدلے میں کچھ تو دو گی نا، ورنہ میں فوٹو لینے نہیں چھوڑوں گا" مجتبی بھی بچہ بن گیا۔

ضرور۔ میں دوں گی پر پہلے تصویر لینے دیں" بچی بھی چالاک تھی۔ مجتبی نے مسکراتے ہوئے اوکے کے انداز میں سر ہلایا اور بچی نے اپنے ٹیب سے تصویر کھینچ لی۔

"دکھاؤ تو" مجتبی نے اس سے ٹیب لیا تو اس چھوٹے موٹے ٹیب میں بھی ان دونوں کی تصویر کمال کی آئی تھی۔

"واو امیزنگ۔اب بتاؤ کیا دو گی؟"

"دعا" وہ بچی بولی۔

"دعا؟ کیسی دعا؟"

"میں یہ دعا کرونگی کہ اللہ پاک آپ دونوں کو مجھ جیسی پرنسس دے جیسے میں اپنے مام ڈیڈ کی پرنسس ہوں" یہ کہہ کر اس بچی نے دور کچھ فاصلے پر اشارہ کیا جہاں اسکے والدین بیٹھے ہوئے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔یقیناً انہوں نے ہی بچی کو فوٹو کھینچنے بھیجا ہو گا۔بچی کی بات سن کر صورت کانوں تک سرخ پڑ گئی اور مجتبی...! وہ حیرت سے مسکراتے ہوئے اس معصوم بچی کو دیکھ رہا تھا۔اس بیچ (صد شکر) اناونسمنٹ ہو گئی۔

"میں فاروق کو کال ملاوں پتہ نہیں کہاں رہ گیا" مجتبی اسے فون ملا رہا تھا اس بات سے بے خبر کہ وہ کچھ فاصلے پر کب سے کھڑا انہیں دیکھ کر جل بھن رہا تھا۔

----------☆----------

جب تینوں پلین میں آگئے تو صورت کو یہ دیکھ کر جھٹکا لگا کہ اسکی اور فاروق کی سیٹ ایک ساتھ ہے۔ایک ونڈو سیٹ تھی اور دوسرا اسکے بغل میں۔صورت کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر جہاں فاروق کے کلیجے کو ٹھنڈک پڑ گئی وہاں مجتبی کو کچھ محسوس ہوا۔

"یعنی مس صورت کو فاروق سے واقعی میں الجھن ہو رہی ہے؟ ورنہ مس صورت یوں شاک نہیں ہوتی" مجتبی من ہی من سوچ رہا تھا تبھی آئر ہوسٹس وہاں آئی۔

"میم،اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں۔آپ کی وجہ سے پیچھے پیسینجرز کو ویٹ کرنا پڑ رہا ہے" یہ سن کر بھی صورت ویسے ہی کھڑی رہی۔

"فاروق تم جا کر میرے سیٹ پر بیٹھ جاو" یہ سن کر فاروق کا حلق ہی کڑوا ہو گیا۔

"کیوں برو؟"

"جتنا کہہ رہا ہوں وہ کرو۔جاو" نا جانے مجتبی کے لہجے میں اس نے ایسا کیا محسوس کیا جو بنا اور بحث کیئے وہ وہاں سے چپ چاپ آگے بڑھ گیا۔صورت نے سکھ کا سانس لیا اور جلدی سے اپنا پرس بغل والے سیٹ پر رکھ کر خود ونڈو سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"میڈم؟میں پلین کے چھت پر بیٹھوں کیا؟"مجتبی کی شرارتی رگ پھڑک اٹھی۔یہ سن کر صورت نے جلدی سے اپنا پرس اٹھا کر سیٹ کے درمیان رکھ دیا۔مجتبی مسکراتے ہوئے وہاں بیٹھ گیااور صورت دوبارہ سے ونڈو کے اس پار مہویت سے دیکھنے لگی۔

"اب تک پلین کو ٹیک آف ہونے میں وقت ہے"اسے ونڈو سے اس پار دیکھتے ہوئے ایک بار پھر مجتبی اپنی شرارت سے باز نہیں آیا تو صورت جلدی سے چہرہ موڑ کر سامنے دیکھنے لگی جہاں سامنے والے سیٹ کے بیک پر ایک چھوٹی سی اسکرین لگی ہوئی تھی۔

"میڈم اسکرین آف ہے۔کیا دیکھ رہی ہیں؟"اف یہ مجتبی بھی نا۔

"پھر میں کدھر دیکھوں سر؟"وہ چڑ کر بولی۔

"میری طرف دیکھیں"اسکے گمبھیر لہجے اور جملے کو سن کر اس نے چونک کر مجتبی کو دیکھا۔

اف یہ بولتی نظریں..!

یہ گھنی پلکیں..!

بلاشبہ وہ بہت وجیہہ اور خوبرو مرد تھا۔صورت نے جلدی سے نظریں چرالیں تو اسے یوں کنفیوز دیکھ مجتبی دھیرے سے مسکرایا اور وضاحت دینے لگا۔

"آپ میری طرف دیکھیں سیٹ بیلٹ کیسے باندھی جاتی ہے۔اب یہ کار بیلٹ سے تو مختلف ہے نا"

"سر آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میں کوئی چھوٹی بچی ہوں۔آپ کو شاید معلوم نہیں میں لاہور سے اسلام آباد بائے پلین آئی تھی۔"صورت نے بڑے فخر سے کہا تو مجتبی کو اسکا یہ معصوم انداز بہت بھایا۔وہ مسکراتے ہوئے صورت کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

اور یہ حسین سفر شروع ہو گیا..!

----------☆----------

آدھے سے زیادہ سفر گزر چکا تھا۔صورت کافی تھکی اور ڈل لگ رہی تھی۔جتنی ایکسائٹمنٹ اسے چند گھنٹے پہلے تھی وہ کہیں دور جا کے سو گئی تھی۔

"یہ غالباً پہلا تجربہ ہے آپ کا اتنا لمبا سفر کرنے کا۔ایم آئی رائٹ؟"مجتبی نے پوچھا۔

"ہاں سر"اس نے ہولے سے جواب دیا۔

"آپ کی تھکاوٹ کی وجہ یہ ڈریس ہے۔آپ اس سفر کے لیئے ویسٹرن ڈریس پہن لیتیں تو بہتر ہوتا"

"نہیں سر میں کمفرٹیبل ہوں"اسے واقعی اس ڈریس نے غیر آرام دہ کیا تھا،انا نے اسے کہا بھی تھا کہ ویسٹرن پہن لینا پر اس نے نہیں پہنا۔وہ آفس یونیفارم بھی مجبورا پہنتی تھی۔پر اب یہ ڈریس اور یہ لمبا سا دوپٹہ۔اف!

"اچھا اگر ایسی بات ہے تو آپ آرام کر لیں نا،تھوڑی دیر سو جائیں"مجتبی کو اسکے حال پر رحم آرہا تھا۔اوپر سے صورت بے چاری کے گردن کی اکڑا سے بہت تکلیف دے رہی تھی۔اسکے چہرے سے تھکن اور تکلیف واضح دکھ رہی تھی۔

"اف"درد کے مارے وہ کراہی۔

"کیا ہوا"مجتبی نے چونک کر اسے غور سے دیکھا۔

"بس گردن میں اکڑ سی آگئی ہے سر۔بہت بے چین کر رہی ہے"

"آپ پلیز تھوڑی دیر سو جائیں۔میں سیٹ بیلنس کر دیتا ہوں آپ آرام کریں"مجتبی کو اسکی فکر ہو رہی تھی۔

"نہیں نہیں سر"

"وائے ؟"پر اب وہ کیا بتاتی۔اسکے سامنے یوں نیم دراز سو کر وہ اچھی تو نہیں لگتی نا۔

"ایکچیولی میں اتناٹریول کر چکا ہوں کہ مجھے ایسی پرابلم نہیں ہوتی،بیٹھے بیٹھے تھوڑی دیر تک اونگھ لیتا ہوں یا پھر ہیڈ فونز لگا کر گانے سنتا ہوں"

"پھر میں بھی بیٹھے بیٹھے کچھ دیر سو لیتی ہوں"

"شیور۔ٹرائے کر لیں۔ویسے بھی ایکسائٹمنٹ کی وجہ سے پہلے بھی نیند حرام کر چکیں آپ"پھر سے شرارت..!صورت نے جھینپ کر بنا کچھ کہے اپنا سر سیٹ کے دائیں سائڈ پر ٹکا دیا اور کچھ ہی دیر بعد سو گئی۔چند منٹ نہیں گزرے کہ اسے پھر سے گردن پہ ہلکا سا درد محسوس ہوا تو اس نے بائیں طرف سر ٹکا دیا اور بے خبر سو گئی۔مجتبی بھی ہیڈ فونز لگائے سو گیا۔کچھ پل گزرا ہی تھا کہ مجتبی چونک کر نیند سے جاگ گیا تو دیکھا صورت کا سر نیند میں سیٹ کے سرہانے سے پھسل کر اسکے دائیں کندھے پر گر گیا تھا لیکن وہ تب بھی بنا کچھ محسوس کیئے بے خبر سو رہی تھی۔بے چاری کی نیند جو پوری نہیں ہوئی تھی۔(پھر اسے ایکسائٹمنٹ کہہ لیں یا کسی درندے کا خوف)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالوں کی آبشار مجتبی کے آدھے چہرے پہ آگئی تو وہ اسکے بالوں کے خوشبوؤں میں کھو گیا۔

دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو گئیں..!

وہ اس قدر پاس تھی کہ سانسیں بے لگام ہو گئیں..!

"یہ کیسا جذبہ ہے؟ میں تو ایسا ہر گز نہیں تھا۔ آج تک میں نے کسی کو اپنے دل کی دھڑکنوں کے قریب محسوس نہیں کیا۔ پر تم؟ تم نے کیسے میرا چین، سکون، دل کے قرار کو لوٹ لیا؟ معصومیت تیری ظلم کر گئی اور میں گھائل ہوتا گیا؟"

وہ اسکی زبان پر 'آپ' مگر دل میں 'تم' بن گئی۔ وہ اس کی محبت بن گئی۔

----------☆----------

کسی عجیب شور سے جب اسکی آنکھ کھلی تو جو پہلا احساس اس نے محسوس کیا وہ اسے چونکا دینے کے لیئے کافی تھا۔ ہڑ بڑا کر اس نے اپنا سر اٹھالیا۔ اف..!

"میں ایسے کیسے سو گئی؟" وہ من ہی من اپنی بے خبری کو کوسنے لگی۔ مجتبی نے بھی جیسے ہی اپنے کندھے کو ہلکا محسوس کیا تو وہ بھی اٹھ گیا۔

الجھے بالوں میں گھری..!

گستاخ زلفوں میں چھپی..!

وہ بیٹھی سر جھکائے اپنے گود میں رکھے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔یہ اسکی nervousness کی عادت تھی۔

"اِٹس آل رائٹ۔ کبھی کبھار میں بھی ایسے بے خبر سو جاتا تھا جب شروع شروع میں ٹریولنگ کرتا تھا۔ایک دفعہ ایسے ہی میرا سر ڈھلک کر پاس بیٹھی خوبصورت سی عورت کے کندھے پہ گر گیا تب میں ایک کرارے تھپڑ سے بال بال بچ گیا" یہ سن کر صورت ہنسنے لگی۔وہ مبہوت سا اسے دیکھنے لگا۔

"آپ ہنستی مسکراتی رہا کریں۔آپ شاید نہیں جانتیں آپ کی ہنسی بہت خوبصورت ہے "اور صورت سرخ سوجی خوابناک آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔اسی بیچ پلین لینڈ ہونے کی اناونسمنٹ ہوئی۔

"سیٹ بیلٹ باندھ لیں"

---------☆----------

ائرپورٹ سے جب وہ تینوں نکلے تو باہر کھڑے ایک خوبرو مرد کو دیکھ کر مجتبی نے ہاتھ ہوا میں لہرایا۔وہ آدمی بھی انکے پاس آ گیا اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی گلے ملے۔فاروق البتہ اپنے فون میں لگا ہوا تھا۔ایک ڈرائیور لگیج بیگز اٹھا کر ایک کار میں رکھ رہا تھا۔

"اوہ جوزف (یوسف)، لانگ ٹائم" مجتبی نے کہا۔

"ہاں مجتبی لانگ ٹائم"

"کتنے ڈیشنگ ہو گئے ہو یار"

"اور تیری بہن اتنی ہی موٹی ہو گئی ہے" اور دونوں بیک وقت ہنس پڑے۔صورت دونوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی تو مجتبی کو بھی جیسے ہوش آ گیا۔

"ان سے ملیں یہ جوزف ہے، زارا آپی کے شوہر۔نام تو یوسف ہے پر یہاں سب جوزف بلاتے ہیں۔اور جوزف، یہ مس صورت ہیں۔انکا ذکر تو میں غالباً کر چکا ہوں"

"یس آف کورس۔جن سے غائبانہ تعارف ہوتے ہی میں جیلس ہو گیا۔جب دیکھو تمھاری آپی انہیں کا ذکر کرتی رہتی ہے۔شوہر کو جیسے بھول بھال سی گئی ہے" انکی گفتگو

سن کر جہاں صورت دھیرے سے مسکرائی وہاں فاروق کھڑے کھڑے بور ہو گیا۔

"سامان رکھ دیا گیا ہے تو دفعہ ہو لیں ہم یہاں سے؟ یہ گپ شپ گھر میں جاری کر لینا تم دونوں۔ تھک گیا ہوں میں" کافی بدتمیزی سے فاروق انگریزی میں اپنے بھائی سے مخاطب ہوا۔ مجتبی پیشانی پہ شکنیں ڈال کر اسے گھورنے لگا تو فاروق منہ بنا کر لگیج والے کار میں بیٹھ گیا۔

"اسے کیا ہوا ہے؟" جوزف بولا۔

"ایسے پوچھ رہے ہو جیسے اپنے لاڈلے بھائی کو جانتے نہیں۔ رہنے دو اسے یار لیٹس گو" وہ تینوں دوسرے کار میں آ گئے۔

"مجھے ڈرائیو کرنے دو"

"پر تم تھکے ہو گے"

"ارے نہیں۔ اتنا بھی نہیں" یہ کہہ کر مجتبی نے کار اسٹارٹ کر دی۔

--------☆---------

ٹھنڈ بہت تھی۔ وہ تو اچھا ہوا کار ہیٹر کی وجہ سے اندر درجہ حرارت گرم تھی اور صورت

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے بھی پلین میں مجتبی کے بار بار کہنے پر اسکی کوٹ پہن لی تو سہولت ہو گئی۔آس پاس شاندار اور اونچے عمارت تھے۔پر صورت اس وقت بے حد تھکی ہوئی تھی تو وہ کوئی بھی نظارہ شوق سے نہیں دیکھ رہی تھی۔مر مر سے اسے دیکھ کر مجتبی کو فکر لاحق ہو گئی۔وہ جانتا تھا کہ وہ اس لمبے سفر سے بہت تھکی ہوئی ہے اور اسکی گردن کی اکڑ بھی اسے بے چین کر رہی ہے۔اور پھر بقایا سفر بھی تمام ہوا۔مغرب کا وقت تھا وہ لوگ ایک گیٹ سے اندر داخل ہو گئے۔سامنے ایک بہت بڑا اور خوبصورت طرز کا بنگلہ تھا اور آس پاس لان کے سر سبزے پہ ہلکی برف پڑ گئی تھی۔غالباً کچھ دن پہلے یہاں برف باری ہوئی ہو گی۔فاروق والا کاران سے پہلے ہی یہاں پہنچ گیا تھا۔انکی کار بھی پورچ پر آ کے رک گئی۔تینوں باہر نکل گئے۔صورت کو شدید ٹھنڈ کا احساس اب جا کر ہو گیا۔البتہ مجتبی اور جوزف باتوں میں لگے ہوئے تھے۔

"کون بے وقوف کہتا ہے کہ عورتیں زیادہ باتیں کرتی ہیں؟بے چاریاں مفت میں بدنام ہیں"صورت من ہی من سوچ رہی تھی۔گھر میں جب وہ انٹر ہوئے تو انکے ویلکم کے لیئے زارا منتظر کھڑی تھی۔مجتبی کے سامنے آ کر ایک ماں کی طرح اس نے بہت محبت سے اپنے بھائی کی پیشانی چوم لی۔وہ قد میں اپنے بھائی جتنی ہی تھی پر اپنی عمر سے

وہ بہت ینگ دکھ رہی تھی۔صورت کو اسکا چہرہ کافی شناسا لگا۔شاید وہ اپنی ماں پر گئی تھی۔صورت نے سر جھٹک دیا۔

"میری موٹی آپی"

"چل ہٹ۔آتے ہی شروع ہو گیا۔کس اینگل سے تجھے موٹی لگ رہی ہوں ہاں؟"

زارا سچ مچ برا مان گئی۔آس پاس کھڑے نفوس ہنسنے لگے۔

"ان سے ملیں آپی یہ مس صورت ہیں"مجتبی نے صورت کی طرف اشارہ کیا اور جب زارا نے صورت پہ نظر ڈالی تو اسکے چہرے پر ایک رنگ آ کے گزر گیا۔وہ اسے پہلے بھی انیورسری کی تصویروں میں دیکھ چکی تھی پر اب وہ اسکے سامنے تھی۔روبرو...!

"یہ تو بالکل..."زارا اس سے آگے سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"کیا ہوا آپی؟"زارا جلدی سے سنبھل گئی اور آگے بڑھ کر اس نے صورت کے دونوں ہاتھ گرمجوشی سے تھام لیئے اور بنا دیر کیئے وہ اسکے گلے لگ گئی۔

"تو تم ہو صورت۔مجتبی اکثر تمھاری باتیں کرتا رہتا ہے۔کیوں مجتبی؟"یہ سن کر مجتبی ایک دم گڑبڑا گیا۔وہ آپی کی طرف سے اس حملے کے لیئے تیار نہیں تھا۔اور

صورت..؟وہ حیرت سے دونوں بہن بھائی کو باری باری دیکھنے لگی۔(تو مجتبی سر میرے بارے میں باتیں کرتے ہیں؟ کیسی باتیں؟)وہ الجھن میں پڑ گئی۔

اوپر سے زارا کی شرارتی نظریں بار بار مجتبی کے کوٹ کی طرف بھٹک رہی تھی جو صورت نے پہنا ہوا تھا۔صورت خواہ مخواہ شرمندہ ہو رہی تھی۔

"ان دونوں کو یہی کھڑا رہنے دینا ہے یا گھر کے اندر بھی لے جانا ہے؟"جوزف بولا۔

"اوہ میں بھی یہی باتوں میں لگ گئی۔تم لوگ لمبے سفر سے آئے ہو اور مجھے صورت بھی کافی تھکی ہوئی نظر آرہی ہے۔نینسی کم ہئیر"زارا نے اپنے ملازمہ کو آواز دیا تب ہی ایک باوردی ملازمہ ادھر آ گئی۔

"صورت اور مجتبی کو انکے کمرے دکھاو۔اور سنو صورت۔تم اور مجتبی دونوں فریش ہو لو تب تک ڈنر لگ جائے گا۔تم لوگوں کی خاطر آج میں نے وقت سے پہلے ہی ڈنر ریڈی کروا دیا ہے"زارا بولی تو صورت نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں ملازمہ کی تقلید میں وہاں سے اوپر والے فلور چلے گئے۔زارا پھر سے الجھن میں پڑ گئی۔صورت کی صورت اسے کسی شخص کی یاد دلا رہی تھی۔

"اگر میں اسکی تصویر دیکھ کر شناسائی کی رمق محسوس کر پائی تو مام..؟ مام کیوں نہیں؟ کیا مام اتنی جلدی سب بھول گئی ہیں جو بائیس سال پہلے ہوا تھا؟"

---------☆---------

ڈنر کے بعد کافی کا دور چلا۔ آتش دان کے پاس صوفوں پر بیٹھے وہ پانچوں لوگ باتوں میں مصروف تھے۔ زارا، جوزف، مجتبیٰ، صورت اور مسٹر عادل (جو زارا کا سسر تھا)۔ صورت زارا کے دونوں من موہنی بچیوں سے ڈنر کے وقت ملی۔ ایمن اور آمنہ۔ دونوں ہی بہت پیارے بچے تھے پر جڑواں ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے سے زرا مختلف تھے۔ اس وقت وہ دونوں اپنے کمرے میں سو رہے تھے۔

ابھی یہاں مرد حضرات بزنس کی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ صورت وقفے وقفے سے تھوڑی بات چیت زارا سے کرتی پھر خاموش ہو جاتی۔ اسے اس وقت شدید قسم کی نیند آ رہی تھی۔

"صورت تمھیں شاید آرام کی ضرورت ہے۔ اتنا لمبا سفر شاید تم نے پہلی دفعہ کیا ہو گا"۔

"جی میم زارا۔بس کچھ دیر میں سونے جاتی ہوں" وائٹ شلوار قمیض جس پہ ہلکا سا کام تھا اسکے اوپر پنک دوپٹہ اور سویٹر پہنے وہ سادگی میں بھی حسین دکھ رہی تھی۔زارا مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تمھارے روم میں پانی اور میڈیسنز رکھ دیا ہے۔مجتبی نے بتایا کہ تمھارے گردن میں اکڑ آگئی ہے تو سونے سے پہلے..." اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کمرے کا دروازہ کھلا۔

"مجتبی" ایک آواز چہکی تو وہ پانچوں دروازے کی جانب دیکھنے لگے۔ایک لڑکی چست بلیو جینز کے ساتھ ریڈ ٹاپ پہنے (جسکی آستینیں برائے نام تھے) ہاتھ میں جیکٹ لیئے کھڑی چمکتی نظروں سے مجتبی کو دیکھ رہی تھی۔اسکے لبوں سے مسکان جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"ارے مناہل" مناہل کو دیکھتے ہی مجتبی اٹھ کھڑا ہوا تو مناہل دوڑتے ہوئے آکر اسکے سینے سے لگ گئی۔مجتبی اس افتاد پہ بوکھلا گیا۔البتہ جوزف اور مسٹر عادل مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے۔انکے لیئے یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔پر صورت ہکا بکا، حیران نظروں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

اور..

دوریاں پھر سے بڑھ گئیں..!

زارا صورت کا زرد پڑتا چہرہ اچھے سے محسوس کر گئی اور اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بہت کچھ سمجھ گئی۔

"مناہل یہ کیا طریقہ ہے؟" زارا نے زرا سختی سے ٹوکا۔

"واٹ طریقہ بھابی؟ دیکھ نہیں رہیں مجتبی آیا ہے" کافی اٹھلاتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"رہنے دو وائفی۔ان کا بچپنا چلتا رہے گا" جوزف لاپرواہ انداز میں بولا۔ مجتبی خواہ مخواہ چور نظروں سے صورت کو دیکھنے لگا۔کچھ نا کرتے ہوئے بھی وہ جیسے قصوروار بن گیا۔ مناہل کی ننگی مرمریں بازوئیں ابھی تک مجتبی کو اپنے حصار میں لیئے ہوئے تھیں۔ صورت کے دل میں جیسے ٹیس سی اٹھ گئی۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔چلتی ہوں" یہ کہہ کر وہ روم سے نکل گئی۔مناہل نے ایک نظر بھی صورت کو دیکھنا گوارا نہیں کیا۔وہ تو مجتبی میں کھوئی ہوئی تھی۔جوزف اور اسکے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈیڈان دونوں کو یوں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔وہ ویسے بھی مجتبیٰ کو اپنا داماد بنانا چاہتے تھے۔زارا بھی سسر اور شوہر کے انداز سے سمجھ رہی تھی اور اسے یہ سب صحیح نہیں لگ رہا تھا۔وہ اس بات سے باخبر تھی کہ مجتبیٰ صورت کو پسند کرتا ہے جو اس وقت فضول میں بنا کچھ کیئے کسی کے سامنے قصوروار بن گیا تھا۔

---------☆---------

فجر نماز کے بعد اسے نیند نہیں آئی تو قران پاک تلاوت کرنے بیٹھ گئی۔غالباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ناک سن کر اس نے قران پاک پاس پڑے ٹیبل پر رکھ دیا۔

"آجائیں"زارا روم میں انٹر ہوئی تو دیکھا صورت سر پہ سفید دوپٹہ اچھے سے باندھے نیچے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھی۔وہ زارا کو دیکھ کر اٹھ گئی۔ناجانے اس نے بھرپور نیند لی تھی، صبح کی تازگی تھی یا قران پاک کی تلاوت۔اسکا چہرہ دمک رہا تھا۔

"ڈسٹرب تو نہیں کیا؟"

"نہیں میم زارا بالکل بھی نہیں"

"تم مجھے آپی بلا سکتی ہو"ہولے سے مسکرا کر اس نے شفقت سے اسکے گال پہ ہاتھ

پھیرا۔

"تھینک یو آپی"

"قران پاک پڑھ رہی تھی؟" بیڈ کنارے وہ بیٹھ گئی تو صورت بھی ٹیبل کے پاس پڑے چیئر پر بیٹھ گئی۔

"جی آپی۔ ایک دن نا پڑھوں تو چین نہیں آتا"

"کتنی لکی ہو۔ مجھے تو ایک عرصہ ہوا ہے قران پاک کھولے ہوئے"

"آپ صبح قران پاک پڑھنے کی عادت ڈال لیں۔ اگر نہیں تو شام کے وقت پڑھ لیا کریں پھر عادت ہو جائے گی اور آپ خود بھی قران پاک پڑھے بنا بے چین رہیں گی"

"سو سوئیٹ آف یو صورت۔ انشاءاللہ ضرور۔ فی الحال چلیں، بریک فاسٹ کرنے۔ ویٹ کر رہے ہونگے سب"

"جی آپی" دوپٹہ کندھوں پہ لے کر وہ اٹھ گئی۔

---------☆---------

"فاروق کہاں ہے؟" مسٹر عادل پوچھ رہا تھا۔

"سو رہا ہو گا، تھکا ہوا ہے شاید" جوزف ہولے سے بولا۔ یہ سن کر مسٹر عادل کا موڈ آف ہو گیا۔ اسے اپنے اس بگڑے فرزند کا غیر ذمہ دارانہ رویہ بری طرح چڑاتا تھا۔

"سفر تو مجتبی نے بھی کیا ہے۔ اس میں کونسی بڑی بات ہے" یہ کہہ کر اس نے غصے سے اپنا سر جھٹک دیا۔

"اور اب سب بیٹھے ہیں تو یہ بھابھی کہاں چلی گئیں؟ میرا بھوک سے تو برا حال ہے" یہ کہہ کر مناہل نے جب ڈائننگ ٹیبل کے اس پار ہال کی طرف دیکھا تو بری طرح ٹھٹک گئی۔ زارا کے ساتھ ایک لڑکی بھی ادھر آ رہی تھی۔ پیلے قمیض شلوار میں سفید دوپٹہ لیئے وہ بہت اچھی اور فریش لگ رہی تھی۔

"کون ہے یہ؟" وہ من ہی من سوچ رہی تھی۔ اس دوران مجتبی کی بھی نظر پڑ گئی تب تک وہ دونوں ٹیبل تک پہنچ گئے۔

"گڈ مارننگ ایوری ون" یہ کہہ کر صورت مجتبی کے پاس والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ اسکے مقابل مناہل بیٹھی ہو نقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔ سر جھاڑ منہ پھاڑ رف حلیہ میں بنا منہ دھوئے، میک اپ کیئے نائٹ ڈریس میں وہ کسی جوکر سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

"کون ہے یہ لڑکی؟" انگریزی میں اس نے نخوت سے پوچھا۔

"بیٹا یہ مس صورت ہیں۔ چھوٹی (شائستہ) کے ہاں سیکریٹری ہیں" مسٹر عادل نے جواب دیا۔

"ڈیڈ آپ کے کہنے کا مطلب یہ وہی نینی ہے؟ جو ایمن آمنہ کے لیئے یہاں آئی ہوئی ہے" تمسخر سے اس نے کہا تو زارا نے اسے ٹوکا۔

"بری بات مناہل۔ اپنا یہ بچپنا کب چھوڑ دو گی" پر اس بیچ صورت کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

"ناشتہ کر لیتے ہیں" جوزف نے جیسے بات ختم کر دی البتہ مجتبی چاہنے کے باوجود بھی بائیں طرف بیٹھی صورت سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔ بار بار ناشتہ کر کے وہ کن اکھیوں سے صورت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور یہ منظر مناہل جیسی شاطر لڑکی سے کہاں ہضم ہونے والا تھا۔ بلاشبہ وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے مکمل دکھ رہے تھے۔

مجتبی اب بھی شرمندہ تھا (کل رات کے واقعے کو لے کر) اور صورت کے چہرے پر وہ جیسے کچھ کھوجنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ اس قدر سنجیدگی سے ناشتہ کر رہی تھی کہ وہ

کچھ بھی اخذ نہیں کر پایا۔

---------☆----------

چھ دن خیریت سے گزرے۔فاروق اکثر گھر سے باہر ہوتا تھااور جب گھر میں ہوتا تو نشیئوں کی طرح اپنے کمرے میں پڑا سوتا رہتا۔وہ جو اپنی ماں سے ملنے کا بہانہ کر کے یہاں آیا تھا وہ ایک بار بھی اپنی ماں کے کمرے میں ان سے ملنے نہیں گیا تھا(اسکی ماں فالج زدہ تھی)۔مجتبیٰ اکثر مسٹر عادل کے ساتھ انکے آفس جاتا۔جوزف بھی ہمراہ ہوتا۔زارا گھرداری اور ساس کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی۔مناہل صبح ناشتہ کرنے کے بعد دس بجے گھر سے نکل کے آدھی رات گھر واپس آجاتی۔اب وہ اتنے وقت کہاں ہوتی تھی کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا تھا۔زارا شروع میں روک ٹوک کر دیتی تھی پر پھر جوزف نے اسے منع کر دیا یہ کہہ کر کہ مناہل اب چھوٹی بچی نہیں رہی جو تم اس پر پابندیاں لگاو۔ان دنوں زارا کو صورت کا کافی سہارا تھا وہ اسکی دونوں بیٹیوں کا بہت دھیان رکھتی تھی۔جب وہ دونوں کنڈر گارڈن سے آتے دونوں کو نہلا دھلا کے تیار کرتی،لنچ کے دو گھنٹے بعد شام کو وہ دونوں بچیوں کو لانگ ڈرائیو پہ لے جاتی یا پھر اگر موسم سہی ہوتا تو نزدیکی پارک میں لے جاتی جہاں ایمن اور آمنہ

دوسرے بچوں کے ساتھ گھل مل جاتی اور صورت بنچ پہ بیٹھی انہیں دیکھتی رہتی۔ان چھ دنوں میں وہ کافی بور ہو گئی تھی کیونکہ سب روٹین کے مطابق ہی چل رہا تھا۔اوپر سے یہ اجنبی ماحول،گھر والوں سے دور۔ایک دو دفعہ وہ بابا جان اور فضا والوں سے بات کر چکی تھی۔اب بھی وہ پارک میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ یہ ایک دو مہینے بھی معمول کی طرح گزر جائیں گے مگر وہ غلط تھی۔

بالکل غلط..!

-------☆-------

کچن میں وہ کھڑی سوپ بنا رہی تھی تب ہی صورت وہاں آ گئی۔

"ارے صورت۔آو" نیپکن سے ہاتھ صاف کر کے زارا بولی تو وہ وہاں آ کر ایک اسٹول پر بیٹھ گئی۔11 بج رہے تھے،گھر میں کافی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"کیا بنا رہی ہیں آپی؟میں مدد کروں؟"

"نہیں نہیں صورت۔بچوں کے لیئے سوپ ہی تو بنا رہی ہوں" بچے آج کنڈر گارڈن نہیں گئے تھے۔پھر کچھ سوچ کر زارا صورت کی طرف مڑ گئی۔

"تمھارے گھر میں کون کون ہوتے ہیں صورت؟"اور صورت جسے کل سے اپنے گھر والوں کی یاد ستا رہی تھی اسے جیسے موقع مل گیا۔

"آپی میرے گھر میں میرے باباجان ہوتے ہیں جنہیں میں اس دنیا میں ڈھیر سارا پیار کرتی ہوں۔میری بوا بھی ہوتی ہیں،بوا کا ایک بیٹا ریحان بھی ہے جو مجھے اپنی چھوٹی بہن مانتے ہیں۔چٹکی کہہ کر بلاتے ہیں(ہنسی)۔اور پاس پڑوس والے بھی ہیں جو بہت اچھے ہیں۔پڑوس کا ایک لڑکا فیصل ہوتا ہے جو گھر آ کر میرے باباجان کے چھوٹے موٹے کام کرتا ہے اور..."

"چھوٹے موٹے کام؟کیوں؟"صورت کی بات بیچ میں کاٹ کر زارا نے جو یہ سوال پوچھا تو صورت افسردہ ہو گئی۔

"دراصل میرے باباجان چل پھر نہیں سکتے نا۔تو وہ باباجان کو.."یہ کہہ کر اسکا گلا رندھ گیا۔آگے وہ بات جاری نہیں رکھ پائی۔زارا کو بہت افسوس ہوا یہ جان کر۔

"اوہ۔سوری صورت"

"اٹس اوکے آپی"

"اور اپنی مماجانی کا نہیں بتایا؟ آئی مین تمھاری ماں"

"میری ماں اس دنیا میں نہیں ہیں"

اور..!

یہ سنتے ہی زارا کے ہاتھ سے شیشے کا باول چھوٹ کر فرش پہ لگ کر ٹوٹ گیا۔

ایک دم چکنا چور..!

"کیا ہوا آپی؟" صورت ایک دم چونک گئی۔

"وہ بس.. پتہ نہیں.. پتہ نہیں کیسے ہاتھ سے چھوٹ گیا؟" زارا جلدی سے جھک کر کانچ کے ٹکڑے اٹھانے لگی۔

"میں سمیٹ لیتی ہوں، رہنے دیں" صورت نے جلدی سے آگے بڑھ کر آہستگی سے کانچ کے ٹکڑے سمیٹ کر ڈسٹ بن میں پھینک دیئے۔

"سن کر افسوس ہوا۔ کتنا عرصہ ہوا ہے تمھاری ماں کو اس دنیا سے گزرے ہوئے؟" سرسری انداز میں اس نے پوچھا۔

"میرے پیدا ہوتے ہی وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئیں"

"کیا؟" زارا کا دماغ بھک سے اڑا۔

"ہاں۔ بوا کہتی ہیں ایک کار ایکسیڈنٹ کی وجہ سے یہ سب ہوا۔ میری ماں تب پریگننٹ تھیں، انکا نواں مہینہ چل رہا تھا۔ اس ایکسیڈنٹ کی وجہ سے حالات پیچیدگی اختیار کر گئے اور وہ مجھے جنم دیتے ہی فوت ہو گئیں" زارا یہ سن کر ایک دم سفید پڑ گئی۔ وہ کانپتے ہوئے سوپ میں چیچ ہلا رہی تھی۔

"اللہ نا کرے صورت وہی لڑکی نکلے جس پر میں شک کر رہی ہوں۔ ورنہ؟ ورنہ بہت کچھ بگڑ جائے گا" اسکا ماوف دماغ بھٹک رہا تھا۔

"بہت افسوس ہو رہا ہے صورت۔ اللہ پاک انہیں جنت میں اعلی مقام دے" وہ اب بھی سوپ کو تک رہی تھی۔

"آمین"

"ویسے تمھارے بابا جان کا نام جان سکتی ہوں؟" دھڑکتے دل کے ساتھ جب اس نے یہ سوال پوچھا تب ایمن چلاتے ہوئے کچن میں انٹر ہو گئی۔

"ارے کیا ہوا گڑیا؟" زارا حواس باختہ ہو گئی۔

"مما آمنہ واش روم میں پھسل کر گر گئی"

"واٹ؟؟؟" یہ سنتے ہی وہ بھاگتے ہوئے کچن سے نکل کر اوپر واش روم میں داخل ہو گئی جہاں آمنہ فرش پہ پڑی رو رہی تھی۔

"بے بی کہاں چوٹ لگی؟"

"یہاں" اپنے پیر کے جانب اس نے اشارہ کیا۔شاید اس کا پیر مڑ گیا تھا۔صورت بھی بھاگتے ہوئے وہاں پہنچ چکی تھی۔جلدی سے اس نے آمنہ کو گود میں اٹھا کر کمرے میں آ کر بیڈ پر لٹا دیا۔

"آیم رئیلی سوری آپی میری لاپرواٸی کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا۔میں دھیان رکھتی تو یہ سب نہیں ہوتا"

"ارے نہیں صورت تمھاری کوئی غلطی نہیں۔اسے بھی کوئی گہری چوٹ نہیں آئی ہے۔غالبا پیر مڑ گیا ہے ٹھیک ہو جائے گی فکر مت کرو واوکے" یہ کہہ کر اس نے آمنہ کے پیر پر آینٹمنٹ لگایا اور وہ روتے روتے چند منٹ بعد سو گئی۔

پر سوال..؟

زارا کو اسکے سوال کا جواب نہیں ملا۔

--------☆--------

سنڈے کا دن اور مغرب کا وقت تھا۔ خنکی ہونے کے باوجود وہ چاروں لان کے چیئر زپر بیٹھے گپ شپ کرنے کے ساتھ ساتھ کافی بھی پی رہے تھے۔

"آپی پتہ ہے، اگلے ویک ہینری کی شادی ہونے جارہی ہے "

"واور یئلی ؟کس کے ساتھ ؟"

"کس کے ساتھ ہونا ہے بھابھی ؟آف کورس لوسی کے ساتھ "

"لوسی ؟اسکی بچپن کی دوست ؟پر وہ تو مار گریٹ میں انٹر سٹڈ تھا نا؟"زارا حیران ہو کر پوچھنے لگی۔

"اسکا تو پچھلے سال بریک اپ ہوا نا..!بہت دفعہ بتایا ہے آپ کو بھابھی، پر آپ کو یاد ہو تب نا۔ایمن آمنہ ہر وقت آپ کا دماغ چاٹتے رہتے ہیں "ایک تو مناہل کا ہر اگلا جملہ انگلش میں ہوتا تھا۔اب بھی انگلش میں بات کر رہی تھی۔پر وہاں صورت یوں بیٹھی ہوئی تھی جیسے وہ وہاں موجود ہی نا ہو، وہ خاموشی سے کافی پی رہی تھی۔اسے ایسے چپ

چاپ اور گم صم دیکھ کر مجتبی اندر ہی اندر گلٹی فیل کرتا رہا۔کچھ سوچ کر وہ صورت سے مخاطب ہوا۔

"ہینری مناہل کا دوست ہے۔اس طرح سے میں بھی اس سے واقف ہوں اور کئی دفعہ اس سے مل بھی چکا ہوں۔اگلے ہفتے اسکی شادی ہونے جارہی ہے"

"اس بہانے تم بھی دیکھ لو یہاں کی ویڈنگز کیسی ہوتی ہیں؟ پھر پاکستان جا کر اپنے محلے والوں کو سنا دینا" پہلی بار مناہل براہ راست صورت سے کافی نخوت سے مخاطب ہوئی تھی۔

"کل اسکے سارے فرینڈز نے اسکے لیئے بیچلر پارٹی آرگنائز کی ہے ایک کلب میں" مجتبی بولا۔

"تم بھی ہمارے ساتھ آنا صورت۔کافی مزہ آئے گا" مناہل کے لہجے میں دفعتاً اپنائیت چھلکنے لگی۔

"اگر کسی گھر میں یہ پارٹی ہوتی تو میں ضرور اٹینڈ کرتی" وہ ہولے سے بولی۔

"ایسی پارٹیز گھر میں کون کرتا ہے؟ صورت تم جاؤ انکے ساتھ۔ مجتبی ہو گا نا تمھارے

ساتھ "زارا نے نارملی انداز میں کہا تو بیک وقت دونوں (صورت اور مجتبی) کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔ نا جانے کیوں؟

"اور پلیز فار گاڈ سیک ہمارا مذاق مت بنانا ایسے لک میں آکر" مناہل کا اشارہ اسکے ڈریسنگ پر تھا۔ وہ اس وقت بھی قمیض شلوار میں ملبوس تھی

---------☆---------

مناہل کار کے پاس کھڑی اپنے موبایل میں لگی ہوئی تھی۔ گھٹنوں تک آتی بلیک اسکرٹ کے ساتھ پنک ٹاپ پہنے وہ سامنے والے پر قاتلانہ وار کرنے کی بھرپور تیاری کر بیٹھی تھی۔ اونچی سینڈلز کی وجہ سے اسکا قد اور اونچا لگ رہا تھا۔

"پتہ نہیں یہ لڑکی کتنا انتظار کروایئے گی" لہجے میں بے زاریت تھی۔

"آتی ہو گی" رسٹ واچ دیکھ کر مجتبی نے جواب دیا۔ رات بارہ بجے کا عمل تھا۔ لمبی سانس کی صورت میں اسکے منہ سے بھاپ نکل رہا تھا۔ آج وہ کسی پرنس چارمنگ سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ بلیک جینز اور کوٹ کے ساتھ گرے کلر کی شرٹ پہنے وہ کافی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"لگتا ہے میک اپ لگانے میں بری طرح بزی ہے۔ یہ پاکستانی لڑکیوں کو میک اپ کی دکان بننے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ نہیں؟"

"مزے کی بات بتاوں؟" مجتبی پراسرار انداز میں بولا۔

"یس"

"جتنا تم میک اپ تھوپتی ہو نا۔ اسکا وہ ایک فیصد بھی نہیں لگاتیں" یہ کہہ کر مجتبی ہنسنے لگا۔

"واؤ۔ یعنی تم نے بڑے غور سے دیکھا ہے اس لڑکی کو؟" مجتبی کی ہنسی رک گئی۔ وہ کچھ کہنے والا تھا تب ہی صورت چھوٹے چھوٹے قدم چلتی وہاں آگئی تو مجتبی تو کیا، مناہل بھی اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ بھی بلیک جینز اور کوٹ کے ساتھ ساتھ ریڈ شرٹ پہنی ہوئی کھڑی تھی۔ بال سلیقے سے کندھوں پر رکھے، ہلکی لپ اسٹک اور بلیک شوز میں وہ آج بھی بے حد حسین دکھ رہی تھی۔ رہی سہی کسر اسکے سرخ پڑتی ناک نے پوری کر دی تھی۔ ٹھنڈ کی وجہ سے اسکی ناک یوں ہی لال پڑ جاتی تھی۔ اسکے حسن میں کھونے کے بعد جب مجتبی کی نظر اسکے ناک پر پڑی تو وہ ہولے سے مسکرایا۔

"چلیں اب؟ ویسے بھی کافی لیٹ ہو چکا ہے تمھاری وجہ سے" یہ کہہ کر مناہل جل بھن کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔اسکے بگڑے موڈ کو دیکھ کر مجتبی نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔صورت بنا کچھ کہے بیک سیٹ پر بیٹھ گئی اور اگر وہ جان پاتی کہ آج اسکے ساتھ کیا حادثہ پیش آنے والا ہے تو وہ کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھتی۔

-------☆--------

کلب میں صرف ڈسکو لائٹ کی رنگین روشنی پھیلی ہوئی تھی۔تقریبا ایک ہی عمر کے لڑکے لڑکیاں موجود تھیں۔کچھ میوزک پہ تھرک رہے تھے،کچھ بار اسٹینڈ کے پاس کھڑے مشروب لے رہے تھے،کچھ لڑکے اپنی گرل فرینڈز کو لے کر کونوں میں چھپے ہوئے اندھیرے کا فائدہ اٹھا رہے تھے۔ایسے میں ہینری کچھ لڑکوں کے ساتھ کھڑا زور زور سے کسی بات پر ہنس رہا تھا جب وہ تینوں یعنی مجتبی،صورت اور مناہل کلب میں انٹر ہو گئے۔صورت یہاں وہاں اس عجیب ماحول کو دیکھ رہی تھی۔آتے ہی اسے عجیب گھٹن کا احساس ہونے لگا۔مجتبی اور مناہل آگے بڑھ کر ہینری سے گلے ملے۔

"واووواٹ اے سرپرائیز موجتبی" ہینری مجتبی کو 'موجتبی' کہہ کر بلاتا تھا اور مناہل کو

یہاں سب 'مینا' پکارتے تھے۔

"ہاں نا میں دوڑتا بھاگتا یہاں آگیا۔ تو عمر بھر قید ہونے جارہا ہے تو سوچا ایک آخری سلامی دے ہی دوں" مجتبیٰ یہاں آ کے اپنے شرارتی والے روپ میں آگیا تھا۔ یہ سن کر ہینری ہنسنے لگا۔ (یہاں سب انگریزی میں بول چال کر رہے تھے)

"ان سے ملو۔ یہ مس صورت ہیں۔ یہ میرے ساتھ پاکستان سے یہاں آئی ہوئیں ہیں" ہینری ستائشی نظروں سے صورت کو دیکھنے لگا۔

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر صورت" ہاتھ مصافحہ کے لیئے اس نے آگے بڑھایا تو صورت شش و پنج میں پڑ گئی۔ ہینری نے سمجھتے ہوئے مسکرا کر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"سوری صورت مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ.."

"اٹس اوکے" اس نے ہولے سے جواب دیا۔

"گرل فرینڈ ہے تمھاری؟" ہینری کے اس سوال سے جہاں مجتبیٰ گڑ بڑایا وہاں صورت جھینپ سی گئی۔ وہ نظریں چرا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔ البتہ مناہل یہ سنتے ہی پاوں پٹختی ہوئی وہاں سے دور کچھ فاصلے پر چلی گئی۔

"نہیں نہیں۔وہ یہ بس... جسٹ فرینڈ ہیں میری"

"دراصل میں انکی مام کی سیکریٹری ہوں۔ان کے آفس میں کام کرتی ہوں"صورت نے اعتماد سے وضاحت دی تو ہینری نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"مجتبی"ایک لڑکے نے آواز دی تو مجتبی معذرت کر کے وہاں سے چلا گیا۔صورت اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

--------☆--------

آدھے گھنٹے سے زیادہ گزر چکا تھا پر مجتبی واپس صورت کے پاس نہیں آیا۔وہ دور کچھ فاصلے پر چند لڑکے لڑکیوں کے ساتھ باتوں میں مشغول تھا۔صورت وہاں ایک اسٹول پر بیٹھی آسانی سے اسے دیکھ سکتی تھی۔ہینری بھی بار اسٹینڈ کے پاس کھڑا مناہل سے ہنس ہنس کر کوئی بات کر رہا تھا۔ایسے میں صورت اس اجنبی اور گھٹن زدہ ماحول میں ایڈجسٹ نہیں ہو پا رہی تھی۔

"یہ کس کے لیئے ڈرنک لے جا رہی ہو؟"ہینری نے مناہل کے ہاتھ میں گلاس دیکھ کر پوچھا۔

"وہ اس 'میوزیم پیس' کے لیئے جو ہمارے ساتھ آئی ہے" عجیب منہ بنا کر اس نے جواب دیا۔

"لیکن وہ یہ ڈرنک کیسے لے سکتی ہے؟(اسے اب بھی یاد آرہا تھا کہ صورت نے اس سے مصافحہ بھی نہیں کیا۔وہ یہ دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ کس قسم کی لڑکی ہے)میرا مطلب کہ وہ..."

"کچھ نہیں ہوگا۔پیاس لگی ہوگی اسے۔اب یہاں اسکے لیئے پانی کہاں سے ملے گا اور یہ بھی کونسا اسٹرانگ ڈرنک ہے؟جسٹ چل اوکے"وہ لاپرواہی سے بولی۔

"پر کم از کم اسے دینے سے پہلے آگاہ کر دینا کہ یہ کوئی معمولی سافٹ ڈرنک نہیں ہے" پر وہ ہینری کی یہ بات سنے بغیر ہی کمر مٹکاتی ہوئی صورت کے پاس آگئی۔

"لو۔یہ پی لو"لہجہ نارمل تھا۔

"کیا ہے یہ؟"گلاس میں نیلے رنگ کا سیال دکھ رہا تھا۔صورت الجھن میں پڑ گئی۔

"سافٹ ڈرنک ہے۔اب تم دوسرے ڈرنک نہیں لیتی بٹ سافٹ ڈرنک تو لے ہی سکتی ہو یا پھر تمھارے پاکستان میں یہ بھی نہیں ملتا؟"لہجے میں اس قدر تحقیر تھی کہ

صورت نے بنا کچھ کہے چار ناچار اس سے ڈرنک لے لی۔ مناہل نخوت سے سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی۔ صورت چھوٹے چھوٹے سپ لے کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اچانک وہ چونک گئی۔ مجتبیٰ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ابھی تو یہیں تھا پھر؟ یہ سوچتے ہوئے جب اس نے گلاس ختم کیا تب اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ پلکیں جیسے بھاری ہونے لگیں، کانوں میں جیسے آندھی کی آوازیں آنے لگیں۔ آس پاس بجتے میوزک گانے کی دھن جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟" ایک لڑکی اسکی حالت دیکھ کر قریب آ کے انگریزی میں پوچھنے لگی۔

"میں عجیب محسوس کر رہی ہوں۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں واش روم کہاں ہے؟" وہ یہ ڈرنک جلد از جلد قے کرنا چاہتی تھی۔ اس لڑکی نے بار کے کونے میں جو ایک دروازہ تھا، اس جانب اشارہ کیا اور صورت مشکل سے اٹھ گئی۔ قدم کہاں رکھتی اور کہاں پڑتے اسے کچھ معلوم نہیں پڑ رہا تھا۔ اسکا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ آگے کے مناظر اسکے آنکھوں کے سامنے گول گول گھوم رہے تھے۔ بہت مشکل سے وہ دروازے کے پاس پہنچ گئی۔ وہاں فاصلے پہ کھڑی وہی لڑکی نے مناہل کی طرف دیکھ کر آنکھ دبایا جیسے کہہ رہی ہو کہ 'کام ہو گیا'۔ مگر انہیں معلوم نہیں پڑا کہ ہینری نے ان دونوں کا اشارہ

اچھے سے دیکھ لیا تھا۔

---------☆---------

جب وہ اندر آئی اور جیسے ہی دروازہ بند کر کے پلٹی تو کچھ چونک سی گئی۔ وہ ایک واش روم نہیں بلکہ ایک تاریک کمرہ تھا۔ ہاں کونوں میں صرف دو ہی ریڈ لائٹس روشن تھی۔ جب وہ چکراتے سر کے ساتھ تھوڑی آگے بڑھی تو ٹھٹھک گئی۔ دیواروں پر بہت ہی فحش تصاویر لگی ہوئیں تھیں۔

"نہیں۔ شاید میرا دماغ چل گیا ہے۔ ہو نا ہو یہ اسی ڈرنک کا اثر ہے جو مجھے ایسے واہیات چیزیں دکھائی دے رہی ہیں" بھاری پڑتی پلکیں اٹھا کر اس نے بمشکل آس پاس نظریں دوڑائیں تو چاروں طرف اسے ایسی تصویریں نظر آئیں۔ اور وہاں کونے میں موجود ایک ٹیبل کے اوپر بدبو سے بھری خالی بوتلیں پڑی ہوئیں تھیں۔ تب ہی دفعتاً دروازہ کھلا اور چار انگریز لڑکے روم میں انٹر ہو گئے جو شکل سے ہی بدمعاش لگتے تھے۔ انٹر ہوتے ہی انہوں نے لاک لگا یا۔

"واہ کیا لڑکی ہے" ایک بے باکی سے بولا۔ دوسرے لڑکے نے سیٹی بجائی۔

"###"تیسرے نے کوئی گندی سی بات کہہ دی۔

"خوبصورت مشرقی شکار ہے"چوتھا بھونک پڑا۔انکے گندے ارادے بھانپ کر صورت کی حالت غیر ہونے لگی۔اسے اس شدید ٹھنڈ میں بھی پسینہ آنے لگا۔ڈرنک کا اتنا قوی اثر تھا کہ وہ چاہ کر بھی بھاگ نہیں سکتی تھی اور نا ہی مدد کے لیئے کسی کو پکار سکتی تھی۔دہشت زدہ نظروں سے وہ انہیں دیکھنے لگی۔ایک لڑکے نے آگے بڑھ کر بہت بے دردی سے صورت کے کوٹ کو اتار کر دور پھینک دیا۔صورت نے بہت ہی کمزور سی مدافعت کی پر سامنے چار لفنگے اور بدمعاش لڑکے تھے جن کے ارادے بہت ہی گھناونے تھے۔

"پلیز خدا کے لیئے مجھے چھوڑ دیں"صورت بے ہوشی میں بھی گڑ گڑانے لگی۔

"نہیں سویٹ ہارٹ"دوسرے لڑکے نے بہت ہی بے رحمی سے صورت کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔صورت نے اپنی جی جان لگانے کی پوری کوشش کی پر اسکی گرفت تو فولاد جیسی تھی۔تیسرا آگے بڑھ گیا اور اس نے صورت کے چہرے کی طرف جیسے ہی جھکنا چاہا تب ہی ایک کلک سے دروازہ کھل گیا۔ان چاروں نے پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہا پر تب تک دیر ہو چکی تھی۔جو صورت کی طرف جھکنا چاہ رہا تھا مجتبی نے اسکے منہ پر

ایسے زور کا گھونسا مارا کہ اسکے آگے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ باقی لڑکے یہ دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے۔ جس نے صورت کا بازو پکڑ رکھا تھا اسے ہینری نے کھینچ کر ایک تھپڑ مار دیا۔ تیسرے کو پکڑ کر مجتبیٰ نے مار مار کر آدھ موا کر دیا جبکہ چوتھا موقع دیکھتے ہی بھاگ گیا۔

"مو جتبیٰ چھوڑ دو اسے۔ مر جائے گا" ہینری نے بہت مشکل سے مجتبیٰ کو روک دیا۔ مار پیٹ کا سن کر وہاں کلب کا مینیجر دوڑتا ہوا آ گیا تب تک مجتبیٰ نے زمین پہ پڑے کوٹ کو اٹھا کر صورت کو پہنا دیا۔ کلب مینیجر بھرا پڑا تھا وہ بحث مباحثہ کرنے لگا۔

"میں چاہوں تو ابھی پولیس کو بلوا کر تم پہ کیس کر سکتا ہوں۔ تمھارا یہ کلب ہمیشہ کے لیئے بند ہو جائے گا۔ یہ اچکے غنڈے لفنگے کیسے یہاں آ کر ایک لڑکی کے ساتھ اس قدر بد تمیزی کر سکتے ہیں؟ اور تم لوگ بجائے اسکے کہ ان جیسوں کے خلاف ایکشن لو، تمھیں کلب کی پڑی ہے؟ شرم آنی چاہیئے" مجتبیٰ کا یہ غضب اور دھمکی سن کر مینیجر کو اپنی کلب کی فکر لگ گئی۔

"آیم سوری پر آپکے کہنے پر ہی میں نے کمرے کی چابی کا جلدی سے بندوبست کر دیا۔ سو پلیز آپ ہمیں معاف کر دیجیئے" تب اسی گھڑی مناہل وہاں آ گئی۔

"یہ میں نے کیا سنا؟ صورت چار لڑکوں کے ساتھ اس کمرے میں بند تھی؟ اوہ گاڈ صورت مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم ایسی گھٹیا حرکت...."

تڑاخ...!

تھپڑ اس قدر شدید تھا کہ وہ سنبھل ہی نہیں پائی اور زمین پہ گر گئی۔ وہ بے یقینی سے ہاتھ بائیں گال پہ رکھ کر منہ اٹھا کے مجتبی کو دیکھنے لگی۔ ٹپ ٹپ خون اسکی ناک سے بہہ نکلا۔

"جتنا تمھیں بد تمیز اور بد لحاظ لڑکی سمجھتا تھا اس سے چار قدم آگے نکلی تم مناہل۔ ایک لڑکی ہوتے ہوئے تم دوسری لڑکی کے ساتھ اتنا برا کرنے جارہی تھی؟ کہاں ہے تمھارا وہ کمینا بھائی؟ جس کے کہنے پر تم نے اتنی گندی چال چلی۔ ارے اس بزدل کو سامنے سے وار کرنا نہیں آتا؟ ایسا پنچ کھیل کھیلنے سے پہلے اسے زرا بھی شرم نہیں آئی؟ اس بے شرم نے تمھیں شطرنج کی چال بنا کر بھیج دیا؟ اپنی سگی بہن کو؟ اف اگر آج وہ میرے سامنے ہوتا میں اسکی جان لے لیتا" مجتبی آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا۔ شدید غصے کی وجہ سے اسکی مغرور ناک کے نتھنے پھڑک رہے تھے۔

"ریلکس موجتبی۔ وہ تو اچھا ہوا میں دور سے اشارے بازیاں دیکھ کر سمجھ گیا۔ میری

پارٹی میں یہ ساری بدمزگی ہوئی۔میں معذرت.."ابھی ہینزی کی بات مکمل نہیں ہوئی کہ صورت لہرا کے زمین پر گر کے بے ہوش ہو گئی۔مجتبی نے جلدی سے جھک کر اسے بانہوں میں اٹھالیا اور چند سیکنڈ زاسکا معصوم چہرہ تکنے لگا پھر ایک کٹیلی نظر مناہل پہ ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔اسکے بعد ایک ایک کر کے سب وہاں سے نکل گئے جو جو یہ ہنگامہ دیکھنے آئے تھے مگر مناہل...!وہ اب بھی وہاں بیٹھی گال پر ہاتھ رکھے غیر مرئی نقطے کو گھورتی رہی،چند منٹ بعد وہ اس شاک سے نکل آئی۔

"اس چیپ اور حقیر سی لڑکی کے لیئے تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا؟اپنے کزن اور بچپن کی دوست پر؟اسکا بدلہ تم جلد چکاؤ گے مجتبی "خون خوار نظروں سے وہ اس کمرے کے دروازے کو دیکھتی رہی۔

--------☆---------

دروازے پر ناک ہوا۔

"آجاؤ مجتبی "بنا دیکھے ہی زارا سمجھ گئی کہ اس بار بھی دستک دینے والا مجتبی ہی ہو گا۔ پوری رات ناجانے کتنی دفعہ صورت کے کمرے میں آکر صورت کو چند گھڑی دیکھتا رہتا پھر مایوس ہو کر واپس چلا جاتا۔زارا صورت کے سرہانے بیٹھی اسکی دیکھ بھال میں

لگی ہوئی تھی۔ان لڑکوں کے کھینچاتانی کی وجہ سے اسکے نازک سے بازو پر نیل پڑ گیا تھا، بخار بھی شدید قسم کا تھا۔اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے جب مجتبی غالبا بیسویں دفعہ صورت کو دیکھنے آیا تھا۔الجھے بے ترتیب بال اور سرخ آنکھوں سے ہی مجتبی کا یہ حال پچھلے رات کی چغلی کھا رہا تھا۔

"تم پہلے اپنی یہ حالت دیکھو۔فکر مت کرو۔صورت ہوش میں آگئی تھی۔ابھی وہ آرام کر رہی ہے۔اسے اس شاک اور درد سے نکلنے کے لیئے آرام کی ضرورت ہے۔وہ تو اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو تم صحیح وقت پر اسکی مدد کو پہنچے، کچھ مزید برا ہونے سے بچ گیا" زارا سے اپنے چہیتے اکلوتے بھائی کی یہ پریشانی دیکھی نہیں جا رہی تھی۔یہ سن کر مجتبی بنا کچھ کہے پاس پڑے چیئر پر بیٹھ گیا۔اسکی بے چین نظریں اب بھی صورت پہ ٹکی ہوئی تھیں۔رات زارا نے صورت کو آدھے آستین والی شرٹ پہنائی تا کہ نیل پڑے بازووں پر اسے مزید درد محسوس نا ہو۔اسکے گورے گورے بازووں پر یہ نیلے داغ بہت بد نما لگ رہے تھے۔

"آپی، آپ چاہ کر بھی اندازہ نہیں لگا سکتیں کہ فاروق اور یہ اسکی بہن مناہل کس قدر گھٹیا ذہنیئت کے مالک ہیں" زہر خند لہجے میں مجتبی نے کہا۔

"میں سب جانتی ہوں مجتبیٰ، ایک عرصے سے انکے ساتھ رہ رہی ہوں۔ مگر میں کیا کر سکتی ہوں؟ وہ دونوں صرف میرے کزنز ہی نہیں نند دیور بھی ہیں۔ میرا انکے ساتھ سسرالی رشتہ ہے"

"آپ کا ہی خیال ہے مجھے آپی ورنہ بنا کسی لحاظ کے ابھی ابھی جوزف اور انکل کو کل کا پورا واقعہ بتا دیتا"

"ایسی غلطی مت کرنا۔ ایک انجان لڑکی کے لیئے وہ اپنے بیٹے بیٹی کی غلطی کبھی نہیں مانیں گے۔ انکل تو پھر بھی اپنے اولاد کے کرتوتوں سے واقف اور بیزار ہیں مگر جوزف، وہ مناہل کو اپنی جان مانتے ہیں۔ الٹا وہ مجھ سے بازپرس کرینگے کہ میں نے کیوں صورت کو یہاں بلوالیا" یہ سن کر مجتبیٰ نے سرخ پڑتے چہرے کو زور سے جھٹک دیا۔ زارا نے اسکا یہ ردعمل دیکھ کر اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں رکھا۔

"میں جانتی ہوں مجتبیٰ کہ تم کس قدر صورت کو چاہتے ہو۔ تمھاری خوشی کے لیئے میں کسی بھی حد تک جاسکتی ہوں۔ مجھے تمھاری خوشی اور صورت کی عزت بہت عزیز ہے پر یہ میرا سسرال ہے۔ یہاں میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی۔ پلیز مجھ سے ہرٹ مت ہونا"

"آئی نو آپی، رہنے دیں" زارا کا ہاتھ تھپک کر وہ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ زارا اسے دکھ سے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

---------☆---------

تین دن گزر گئے۔ ان تین دنوں میں جب جب مجتبیٰ سے صورت کا سامنا ہوتا وہ وہاں سے کھسک جاتی۔ نا جانے پچھلے واقعے کا اثر تھا یا بے نام سی سرد مہری؟ مجتبیٰ کچھ بھی اخذ نہیں کر پایا۔ مناہل اب پہلے سے بھی زیادہ باہر رہنے لگی تھی اور فاروق تو جیسے منظر عام سے غائب تھا۔ کب گھر میں ہوتا کب نہیں، کچھ معلوم نہیں پڑتا تھا۔ زارا کی ساس تو ہمیشہ اپنے کمرے میں، بستر پہ پڑی رہتی، زارا اور ملازموں کے علاوہ انکے کمرے میں کوئی نہیں جاتا تھا۔

شام غالباً ساڑھے پانچ بجے کا عمل تھا۔ سردی ہونے کے باوجود گرم کپڑوں میں ملبوس صورت، ایمن اور آمنہ باہر لان میں ایک ساتھ کھیل رہی تھیں۔ گھر کے اندر رہ کر اسے عجیب سی گھٹن ہونے لگتی۔ صورت کے کھلے بال جب بار بار اسے چھیڑنے لگے تو اس نے رک کر بال باندھنے چاہے تب ہی نظریں سامنے لان چیئر زپہ پڑ گئی۔ بھاپ اڑاتی مگ پکڑ کر مجتبیٰ انہیں کے جانب دیکھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر صورت کے بال اسکے

ہاتھوں سے چھوٹ کر آبشار کی طرح اسکے پشت پہ پڑ گئے۔وہ اب سنجیدگی سے مجتبی کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا صورت آپی؟کھیلو نا پلیززز"ایمن پکار اٹھی۔

"تمھارے آپی سے مجھے کام ہے بچوں۔تم دونوں اب اپنے کمرے میں چلو شاباش۔ شام ہو چکی ہے،بہت ہو چکا کھیل کود اس ٹھٹرتی سردی میں۔بیمار پڑ جاوگے ہری اپ" لڑکیاں بنا چوں وچرا کیئے وہاں سے چلی گئیں۔

"سر میں یہاں بچوں کی نینی بن کر آئی ہوں،انکے کام اور انہیں خوش کرنے کے لیئے۔ تو پلیز مجھے میرا کام کرنے دیں"

یہ بے رخی کیوں؟؟

یہ بے حسی کیوں؟؟

"ادھر آئیں"اب کی بار مجتبی جو سنجیدگی سے مخاطب ہوا تو صورت بنا کچھ کہے دوسرے چیئر پر بیٹھ گئی۔بے بی پنک شلوار قمیض دوپٹے کے ساتھ وائٹ سوئیٹر پہنے وہ کوئی حسین معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی۔

"کچھ دن سے آپ کی بول چال مجھ سے کیوں بند ہے؟ وجہ جاننے کی زحمت کر سکتا ہوں؟" یہ سن کر صورت بدستور خاموش، سر جھکائے لب بھینچے بیٹھی تھی۔ یوں جیسے اپنے اندر آنسوؤں کا سیلاب روکے بیٹھی ہو۔

"جواب دیں" اب کی بار صورت کی جھکی نظریں جو اوپر اٹھیں تو مجتبیٰ کا جیسے سانس بند ہو گیا۔ ایک کے بعد ایک آنسو لڑھک کر صورت کے گالوں سے بہہ نکلے۔

"پہلے پہل یہاں اکیلے آتے ہوئے مجھے کچھ خدشات تھے لیکن جب آپکے ساتھ آنے کا سنا تو مجھے تھوڑی سی ڈھارس ہوئی۔ اس پرائے ملک میں، میں آپ کے بھروسے آ گئی سر۔ یہ سوچ کر کہ آپ ہر مشکل موقع پر میری ڈھال بنیں گے پر تین دن پہلے جو کچھ میرے ساتھ ہوا وہ کسی اور کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کی وجہ سے ہوا" بھرائی ہوئی آواز میں صورت شکوے کرنے لگی۔

"لیکن مس صورت، میری وجہ..."

"مجھے کلب میں تنہا کیوں چھوڑ دیا سر؟ اگر آپ کو معلوم تھا کہ آپ صرف اپنے دوستوں کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرینگے تو مجھے وہاں لیکر نہیں جانا چاہیئے تھا نا۔ ان درندوں کے بیچ آپ نے مجھے چھوڑ دیا سر؟"

"آئم رئیلی سوری مس صورت۔میں بہت شرمندہ ہوں۔آپ صحیح کہہ رہی ہیں۔ مجھے آپ کو یوں تنہا نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا" مجتبیٰ بہت شرمندہ دکھ رہا تھا۔

"اٹس او کے سر۔جو ہوا وہ میرے تقدیر میں تھا۔اللہ پاک کی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے محفوظ رکھا۔مجھے مناہل اور فاروق سے کوئی گلہ نہیں ان جیسے لوگوں کے ساتھ ایسی ہی امید رکھنی چاہیئے پر میں... میں آپ کے ہوتے ہوئے خود کو بہت محفوظ تصور کر رہی تھی"

"آپ اب بھی میرے ساتھ محفوظ ہیں مس صورت۔وہ میرے چند پل کی غفلت تھی اور کچھ نہیں۔میں ہر موقع پر آپ کی حفاظت کروں گا ٹرسٹ می"

"آئی ہوپ سو" یہ کہہ کر صورت وہاں سے اٹھ گئی۔

"مس صورت" یہ سن کر صورت نے جو پلٹ کر دیکھا تو دیکھتی رہ گئی۔

یہ نظروں کا پیغام...

یہ دھڑکنیں بے لگام...

تمھارے نام...

صرف تمھارے نام...

مجتبی بھی کھڑا صورت کو محبت پاش نظروں سے دیکھتا رہا۔

"جی کہیں"

"یہی صحیح موقع ہے۔ کہہ دو۔ کہہ دو کہ تم اس سے محبت کرنے لگے ہو" مجتبی دل کی دھڑکنیں تھامے اپنے دل کا حال بتانے ہی والا تھا تب ہی عین اسکے ناک پہ ایک بہت ہی نرم چیز آ کے ٹھہر گئی۔ مجتبی آنکھیں گول کر کے اپنی مغرور ناک کو دیکھنے لگا تب صورت کی کھنکتی ہوئی ہنسی گونج اٹھی۔

"سر آپ کی ناک پہ ننھی سی برف گر گئی ہے۔ سنو فال شروع ہو گیا ہے" تب ہی ایک سنو آ کر صورت کے بھی عین ناک پہ گر گئی۔ اب ہنسنے کی باری مجتبی کی تھی۔ صورت مصنوعی خفگی سے چند پل مجتبی کو دیکھتی رہی پھر دونوں مل کر ہنسنے لگے اور اوپر کھڑکی سے انہیں یوں ہنستے دیکھ کر زارا بھی اپنے آپ مسکرائی۔

---------☆---------

ہینری اور لوسی کی آج شادی تھی۔ صورت جانا نہیں چاہ رہی تھی پر مجتبی نے اسے

زبردستی قائل کر لیا تو وہ تیار ہوئی۔ عموما یہاں شادیوں میں شارٹ گاون یا اسکرٹ وغیرہ پہنی جاتی تھی پر صورت نے ایک بہت ہی خوبصورت وائٹ کلر کا غرارہ سوٹ پہن لیا۔ اس خوبصورت ڈریس میں وہ کوئی آسمانی مخلوق دکھ رہی تھی۔ ایک حسین پری۔ بال ہمیشہ کی طرح سلیقے سے کھلے کندھوں پر تھے۔ مجتبی بھی اہتمام سے تیار ہوا تھا۔ بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ کسی دیس کا راجکمار دکھ رہا تھا۔ صورت غرارہ سنبھالے جب کار تک پہنچ گئی تو مجتبی مبہوت ہو کر اسے دیکھتا رہا۔

"چلیں سر؟" اسکی مہویت کو صورت نے توڑ دیا تو وہ سنبھل گیا۔ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔ مجتبی ڈرائیو کر رہا تھا۔

جب کار چرچ کے پاس آکر رک گئی تو مجتبی جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سے نکل کر دوسرے سیٹ کے دروازے تک آگیا۔ یوں اسے عجلت میں بھاگتے دیکھ کر صورت حیران رہ گئی۔ مجتبی نے صورت کے سیٹ کا دروازہ کھول دیا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔

"آئیں مس صورت" پر صورت اسکا بڑھا ہوا ہاتھ دیکھ کر سوچ میں پڑ گئی۔

"ارے بابا فلرٹ نہیں کر رہا۔ یہاں ایسے ہی بیوٹی لیڈیز کا ہاتھ پیار (یہ لفظ بول کر وہ تھوڑا ہڑبڑایا) اور احترام (اب جا کر سنبھل گیا) سے پکڑ کر انہیں اپنے ساتھ چرچ تک

لے جاتے ہیں"صورت ہولے سے مسکرائی پر ہاتھ آگے نہیں بڑھایا۔

"اچھا چلیں میرے کوٹ کا سرا ہی پکڑ لیں۔یہ تو مناسب ہے نا"یہ سن کر اس نے بہت خوبصورتی سے بائیں ہاتھ سے اسکے کوٹ کا کنارہ پکڑ لیا اور کار سے اتر گئی۔اور دونوں چرچ کی طرف بڑھنے لگے۔اندر کافی ہجوم تھا مگر اتنی ہی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔صرف جوتوں کی آواز فرش سے ٹکرا رہی تھی۔ہینری آگے پادری کے پاس ہی کھڑا تھا باقی سب ہی (جو شادی میں شرکت کرنے آئے تھے)چرچ کے بینچیں پر بیٹھ رہے تھے۔صورت بھی غرارہ سنبھالے بیٹھ گئی مجتبیٰ بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ صورت نے اب تک اسکے کوٹ کے سرے کو پکڑ رکھا تھا۔یہ احساس ہی اسے کافی سرشار کر رہا تھا۔پاس بیٹھی صورت کا حال بھی مختلف نہیں تھا۔

کچھ ہی دیر بعد لوسی چرچ میں داخل ہوگئی۔ہاتھ میں ہلکے پیلے گلابوں کا گلدستہ لیئے، لمبے وائٹ فراک میں، سر پہ ہلکا باریک سادوپٹہ لیئے ہوئے تھی جس کی لمبائی اتنی زیادہ تھی کہ پیچھے چار لڑکیاں جنکی عمر بمشکل چھ سات سال ہوگی،دوپٹہ پکڑے دھیرے دھیرے اسکے پیچھے چل رہیں تھیں۔ہینری کی پوری بتیسی دکھ رہی تھی،اسے اس حال میں دیکھ کر لوسی نے مشکل سے اپنی ہنسی روک لی۔سب منہ موڑے دلہن کو آتے

ہوئے دیکھ رہے تھے اور چلتے چلتے لوسی ہینزی کے مقابل آ کے کھڑی ہو گئی۔ صورت کے لیئے یہ سب مشاہدہ کرنا بہت ہی دلچسپ تھا۔ چرچ میں جو مقدس خاموشی پھیلی ہوئی تھی اسے پادری کی آواز نے توڑ دی۔ وہ شادی کے کلمات بولنے لگا اور ہینزی جواب دیتا گیا۔ پھر وہی کلمات لوسی کے سامنے دہرائے گئے اس نے بھی مثبت جواب دیئے۔ پادری نے آخری کلمات مکمل کر لیئے تو ہینزی نے مسکراتے ہوئے لوسی کے چہرے پر جھک کر اپنے پیار کا مہر ثبت کر دیا۔ یہ نظارہ دیکھ کر صورت کانوں تک سرخ پڑ گئی۔ اس نے اپنی نظریں جھکالی اور اسکا یہ دلفریب رد عمل دیکھ کر مجتبیٰ خوبصورتی سے مسکرایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

---------☆---------

چرچ سے جب سب باہر نکل گئے تو مجتبیٰ نے کچھ فاصلے پر کھڑی لوسی کو کچھ اشارہ کیا اور تب ہی لوسی نے صورت کی طرف گلدستہ اچھال دیا جسے صورت نے ہڑ بڑا کر جلدی سے تھام لیا۔ اب مہمان تالیاں بجانے لگے۔ صورت ہونق بنی سب ہی لوگوں کی شکل دیکھتی رہی۔

"مبارک ہو صورت۔ اب جلد تمھارے بھی شادی کے شادیانے بجنے لگیں گے" اسکے

نزدیک آکر لوسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری شادی؟ مطلب؟"

"تم نے سب کے بیچ میں سے گلدستہ جو پکڑ لیا۔اسکا یہی مفہوم سمجھا جاتا ہے کہ میرے بعد اب تمھاری شادی بھی جلد ہونے والی ہے" سنہرے بالوں والی لوسی نے وضاحت دی تو صورت شرم سے پانی پانی ہو گئی۔اسکا یوں شرمانا مجتبی کو سرور دے گیا۔

"یہ سارے مشرقی لڑکیاں ایسے ہی بات بات پہ گلابی پڑ کے شرما جاتی ہیں؟" ہینری نے مسکراتے ہوئے مجتبی سے پوچھا۔

"ساری نہیں۔یہ مس صورت ایک ہی ایسی واحد کاپی ہیں" یہ سن کر صورت اور بھی خواہ مخواہ جھینپ گئی۔

"صورت میں تو مستقبل کا حال بھی پڑھنا جانتی ہوں" لوسی کا اضافی جھوٹ۔

"کیسے؟"

"اپنا ہاتھ دکھاو"

"یہ ہمارے مذہب میں گناہ ہے ہاتھ دکھا کر قسمت کا حال جاننا" معصومیت سے وہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بولی۔

"رہنے دو پھر۔ تم دکھاو یا نا دکھاو۔ تمھارا ماتھا سب قصہ بیان کر رہا ہے" یہ سن کر مجتبی چہرہ موڑے ہنسی کو قابو کرنے کی کوشش میں مصروف رہا۔

"میرا ماتھا؟"

"جی ہاں اور یہ کہہ رہا ہے کہ تمھاری شادی کسی ایرے غیرے سے نہیں بلکہ ایک ہینڈسم راجکمار سے ہوگی" مجتبی کو لگا کہ اب یہ زیادہ ہو رہا ہے، نظروں ہی نظروں میں اس نے لوسی کو باز آنے کا اشارہ دیا۔ البتہ صورت یہ سن کر کسی اور دنیا کی سیر کو نکلی۔

"مس صورت، اب چلیں؟" اسکی آنکھوں کے سامنے مجتبی نے چٹکی بجا کر اسے حسین خیالوں سے باہر نکال دیا۔

"کہاں؟"

"فوٹو سیشن شروع ہونے والا ہے۔ دلہا دلہن کے ساتھ فوٹوز نہیں کھینچوانی؟"

"اوہ، اچھا چلیں" ان دونوں نے ڈھیر ساری فوٹوز کھینچوائی پر ان سارے فوٹوز میں مجتبی کے نظروں کا حصار صرف صورت ہی رہی۔

-------☆-------

ٹھنڈ بڑھ چکی تھی۔ ہر آئے دن برف باری ہوتی تھی۔ایمن آمنہ کے ساتھ صورت نے لان میں کھیلنا تقریباً بند کر دیا تھا۔ہاں انکی ضد کو لے کر وہ ان دونوں کو آئس اسکیٹنگ دکھانے کے لیئے لے جاتی تھی۔دونوں کو آئس اسکیٹنگ دیکھنے کا بڑا شوق تھا اور وہ ہمیشہ ضد کرتے رہتے کہ صورت یہ ٹرائے کر لے لیکن صورت نے کبھی آئس اسکیٹنگ کی بے وقوفانہ کوشش نہیں کی۔وہ جانتی تھی کہ اس سے یہ ہوگا نہیں،الٹا بری طرح گر کر اسکے سامنے کے دو دانت ضرور ٹوٹ جائیں گے اور وہ اس عمر میں ایسی مضحکہ خیز دکھنا نہیں چاہتی تھی۔

لوسی کی باتیں اسکے ذہن سے اب بھی محو نہیں ہوئی تھی۔خواب میں اکثر وہ مجتبی کو ہی اپنے راجکمار کے روپ میں دیکھتی جو سفید گھوڑے پہ سوار اسکا ہاتھ تھامنے آتا ہے۔ کبھی وہ ان خوابوں میں کھو جاتی تو کبھی ہڑبڑا کر اٹھ جاتی۔اب بھی وہ اپنے روم میں بیٹھی انہی خوابوں کے بارے میں سوچ رہی تھی تب ہی دروازے کی ناک سے وہ چونک گئی۔

"آجائیں" اور زارا مسکراتی ہوئی اسکے کمرے میں انٹر ہوگئی۔

"صبح سے روم میں کیوں بند پڑی ہو صورت؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" وہ بڑے اپنائیت سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں آپی میں بالکل ٹھیک ہوں بس آج ناشتہ کرنے کا من نہیں ہو رہا تھا تو اسی لیئے روم سے نہیں نکلی"

"پر اب تو گیارہ بج رہے ہیں۔ من اداس ہے کیا؟" یہ سننے کی دیر تھی کہ صورت زارا کے گلے لگ گئی اور آنسو ہچکیوں کی صورت میں باہر نکل گئے۔

"ارے ارے کیا ہوا صورت؟" زارا تو ایک دم بوکھلا سی گئی پر صورت کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ جب اچھی خاصی رو چکی تو سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"صورت؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟ کیا بات ہے؟ کہیں فاروق یا..."

"نہیں نہیں آپی وہ بس" اب وہ پگلی کیا بتاتی کہ ان خوابوں کی وجہ سے وہ بری طرح ڈسٹرب ہے یا پھر مایوسی کی وجہ سے کہ وہ اور مجتبیٰ کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ کوئی نادان بچہ اگر چاند کی ضد کرے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسے آسمان سے لا کر کوئی اسے نہیں دے سکتا۔ بالکل وہی ماجرا اب صورت کے ساتھ ہو رہا تھا۔

"پھر کیا بات ہے؟ادھر دیکھو۔میری طرف دیکھو" اور جب صورت کی جھکی نظریں اٹھی تو زارا بری طرح ٹھٹک گئی۔صورت کی آنکھوں میں اپنے جان سے پیارے بھائی کا عکس دیکھ کر وہ بری طرح گھبرا گئی۔یہ بات نہیں تھی کہ اسے اپنے بھائی یا صورت کے جذبوں کا علم نہیں تھا، بلکہ اسے اندازہ نہیں تھا کہ دونوں ایک دوسرے کو اس قدر چاہتے ہیں۔بات پسندیدگی سے آگے بڑھ چکی تھی۔اس نے صورت کا دایاں ہاتھ پیار سے تھپتھپایا، نرمی سے اس نے اسکے بہتے آنسو پونچھ ڈالے اور اٹھ کر کمرے سے نکلنا چاہا تب ہی کچھ سوچ کر وہ رک گئی۔

"صورت آج لنچ ہم وقت سے پہلے کرینگے۔اسکے بعد شاپنگ کرنے جائیں گے۔اس بہانے تمھارا دل بھی بہل جائے گا۔تمھیں خود کہیں گھمانے بھی نہیں لے گئی۔مجھ سے تو میری چھوٹی بچیاں ہی ٹھیک ہیں جو تمھیں بہانے بہانے سے باہر لے جاتے ہیں۔اور ہاں..!مجتبی بھی ہمارے ساتھ شاپنگ پہ جائے گا سو بی ہیپی اوکے؟" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی اور صورت ہکا بکا رہ گئی۔کیا آپی سب جانتی ہیں؟کیا انہوں نے اسکے دل کی چوری پکڑ لی؟کیا اسکی آنکھوں نے وہ سب کچھ بیان کر دیا جو وہ خود سے بھی چھپاتی آئی تھی۔

"مجتبیٰ بھی ہمارے ساتھ شاپنگ پہ جائے گا" یہ جملہ خصوصاً انہوں نے کیوں کہا؟ وہ سر پکڑ کر ویسے ہی بیٹھی رہی۔

--------☆--------

لنچ کرتے ہی وہ شاپنگ کے لیئے نکل گئے۔ آج مناہل بھی انکے ساتھ آئی ہوئی تھی۔ پہلے تو ہینزی کی شادی میں سہولت ہو گئی۔ نا اس نے وہ شادی اٹینڈ کی اور نا کوئی ہنگامہ کھڑا ہوا۔ پر آج مجتبیٰ کو اسکا یوں انکے ساتھ آنا کافی برا لگا۔ اس دن کے بعد سے تو اسے مناہل زہر لگ رہی تھی پر زارا کے سمجھانے بجھانے پر وہ چپ چاپ سہہ گیا۔ صورت نے آج وائٹ کلر کا سوٹ پہنا تھا جس پر ہلکے پھلکے شیشوں کا کام تھا۔ آج سردی کچھ خاص نہیں تھی۔ دھوپ اچھا خاصا نکلا تھا تو اس نے کوئی سوئیٹر پہننے سے اجتناب کیا تھا۔ وائٹ کلر میں ویسے بھی وہ بہت حسین دکھتی تھی۔ لمبا سا سفید دوپٹہ کندھوں پر اس نے ڈالا تھا۔ بال کھلے جو بار بار ہوا میں لہرا رہے تھے جنہیں وہ بار بار کان کے پیچھے اڑستی۔ مجتبیٰ بھی بھلا کیوں پیچھے رہتا؟ وہ آج بلیو جینز کے ساتھ ریڈ شرٹ اور لیدر جیکٹ پہنا ہوا خاصا چارمنگ لگ رہا تھا۔ ایمن آمنہ کو ملازموں کے پاس گھر میں چھوڑ کر زارا نے عقلمندی کا ثبوت دیا تھا ورنہ نا جانے کتنے گھنٹے لگ جاتے شاپنگ میں، بچے خواہ

مخواہ تھکن کا شکار ہوتے۔البتہ اپنی فرمائشی لسٹ انہوں نے پہلے سے ہی اپنی مما کو تھمائی کہ فلاں فلاں چیزیں ہمارے لیئے خرید کر لانا۔

اور بات اگر مناہل کی کی جائے تو آج کی ڈریسنگ میں وہ کافی بے ہودہ لگ رہی تھی۔ گھسے پھٹے جینز کے ساتھ گھسا پھٹا ٹاپ پہنے وہ کوئی فقیرنی لگ رہی تھی۔پر آج کل یہی فیشن ٹرینڈ پر تھا تو کوئی کیا کہے؟صورت اسکا حلیہ دیکھ کر بار بار اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتی جو مناہل کو بہت اچھے سے دکھ رہی تھی پر وہ جل بھن کر کوئی جلد بازی کا قدم نہیں اٹھانا چاہتی تھی۔اسے آج اچھے سے کچھ پلان کرنا تھا کہ 'سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے'۔

مجتبی کی نظریں بھٹک بھٹک کر بار بار صورت پہ ٹھہر جاتیں۔سادگی میں بھی وہ حسن کا پیکر تھی۔ نظروں کی تپش تو صورت بھی خود اچھے سے محسوس کر رہی تھی مگر وہ کوئی رسپانس نہیں دینا چاہتی تھی۔اس نے خود کو زارا کے ساتھ خریداری میں مصروف رکھا۔کچھ اعلی پرفیومز اور چند چیزیں خرید کر وہ مال سے نکل کر فٹ پاتھ پر چلنے لگے تب صورت کی نظر ایک شاپ کے گلاس وال پہ ٹھہر گئی اور اسکے چلتے قدم زمین نے جکڑ لیئے۔چار قدم آگے چل کر مجتبی نے کچھ محسوس کر کے پلٹ کر دیکھا تو صورت کو

کچھ دور کوئی چیز محویت سے دیکھ کر ٹھہر گیا اور پھر اسکے پاس آکر رکا۔

"کیا ہوا مس صورت؟ آپ یہ..." اور مجتبیٰ کا جملہ ادھورا رہ گیا جب اس نے گلاس کے اس پار ایک برائیڈل ڈریس دیکھا۔ نیٹ اور شیفون کا ایک بے حد خوبصورت وائٹ کلر کا پرنسس ویڈنگ ڈریس تھا۔ فل سلیوز کے ساتھ ہی اس پر بے حد نفیس کام تھا۔ کچھ سیکنڈز ڈریس دیکھنے کے بعد وہ پھر صورت کی طرف متوجہ ہوا۔

"آئی تھنک یہاں کے ویڈنگ ڈریس آپ کو بہت پسند ہیں"

"ہاں سر اس دن لوسی بھی کس قدر پیاری دکھ رہی تھی پر اس ڈریس کی خاصیت یہ ہے کہ اسکی آستینیں فل ہیں۔ میں نے اپنے زندگی میں اس قدر خوبصورت اور گریس فل ویڈنگ ڈریس نہیں دیکھا" صورت کی نظریں ہنوز ڈریس پر جمی ہوئیں تھیں۔

"خرید لوں آپ کے لیئے؟" مجتبیٰ کا گمبھیر لہجہ سن کر صورت سٹپٹا گئی۔ جب پلٹ کر اسے دیکھا تو اسکی نظروں میں ایک دلکش پیغام تھا۔ صورت سر جھکا کر اپنی بے ترتیب سانس سنبھالنے لگی۔

"آئی مین اگر آپ کو یہ اس قدر پسند آیا تو میری طرف سے اپنا ویڈنگ گفٹ سمجھ کر

رکھ لیں" اسکے گھبرانے پر مجتبی نے اپنے جذبات کے لگام کو ایک دم سے کس لیا لیکن یہ سن کر صورت کے اندر کچھ ٹوٹ گیا۔

"نو سر تھینکس۔ میری شادی کسی راجکمار سے نہیں ہو گی جو میں یہ ڈریس لوں۔ مجھے میری حیثیت معلوم ہے" یہ سن کر مجتبی کو ایک دم کچھ برا محسوس ہوا۔ اف اس نے اپنے جذبات چھپانے کے لیئے کیسی احمقانہ بات کہہ دی؟ اسے یوں بے وقوفوں کی طرح صورت کو یہ بے کار سی بات کہہ کر ڈریس آفر نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ جانے انجانے میں اس نے صورت کا دل بری طرح دکھا دیا تھا۔

"ارے آجاؤ تم دونوں۔ کہاں رہ گئے؟ کیا کر رہے ہو وہاں؟" مناہل نے وہاں سے چلا کر کہا تو دونوں ہی حقیقت کی دنیا میں لوٹ آئے۔

--------☆--------

"جلدی سے کچھ کرو۔ کب سے بیکار میں گھوم رہی ہو" فاروق کا یہ میسج مناہل کو رسیو ہو گیا تب وہ زارا سے مخاطب ہوئی۔

"بھابھی دراصل مجھے کچھ پرسنل چیزیں شاپنگ کرنی ہیں" یہ سن کر زارا حیران نظروں

سے اسے دیکھنے لگی۔ یہ آج مناہل کیسے شرم و حیا کی مورت بن گئی، ویسے تو اپنے بھائی جوزف کے ہوتے ہوئے بھی یہ کچھ بھی خریدنے سے نہیں جھجھکتی تھی اور آج مجتبیٰ سے شرم؟

"پر مناہل تھوڑی دیر کے لیئے ہم ایک کیفے چلتے ہیں۔ کافی پی کر دوبارہ شاپنگ کر لیں گے"

"آپ اور مجتبیٰ چلے جائیں نا۔ میں اور صورت پاس والے مال پہ چلتے ہیں" زارا اور مناہل کی کسر پھسر دیکھ کر مجتبیٰ کچھ نزدیک آ گیا۔

"کیا ہوا گرلز؟"

"مجتبیٰ، وہ مناہل کو کچھ شاپنگ کرنی ہے قریبی مال سے"

"تو؟" نا سمجھی سے مجتبیٰ نے پوچھا۔

"تو ہم اس کیفے پہ چلتے ہیں۔ یہ تھوڑی خریداری کر کے آ جائے گی"

"آل رائٹ آپی چلو چلیں" دونوں شاپنگ بیگز پکڑے کیفے کی طرف چل دیئے اور مناہل صورت کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے مخالف سمت چلنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟اور آپی والے...؟"زارا اور مناہل کے بیچ کی بات اس نے سنی نہیں تھی تو کنفیوز ہو گئی۔

"ہم اس مال میں جا رہے ہیں۔مجھے کچھ پرسنل خریداری کرنی ہے تو مجبوراً تمھیں ساتھ لانا پڑا۔بھابھی تھکی ہوئی تھیں تو وہ اور مجتبیٰ کیفے چلے گئے"نخوت سے مناہل نے خواہ مخواہ کی تفصیل بتا دی۔صورت نے یہ سن کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں مجتبیٰ اور زارا کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔نا جانے کیوں صورت کو کچھ صحیح نہیں لگا پر چار ناچار اسے مناہل کے ساتھ چلنا پڑا۔

--------☆--------

شاپنگ بیگز رکھ کر دونوں بیٹھ گئے تو مجتبیٰ ٹھٹک گیا۔

"مس صورت کہاں ہیں؟"وہ زارا کے ساتھ چلتے چلتے باتوں میں اس قدر مشغول تھا کہ یہاں تک آنے سے پہلے وہ صورت کے غیر حاضری سے بے خبر رہا۔

"وہ مناہل کو کچھ لینا تھا قریبی مال سے تو صورت کو ساتھ لے کر چل پڑی۔بس کچھ ہی دیر میں آجائیں گی دونوں"

"آپی آپ اس قدر بھولی کیوں ہیں؟ کیا آپ کو اپنے نند کے کارناموں کا نہیں پتہ؟ کس بھروسے پر آپ نے مس صورت کو اسکے ساتھ جانے دیا؟" ہمیشہ کول رہنے والا مجتبی زارا کی بات پر بھڑک اٹھا۔

"پر مجتبی وہ صورت کو..."

"آپی آپ ضرورت سے زیادہ ہی معصوم ہیں۔ وہ لڑکی کس حد تک گزر سکتی ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتیں۔ آپ نے تو اپنے سسرال والوں کو سر پر چڑھایا ہوا ہے۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی ان پر اندھا اعتبار کرتی ہیں"

"Calm down Mujtaba relax" میں مناہل کو کال کرتی ہوں"

مجتبی کی جھڑکیوں سے زارا اچھی خاصی گھبرا گئی۔ اس نے مناہل کو کال ملائی پر اس نے پک نہیں کیا۔

"مس صورت کو کال ملائیں نا"

"پر اسکا فون میرے بیگ میں ہے"

"ڈیم اٹ" مجتبی نے غصے میں آ کر بے دردی سے اپنا ہاتھ ٹیبل پر مار دیا۔

"ریلکس ہو جاو مجتبی، تھوڑا انتظار کرتے ہیں"

--------☆---------

ایک برانڈیڈ کلاتھ شاپ میں دونوں آ گئیں۔ صورت اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہی تھی پر چہرے کے تاثرات نارمل رکھے ہوئے تھے۔ البتہ مناہل پاس ہینگ کیئے ہوئے شرٹس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہی ٹھہرو میں یہ شرٹ فٹنگ روم میں چیک کر کے آتی ہوں اوکے اور یہ لو میرا پرس۔ سنبھال کے رکھنا میں بس ابھی آئی" چھوٹا سا موبائل جتنا سائز کا پرس عجلت میں اسے تھما کر وہ چلی گئی۔ پرس اسٹریپس کندھے پر ڈال کر وہ وہی ویٹ کرنے لگی۔ دس منٹ گزر گئے مناہل اب تک نہیں آئی۔ رہ رہ کر اب صورت کو ڈر اور پچھتاوا، دونوں نے آ گھیر لیا۔

"اوہ ہاں میں پرس سے اسکا فون اٹھا کر آپی کو کال ملاتی ہوں" یہ سوچ کر اس نے جو پرس کھولا تو خالی پرس اسکا منہ چڑا رہا تھا۔ ایک لپ اسٹک اور چند کرنسی، موبائل ندارد۔ صورت کو اب اس ٹھنڈ میں بھی پسینہ آنے لگا۔ اسکی مشرقی ڈریسنگ اور یہ حالت دیکھ کر سیلز مین سمجھ گیا۔

"میں کوئی مدد کر سکتا ہوں؟"

"میں اپنے فیملی سے کھو گئی ہوں۔یہاں جو لڑکی آئی تھی وہ کس طرف چلی گئی آپ پلیز مجھے گائیڈ کر سکتے ہیں؟"

"مگر وہ یہاں سے باہر نکل گئی"

"کیا؟؟"صورت اب صحیح معنوں میں بری طرح پھنس گئی۔

"جی ہاں اسی وقت ہی وہ یہ شرٹ ہینگ کر کے چلی گئی"جس طرف دکاندار نے اشارہ کیا اس طرف دیکھ کر صورت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔وہی شرٹ ٹنگی ہوئی تھی۔

"آپ ہمارے فون سے اپنے فیملی کو کال کر سکتے ہیں"

"لیکن مجھے..مجھے فون نمبر یاد نہیں اور میں یہاں نئی نئی آئی ہوں۔میں ان راستوں سے بھی واقف نہیں"اسکی روتی شکل دیکھ کر سیلز مین خاموش ہو گیا۔

"اب کوئی چارہ نہیں۔یہاں سے نکل کر مجھے انہیں ہر حال میں ڈھونڈنا ہو گا"یہ سوچ کر وہ ڈگمگاتے قدموں سے وہاں سے نکل گئی۔

--------☆---------

مجتبیٰ وہاں بے چین بیٹھا انتظار کرتا رہا پھر اس سے رہا نہیں گیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپی میں جا کر انہیں دیکھتا ہوں۔ یہ مناہل جان بوجھ کر فون نہیں اٹھا رہی" یہ کہہ کر وہ کیفے سے نکل گیا تب ہی اس کی نظر مناہل پر پڑی جو کیفے کی طرف ہی آ رہی تھی۔ مجتبیٰ مضطربانہ انداز میں جسے ڈھونڈنے کے لیئے نظریں دوڑا رہا تھا وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ مجتبیٰ جارحانہ انداز میں مناہل کی طرف بڑھا۔

"کہاں ہیں مس صورت؟ جلدی جواب دو" اسکے کندھے جھنجھوڑ کر خونخوار لہجے میں اس نے پوچھا۔

"کیا مطلب؟ اس نے تو کہا کہ کیفے چلتی ہوں بھابھی کے پاس"

"جھوٹ بولنے کی ناکام کوشش مت کرو ورنہ بہت برا ہو گا"

"میں کیوں جھوٹ بولوں گی؟"

"تمھارا فون کہاں ہے؟" تب ہی زارا نے کیفے سے باہر آ کر یہ سوال پوچھا۔

"میری جینز کے پاکٹ میں ہے اور پرس تو اسی جاہل لڑکی کے پاس رہ گیا، میرے پیسے.

"..

"اپنی یہ بے ہودہ بکواس بند کرو زبان کاٹ ڈالوں گا تمھاری۔میں جانتا تھا تم کسی بھی حد تک گزر سکتی ہو۔دیکھ لیا آپی؟اب آ گیا آپ کو یقین میری باتوں پر؟"چیخ چیخ کر مجتبی کا گلا بیٹھ گیا۔آس پاس آتے جاتے لوگ حیرانگی سے ان تینوں کو دیکھ رہے تھے۔ زارا اب حقیقتاً شرمندہ اور پریشان ہو گئی مگر مناہل..؟اسے تو ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑا۔جو وہ چاہتی تھی وہی ہوا۔اب صورت ماری ماری بھٹکتی رہے یا کسی آوارہ گلی کے درندوں کا ہوس کا نشانہ بنے اسے قطعی پرواہ نہیں تھی۔

"دیکھ لونگا میں تمھیں۔اگر مس صورت کو کوئی بھی نقصان پہنچا تو اپنا انجام دیکھ لینا" یہ کہہ کر مجتبی اس مال کی طرف بڑھا اور زارا ملامتی نظروں سے مناہل کو دیکھنے لگی۔

"واٹ بھابھی؟"اسکی نظروں سے مناہل کو الجھن ہوئی۔

"یہ بہت برا کیا تم نے"

"Oh come on"مناہل نے یہ کہہ کر بے زارئیت سے سر جھٹک دیا۔

---------☆---------

ننھا سا پرس کندھے پر ڈالے وہ یہاں وہاں بھٹکتی رہی۔ چلتے چلتے اسکے پاوں اب دکھنے لگے تھے۔ اچانک وہ بری طرح لڑکھڑا کر گر گئی۔ اس کے سینڈل کی ہیل ٹوٹ گئی۔

"ہائے اللہ پاک۔ اسے بھی ابھی ٹوٹنا تھا" سینڈلز اتار کے وہ بے بسی سے کھڑی رہی پھر پاس پڑے ٹریش بن میں سینڈلز پھینک دیئے۔ اب اگر یہ اس کا پاکستان ہوتا تو وہ پاس والے موچی سے کھڑے کھڑے سینڈلز کی مرمت کروا لیتی۔ اب وہ ننگے پاوں ٹھنڈی سڑک پر چل رہی تھی۔ ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ سرخ پڑتی ناک اور سہمے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ ہر آنے جانے والے کو دیکھتی۔

"کاش مجتبی سر مجھے ڈھونڈ نکالے" وہ من ہی من خود کو ڈھارس دیتی رہی۔

چلتے چلتے وہ تھک کے رک گئی اور جب اس نے نظریں اٹھا کر دائیں سمت دیکھا تو وہ ایک دم چونک گئی۔

-------☆--------

پورا مال چھان مارا پر صورت کہیں نہیں دکھی۔

"یہاں اس پرائے ملک میں، میں صرف آپ کے بھروسے آ گئی"

"آپ کے ہوتے ہوئے میں خود کو بہت محفوظ تصور کر رہی تھی"

بار بار صورت کے کہے گئے جملے اسکے ذہن میں گونجتے رہے۔ وہ دیوانہ وار چاروں طرف نظریں دوڑاتا رہا۔ اس کے فون میں صورت کی ایک بھی تصویر نہیں تھی ورنہ شاید کچھ مدد ملتی۔ آدھا گھنٹہ گزر گیا، مجتبیٰ کا فون تھر تھرانے لگا۔ جلدی سے اس نے بنا دیکھے ہی فون پک کیا۔

"مجتبیٰ، صورت ملی؟" لہجے میں تشویش تھی۔

"نہیں آپی، مجھے وہ کہیں نہیں دکھی" یہ کہہ کر اچانک مجتبیٰ کے ذہن میں جھماکا ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہوا مجتبیٰ؟" اسکی خاموشی محسوس کر کے زارا نے پوچھا۔

"آپی۔ آپی آئی نو وہ کہاں ہو نگی۔ آئی نو آپی۔ آپی مجھے معلوم ہے وہ کہاں ہو نگی۔ میں ابھی انہیں لینے جا رہا ہوں آپی" اور فون کٹ گیا۔ موبایل پکڑے زارا کے کانوں میں اب بھی اسکے چہیتے بھائی کا جذباتی لہجہ اور بے ربط جملے گونج رہے تھے۔

"اٹھو مناہل"

"کیوں بھابھی؟"

"میں نے کہا اٹھو اور چھوڑ دو یہ کافی" اب کی بار سخت لہجے میں اس نے کہا تو مناہل ٹیڑھا منہ بناتی اٹھ گئی۔

--------☆---------

پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا، لوگوں سے بری طرح ٹکراتا ہوا وہ اسی جانب جا رہا تھا جہاں اسے صورت کے ملنے کی پوری امید تھی۔ جب وہ اس جگہ سے بیس قدم دور پہنچ گیا تب...

تب...!

تب ایک ہوا کا جھونکا آ گیا۔ اسکی صورت ننگے پیر، اسی گلاس وال کے پاس کھڑی سر جھکائے غالباً رو رہی تھی۔ کئی منٹ سے وہ وہاں کھڑی مجتبی کی منتظر تھی۔ سرد پڑتے پیروں کی وجہ سے اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔

مجتبی کی ٹانگوں میں جان ہی نہیں بچی تھی کہ آگے بڑھ کر وہ یہ بیس قدم عبور کر لے۔ اپنی متاع جاں کو تھام لے، اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں پکڑے اور اس کے بہتے آنسو پی لے۔ دل نے جب شدت سے دھڑکنا شروع کیا تب اس نے اسے پوری

قوت سے پکارا۔

"صورت "اور اگر صورت سات سمندر پار ہوتی تب بھی اپنی محبت کی آواز سنتی۔

جھٹ سے اس نے جھکا سر اٹھا کر اس سمت دیکھا جہاں سے آواز آئی اور مجتبیٰ کو لوگوں کے بھیڑ میں بھی پہچان گئی۔ مسکراتے لبوں اور بہتے آنسوؤں سے جب اس نے مجتبیٰ کو دیکھا تب مجتبیٰ کے دل سے ایک آواز آئی۔

قربان جاوں اس معصوم حسن پر...!

برستی بارش اور قوس قزح کے رنگ پر...!

قربان جاوں اپنی صورت پر...!

سرد پڑتے پیروں سے وہ اس کے جانب دوڑ پڑی تو مانو مجتبیٰ کے بے جان پیروں میں بھی جان آگئی۔ دونوں نے دس دس قدم ایک دوسرے کی طرف بڑھائے اور بیچ کا یہ بے رحم فاصلہ طے کر لیا۔ صورت مجتبیٰ کے روبرو آکر کھڑی ہو گئی۔ اس بھیڑ کے شور میں بھی انہیں اپنے اپنے دل کی منتشر دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔

اور...

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صورت مجتبی کا جیکٹ مٹھیوں میں جکڑے اسکے کندھے پہ سر رکھ کر رونے لگی

اور...

مجتبی اسکی زلفوں کی خوشبوؤں میں کھو گیا۔ہاتھ بڑھا کر اسے بانہوں میں بھرنا چاہا پھر کچھ سوچ کر اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیئے۔اب وہ یہ چھوٹی پیار بھری گستاخی کر کے صورت کو خفا نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ جانتا تھا صورت کو یہ گستاخی اچھی نہیں لگے گی۔وہ عام لڑکیوں سے مختلف اور خاص ہے۔

چند گھڑی ایسے ہی بیت گئے اور صورت نے بھی باقی بچے ہوئے آنسو روک لیئے اور خفت بھری نظریں جب اوپر اٹھیں تو دیکھا کہ مجتبی کے آنکھوں میں بھی محبت کا سمندر ٹھاٹے مار رہا تھا۔اسکا تیز تنفس ہی اسکے اندر کے حالات کی ترجمانی کر رہا تھا تو صورت ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"میں مر جاتا اگر تمھیں کچھ ہو جاتا صورت" یہ سننے کی دیر تھی کہ صورت کی نظریں دوبارہ اٹھیں تو مجتبی اسکے سفید پڑتے ہونٹ دیکھ کر بری طرح چونک گیا۔

"یہ کیا؟ آپ کو ٹھنڈ لگ رہی..." اور جملہ پورا کیئے بغیر اس کی نظریں صورت کے

ننگے پیروں پر پڑی۔

"وہ میری سینڈل ٹوٹ گئی"

"او گاڈ۔ یہ تو.. ایک منٹ" یہ کہہ کر وہ جلدی جلدی اپنے شوز اتارنے لگا۔

"ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں سر؟"

"آپ میرے شوز پہن لیجیئے مس صورت" وہ جو دو گھڑی پہلے 'تم' اور 'صورت' تھی۔ اب 'آپ' اور 'مس صورت' بن گئی۔ اس نے کافی حد تک اپنے جذبات کنٹرول کر لیئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پر میرے پیر بہت چھوٹے ہیں" شوز اتارتے وقت جب مجتبی کی نظریں صورت کے چھوٹے چھوٹے پیروں پر پڑی تو وہ بے ساختہ مسکرا گیا۔

"اوہ ہاں..! پر آپ میرے socks سے تو گزارا کر سکتیں ہیں نا تب تک ہم ایک شاپ پہ جا کر آپ کے لیئے جوتے خرید لیں، ورنہ ایسے مزید ننگے پیر رہ کر آپ بیمار پڑ جائیں گی" یہ سن کر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کھڑے کھڑے اس سے جرابیں لے کر پہن لیئے۔ آتے جاتے لوگ انہیں حیرت سے دیکھ رہے تھے پر انہیں پرواہ

نہیں تھی۔

"گڈ۔اب چلیں شام بھی ہونے والی ہے۔کوئی قریبی شاپ سے جوتے خرید لیتے ہیں"

"پر آپ نے اپنے شوز ہاتھوں میں کیوں اٹھائیں ہیں؟"صورت کو یہ دیکھ کر اچھنبا ہوا۔

"آپ جب تک اپنے پیروں میں جوتے نہیں پہن لیتیں تب تک میں نہیں پہنوں گا"

یہ سن کر صورت کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"لیٹس گو"

"پر؟"

"پر کیا؟"مجتبی چلتے چلتے رک گیا۔

"اگر میں پھر سے آپ سے کھو گئی؟"معصوم سوال۔

"کبھی نہیں"جھٹ سے جواب آیا۔صورت خاموش رہی۔

"ایسا کریں آپ میرا ہاتھ تھام لیں"مجتبی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو صورت شش و پنج

میں پڑ گئی۔

"اچھا ویٹ" اور مجتبیٰ نے اپنے جیکٹ کا سرا مسکراتے ہوئے آگے بڑھایا۔

"یہ تو آپ پکڑ سکتی ہیں نا" صورت نے ہولے سے مسکراتے ہوئے مضبوطی سے اسکے جیکٹ کے سرے کو تھام لیا اور مجتبیٰ اسکی اس معصوم سی ادا پر کھڑے کھڑے دل و جاں سے قربان ہو گیا۔

---------☆---------

وہ دونوں ایک شاپ پہ آ گئے۔ صورت کو اسٹول پہ بٹھا کر وہ اپنے ایک گھٹنے پر بیٹھ کر ہاتھ میں پکڑے شوز صورت کے قدموں کے پاس لایا۔

"سر یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ اٹھیں یہاں سے۔ میں خود شوز چیک کر لیتی ہوں" صورت کو مجتبیٰ کا یوں اپنے قدموں کے پاس بیٹھنا کافی ناگوار لگا۔ مجتبیٰ نے مسکراتے ہوئے اسے چند پل دیکھا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ صورت نے شوز پہن کر چیک کیئے، وہ بالکل فٹ تھے۔ مجتبیٰ کی محویت کو اسکے فون کی رنگ نے توڑ دیا۔ وہ ایک سائڈ آ گیا۔

"ہیلو آپی"

"مجتبی۔ صورت..؟"

"مل گئیں مجھے مس صورت۔ میرے پاس ہی ہیں" اس نے صورت کو محبت پاش نظروں سے دیکھ کر کہا۔

"اف۔ اللہ پاک کا بہت احسان ہوا ہم پہ" پاس کھڑی مناہل یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئی۔ اس کا منصوبہ بری طرح ناکام ہو گیا تھا۔

"اب تم دونوں کہاں ہو؟" مجتبی نے اسے شاپ کا ایڈریس سمجھایا۔

"ہم وہی آ رہے ہیں۔ شام ہو گئی ہے تم دونوں وہی ٹھہر کر ہمارا انتظار کرنا پھر ایک ریسٹورنٹ پہ جا کر ڈنر کرتے ہیں"

"اوکے آپی سی یو سون" مجتبی نے فون رکھ دیا اور محض کچھ ہی منٹس گزرنے کے بعد زارا کا اسے فون آیا تو وہ دونوں شاپ سے نکل گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھی مناہل یہاں سے صاف دیکھ سکتی تھی کہ مجتبی اور صورت ہنستے مسکراتے ہوئے شاپ سے نکل گئے اور یہ کیا؟؟؟؟

مجتبی کا جیکٹ ایک ہاتھ سے تھامے وہ مجتبی کے کس قدر قریب تھی۔ اسکے چہرے کا

یہ گلابی پن اور مجتبی کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھ کر مناہل کی شکل ہی بگڑ گئی۔ چونکہ زارا جان بوجھ کر فرنٹ سیٹ سنبھالے بیٹھی ہوئی تھی تو وہ دونوں آکر پچھلے سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"میری تو جان ہی نکل گئی صورت۔ تم ٹھیک تو ہو نا؟"

"ہاں آپی آئم فائن۔ اور مناہل یہ لو اپنا پرس" صورت نے یہ کہہ کر جب مڑ کر جانب دیکھا تو مناہل خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بنا کچھ کہے اس نے زور سے پرس اس کے ہاتھ سے چھینا۔ صورت نے اسکا یہ رد عمل نظرانداز کر لیا البتہ مجتبی کافی سرشار لگ رہا تھا۔ صحیح معنوں میں اسے آج محسوس ہوا کہ وہ اور صورت ایک دوسرے کے بنا ادھورے ہیں۔ اب بھی وہ اسکے قربت کی مہک سے مخمور ہو رہا تھا۔ زارا نے تو ایک رومینٹک سانگ چلا کر سونے پہ سہاگہ کر لیا تو مناہل پہ جیسے جلتی پہ تیل کا کام کر گیا۔ اسکے رش ڈرائیونگ سے وہ چاروں ایک بڑے ریسٹورنٹ پہ پہنچ گئے۔ کار سے نکلتے ہی صورت نے غیر ارادی طور پر مجتبی کی جیکٹ پکڑ لی۔ زارا یہ دیکھ کر زیر لب مسکرائی پھر ان تینوں نے بہت ہی خوشگوار ماحول میں ڈنر کیا پر مناہل..؟

اسکے چہرے پہ بارہ بج رہے تھے۔

جی ہاں بارہ بج رہے تھے..!

---------☆---------

کل کے پورے دن شاپنگ اور گھومنے پھرنے کی وجہ سے اگلی صبح صورت لیٹ جاگ گئی۔ساڑھے دس بج رہے تھے تو وہ جلدی سے جا کر نہا دھو کے تیار ہو گئی۔فیروزی کلر کا سوٹ اور سفید سوئیٹر دوپٹہ لیئے وہ اپنے کمرے سے نکلی سیدھے کچن میں آ گئی تو دیکھا کہ زارا اور مجتبی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

"آو آو صورت صحیح ٹائم پہ آ گئی۔ابھی ابھی میں نے ناشتہ لگایا ہے۔سوچا آکر تمھیں جگا دوں پر مجتبی نے منع کر دیا تاکہ تم بھرپور نیند لو"

"کوئی بات نہیں آپی۔میں نے اچھے سے نیند لی" یہ کہہ کر وہ چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"بخار وخار تو نہیں ہوا نا آپ کو؟" مجتبی کا اشارہ کل والے واقعے کی طرف تھا جب صورت آدھے گھنٹے تک ننگے پیر گھومتی رہی۔

"نہیں سر رات دوائی لیکر سو گئی تھی" یہ کہہ کر صورت نے مجتبی کو زرا غور سے دیکھا، وہ آج بہت فریش لگ رہا تھا۔شاور لینے کی وجہ سے اسکے بال بھیگے لگ رہے تھے اور تازی شیو لیئے وہ آج اور بھی ہینڈسم دکھ رہا تھا۔صورت نے نظریں چرا لی۔

"باقی سب کہاں ہیں؟"

"گھر کے مرد آفس گئے ہیں۔آج لیٹ جاگنے کی وجہ سے مجتبی انہیں جوائن نہیں کر پایا۔فاروق کا تو کچھ بھی پتہ نہیں اور.. مناہل.. "زارا نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ صورت استفہامیہ نظروں سے مجتبی کو دیکھنے لگی۔

"آئیکچیولی مناہل کو مینٹلی پرابلم ہے۔ کبھی کبھار اسے پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے۔اپنا کمرہ توڑ پھوڑ کر وہی بند رہتی ہے"کافی پیتے ہوئے مجتبی نے عام سے انداز میں جواب دیا۔ یہ سن کر صورت کچھ نا کچھ سمجھ گئی۔مناہل مجتبی کو لے کر بہت ہی پوزیسیو رہتی تھی۔ اسکی وجہ سے ہی اس نے توڑ پھوڑ کیا ہو گا۔اسی بیچ زارا کا فون بجا۔

"اف اب یہ ایمن آمنہ کی وجہ سے فون آیا ہو گا۔ہو نا ہو آج پھر سے دونوں نے کوئی شرارت کی ہو گی ورنہ یہ صبح صبح کون کال کرے گا؟تم دونوں ناشتہ کرو میں ابھی آئی" یہ کہہ کر وہ کچن میں آگئی جہاں اسکا موبایل پڑا تھا۔اسکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر وہ چونک گئی۔

"ہیلو السلام علیکم"

"وعلیکم السلام زارا بیٹا کیسی ہو؟"

"الحمداللہ مام آپ کیسی ہیں؟اور ڈیڈ کیسے ہیں؟"

"ہم دونوں ہی ٹھیک ٹھاک ہیں۔ڈسٹرب تو نہیں کیا نا؟وہاں صبح ساڑھے دس کا ٹائم ہو گا نا۔سو تو نہیں رہی تھی تم؟"

"نہیں مام آپ کو تو معلوم ہے میں صبح خیز ہوں۔ناشتہ کر رہی تھی"دونوں ماں بیٹی فون پر باتوں میں لگ گئے اور وہاں مجتبیٰ اور صورت خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"بیٹا،حرا آپی کیسی ہیں؟"

"آپ جانتی ہیں وہ کیسے ہو نگی"یہ سن کر وہ ایک سرد آہ بھر کے رہ گئی۔

"اچھا بیٹا وہ دراصل میں پوچھنا چاہتی تھی کہ مجتبیٰ کب آئے گا اور وہ لڑکی کیا نام ہے اسکا؟؟ہاں صورت؟"جس انداز سے اس نے صورت کا نام لیا زارا کو کچھ برا محسوس ہوا۔

"مام،مجتبیٰ اور صورت بس جلد ہی آجائیں گے جب آپ کہیں۔مسز جینیفر نے میرے بچوں کے لیئے نینی ڈھونڈ رکھی ہے۔جلد ہی وہ انٹرویو دینے کے لیئے میرے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پاس آئے گی"

"بیٹا اگر تمھیں اب بھی اس لڑکی کی ضرورت ہے تو اسے وہی رہنے دو چند دن کے لیئے۔بس مجتبی کی وجہ سے یہاں دقت ہو رہی ہے۔تمھارے ڈیڈ کو اسکی ضرورت ہے اور بیٹا تمھارے ڈیڈ....."اسکی مام اور کیا کیا کہہ رہی تھی اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔پلٹ کر اس نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے کتنے مکمل لگ رہے تھے۔

در حقیقت بات یہ تھی کہ مجتبی کے کہنے پر ہی زارا نے ان دونوں کو یہاں بلوالیا تھا۔وہ اپنی ساس اور جڑواں بچوں کو اچھے سے سنبھال سکتی تھی پرنینی کا بہانہ کر کے اس نے ان دونوں کو یہاں بلوالیا کیونکہ مجتبی کو صورت کے ساتھ بہت سارا وقت گزارنا تھا۔ اسکے قریب آکر اسکے دل کا حال جاننا تھا جو کہ وہاں پاکستان میں ممکن نہیں تھا۔اور یہاں آکر مجتبی کو اچھے سے احساس ہو گیا تھا کہ آگ برابر لگی ہوئی ہے۔صورت زبان سے کچھ نا کہتے ہوئے بھی اسے بہت کچھ محسوس کروا گئی تھی۔اور زارا کو بھی صورت کو قریب سے دیکھنا تھا۔اس نے یہ ایک مہینے میں جان لیا کہ صورت حسین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی خوش اخلاق،ملنسار اور معصوم لڑکی ہے۔بلاشبہ اسکے بھائی نے

جس پہ دل ہارا تھا وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔

پر۔۔۔

صورت کے چہرے نے زارا کو کافی ڈسٹرب کیا ہوا تھا۔اور وہ اس بات سے بھی حیران تھی کہ اس نے جو محسوس کیا وہ اسکی مام نے کیوں نہیں کیا؟کیا واقعی میں اسکی مام شائستہ حیات سب کچھ بھول چکی ہیں؟اوپر سے اتنے دن گزرنے کے باوجود بھی زارا کے ہاتھ میں کوئی سراغ نہیں لگا تھا۔اور اگر وہ جو کچھ اندازے لگا رہی ہے وہ حقیقت بن کے سامنے آ گئے تو۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاید۔۔۔

شاید بہت بڑا طوفان آجائے،اسکے چہیتے بھائی اور صورت کو ایک دوسرے سے ہزاروں میل دور کر دے؟

"نہیں نہیں"

"کیا ہوا زارا؟آر یو فائن بیٹا؟"شائستہ کو زارا کا یوں کہنا کچھ ٹھیک نہیں لگا۔وہ کس بات کی نفی کر رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔زارا منہ پہ ہاتھ رکھ کر خود کو من ہی من

کوسنے لگی۔

"ہیلو؟ زارا؟"

"مام آئم فائن۔ وہ.. وہ آمنہ نے گرم دودھ پینی چاہی تو.."

"ارے وہ کنڈر گارڈن نہیں گئی؟"

"نہیں مام فلو ہو گیا ہے اسے "اب وہ کچھ سنبھل گئی۔

"اوکے بیٹا فون رکھتی ہوں۔ مجتبی سے بات کرنا۔ ہو سکے تو وہ جلدی آجائے۔ میرا تو وہ فون پک ہی نہیں کر رہا پتہ نہیں کیوں؟"اور زارا جانتی تھی کہ مجتبی کیوں مام کا فون پک نہیں کرتا۔ وہ یہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔

"اوکے مام اللہ حافظ "

"اللہ حافظ "اور بے دلی سے زارا نے فون رکھ دیا۔ اسے جلد ہی مجتبی کو اعتماد میں لینا تھا۔

--------☆---------

شام کو اس نے صورت اور اپنے دونوں بیٹیوں کو لانگ ڈرائیو پہ بھیج دیا۔ دراصل وہ

مجتبی سے اکیلے میں تسلی سے بات کرنا چاہتی تھی۔جب وہ مجتبی کے روم آگئی تو دیکھا کہ مجتبی اپنا کل والا جیکٹ پکڑے اس میں سے مہک محسوس کر رہا تھا۔یہ دیکھ کر زارا کا دل پسیج گیا۔اسے اندازہ ہو گیا کہ اسکا بھائی صورت کے عشق میں بری طرح سے گرفتار ہو چکا ہے۔

"مجتبی" یہ سنتے ہی وہ چونک گیا۔زارا کو دروازے پہ کھڑے دیکھ کر خفت سے اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔جلدی سے اس نے جیکٹ وارڈروب میں لٹکایا۔

"جی آپی آجائیں" وہ دونوں بیڈ کے کنارے براجمان ہو گئے۔

"آج مام کا فون آیا تھا۔تمھارا اور صورت کا پوچھ رہی تھیں۔تم جانتے ہو اب میں مزید بہانے نہیں بنا سکتی۔انہوں نے تو یہ تک کہہ دیا کہ صورت کی اگر ضرورت ہے تو اسے وہی رہنے دو، مجتبی کو پاکستان بھیج دو" وہ پیار سے اسکے بال سہلا کر آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔آخری بات سن کر مجتبی چونک گیا۔

"دیکھو مجتبی، میں تمھاری بہن ہوں۔تمھارے ایک ایک رد عمل سے جانتی ہوں کہ تم صورت کو کس قدر پسند کرتے ہو پر...پر کچھ باتیں ایسی ہیں کہ بندے کو وہ سمجھنی چاہیئے۔آگے جا کر شاید تم دونوں کے زندگیوں میں کوئی موڑ آجائے جو..جو سب کچھ

بدل دے"

"کیا آپی؟میں سمجھا نہیں"مجتبی واقعی میں الجھ گیا۔

"صورت بہت خوش اخلاق اور سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔میں نے جیسا سوچا تھا اس سے کئی زیادہ اسے قابل پایا۔پر مجتبی،اس رشتے کا انجام تم نکاح چاہتے ہو جو کہ بہت اچھی بات ہے۔نکاح دو پیار بھرے دلوں کے لیئے سب سے افضل عمل ہے۔پر شادی میں بہت کچھ دیکھا جاتا ہے۔صرف لڑکی کے طور اطوار نہیں۔تم سمجھ رہے ہو نا میری بات؟ہم صورت کے فیملی کو بالکل نہیں جانتے۔ان سے ہم واقف نہیں اور سب سے بڑی بات اسٹیٹس کو لے کر ہے"

"اسٹیٹس؟اسٹیٹس کو لے کر کیا سوچنا آپی؟"مجتبی کو زارا کی 'اسٹیٹس' والی بات کافی ناگوار لگی۔

"مجتبی میں مام کے بارے میں بات کر رہی ہوں۔ڈیڈ تو تمھاری خوشی دیکھ کر جھٹ سے مان جائیں گے میں انہیں جانتی ہوں۔وہ تمھاری خوشی کو ہی ترجیح دیں گے اور کوئی ایشو نہیں بنائیں گے پر مام کو تو تم جانتے ہو نا؟"مجتبی یہ سن کر چپ ہو گیا۔

"ان کے اور ہمارے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے۔اور دوسری بات...دوسری بات یہ ہے کہ..ہمارا ماضی ہمارا پیچھا کبھی نہیں چھوڑتا مجتبی۔ہمارا ماضی ہمارے خوشیوں بھرے حال پر بہت بے دردی سے حملہ کرتا ہے"زارا اب غائب دماغی سے بات کر رہی تھی۔

"کون سا ماضی آپی؟کیسا ماضی؟آپ پلیز کھل کر بتائیں"پر زارا ہنوز چپ تھی۔

"بولیں نا آپی آپ خاموش کیوں ہیں"

"رہنے دو۔یہ بتاو کبھی تم نے جاننے کی کوشش کی کہ صورت کے زندگی میں کوئی اور تو نہیں؟ایسا نا ہو کہ اسکا کسی اور کے ساتھ کمٹمنٹ ہو یا وہ انگیجڈ ہو؟"زارا نے ماضی والے بات کو پلٹ دیا پر مجتبی..؟وہ اب صحیح معنوں میں بری طرح الجھ گیا۔یہ تو اس نے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی نا ہی اس بارے میں کبھی اسے خیال آیا۔اسے ایک انجانی سی فکر لاحق ہو گئی۔

--------☆---------

پچھلے کچھ دنوں سے مجتبی کا رویہ بدل گیا تھا۔وہ بہت ہی ڈسٹرب ہو گیا تھا۔صورت

سے کھنچا کھنچا رہنے لگا تھا جو صورت جیسی نازک سی لڑکی کے دل کو بری طرح ہرٹ کر رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ مجتبیٰ کو بیٹھے بٹھائے اچانک سے کیا ہو گیا ہے؟ البتہ زارا یہ سب دیکھ کر سمجھ رہی تھی اور ایک دو بار اس نے مجتبیٰ کو ٹوکا بھی کہ صورت سے یوں بھاگنے کے بجائے اسے بٹھا کر کلئیر لی بات کرو۔اس سے اسکے متعلق کچھ پوچھو تب ہی بات آگے بڑھ پائے گی لیکن مجتبیٰ کو ایک ان دیکھے خوف نے آگھیر لیا تھا کہ اگر اسے کوئی تلخ حقیقت پتہ چلی تو کیسے برداشت کر پائے گا؟ وہ ایک گول دائرے میں گھوم رہا تھا،اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

رات جوزف والوں کے ساتھ وہ آفس سے گھر لوٹ آیا تو کافی مرجھایا ہوا لگ رہا تھا۔ ڈنر ٹائم وہ صورت سے بنا دیکھے مخاطب ہوا۔

"ٹکٹس بک کروالی ہے۔کل شام سات بجے کی فلائٹ ہے۔آپ اپنا سامان پیک کیجیئے گا" یہ سن کر صورت کے گلے میں کھانا بری طرح اٹک گیا اور حیران بھری نظروں سے مجتبیٰ کو دیکھنے لگی۔زارا کو بھی شاک لگ گیا۔اسے بھنک بھی نہیں پڑی تھی کہ وہ یوں اچانک جانے کی بات کرے گا۔

"ارے برخوردار،چند دن اور رہتے۔ٹھیک سے ایک مہینہ بھی نہیں ہوا تجھے" مسٹر

عادل بولا۔

"نو انکل۔ وہاں ڈیڈ کو میری ضرورت ہے اور یہ پہلا اتفاق ہے جو میں اتنے دن یہاں رہ پایا ورنہ آفس کے کام سے مہلت نہیں ملتی"

"چلو ٹھیک ہے بیٹا اتنا رہ لیا یہ بھی بہت ہے۔ ہمیں بھی کافی اچھا لگا۔ یوں ہی آتے رہا کرو کبھی کبھار" اسکے کندھے پہ پیار سے تھپک کے مسٹر عادل بولے۔

"شاید میں بھی دو تین مہینے بعد پاکستان کا چکر لگالوں" پانی پیتے ہوئے جوزف بولا۔

"یس شیور" مجتبی بولا۔ اس بیچ زارا مکمل خاموش تھی۔ وہ اسے روک بھی نہیں سکتی تھی اور یوں جاتے ہوئے بھی دیکھ نہیں سکتی تھی۔ جانے انجانے میں اپنی باتوں سے اس نے اپنے اکلوتے بھائی کی مسکراہٹ چھین لی تھی اور صورت..؟ اسے اب جیسے اس ماحول سے گھٹن محسوس ہونے لگی۔ مجتبی نے تو اسے ایک دم سے نظرانداز کر دیا تھا۔ کم از کم وہ کچھ دن پہلے سے اسے انفارم کر لیتا۔

"الحمد اللہ۔ میرا ہو گیا" یہ کہہ کر وہ ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ کر اسٹئیرز کے جانب بڑھنے لگی۔ اسے جاتے دیکھ کر مجتبی نے بھی بے دلی سے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔

---------☆---------

بیگ پیکنگ کے بعد وہ بیڈ پہ چت لیٹے چھت کو گھورتی رہی پھر ناجانے کیا ہوا..؟ اسکے آنکھوں سے آنسو بہہ کر تکیے میں جذب ہوتے گئے۔ وہ کیوں آنسو بہا رہی تھی یہ اسے بھی معلوم نہیں تھا۔ کبھی کبھار انسان خود نہیں سمجھ پاتا کہ اسے کیا روگ لگا ہے یا اسے کیوں گھٹن ہو رہی ہے۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھی، واش روم جا کے منہ دھویا اور زارا کے روم کی طرف بڑھنے لگی۔ جب دروازے پہ پہنچی تو چونک گئی۔ مجتبی بیڈ پر بیٹھا زارا سے محو گفتگو تھا، اسے دیکھ کر جلدی سے خاموش ہو گیا تو زارا نے بھی پلٹ کر دیکھا۔

"آؤ صورت" اور ناچاہتے ہوئے وہ کمرے میں انٹر ہو گئی۔

"یہاں بیٹھو نا" چیئر کی طرف اس نے اشارہ کیا جسے صورت نے نظرانداز کیا۔

"آپی وہ دراصل آپ سے کچھ کہنا تھا" انگلیاں مروڑتے ہوئے وہ کنفیوزڈ کھ رہی تھی۔ شاید مجتبی کی وہاں موجودگی کی وجہ سے۔

"ہاں کہو صورت"

"وہ آپ کل صبح مجھے شاپنگ پہ لے چلیں گی؟ مجھے بابا جان اور اناوالوں کے لیئے چند تحفے تحائف لینے ہیں۔ اگر آپ فری نہیں ہو نگی تو.. تو مناہل کو ساتھ لے کر چلوں؟"

مناہل کا نام سن کر مجتبی نے لب بھینچ لیئے۔ کتنا برا کیا تھا اس لڑکی نے صورت کے ساتھ پھر بھی اسے مصیبتوں میں گھرنے کا شوق تھا۔

"آف کورس کیوں نہیں صورت۔ میں لے چلوں گی تمھیں۔ بارہ بجے ریڈی رہنا۔ اور مناہل تو یہاں ہے ہی نہیں۔ شاید کسی ٹور پہ گئی ہے اپنے فرینڈز کے ساتھ"

"او کے تھینکس آپی۔ آپ کو بلاوجہ تکلیف دے رہی ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں جلد پاکستان چلی جاوں گی تو اسی دن ہی بازار سے تحفے لیتی" نا جانے کیوں مجتبی کو صورت کی کہی یہ بات طنز کی طرح چبھی لیکن صورت کے چہرے کے تاثرات سے وہ کچھ بھی کھوج نہیں پایا۔

"اٹس او کے میری جان میں کل لے چلوں گی تجھے۔ ٹائم پہ ریڈی ہونا"

"او کے آپی" وہ روم سے نکل کے جا چکی تھی پر مجتبی اب بھی دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

--------☆--------

اگلے دن زارا اسے شاپنگ کرنے لے گئی۔فقط تین گھنٹوں میں ہی دونوں فری ہو گئیں۔ساری گفٹس کی پے منٹ زارا نے اپنے کارڈ سے کی حالانکہ صورت نے کافی دفعہ انہیں منع کیا پر زارا ہر بار اسے پیار سے ٹوکتی گئی۔گھر آکر اس نے تھوڑا سا کھانا کھایا پھر اپنے روم میں آگئی۔گفٹس بیگ میں ٹھونسنے لگی تب مجتبی آگیا۔

"فریش ہو لیں۔ائرپورٹ جانا ہے"

"جی" بنا دیکھے ہی اس نے جواب دیا تو مجتبی کچھ کہے بغیر ہی وہاں سے نکل گیا۔جس خوشی سے وہ دونوں یہاں آئے تھے اتنی بے دلی سے واپس جا رہے تھے۔کئی دنوں سے مجتبی الجھا ہوا تھا پر کل رات اس نے طے کر لیا کہ واپس جاتے ہی وہ موقع دیکھ کر سب سے پہلے اپنی ماما سے بات کرے گا،ہر ممکن کوشش کر کے انہیں منا لے گا۔وہ یہ بات تو جانتا تھا کہ اسکی ماما کبھی نہیں مانیں گی پر اپنے بیٹے کی خوشی کو لے کر وہ ضرور مجبور ہو جائیں گی۔ماما کو راضی کرنے کے بعد ہی وہ صورت سے کلئیر لی بات کر پائے گا۔اگر صورت کی لائف میں کوئی اور نہیں تب وہ جا کر عزت سے اسکا ہاتھ مانگے گا،اور یقیناً بابا جان صورت کی خوشی کو دیکھ کر مان جائیں گے۔یہ سب پلاننگ کر کے اسے

کافی حد تک سکون ملا لیکن...

لیکن...

لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ آگے جا کر اسکے اور صورت کے لائف میں کونسا بڑا موڑ آئے گا۔ایک ایسا موڑ جو سب کچھ ایک ہی جھٹکے میں بدل دے گا۔انسان پلیننگ کرتا ہے یہ سوچ کر کہ یہ سب کچھ کر کے وہ اپنی منزل آسانی سے حاصل کر پائے گا پر..

ہوتا وہی ہے جو رب چاہتا ہے...

کیونکہ سب سے بڑا پلینر خود اللہ پاک ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

--------☆--------

شام سات بجے کی فلائٹ سے بارہ گھنٹے کے بعد وہ دونوں اسلام آباد کے ائرپورٹ میں تھے۔دونوں کو لینے آفس سے ایک کار آیا تھا۔دونوں کار میں بیٹھ گئے۔اتنے طویل سفر اور مجتبیٰ کے سرد رویے کی وجہ سے اس کے دل میں بار بار اذیت ناک درد اٹھ رہا تھا۔مجتبیٰ کے زبان کو جیسے تالا لگ گیا تھا۔اتنے لمبے سفر میں سوائے ضروری بات کے اس نے صورت سے اور کچھ نہیں کہا تھا۔جب وہ دونوں پیلس پہنچے تب تک صورت

کافی نڈھال ہو گئی تھی۔ پھر پتہ نہیں سفر کی وجہ سے یا دل سے لڑ لڑ کر تھکنے کی وجہ سے۔ وہ خاموشی سے کار سے اتر گئی اور ڈرائیور سے اپنا سامان لینے لگی۔

"رہنے دیں مس صورت، ڈرائیور آپ کے روم تک سامان لا دے گا" صورت کے زرد چہرے کو دیکھ کر مجتبی فکر مندی سے بولا۔

"میں خود لے سکتی ہوں" بھاری آواز سے اس نے مجتبی کے منہ پہ جیسے جواب دے مارا تو وہ خواہ مخواہ شرمندہ ہو گیا۔ بیگز لے کر وہ چلی گئی تو وہ بھی مرے مرے قدموں سے پیلس کی طرف بڑھنے لگا۔

اپنے عالیشان روم پہنچ کر اس نے خیر و کو تاکید کی کہ اسے چند گھنٹوں تک کوئی ڈسٹرب نا کرے۔ فریش ہونے کے بعد وہ بیڈ پہ آ کے لیٹ گیا اور نا جانے کب وہ نیند کی وادیوں میں کھو گیا۔

--------☆---------

انا نے آج اسپیشلی اچھا کھانا بنوایا تھا صورت کے لیئے۔ انکے آنے سے سبھی خوش تھے۔ فضا تو کب سے اس سے چپکی بیٹھی ہوئی تھی۔

کینیڈا کے چپے چپے کا پوچھ رہی تھی۔

موسم کیسا تھا؟

لوگ کیسے تھے؟

کہاں کہاں گئی؟

کیا کیا ہوا؟

کیا کھایا کیا پہنا؟

جواب دے دے کر صورت بے چاری تھک سی گئی۔

"سب کچھ آج ہی پوچھو گی پگلی؟ پہلے اسے کھانا کھانے اور آرام کرنے دے۔ کل اتوار ہے سب کچھ تفصیل سے پوچھ لینا، اب اٹھ۔ جا کر ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا" انا نے پیار سے فضا کو جھڑکا تو وہ مسکراتے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی۔ اسکے جاتے ہی صورت کی مسکان دھیمی پڑ گئی۔

"بیٹا معلوم نہیں کیوں پر تو مجھے کچھ مرجھائی مرجھائی لگ رہی ہے! ٹھیک تو ہو نا؟"

"ہاں، ہاں انا ٹھیک ہوں۔ سفر کو لے کر کچھ تھکاوٹ سی ہے بس اسی وجہ سے"

صورت نے سنبھل کر جواب دیا۔

"بیٹا لمبی عمر گزاری ہے میں نے۔ یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیئے۔ تھکاوٹ اور پریشانی کے بیچ کا فرق واضح محسوس کرنا جانتی ہوں۔ تیرے چہرے پہ مجھے کسی بات کو لیکر فکر دکھائی دے رہی ہے"

"نہیں انا آپ کو کیوں ایسا لگ رہا ہے۔ بھلا میں کس چیز کو لے کر پریشان ہو نگی" نظریں چراتے ہوئے وہ بولی۔

"اچھا چل، جا کر کھانا کھا لیتے ہیں" انا اس سے مزید بحث کر کے اسکی پریشانی کو بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔

--------☆--------

"میم، مجتبی سر ابھی تک نہیں جاگے ہیں"

"نہیں جاگے ہیں کا کیا مطلب؟ گیارہ گھنٹے ہونے والے ہیں۔ تم نے خود اسے سوتے دیکھا؟" شائستہ اب حقیقتا پریشان ہو گئی۔

"نو میم۔ ڈور لاک ہے۔ انہوں نے خیر وو کو خود کہا تھا کوئی انہیں ڈسٹرب نا کرے تو

اس لیئے میم، ہم نے ناک نہیں کیا" ملازم سے یہ تفصیل سن کر وہ اپنے چیئر سے اٹھ گئی۔اسکے قدموں کا رخ مجتبی کے روم کی طرف تھا۔دروازے پہ پہنچ کر انہوں نے ناک کیا۔

ایک بار...

دو بار...

تین بار...

چوتھی بار مجتبی نے دروازہ کھول دیا۔شائستہ اسے دیکھ کر بری طرح ٹھٹک گئی۔ آنکھیں خطرناک حد تک سرخ، بال بری طرح سے الجھے ہوئے، شکن زدہ شرٹ لیئے وہ سامنے کھڑا تھا۔ہمیشہ خوش لباس اور ٹپ ٹاپ رہنے والا انسان کبھی ایسے رف حلیئے میں نہیں دکھا تھا۔

"بیٹا یہ کیا حال بنایا ہے اپنا؟اور یہ... یہ.. یہ کیا؟"اب کی بار اس کی نظر روم پہ پڑی تو اسکے اندر کا چور بری طرح گھبرایا پر وہ شائستہ تھی۔

شائستہ حیات..!

کئی تجربوں سے گزر کر ہی وہ آج اس مقام تک پہنچی تھی۔ جلدی سے اس نے خود کو حیران ظاہر کیا۔

"مام، میری ایک پرسنل چیز روم سے مسنگ ہے۔ نہیں مل رہی۔ میرے جانے کے بعد خیر وو کے علاوہ اور کون روم میں آیا تھا؟" وہ کافی مضطرب اور بے حد پریشان دکھ رہا تھا۔

"کون آسکتا ہے بیٹا جبکہ تم نے اس ملازم کو سختی سے تاکید کی ہے کہ اسکے علاوہ اور کوئی تمھارے روم میں انٹر نا ہو۔ کوئی اہم فائل ہے کیا؟"

"نو مام نو۔ میری اپنی ایک پرسنل چیز ہے۔ کوئی آفس فائل کیوں ہو گا؟" اس نے جھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا تو شائستہ کو اسکا یہ لہجہ بہت ناگوار گزرا۔ آج تک مجتبی نے اس انداز سے اسے کبھی جواب نہیں دیا تھا اور آج..؟

"مل جائے گا بیٹا جسٹ فارگیٹ اٹ۔ پرسنل چیز کوئی اس طرح لاپروائی سے رکھتا ہے کہ کوئی آکر ہاتھ صاف کر کے چلتا بنے؟ مجھے دے دیتے میں اپنے پاس رکھتی نا" یہ کہہ کر اس نے گہری نظروں سے مجتبی کو دیکھا۔ وہ بہت زیادہ ڈسٹرب دکھ رہا تھا۔

"اور یہ کیا طریقہ ہے؟ گیارہ گھنٹے سے بند ہو اور مجھے دیکھتے ہی نا سلام نا دعا؟ سفر سے لوٹ کر آئے ہو بیٹا۔ کیا یہ پرسنل چیز تمھاری ماں سے بھی زیادہ اہم ہے؟ تم تو اپنی ماں کو ہی بھول گئے" کمال طریقے سے اس نے بات بدل دی۔ دنیا جتنی ترقی کر لے پر ماں کا اپنے اولاد کو ایموشنل بلیک میل کرنا نہیں بدلا تھا۔ اور رہی شائستہ کی بات، تو وہ ان دیسی ماوں سے بہت مختلف تھی جو اولاد کو ایسے حال میں دیکھ کر رونے لگ جائیں یا انکے اگنور کرنے پر گلے شکوے شروع کر دیں۔ شائستہ نے تو مجتبی کا ذہن بٹانے کے لیئے یہ نیا حربہ استعمال کیا۔

"نو مام" مجتبی اتنا ہی کہہ پایا۔ وہ اس حالت میں نہیں تھا کہ اپنی ماں کو پیار سے منا لیتا یا لاڈ دکھاتا۔

"چل بیٹا کھانا کھانے چلتے ہیں۔ کب سے تمھارے جاگنے کا ویٹ کر رہی تھی۔ اور مجھے ایک میٹنگ اٹینڈ بھی کرنی ہے۔ تم چاہو تو دو تین دن کی بریک لے لو، مجھے تم کچھ ٹھیک بھی نہیں لگ رہے" دونوں کوریڈورز سے گزر کر اسٹیئرز اتر کر ڈائننگ ٹیبل تک آ گئے اور سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر مجتبی بری طرح چونک گیا۔

---------☆---------

NEW ERA MAGAZINE .com

"تم؟"مجتبی نے ناگواری سے مناہل کو دیکھ کر کہا۔

"ہاں ڈئیر کزن میں..!کیوں اچھا نہیں لگا مجھے دیکھ کر؟"وہ بھی اپنی جگہ ڈھیٹ تھی۔

"دیکھو مجتبی مناہل پاکستان آئی ہے اسپیشلی مجھ سے ملنے۔خالہ کی جان" یہ کہہ کر اس نے مناہل کا سر چوم لیا اور پھر اسکے بعد چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔البتہ مجتبی کچھ سیکنڈز ویسے ہی کھڑا رہا پھر بادل نخواستہ چیئر کھینچ کر بیٹھ گیا۔نبیل حیات نہیں دکھ رہے تھے جن کا مجتبی نے پوچھا نہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انکے ڈیڈ پیلس میں کم ہی موجود ہوتے ہیں۔ اکثر بزنس ٹورز یا میٹنگز کو لے کر پیلس سے غیر حاضر رہتے تھے۔

شائستہ اور مناہل نے بہت خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا البتہ مجتبی خاموشی سے لقمے توڑ رہا تھا۔

"مام،اگر آپ برا نا مانیں تو میں دو دن آفس نہیں آ پاوں گا"چیئر پیچھے دھکیل کر وہ اٹھ گیا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

"یس مام بس ایسے ہی"

"او کے مائی سن کوئی مسلئہ نہیں" یہ سن کر مجتبی وہاں سے چلا گیا۔

"دیکھا خالہ آپ نے..!"

"ہمم"

"پہلے کتنا ھمبل، کتنا کول ہوا کرتا تھا"

"سب ٹھیک ہو جائے گا میری جان بلیو میی۔ میں سب صحیح کرونگی۔ کوئی بھی ایسا کام نہیں جو شائستہ حیات نہیں کر پائے۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ" نزاکت سے اس نے اپنے سلکی بال پیچھے ہٹا کر مناہل سے کہا تو وہ مطمئن ہو گئی البتہ ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

--------☆---------

اپنے شاندار روم میں آکر اس نے دیکھا کہ گلدان میں پڑے تازے پھول باسی ہو کر مرجھا گئے تھے۔ انٹر کام سے اس نے ملازم کو بلایا۔ ایک منٹ کے بعد وہ آیا۔

"کل میں نے کہا تھا کہ لان سے فریش پھولوں کا گلدستہ بنا کر گلدان میں سجا دینا اور یہ باسی پھول؟ یہ اب تک یہاں پڑے ہوئے ہیں؟ مجھے اپنے پیلس میں باسی چیزیں کتنی

بری لگتی ہیں تمھیں نہیں معلوم؟"شائستہ کے اس طرح گرجنے سے وہ ملازم تھر تھر کانپنے لگا۔

"اب کھڑے کھڑے کیا دیکھ رہے ہو؟ جاو اٹھاو یہ باسی پھول"اور فٹ سے ملازم نے گلدان سے پھول نکالے اور باہر چلا گیا۔اسکے جانے کے بعد شائستہ الماری کی طرف بڑھی۔اندرونی دراز سے اس نے صورت کی تصویر نکالی اور چند منٹ دیکھنے لگی۔دیکھتے دیکھتے وہ چار دن پیچھے چلی گئی۔

چار دن پہلے:

چار دن پہلے مناہل نے یہاں آکر اچانک سے سب کو سرپرائز کر دیا۔نبیل حیات بھی اس دن پیلس میں ہی موجود تھے۔رات مناہل کی فرمائش پر شائستہ اسے اسلام آباد کے سب سے مہنگے ریسٹورنٹ میں لے آئی۔نبیل نے آنے سے معذرت کر دیا۔جب وہ دونوں خالہ بھانجی خوشگوار ماحول میں ڈنر کرنے لگے تب شائستہ گویا ہوئیں۔

"خالہ کی جان، مجتبی والوں کے ساتھ کیوں نہیں آئی؟وہ چند دنوں میں آہی جائیں گے۔آئم ٹوٹلی شیور تم دونوں کا پھر سے جھگڑا ہو گیا ہو گا رائٹ؟"

"یو آر ابسیولوٹلی رائٹ خالہ۔اور اس بار ایک عدد تھپڑ بھی کھا کر آئی ہوں" زہر خند لہجے میں اس نے جواب دیا تب شائستہ کے ہاتھ سے فورک چھوٹ کے پلیٹ میں گر گیا۔

"واٹ ؟؟؟" پھر مناہل کی چلتی زبان شروع ہو گئی۔جو کچھ کینیڈا میں ہوا تھا وہ سب مرچ مصالحہ لگا کر اور خود سے جھوٹ موٹ شامل کر کے شائستہ سے کہہ گئی پھر آخر میں مگر مچھ کے آنسو بہانا نہیں بھولی اور شائستہ..؟

وہ ایک دم شاکڈ تھی۔چند گھڑی وہ مناہل کو روتے ہوئے دیکھتی رہی۔

"خالہ،اس لڑکی نے ہمارے مجتبیٰ پہ ناجانے کیا جادو کر دیا ہے۔وہ مجتبیٰ جو میرے بنا سانس لینا نہیں جانتا تھا اب اسکی ہر سانس میں اس گھٹیا لڑکی کا نام ہے۔آج تک میرے مام ڈیڈ نے مجھے پھولوں کی چھڑی سے بھی نہیں چھوا پر مجتبیٰ،اس نے اس لڑکی کی وجہ سے مجھے سب کے سامنے زور سے تھپڑ مار کے ذلیل کیا اور زارا بھابھی،وہ بھی اس لڑکی پہ لٹو ہو گئیں ہیں۔آئم سو ہرٹ خالہ" ٹشو سے ناک رگڑ کے کن اکھیوں سے اس نے شائستہ کی جانب دیکھا جواب بھی شاک کے کیفیت میں تھی۔

"اب کیا ہو گا خالہ؟" اسکی طویل خاموشی سے تنگ آکر اس نے پوچھا۔

"سب صحیح ہوگا، کیونکہ شائستہ حیات جو کہتی ہے وہ کرتی بھی ہے۔میں نے اپنی قسمت کے ساتھ ساتھ نبیل کی قسمت بھی خود اپنے ہاتھوں سے لکھی ہے تو مجتبی..! وہ بھلا میرے خلاف کبھی کیسے جاسکتا ہے۔اپنے بیٹے کی تقدیر بھی میں خود لکھوں گی اور وہ تھرڈ کلاس لڑکی اس میں کہیں نہیں ہوگی" یہ کہتے ہوئے اسکی آنکھوں میں جو سرد پن تھا اس نے مناہل کو بھی کپکپا دیا۔وہ یہ دیکھ کر ریلیکس ہوگئی اور مسکرا کے ڈنر کرنے لگی پر شائستہ کی بھوک اسی وقت مٹ گئی۔اندر ہی اندر اسکا خون کھول رہا تھا۔یہ لڑکی اسکے ناک کے نیچے سے اتنا بڑا کھیل کھیل کے اسکے بیٹے کو اپنا دیوانہ بنا گئی یہ سب اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔مناہل کے زبانی اتنا کچھ سننے کے بعد اسے یہ اندازہ اچھے سے ہوچکا تھا کہ اسکا اکلوتا بیٹا اس لڑکی کے عشق میں بری طرح سے گرفتار ہوچکا ہے۔شانت اور بردبار سے مجتبی نے طیش میں آکر مناہل پر ہاتھ اٹھایا تھا، جس نے آج تک ایک میل سرونٹ کو تھپڑ نہیں مارا تھا اس نے صورت کے لیئے اپنی کزن پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

شائستہ کو صورت سے بے انتہا نفرت محسوس ہورہی تھی۔ڈنر کے بعد وہ کس طرح پیلس پہنچ گئی اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔مناہل اپنا تیر نشانے پر لگتے دیکھ کر کافی مطمئن

ہو چکی تھی۔ دونوں ہی اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ اپنے روم آکر وہ راکنگ چیئر پر گر سی گئی۔ آدھے گھنٹے تک وہ یونہی چیئر پہ جھولتی رہی، نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ پھر کچھ سوچ کر وہ مجتبی کے کمرے میں آ کے اسکے کمرے کی تلاشی لینے لگی۔ بڑے آسانی سے اسکے ہاتھ میں صورت کی تصویر لگ گئی۔ چند گھڑی وہ حقارت سے تصویر دیکھتی رہی، پھر اسے لیکر اپنے کمرے میں آ گئی۔

"تم جیسی چیپ، تھرڈ کلاس لڑکیاں ہی امیر زادوں کو اپنے حسن کا دیوانہ بنا لیتی ہیں۔ تمھیں کیا لگا کہ تم میرے بیٹے کو اپنی سستی محبت کی جال میں پھنسا تی جاو گی اور مجھے خبر تک نہیں ہو گی۔ جو ماضی میں میرے ساتھ ہوا وہ اب میں کسی بھی قیمت میں نہیں ہونے دوں گی۔ سبینہ کو سوچ کے مجھے جو کبھی کبھار پچھتاوا ہوتا تھا اسکو تمھاری اس سستی ہتھکنڈوں نے دور پھینک دیا۔ مجھے تو اب یقین ہو چلا ہے کہ سبینہ جیسی لڑکیاں ہر دور میں موجود ہوتی ہیں اور ان جیسی لڑکیوں کی ایک جیتی جاگتی مثال تم ہو۔ پتہ نہیں تمھاری ماں کون اور کس قسم کی عورت ہیں پر میرے نظریہ سے ہر تھرڈ کلاس لڑکی، عورت سبینہ ہی ہے۔ جو تم چاہتی ہو صورت وہ میں کبھی ہونے نہیں دوں گی۔ تم اپنے حسن کے جلوئے بکھیرتے جاو میں اپنی چال چلتی ہوں" تصویر سنگ مرمر کے

فرش پہ گر گئی۔ صورت کی مسکراتی تصویر پہ اس نے بے دردی سے اپنا پیر رکھ دیا۔ اسکے قیمتی سینڈل نے صورت کا چہرہ سفاکی سے چھپا دیا۔

---------☆---------

اگلے دن وہ دونوں باہر لان چیئر زپر بیٹھے ہوئے تھے۔ جو تحفے اس نے لیئے تھے وہ سب کو دے دیئے۔ سبھی کو اسکے اسکے تحفے بہت پسند آئے۔ کل اپنے بابا جان اور بوا سے بات کرنے کے بعد وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی جس کی وجہ سے آج اسکا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا تھا۔ فضا سے بات کرتے ہوئے اس نے کافی کا سپ لینا چاہا تو دور کھڑی مناہل کو دیکھ کر بری طرح ٹھٹک گئی جو مجتبیٰ سے باتوں میں مشغول دکھ رہی تھی۔

"یہ لڑکی کب یہاں آئی؟" مگ واپس رکھ کر اس نے مناہل کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"مناہل میم کا پوچھ رہی ہو؟ وہ آئی تھنک پانچ دن پہلے یہاں آئیں۔ یہ ہر چھ مہینے بعد پاکستان کا چکر لگا لیتی ہیں۔ شائستہ میم کی بھانجی ہیں۔ انہیں کے ہاں تو گئے تھے نا تم اور مجتبیٰ سر؟"

"ہاں فضا، لیکن اگر اسے یہاں آنا ہی تھا تو ہمارے ساتھ آتی"

"اسے یہاں وہاں جانے کے لیئے کوئی پارٹنر تھوڑی نا چاہیئے ہو گا۔ کافی انڈیپنڈنٹ گرل ہے اور ہاں.. !کافی نک چڑھی بھی "صورت خاموش رہی۔

"یہ مجتبی سر سے کافی فرینک ہے۔ اسکے آگے پیچھے گھومتی رہتی ہے۔ پر مجتبی سر اسے گھاس نہیں ڈالتے۔ ارے ہاں.. تم نے تو خود دیکھا ہو گا وہاں اسکی حرکتوں کو۔ میں بھی کن باتوں کو لے کر بیٹھ گئی" یہ سن کر صورت کیا بتاتی۔ اس نے تو وہاں مناہل کی فطرت کو اچھے سے جان لیا تھا، اب بھی وہ اسے مجتبی کے یوں قریب دیکھ اپنے دل میں اٹھتے درد کو بمشکل برداشت کر رہی تھی۔

"ارے ہاں صورت تمھیں بتانا بھول گئی۔ شائستہ میم بدھ کو ایک بہت بڑی پارٹی ارینج کرنے کا سوچ رہی ہیں ایسا کچھ سنا ہے"

"پارٹی؟ پر کس خوشی کو لے کر؟"

"ڈونٹ نو یار۔ یہ امیر لوگوں کو ہر چھوٹی بات پہ پارٹی کرنے کا سوجتا ہے۔ پر ہمیں کیا..؟ ہمارے تو مزے ہیں۔ ایک تو آفس سے چھٹی اوپر سے مزے مزے کے

کھانے "فضاان دیکھے کھانوں کے چٹخارے لینے لگی تو اسے دیکھ کے صورت ہولے سے ہنسی۔

---------☆---------

تین دن نارملی گزرے۔آج بدھ تھا۔چار بجے جب وہ پیلس لوٹ آیا تو دیکھا پیلس آج نئے رنگ ڈھنگ سے سج رہا ہے۔ڈیکوریٹرز اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے۔ کچھ دیر وہ یہ سب افراتفری دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر اپنے روم آ گیا تب بیڈ پر پڑے تھری پیس سوٹ کو دیکھ کر چونک گیا۔جب قریب آ کر اس نے دیکھا تو سوٹ کے اوپر اسے ایک خوبصورت سا کارڈ نظر آیا۔کارڈ اٹھا کر وہ لکھا سطر پڑھنے لگا۔

"آج رات مناہل کا برتھ ڈے ہے تو یہ سوٹ پہن کر تیار ہونا" اور سطر کے نیچے شائستہ کا سائن تھا۔ جھنجھلا کر اس نے کارڈ دوبارہ سوٹ کے اوپر پھینک دیا اور فریش ہونے واش روم چلا گیا۔

اور بنگلے کی طرف آئیں تو یہاں بھی برتھ ڈے کا سن کر سبھی میں اودھم مچا ہوا تھا۔کچھ نے تو جلدی سے بازار کا رخ کیا جس میں سے ایک فضا بھی شامل تھی۔وہ صورت کو بھی لے جانا چاہتی تھی پر اس نے معذرت کر کے یہ کہا کہ اسکے پاس ایک غرارے کا

سوٹ موجود ہے۔وہی سوٹ جو اس نے ہینری اور لوسی کی شادی میں کینیڈا میں پہنا تھا۔وہ فضول خرچ لڑکیوں میں سے نہیں تھی جو ایک مہنگے سوٹ کو ایک تقریب میں پہننے کے بعد دوبارہ پہننے کے قابل نہیں سمجھتی تھیں اور کسی غریب کو دے کر بڑی نیکی جتاتیں اور اگلے تقریب کے لیئے پھر سے ہزاروں خرچ کرتیں۔وہ غرارہ اس پہ سوٹ بھی بہت کرتا تھا تو اس نے وہی الماری سے نکال کر سلیقے سے پریس کر لیا۔

"اچھا ٹھیک ہے بابا کچھ لینا نہیں ہے تو کوئی بات نہیں پر واپسی پر ہم سب پارلر جائیں گے،پارلر کے لیئے تو آجاو ہمارے ساتھ "فضا اسے منت کر رہی تھی کیونکہ دیر ہو رہی تھی۔

"نہیں فضا میرے بال ٹھیک ہیں اور میک اپ میں اتنا کرتی ہی نہیں "

"کس قدر کنجوس ہو۔پیسے تو تم اپنے قبر لے جانے سے رہی پھر کیوں اتنی کنجوسی کر رہی ہو؟"مہوش نے بیچ میں آ کر طنز کا تیر پھینکا تو فضا کو بہت ناگوار گزرا البتہ صورت سر جھٹک کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

"اگر وہ آنا نہیں چاہتی پھر تمھیں کیا مسلئہ ہے اور بائی داوے،بولنے سے پہلے تھوڑا سوچا کرو"

"اوکے وکیل صاحبہ" نخوت سے یہ کہہ کر وہ چلی گئی پیچھے سے فضا نے اسے غصے سے گھورا۔

---------☆---------

آج لان کو کہکشاں کی طرح خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ سفید برقی قمقموں سے یہ لان لان نہیں بلکہ ستاروں بھرے آسمان کی تصویر پیش کر رہا تھا۔ پیلس کے اندر کی سجاوٹ بھی دیکھنے لائق تھی۔ وائٹ اور ڈارک بلیو کا تھیم تھا۔ دس بجے کے بعد سے مہمان آنے شروع ہو چکے تھے کیونکہ بارہ بجتے ہی مناہل 22 سے 23 سال کی ہو جاتی۔ اس بار ویٹر سرونگ تھی۔ کچھ مہمان پیلس کے اندر تھے تو کچھ لان میں اپنے اپنے ڈرنک سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ نبیل حیات فارن میٹنگ کی وجہ سے پارٹی جوائن نہیں کر پایا تو وہاں مناہل کی فیملی بھی نہیں آ پائی جس کا مناہل کو کافی افسوس تھا پر آج رات کی پارٹی کو وہ بدمزہ نہیں کرنا چاہتی تھی، تو وہ کافی خوش دکھ رہی تھی۔ بے بی پنک کے نفیس میکسی (جو گھٹنوں سے ذرا اوپر تھا) میں وہ کافی پرکشش دکھ رہی تھی اور شائستہ نے بھی بلیک گاون پہنا ہوا تھا جو اسکے پرسنلٹی کے مطابق اس پہ کافی جچ رہا تھا۔ اوپر سے اسکی رشک بھری اسمارٹنیس۔ وہ تو مناہل کی بڑی بہن دکھ رہی تھی۔

ڈرنک کی سپ لیتے ہوئے جب مناہل نے انجانے میں پلٹ کر دیکھا تو وہ بت بن گئی۔ اسٹئیرز سے اترتے ہوئے مجتبی کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک کوٹ پینٹ میں وہ بے حد خوبرو اور ہینڈ سم لگ رہا تھا اور بلیک کلر تو ویسے بھی اس پر کافی جچتا تھا۔ مناہل تو ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔ باقی گیسٹس بھی جن میں جوان لڑکیاں تھیں وہ بھی مجتبی کو دیکھ کر لٹو ہو گئیں۔

"ہائے کتنا ہینڈ سم ہے یہ"

"پرنس ہے"

"میرا تو اس پہ کرش ہے"

"مغرور بھی ہے۔ایک نظر بھی لڑکیوں پہ نہیں ڈالتا"

"حسن ہو تو نزاکت آ ہی جاتی ہے"

جب جب وہ کسی پارٹی ایونٹ میں لڑکیوں کے پاس سے گزرتا تو ایسے جملے عموماً سن لیتا جسکی اب اسے عادت ہو چکی تھی پر وہ نظر اٹھا کر غلطی سے بھی انکی طرف نہیں دیکھتا تھا کہ وہ خود کس کس کھیت کی 'مولیاں 'ہیں۔ شائستہ اپنی کسی سہیلی سے بات کر رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تب اسے مجتبی کے مخصوص پرفیوم کی مہک محسوس ہوئی، جب پلٹ کر اس نے مجتبی کی طرف دیکھا تو اسے اپنے آپ پہ غرور سا آ گیا۔ ایسا شاندار بیٹا تھا اسکا کہ جس قدر غرور کرتی وہ کم تھا۔

"آ گیا میرا شہزادہ۔ کب سے ویٹ کر رہی ہوں تمھارا۔ اچھی خاصی دیر کر دی تم نے۔ خیر میرے ان سہیلیوں سے ملو" شائستہ ایک ایک کر کے اسے اپنے نئے سہیلیوں سے ملواتی رہی، جب ملنا ملانا ہو گیا تب مجتبی ایکسکیوز کر کے سیدھے لان میں آیا۔ اسکی بے چین نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ پیلس کے مقابلے میں یہاں گیسٹس کم ہی تھے۔ یہاں وہاں گھوم پھر کر آخر کار اسے صورت دکھائی دی جو دور تنہا کھڑی آسمان پر آتش بازیاں دیکھ رہی تھی۔ اسکے آس پاس کوئی نہیں تھا۔ آج بھی وہ اسی سندر سفید غرارے میں تھی اور آج بھی مجتبی بلیک تھری پیس سوٹ میں تھا۔ قدم قدم چل کر وہ اسکے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ صورت اب بھی بے خبر آسمان پہ پھیلے رنگ برنگی روشنیوں کو دیکھ رہی تھی۔ جب جب آتش بازی ہوتی تب تب انکی رنگین خوشنما روشنی صورت کے چہرے پہ پڑ کے اسے اور بھی حسین بناتی۔ ہلکی میک اپ اور ائیر رنگز پہنے، کھلے بال سیٹ کیئے وہ بہت دلکش، بہت حسین، سب سے الگ خوبصورت

دکھ رہی تھی۔ وہ اپنے حسن سے واقف تھی تب ہی وہ سادگی میں بھی سامنے والے کے دل پر خوبصورتی سے وار کرتی تھی۔ مجتبی یک ٹک نہایت خاموشی سے اسکے چہرے کے بائیں رخ سے اپنے پیاسے دل کو سیراب کرتا رہا۔ بہت دنوں بعد اس نے اپنی صورت کو دیکھا تھا تو جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا۔ تب ہی صورت کو جانی پہچانی سانسوں کی آمدورفت اس آتش بازی کے شور میں بھی سنائی دینے لگی۔ وہ سانسوں کی آواز جو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ اسکی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ایک دم سے اس نے پلٹ کر مجتبی کو دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔ صورت اس سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی..!

بہت گلے شکوے کرنا چاہتی تھی..!

بہت سارا رونا چاہتی تھی..!

مجتبی نے یہ سب کچھ اسکی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں جھانک کر دیکھ اور پڑھ لیا۔ وہ تڑپ سا گیا۔ دو قدم آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا تب ہی شائستہ کی آواز چاروں طرف گونج گئی۔

"میرے معزز مہمانوں۔ آج میری چہیتی بھانجی مناہل کی سالگرہ ہے اور اس بار وہ اپنی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالگرہ حیات پیلس میں سیلیبریٹ کر رہی ہے جس کی مجھے بے حد خوشی ہے۔ مسٹر نبیل کسی میٹنگ کے تحت یہاں موجود نہیں تو ہم انہیں مس کر رہے ہیں پر آپ سب کی طرح انہوں نے میری جان کو ڈھیر ساری وشیز بھیج دی ہے۔ آپ سب کی وشیز ہمارے لیئے بہت ہی قیمتی ہیں اور اب آخری دو منٹ ہی بچے ہیں تو مجتبی.. کہاں ہو تم؟ جلدی آجاو تمھارے بنا مناہل کیک تو کاٹے گی نہیں "کیک لان کے اسٹیج پہ بڑے سے شاندار ٹیبل پر لگا تھا۔ اسپاٹ لائٹ شائستہ والوں پر تھی۔ کب کیک لگا کب گیسٹس لان میں آئے اس دیوانے کو پتہ نہیں چلا۔ مجتبی نے ایک نظر صورت کو دیکھا پھر بنا کچھ کہے وہ چلا گیا۔ مجتبی کے زمین پہ پڑتے ایک ایک قدم صورت کو اپنے دل پہ پڑتے محسوس ہو رہے تھے۔ ناجانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ مجتبی اسے بیچ راہ میں چھوڑ کر بہت دور جارہا ہے۔

بہت دور..!

اسکی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں پر اس نے کمال طریقے سے انہیں اندر ہی اندر پی لیا۔ مجتبی اسٹیج پر پہنچ گیا تو کاونٹ ڈاون اسٹارٹ ہو گئی۔ سب مہمان دس، نو، آٹھ، سات گن رہے تھے پھر جب بارہ بج گیا تو ایک بہت بڑی آتش بازی ہو گئی۔ مناہل نے

کیک کاٹا تو سب نے تالیاں بجائیں۔ مجتبی البتہ بیزار چہرہ لیئے کھڑا رہا جو کچھ مہمانوں کو مغرور راجکمار کی ایک ادا لگی۔

"ہائے اس قدر ہینڈ سم ہے، اکڑ تو ہونی چاہیئے"

مناہل نے کیک کا ایک چھوٹا پیس شائستہ کو کھلایا جو اس نے کافی نزاکت سے کھایا اور مجتبی کی طرف جب کیک بڑھایا تو اس نے ڈائٹ کا بہانہ کر کے جان چھڑا دیا جو مناہل کو بہت ہی ناگوار گزرا پر وہ ضبط کر گئی۔

"اور ڈئیر لیڈیز اینڈ جینٹلمین، میں ایک اسپیشل اناونسمنٹ اور کرنے جا رہی ہوں۔ اپنی اس جان سے پیاری بھانجی کو میں ایک بہت ہی خاص تحفہ دینا چاہوں گی۔ ایسا تحفہ جو میرے دل کے بہت ہی قریب ہے۔ میں مناہل کا ہاتھ اپنے بیٹے مجتبی کے ہاتھ میں دینا چاہوں گی"

اور......

مجتبی کے سر پہ جیسے شائستہ نے بم پھوڑ دیا۔

پیروں تلے سے زمین کیسے کھسکتی ہے؟

قیامت کیسے برپا ہوتا ہے؟

سانس چلتے چلتے کیسے رک جاتی ہے؟

خون رگوں میں گردش کرتے کرتے کیسے جم جاتا ہے؟

یہ آج مجتبیٰ کو اچھے سے اندازہ ہو گیا۔ وہ بے یقین نظروں سے اپنی مام کو دیکھ رہا تھا جو اب بھی بول رہی تھی۔

"اینکچیولی مسٹر نبیل اور مناہل کی فیملی یہاں موجود نہیں ہیں ورنہ انگیجمنٹ بھی آج ہو جاتی لیکن مجھے یہ اناؤنسمنٹ اس لیئے کرنی پڑی کیونکہ خالہ کی جان کو ایک بیش قیمتی تحفہ چاہیئے تھا جو میں نے اسے خوشی خوشی سب کے سامنے دے دی۔ میرے اکلوتے بیٹے کو مناہل جیسی لائف پارٹنر کہیں نہیں مل سکتی سو پلیز ایوری ون، میرے بیٹے اور اسکی ہونے والی منگیتر کو ڈھیر ساری نیک دعاوں سے نوازیں تاکہ یہ رات اور بھی خاص اور یادگار ہو جائے" شائستہ نے مایک رکھ کے مجتبیٰ کو دیکھا جو کرب سے اپنی سفاک مام کو دیکھ رہا تھا۔ مناہل کا تو منہ خوشی سے بند ہی نہیں ہو رہا تھا، اسکے دل میں تو لڈو پھوٹ رہے تھے۔ اسے خود معلوم نہیں تھا کہ اسے اسکا من چاہا تحفہ مل جائے گا۔ کچھ لڑکیوں کے دل بری طرح سے ٹوٹ گئے اور وہ حسد بھری نگاہوں سے مناہل کو دیکھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہی تھیں۔ مجتبی کے یہ خطرناک تاثرات دیکھ کر شائستہ اسے بہت پیار سے گلے لگا کر اسکے کان کے پاس سرگوشی کرنے لگی۔

"بہت بہت مبارک ہو مائی سن۔ آئم سو ہیپی فار یو۔ آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ میں نے آج صحیح معنوں میں تمھاری جان بچائی ہے۔ میں نے تمھیں ایک گند، ایک تھرڈ کلاس، چیپ اور حقیر لڑکی سے بچایا ہے۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ تم اس عالیشان پیلس میں بہو کے روپ میں ایک گو براٹھا کر لاو۔ میں یہ مر کر بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ تو خوش ہو جاو کیونکہ تمھاری مام تمھارے لیئے بہتر سے بھی بہترین سوچتی ہے" اسکے کان میں یہ زہر سے بھی کڑوے اور گندے سے بھی گندی بات انڈیل کر وہ اس سے مسکراتے ہوئے الگ ہوئی اور اسکا برف جیسا ہاتھ پکڑ کے مناہل کے ہاتھ میں رکھا تو ایک بار پھر تالیوں کی گونج اٹھی۔

پر...!

دور کھڑی صورت کے دل پر یہ تالیاں تھپڑ کی طرح پڑ رہی تھی۔ ہاں..! اسکا خدشہ درست ثابت ہوا۔ وہ اس سے دور چلا گیا۔ میلوں کوسوں دور۔ وہ اس قدر سن اور زرد پڑ گئی تھی کہ اسے اسکے بے تحاشہ بہتے آنسوؤں کی خبر نہیں تھی۔ جب اس نے مجتبی

کے ہاتھ میں مناہل کا ہاتھ دیکھا تو مانو اسکا کلیجہ ہی پھٹ گیا۔ وہ بے یقینی سے قدم قدم پیچھے ہٹتی رہی۔ وہ اپنے حواسوں میں بالکل نہیں لگ رہی تھی تب ہی اچانک..! وہ بری طرح لڑکھڑائی اور گہرے سوئمنگ پول میں گر گئی جو لان کے کونے والے سائڈ پر تھا۔ اسکے گرتے ہی وہاں افراتفری مچ گئی۔ کچھ گیسٹس نے شور مچایا تو فضا جو کچھ فاصلے پر تھی، بری طرح دوڑتی ہوئی صورت صورت چلاتے ہوئے وہاں آئی۔ دور کھڑے اسٹیج پر مجتبی کو سب کچھ دکھائی دیا۔ اسکے آگے بڑھتے قدموں کو ایک جھٹکا لگا جب شائستہ نے سختی سے اسکی کلائی تھام لی۔ مجتبی پلٹ کر بے بسی سے اپنی ظالم مام کو دیکھنے لگا۔

"ڈوب مرنے دو اسے" یہ جملہ مجتبی کے دل پہ گھونسے کی طرح لگا۔

اور نادان لوگ کہتے ہیں دل ٹوٹنے کی آواز نہیں آتی...

ایک حشر برپا ہوتا ہے جو سب کچھ تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے...

ایک آگ ہوتی ہے جو سب کچھ جلا کر راکھ کر دیتی ہے...

ایک کانچ کا نازک ٹکڑا ہوتا ہے جو ٹھیس لگنے سے ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے...

اور نادان لوگ کہتے ہیں دل ٹوٹنے کی آواز نہیں آتی...

--------☆---------

وہ ٹھنڈ سے کپکپا رہی تھی۔ آس پاس بے جا برف پڑے ہوئے تھے۔ اس تاریک کمرے کا چھت بھی مانو ٹھنڈ سے برف بن کر جم گیا تھا اور وہ اس کمرے کے کونے میں گٹھری بنی بری طرح کانپ رہی تھی۔ اسکے نازک گلابی ہونٹوں کا رنگ اسکے سفید لباس کے ہم رنگ ہو رہے تھے۔ کسی احساس کے تحت وہ کپکپاتے وجود کے ساتھ اٹھ گئی اور ایک طرف قدم بڑھانے لگی۔ آگے جا کر اسے شیشے کی ایک مضبوط دیوار نظر آئی تو اس پار کے منظر کو دیکھ کر بری طرح ٹھٹک گئی۔ شیشے کے اس پار قیامت برپا تھی، چاروں طرف آگ کے شعالے اٹھ رہے تھے اور ان شعالوں کے بیچ مجتبی ابتر حلیئے میں پسینے سے شرابور تھا۔ وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا اور خود کو ان بے رحم شعالوں سے بچانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ اچانک اسکی نظر شیشے کے اس پار صورت کے وجود پر پڑی تو بھاگتے ہوئے اسکے قریب آنا چاہا تب ہی اچانک آگ کے شعالے مزید بھڑک اٹھے اور مجتبی اس آگ میں جل کر بھسم ہو گیا..!

ایک دردناک چیخ مار کے وہ اٹھ گئی۔

"بیٹا کیا ہوا میری جان؟" انا جو کب سے صورت کے بیڈ کے سرہانے بیٹھی اسکے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی، بری طرح گھبرا گئی۔ صورت کی آنکھیں اب بھی بے یقینی سے پھٹنے کو تھی۔ وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ ہونٹوں پہ کپکپاہٹ تھی۔

"بیٹا صورت، آرام سے لیٹو شاباش" نرمی سے انہوں نے اسکا سر تکیئے پہ رکھا اور اسکے بال سلجھانے لگی۔ صورت آہستہ آہستہ حواسوں میں آگئی۔ اسے وہ سارے دردناک پل یاد آگئے جنہوں نے اسکے روح کو بری طرح جھنجھوڑ کے رکھ دیا تھا۔ وہ ساکت لیٹی چھت پہ لگے پنکھے کو گھورتی رہی۔

"بیٹا اب کیسا محسوس ہو رہا ہے؟" انا کو وہ اب بھی ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"انا میں ٹھیک ہوں" اسکی آواز ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کئی سیکنڈز تک تم اسی پول میں تڑپتی رہی۔ پیلس کے سرونٹس پتہ نہیں کہاں مرکھپ گئے تھے۔ میری پھول سی بچی کیسے مرجھا گئی ہے۔ تو یونہی لیٹی رہ تیرے لیئے سوپ لے کر آتی ہوں۔ ڈاکٹر نے فی الحال کچھ کھانے سے منع کر دیا ہے تو میں تھوڑا ہلکا سا سوپ بنا کر لاتی ہوں"

"انا سوری پر آپ پلیز یہاں سے جائیں مجھے کچھ وقت اکیلے رہنا ہے" وہ التجا کر رہی تھی۔

"بیٹا وہ تو میں جاوں گی۔ آدھی رات ہو چکی ہے پر پہلے تم..."

"پلیز انا مجھے کچھ نہیں چاہیئے بس اکیلے رہنا ہے" وہ بے بسی کی ایک مکمل تصویر لگ رہی تھی۔

"اچھا بیٹا جاتی ہوں گڈ نائٹ، کسی چیز کی ضرورت ہو تو انٹر کام سے ضرور اطلاع دینا" اسکا ماتھا بہت محبت سے چوم کے وہ اٹھ کر چلی گئی۔ دروازہ بند ہوتے ہی صورت کمبل دور پھینک کر اٹھ گئی اور اس ٹھنڈ میں واش روم کے اندر جا کر شاور کھول کے وہی نیچے فرش پہ بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

---------☆---------

پارٹی اپنے اختتام کو پہنچ گئی۔ مہمان ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگے۔ مناہل کا تو چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا تھا۔ ناجانے کتنی دفعہ وہ شائستہ کے گلے لگتی رہی، اپنی خوشی کا اظہار کرتی رہی۔

"ڈیڈ تو مجتبیٰ کو کب سے اپنا داماد بنانے کا آرزو رکھتے تھے اور جوزف بھی مجتبیٰ کو بہت پسند کرتے ہیں۔ آج کے اس سرپرائیز کا جب انہیں وٹس اپ کروں گی تب آئم شیور وہ بہت بہت خوش ہونگے" اور اگر مناہل یہ سب نا کہتی تب بھی شائستہ کو اچھے سے معلوم تھا کہ مناہل کی فیملی مجتبیٰ کو بہت پسند کرتا ہے تو اعتراض کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے اچھے سے معلوم تھا کہ اسکا بیٹا ہیرا ہے۔ ایسے ہیرے کو کوئی بھی پاکر خوشی سے پھولے نہیں سمائے گا۔

جب وہ اپنے روم میں انٹر ہو گئی تو ایک دم ٹھٹک گئی۔ کمرے کے قد آور کھڑکی کے پاس مجتبیٰ نہایت خاموشی سے کھڑا باہر آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ دروازے کی کلک کو سننے کے باوجود بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

"میں جانتی ہوں مجتبیٰ تم یہاں اس وقت کیوں آئے ہو۔ پر میرے پاس فضول ٹائم نہیں ہے بیٹا۔ مناہل تمھاری کزن ہونے کے ساتھ ساتھ تمھاری بچپن کی دوست بھی ہے۔ ایجوکیٹڈ، اسمارٹ، ہائی اسٹیٹس فیملی سے تعلق رکھتی ہے سو تمھارے اعتراض کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" بڑے سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی وہ اپنے ائیر رنگز اتار کے ایسے سکون سے بات کر رہی تھی جیسے یہ سب روزمرہ کی کوئی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

معمولی بات ہو۔ مجتبی کھڑکی سے ہٹ کر شائستہ کے عقب میں آکر کھڑا ہو گیا تو آئینے میں اسکا عکس دیکھ کر شائستہ ششدر رہ گئی، ایک دم سے پلٹ کر اسکی سرخ آنکھوں کو تعجب سے دیکھنے لگی۔

"مام، شادی کوئی گڈے گڑیا کا کھیل نہیں ہے۔ شادی میں سب سے پہلے پسند اور محبت دیکھی جاتی ہے جو میں صرف اور صرف صورت سے کرتا ہوں۔ شادی میں دوسری چیز رضا دیکھی جاتی ہے اور میری رضا میرے اور مناہل کے رشتے میں قطعی نہیں ہے۔ باقی اسٹیٹس وغیرہ بلا بلا بلا!! وہ ثانوی چیزیں ہیں جو میرے نزدیک میٹر نہیں کرتی"

"پر مجھے میٹر کرتی ہیں یہ چیزیں" اسکی بات سفاکی سے کاٹ کر وہ ناگن کی طرح پھنکاری۔ اپنی بات جاری کرتے ہوئے وہ بولی۔

"مخمل میں ٹاٹ کے پیوند نہیں لگتے مائی سن۔ دیکھو..! دیکھو آئینے میں خود کو (اس نے آئینے کی طرف اشارہ کیا) دیکھو اپنی وجاہت، غور سے دیکھو۔ دیکھو اپنے تن پر بیش قیمتی لباس کو۔ دیکھو اپنی مام کو، جو اس عمر میں بھی فٹ اور اسمارٹ ہے۔ کئی آفسز اکیلے ہینڈل کرتی ہے۔ دیکھو اپنے ڈیڈ کو (دیوار کی طرف بڑے سے فوٹو فریم پر اشارہ کرتے ہوئے وہ شیرنی کی طرح غرائی) پاکستان کے سب سے نامور بزنس مین ہیں، جاگیردار

خاندان سے انکا تعلق ہے۔ تمھارے دادا اپنے وقت کے بہت بڑے جاگیر دار تھے۔ دیکھو غور سے اس عظیم پیلس کو جس کے تعمیر سے لے کر چھوٹے موٹے فرنیچر تک، سب اعلیٰ ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ارے بیٹا، ہمارے گیٹ کے باہر لگے پودے بھی فارن کے ہیں۔اور تو اور ہمارے ادنی سے ادنی سرونٹس بھی خاندانی لوگ ہیں۔ تمھارے ڈیڈ کے بزنس پارٹنرز تمھیں داماد بنانے کا خواب دیکھتے ہیں۔ہزاروں امیر زادیاں تم پہ مرتی ہیں اور تم؟؟؟؟

تم؟؟؟

تم کس پہ دل ہارے؟ اس لڑکی پہ جس کا نام بھی میں ٹھیک سے نہیں جانتی؟ جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اسکی شکل ہی بھول گئی۔جسکے باپ کا نام مجھے نہیں پتہ، خاندان کا نہیں پتہ۔جسے زبیدہ قریشی جانے کس سڑک سے اٹھا کر لے آئی، جسکی کوئی اسٹیٹس نہیں، اتا پتہ نہیں۔اسے تم دل دے آئے ہو؟ ارے بیٹا مجھے بتا دیا ہوتا، ایسے کھلونے میں سڑک سے نہیں کم از کم کسی معمولی دکان سے ہی خرید کر لے آتی تمھارے لیئے۔ چار پانچ دن تم دل بہلاتے اور...."

"بس مام بسسس" مجتبیٰ غصے سے دھاڑا۔ شائستہ شدید غصے میں اتنا کچھ بولنے کی وجہ

www.neweramagazine.com

سے بری طرح ہانپ رہی تھی۔ مجتبی چند ساعتیں اسے افسوس اور بے یقینی سے دیکھتا رہا، پھر گویا ہوا۔

"مام آپ بہت پولائٹ تھیں۔ کبھی غصہ نہیں کرتیں تھی۔ پر آج.. آج آپ کو شدید غصے میں یہ سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کیا اور کس کے سامنے بول رہی ہیں۔ کم از کم اتنا تو لحاظ کرتیں سامنے کھڑا جوان مرد آپکا اکلوتا بیٹا ہے۔ کھلونا؟ سڑک؟ دل بہلانا؟ آپکو معلوم بھی ہے آپ ایک بات کو کہاں سے کہاں لے جارہی ہیں؟ باپ خاندان وغیرہ؟ کیا کچھ اول فول بول رہی ہیں آپ؟ مرد ہو کے مجھے یہ سب ایک لڑکی کے لیئے سن کر تکلیف ہو رہی ہے پر آپ ایک عورت ہیں.. ایک بیوی... ایک ماں ہیں آپ.."

"مجھے... وہ... لڑکی.. اس... گھر... میں... برداشت... نہیں" ایک ایک لفظ پہ زور دے کر شائستہ بولی۔

"BUT...I...LOVE...HER....&...I'LL...MARRY. ..HER"

مجتبی نے بھی اسی انداز سے اپنی خون رنگی آنکھوں سے اپنی مام کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا تو شائستہ شدید غصے میں آکر ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑی ایک قیمتی پرفیوم اٹھا کر

سامنے دیوار پر دے ماری جو ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا اور اسکی تیز خوشبو چاروں طرف پھیل گئی۔ مجتبی اپنی ماں کا یہ شدید رد عمل دیکھ کر ایک دم حواس باختہ ہو گیا۔ اسے اپنی ماں سے شاید ایسے رد عمل کی توقع ہر گز نہیں تھی۔

"YOU CAN GO NOW"

وہ سفاکی سے اسے روم سے جانے کا کہہ رہی تھی مجتبی بھی شاید اس محشر سے دور بھاگنا چاہتا تھا، لمبے لمبے ڈگ بھرتا روم سے نکل کر اس نے دروازہ کافی زور سے بند کیا۔

"اس لڑکی کی وجہ سے میرا اکلوتا بیٹا اتنا سرکش، ضدی اور بد تمیز ہو جائے گا یہ میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا" اچانک اسکے ذہن کے پردے میں سبینہ، زویا اور مجتبی کا چہرہ لہرایا۔

"تم نے جاتے جاتے ایسی بد دعا دی مجھے جواب دھیرے دھیرے عمل میں آ رہی ہے" بے بسی اور حقارت سے یہ کہہ کے وہ اپنے بیڈ پہ گر سی گئی۔

---------☆---------

اپنے روم آتے ہی دھڑام سے اس نے دروازہ بند کیا اور ایک ایک کر کے ساری چیزیں

توڑ کر تہس نہس کرنے لگا۔ رہ رہ کر اسے مام سے، مناہل سے اور خود سے شدید غصہ آنے لگا۔ کیا سوچ کے وہ آیا تھا کینیڈا اسے اور کیا ہو گیا۔ تھک ہار کر وہ بیڈ پہ گر گیا۔ اچانک اسکے فون کی بیپ اسے سنائی دی۔ اول تو اسکے ذہن نے کام نہیں کیا، جب کچھ ہوش میں آیا تو فون اٹھا کر دیکھا، فاروق کا میسج آیا تھا۔

"مبارک ہو ہونے والے بہنوئی۔ کیسا لگا سرپرائیز..! بتایا تھا نا تجھے اور اس (گالی) لڑکی کو کہ میں ایسا کچھ کروں گا کہ تم دونوں یاد رکھو گے تو اب دیکھ میرے یار، کیا سے کیا ہو گیا۔ اب تجھے میری لاڈلی بہن مل ہی گئی ہے تو اس سڑک چھاپ لڑکی کو میرے لیئے چھوڑ دے۔ اپنے سالے پہ تھوڑا سا تو رحم کھا۔ یا چلو میں تمھارے شادی پہ تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ ایڈوانس میں اس حسینہ کو مجھے دے، اب وہ تیرے کام کی نہیں..!" یہ میسج پڑھ کر مجتبیٰ کے دماغ کی رگیں پھٹنے کے قریب آئی۔ اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی، اور جو ایک قیمتی آئی فون بچا تھا وہ بھی اس نے کھینچ کر ریوار پہ دے مارا۔

---------☆---------

اگلی اداس صبح وہ جاگی تو اسکا سر بھاری بھاری سا تھا۔ کھانس کھانس کے اسکا گلا بھی تقریبا بیٹھ گیا تھا۔ سوئمنگ پول کا پانی منہ میں جانے کے باعث اسے گلے میں انفیکشن ہو گیا

تھا۔غالباًاسکی کھانسنے کی آواز سن کر فضاہاتھ میں ٹرے لیئے روم میں انٹر ہو گئ۔

"جاگ گئ مہرانی۔کب سے ویٹ کر رہی تھی تمھاری پر تم گھوڑے بیچ کے سو رہی تھی" ہلکے پھلکے مزاق کے ساتھ اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھ کر ٹیبل بیڈ کی جانب کھسکایا اور صورت کو بغور دیکھ کے اسکا دل مانو چیر سا گیا۔ایک ہی رات میں وہ برسوں کی بیمار لگ رہی تھی۔

"دیکھو بہت ہلکاناشتہ بنایاہے میں نے اب اپنے ہاتھوں سے کھلاؤ نگی نو نخرہ اٹیٹیوڈ اوکے"نرم بریڈ فورک سے سوپ میں ہلکاڈبو کے اسکی طرف بڑھایاتب بھی وہ اسی حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"میری جان سے پیاری صورت۔ضد نہیں کرتے نا" یہ سن کر صورت نے ناچاہتے ہوئے اسکا من رکھنے کو منہ کھولا۔

"گڈیہ ہوئی نااچھے بچوں والی بات" ایک نوالہ لیتے ہی صورت پھر سے بری طرح کھانسنے لگی۔

"دیکھورات سوپ لینے سے تم نے منع کر دیا۔تھوڑاساپی لیتی تواب یوں بری طرح

نہیں کھانستی "اور دھیرے دھیرے اس نے صورت کو بچوں کی طرح ناشتہ کروایا۔

"اب فریش ہو کے جلدی سے باہر آجاو، دیکھو تم سے ملنے کون آیا ہے؟"

اور وہ جب نہا دھو کر چینج کر کے ڈرائینگ روم میں آئی تو زبیدہ قریشی کو وہاں بیٹھے پایا۔

زبیدہ بہت اچھے سے اس سے ملی۔ صورت اسکے گود میں ننھا سا بچہ دیکھ کر ایک دم سرپرائیز ہو گئی۔ وہ اسکے قریب بیٹھ کر بچے کو بڑی نرمی سے اسکے گود سے لیا۔

"دیکھو صورت اللہ پاک نے مجھے تمھاری جیسی پیاری سی بیٹی سے نوازدیا"

"بہت بہت مبارک ہو میم۔اللہ پاک لمبی عمر اور اچھی صحت دے"

"پوچھو گی نہیں کیا نام رکھا ہے میں نے اپنی بیٹی کا؟"

"بتایئے نا کیا نام رکھا آپ نے؟"صورت اشتیاق سے پوچھنے لگی۔

"صورت" یہ سن کر صورت بہت خوبصورتی سے مسکرائی۔

"واقعی؟؟"

"ہاں صورت۔ تم مجھے پہلے دن سے ہی اس قدر پسند آئی کیا بتاوں۔ تمھیں دیکھتے ہی میں نے دعا مانگی کہ اللہ پاک مجھے تجھ جیسی ایک پیاری بیٹی سے نوازدے۔اور اللہ پاک

کے خزانوں میں تو کوئی کمی نہیں" یہ سن کر صورت نے انکساری سے سر جھکایا۔

"ویسے، تم کیسی ہو صورت؟انا نے بتایا کل پارٹی میں تمھیں ایک حادثہ پیش آیا تھا"

ہاں..!

دل ٹوٹنا..

اعتبار کا ٹوٹنا..

اور خود ٹوٹ جانا..

ایک ہولناک حادثہ ہی ہوتا ہے..!

پر وہ خاموش رہی، زبیدہ انا کی طرف دیکھنے لگی تو انا نے اشاروں اشاروں میں اسے کچھ کہا۔

"اوہ..!آئی تھنک باباجان یاد آرہے ہیں نا؟" یہ سن کر صورت نے جو رونا شروع کر دیا وہاں فضا اور انا نے بھی سکون کا سانس لیا۔پاس کھڑی مہرین نے جلدی سے اسکے گود سے بچی اٹھالیا۔

ہاں.. کبھی کبھار انسان کا رونا ضروری ہو جاتا ہے۔شاک سے نکلنا بھی ایک نعمت ہوتا

ہے۔اور انا فضا اچھے سے جانتے تھے کہ صورت کو کس بات کی شاک لگ گئی ہے۔

"صورت ریلکس۔میں یہاں آگئی ہوں تو ایسے خالی ہاتھ تھوڑی نا آجاتی۔میرے پاس تمھارے لیئے ایک بگ سرپرائیز ہے" یہ کہہ کے وہ اپنا بڑا سا پرس کھنگالنے لگی۔ صورت اپنے نازک دوپٹے سے آنسو صاف کرنے لگی۔اسکی یہ معصوم اور غمگیں ادا دیکھ کر انا کا دل بری طرح پسیج گیا۔اور زبیدہ نے پرس سے جو چیز نکالی وہ واقعی میں صورت کے لیئے ایک خوبصورت سرپرائیز تھا۔اسکے ہاتھ میں لاہور کی ٹکٹ تھی۔

"مجھے کل رات انا نے تمھارے حادثے کے بارے میں بتایا تو میں نے آج صبح سویرے ہی میم شائستہ سے تمھارے لیئے دو ہفتے کی چھٹی لی جو وہ بخوشی مان گئیں (اب زبیدہ بے چاری کیا بتاتی کہ میم شائستہ نے چھٹی کے نام پر یہ کہا کہ صورت اگر جانا چاہے تو ہمیشہ کے لیئے چلی جائے اسے قطعی کوئی پرواہ نہیں۔اس کا یہ جواب سن کر زبیدہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا پر ناگوار ضرور لگا) اب تم یہ دو ہفتے اپنے بابا جان اور بوا کے ساتھ مناو، خوب انجوائے کرو، شاپنگ کرو، سہیلیوں سے ملو اور واپس آتے ہی ہمارے لیئے لاہوری تحفے لانا مت بھولنا" یہ کہہ کر اس نے صورت کو ٹکٹ تھما کے پیار سے اسکے گال کھینچے، ٹکٹ دیکھ کر صورت کا چہرہ جیسے کھل اٹھا۔

"اور ہاں، تمھارے بینک اکاونٹ میں تمھاری سیلری ٹرانسفر ہو گئی ہے اور کینیڈا جانے کی وجہ سے زارا میم تم سے بہت خوش تھیں، تمھارے کام سے مطمئن ہو کر انہوں نے بھی کافی پیسے بھیجے ہیں تو میرے خیال سے تم اب آہستہ آہستہ سے اپنے بابا جان کی ٹریٹمنٹ شروع کر سکتی ہو۔ وہاں کے بڑے سے بڑے ہسپتال میں ہمارے کنٹیکٹس ہیں وہ تم سے تعاون کریں گے اور اب پاکستان میں بھی میڈیکل ایڈوانس ہو چکی ہے۔ اگر چند سال پہلے تمھارے بابا جان کا علاج نہیں ہو سکتا تھا تو اب اللہ پاک کی رضا سے ممکن ہے۔ مزید اخراجات کی ضرورت ہوئی تو جھجکنا مت، ہم سب تمھارے ساتھ ہیں "زبیدہ اسے ایک ماں کی طرح ٹریٹ کر رہی تھی۔ انکے احسانوں تلے وہ خود کو دبی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔

"آپ سب نے مجھے اس لائق سمجھا میں آپ سب کا شکریہ کیسے ادا کروں؟"

"وہ ایسے کہ لاہوری گفٹس لانا مت بھولنا اوکے" یہ سن کر صورت مسکرائی۔ اسے ایسے مسکراتے دیکھ کر انا من ہی من خدا کا شکر ادا کرنے لگی۔

--------☆---------

وہ رات اس نے جیسے کانٹوں پر بسر کیا۔ پھر پتہ نہیں کس پہر اسکی آنکھ لگ گئی۔ اگلے

دن قریب دو پہر کے بارہ بجے وہ جاگ اٹھا۔کچھ دیر بستر پر لیٹا رہا پھر اسے پچھلے رات کا واقعہ یاد آیا۔صورت اسکی آنکھوں کے سامنے تڑپ رہی تھی،ڈوب رہی تھی مگر وہ اس قدر بے بس ہو گیا تھا کہ اسے اس تڑپ سے نکال نہیں پایا۔اسکی کلائی پہ اسکی ماں کی گرفت نہیں بلکہ ایک مضبوط ہتھکڑی تھی جو اسے ہلنے جلنے سے مجبور کر گئی۔بے دلی سے اٹھ کر ایک ٹرانس کے کیفیت میں اس نے شاور لیا۔جب باتھ لیکر وہ نکلا تو ایک نئ سوچ میں گھر گیا۔سوچتے سوچتے اچانک ہی وہ ایک دم جلدی سے تیار ہو کے اپنے روم سے نکل گیا۔اسکے قدم بنگلے کی طرف بڑھ رہے تھے۔وہاں انٹر ہوتے ہی وہ انا کو پکارنے لگا۔اسکی پکار سن کر انا ہاتھ میں تسبیح لیئے آگئی۔

"میرا بیٹا مجتبی آیا ہے۔آجا میرا بچہ "انا اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح کافی خوش ہو گئیں۔ دونوں ڈرائینگ روم میں براجمان ہو گئے۔خیر خیریت پوچھنے کے بعد انا نے اسے رشتے کی مبارکبادی دی جو اسکے کانوں میں زہر گھول گئیں۔

"پلیز انا، یہ مبارکبادی مت دیجیئے۔سن کر ہی زہر لگتا ہے"

"ایسے کیوں کہہ رہے ہو بیٹا؟ مناہل تمھاری خالہ کی بیٹی ہے اور بہت اچھی ہے"

"اچھی؟ ہنہ؟"مجتبی نے اذیت سے ہنکار بھرا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا تم خوش نہیں ہو؟"

"آف کورس انا میں خوش نہیں ہوں۔ خوش ہو بھی کیسے سکتا ہوں؟ کیا آپ نہیں جانتیں؟ کیا آپ واقعی میں کچھ بھی نہیں جانتیں؟ کیا آپ نے میری آنکھوں میں یا صورت کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیئے محبت نہیں دیکھی؟ انا خدارا آپ ایسے ایکٹ مت کیجیئے جیسے آپ کو کچھ معلوم ہی نہیں"

"بیٹا آہستہ بول۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں" انا سچ مچ گھبرا گئی، مجتبی تعجب بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"سنو بیٹا۔ آدھی سے زیادہ اپنی عمر گزار چکی ہوں۔ جانتی ہوں تیرے دل میں کیا ہے اور یہ بھی جانتی ہوں اس معصوم بچی کا حال کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ بھی معلوم ہے بیٹا کہ تمھاری ماں جانتے بوجھتے یہ سب کر رہی ہے۔ بیٹا تم دونوں کا پیار پاکیزہ ہے بہت پاکیزہ۔ تمھاری تربیت اچھے سے جانتی ہوں اور صورت بیٹی کے رکھ رکھاو سے بھی خوب واقف ہوں۔ تم میرے ہاتھوں پلے بڑھے ہو تمھاری پسند تو بچپن سے ہی سب سے اعلی ہے۔ پر بیٹا یہ ظالم سماج دو محبت کرنے والوں کے بیچ دولت، شہرت، ذات پات، رنگ روپ اور رتبے کی دیوار لا کر کھڑا کر دیتا ہے اور تم تو

اپنی ماں کو مجھ سے بھی اچھے سے جانتے ہو گے "

"کل رات کے حادثے کے بعد اچھے سے جان گیا ہوں انا۔انا میں پاگل ہو جاوں گا۔ پلیز ہیلپ می۔میں صورت کی نظروں میں کل رات ہی گر چکا ہو نگا۔پلیز انا مجھے یہ شرمندگی،بے بسی اور جدائی جان سے مار ڈالے گی انا پلیز پلیز میری مدد کریں" بھرائی ہوئی آواز میں کہہ کر اس نے اپنا سر انا کے کندھے پہ ٹکا دیا۔

"بیٹا،اب ایک ہی راستہ ہے" یہ سن کر مجتبی جھٹ سے سر اٹھا کر انا کے اگلے جملے کا بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔

"تم اپنے ڈیڈ سے بات کرو۔آج شام غالبا وہ پیلس آنے والے ہیں۔یقینا وہ تمھاری مدد کریں گے کیونکہ ایک وہ ہی ہیں جو ذات پات،رتبے وغیرہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے" انا کا یہ آئیڈیا سن کر مجتبی کچھ ریلکس ہو گیا۔

"اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔آج سنہری موقع ہے تمھارے پاس۔رات اپنے ڈیڈ کو اعتماد میں لے کر ساری باتیں کہہ دو۔ان سے اپنا حال دل بیان کرو،تمھاری یہ حالت دیکھ کر وہ ضرور شائستہ کو سمجھا دیں گے،اور ان سے بات کرنے کے بعد فورا تم لاہور کے لیئے نکل جاو"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لاہور؟"

"ہاں بیٹا۔ صورت آج صبح صبح ہی لاہور کے لیئے نکل گئی۔ دو ہفتے کا کہہ کے گئی پر جس طرح سے وہ گئی مجھے نہیں لگتا وہ لوٹ کر کبھی واپس آئے گی۔ وہ بری طرح سے ٹوٹ چکی ہے" یہ سن کر مجتبی کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

"واٹ؟؟؟؟ صورت لاہور گئی؟ آج صبح ہی؟"

"ہاں بیٹا۔ ہم اسے روکنا بھی نہیں چاہتے تھے، وہ اگر مزید یہاں چند گھنٹے رک جاتی تو اسکا کلیجہ ہی پھٹ جاتا بیٹا۔ تم اپنے ڈیڈ سے بات کرتے ہی لاہور کے لیئے نکل جانا۔ زبیدہ قریشی سے ایڈریس لے کر صورت کے گھر پہنچ کر اسکے بابا جان سے مل لینا۔ باقی تو سمجھدار ہے میرا بچہ، سب اچھے سے ہینڈل کر لینا اور ہماری صورت کو ہی اس محل کی بہو اور اپنی ملکہ بنانا" انا یہ کہہ کر پیار سے اسکے گال تھپتھپائیں تو مجتبی نے بڑی ضبط سے اپنے آنسو روکے۔ انا کے گود میں سر رکھ کر اس نے ہولے سے آنکھیں موند کر مستقبل کے اچھے اچھے امیدیں باندھنی چاہی پر دل میں اٹھتے وسوسے پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے۔

--------☆--------

شام کو جب وہ اپنے گھر پہنچ گئی تو بوا اور بابا جان ایک دم سرپرائیز ہو گئے۔ان دونوں کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔بوا تو رات کے کھانے پہ کچھ خاص اہتمام کرنا چاہتی تھی پر صورت نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ اسکی طبیعت تھوڑی سہی نہیں تو کوئی اور سادی سی ڈش بنالیں۔

رات کا کھانا بہت ہی خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔اور گھر کو جس نئے سرے سے بوا نے پینٹ کروایا تھا وہ صورت کو کافی پسند آیا

"بیٹا یہ تیرے محنت کی کمائی کا نتیجہ ہے جو گھر کو نئے رنگ سے دیکھ رہی ہو۔ریحان کے پیسوں سے تو صرف گھر کا خرچا چلتا تھا پر تیری نوکری معمولی نہیں ہے،اب دیکھنا اللہ پاک کے فضل اور کرم سے جلد ہی ہمارے دن پھر جائیں گے"اور صورت جو یہ فیصلہ کر کے آئی تھی کہ گھر والوں سے مشورے کے بعد وہ اس جاب کو ہمیشہ کے لیئے خیر باد کہہ دے گی،وہ خیال تو صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔اپنے گھر والوں کے یہ نئے امنگ دیکھ کر اور بابا جان کے صحتیاب ہونے کی امید دیکھ کر اسکے قدم کچھ ڈگمگا گئے۔

"اب جا کر اپنے کمرے میں آرام کر،بڑی آئی ہم کو سپرایز(سرپرائیز) کرنے والی،

تیرے کمرے میں ہم نے پہلے سے ہی سپرائیز رکھا ہے" اور جب وہ اپنے کمرے میں آگئی تو حقیقتاً سرپرائیز ہو گئی۔ پیلے اور سفید رنگ کے امتزاج سے روم کو پینٹ کیا گیا تھا۔ فرنیچر بھی نئے لگوائے گئے تھے، پردے بھی بڑے خوبصورت تھے۔ غرضیکہ پورے گھر میں صرف اسکے کمرے کے ہی فرنیچر بدلوائے گئے تھے۔ اسکے کمرے کا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔ یہ دیکھ کر اسکے آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اسکے بابا جان اور بوا کو اسکا کتنا خیال تھا اور وہ؟؟ صرف اپنے غرض کے لیئے یہ جاب چھوڑنے کا سوچ رہی تھی۔ فریش ہونے کا سوچ کر جب اس نے الماری کھولی تو وہاں بھی اسکے لیئے نئے جوڑے رکھے گئے تھے۔ اپنے فیملی کی یہ محبت دیکھ کر اسکے منہ سے تشکر کے کلمات نکلے اور ایک ڈریس لے کر وہ واش روم چلی گئی۔

---------☆---------

رات بارہ بجے کا وقت تھا۔ آہستہ سے اس نے دروازے پہ ناک کیا کیونکہ جانتی تھی کہ اس وقت بابا جان یقیناً جاگ رہے ہونگے، وہ اس وقت اپنے پسندیدہ کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے۔

"آجاو بابا کی جان" اپنی بیٹی کے ہاتھوں کی دستک کو وہ لاکھوں میں پہچانتے تھے۔

صورت آ کے اسکے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"نیند نہیں آ رہی تھی؟" کتاب آہستہ سے سائڈ ٹیبل پہ رکھ کے وہ مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"نہیں بابا جان"

"جگہ کی تبدیلی کی وجہ سے یہ پریشانی اول دنوں میں ہوتی رہتی ہے بیٹا"

"ہاں بابا جان" ہر وقت چڑیا کی طرح چہکنے والی اسکی بیٹی غائب دماغی سے جواب دے رہی تھی۔اسکا معصوم اور دلسوز چہرہ دیکھ کر اسکے بابا جان شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

"بیٹا اگر جاب چھوڑنے کی بات سوچ رہی ہو تو بنا حیل وحجت کے چھوڑ دو۔ تمھارے ہر فیصلے میں تمھارے بابا جان تمھارے ساتھ ہونگے" یہ سن کر صورت بری طرح چونک گئی۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسکے بابا جان اسکے من میں چھپے خیالات اس قدر آسانی سے پڑھ لیں گے۔اسکی حیرت دیکھ کر بابا جان گویا ہوئے۔

"ہاں میری گڑیا، کہتے ہیں کہ ماں اپنی اولاد کا حال دل جانتی ہے، پر ایک باپ بھی اپنے

اولاد کے دل پہ لکھی باتیں پڑھ لیتا ہے۔ تیرے چہرے پہ ایک داستان رقم ہے، تیری آواز میں ایک درد چھپا ہے، تیری آنکھوں میں نمی ہے جسے تم پوری دنیا سے بھی چھپانے کی کوشش کرو پر اپنے بابا جان سے نہیں چھپا سکتی" یہ سن کر سینے میں چھپے جو آنسوؤں کا سمندر تھا وہ اسکی آنکھوں سے بہنے لگا۔ اپنا سر بابا جان کے گود میں رکھ کر وہ سسکتے ہوئے روتی رہی۔

"جب تم گھر میں داخل ہوئی تمھارے اس معصوم چہرے پہ میں نے چھپے غم دیکھے۔ کوئی اور باپ ہوتا تو وہ ضرور سوال کرتا یا اسے برے وہم ستاتے پر بیٹا میں نے تمھیں اللہ پاک کے حوالے کر کے بھیج دیا۔ مجھے یقین ہے اپنے رب پہ اور اعتماد ہے اپنی گڑیا پہ۔ میری گڑیا اپنے باپ کا مان ہمیشہ رکھے گی۔ ایک باپ سے زیادہ میں تمھارا دوست بننا چاہوں گا بیٹا تاکہ تم اپنے درد اور اذیت مجھ سے بانٹ سکو، کچھ کہہ سکو، اگر کہہ نہیں سکتی تو بھولنے کی کوشش کرو بابا کی جان" وہ اب بھی شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ اب وہ اپنے بابا جان سے یہ کہہ کے اچھی نہیں لگتی کہ وہ اپنا پہلا پیار، اپنی معصوم اور پاکیزہ محبت کو کھو چکی ہے..! یہ تو ہونا ہی تھا۔ آج نہیں تو پھر کبھی۔ وہ شروع سے ہی جانتی تھی کہ اسکا اور مجتبیٰ کا کوئی جوڑ نہیں لیکن یہ کم بخت دل کب کسی کی سنتا

ہے۔

بہت رو چکنے کے بعد اس نے اپنا بھاری ہوتا سر انکے گود سے اٹھایا تو دیکھا کہ اسکے بابا جان اب بھی جواب طلب نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"باباجان، میں نے... میں نے وہ کھویا ہے جسے.. جسے کبھی پایا ہی نہیں تھا" رندھی ہوئی آواز سے سر جھکائے بمشکل وہ یہ کہہ پائی۔

"اس شخص کا کبھی غم نہیں منایا جائے جو کبھی تمھارا تھا ہی نہیں بیٹا۔ زندگی اس سے بھی بڑی آزمائشیں کھڑی کر دیتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہیئے اور زندگی میں آگے بڑھنا چاہیئے۔ مجھے اپنی بیٹی پہ فخر ہے" یہ کہہ کر اس نے اپنے بیٹی کا سر چوم لیا۔ باپ کی اس محبت اور شفقت سے اس نے خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کیا۔

"باباجان"

"جی باباکی جان"

"اب میں انشاءاللہ کبھی بے وجہ اداس نہیں ہونگی اور جاب بھی نہیں چھوڑوں گی۔ میں اب جلد ہی آپکی ٹریٹمنٹ اسٹارٹ کرواوں گی ایک نئے عزم کے ساتھ۔ اور اللہ

پاک کے حکم سے جب آپ مکمل صحتیاب ہوئے تو ہم ایک نیا گھر لیں گے۔میں،آپ اور بوا ہمیشہ ایک ساتھ ہنسی خوشی رہیں گے "اسے یوں بچوں کی طرح خوش دیکھ کر بابا جان کافی حد تک پر سکون ہو گئے۔

"سب صحیح ہو گا اللہ پاک کے حکم سے،بس بیٹا تم ہنستی مسکراتی رہا کرو،تم شاید نہیں جانتی تمھاری ہنسی بہت خوبصورت ہے"

اور یہ....!

یہ آخری جملہ...!

یہ سن کر صورت کو اس دشمن جان کی یاد آئی۔اسکی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔وہ اپنے بابا جان کو چند گھڑی دیکھتی رہی۔نا جانے کیوں اسے بابا جان کے چہرے پہ اسکے نقش دکھائی دیئے۔

"میں شاید پاگل ہو گئی ہوں جو مجھے بابا جان کے چہرے میں بھی وہ دکھائی دے رہے ہیں"اس نے یہ سوچ کر سر جھٹک دیا۔

---------☆---------

اور وہاں سے ہزاروں میل دور یہاں پیلس کے ہال میں مسٹر نبیل موبایل ہاتھ میں لیئے کسی سے محو گفتگو تھے۔ وہ آج ٹور سے حال ہی میں لوٹ آئے تھے۔ وہ باتوں میں لگا ہوا تھا جب مجتبی اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ کچھ ایسا تھا مجتبی کے چہرے پہ جو نبیل نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ بظاہر فون پہ بات کر رہا تھا پر نظریں مجتبی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ مجتبی نے اشارے میں اسے اطلاع دیا کہ وہ اسٹڈی روم میں انکا ویٹ کر رہے ہیں تو نبیل نے اثبات میں سر ہلایا۔ غالباً پندرہ منٹ بعد مسٹر نبیل اسٹڈی روم میں داخل ہو گئے۔

"السلام علیکم مائی سن۔ کیسا ہے میرا برخوردار؟" وہ آگے بڑھ کر گرمجوشی سے اپنے بیٹے سے گلے ملے۔

"وعلیکم السلام، الحمداللہ فائن ڈیڈ آپ کیسے ہیں؟ کیسا رہا بزنس ٹور؟"

"کافی زبردست مائی سن۔ اس بار ٹور نے میرا کافی ٹائم لیا پر گھاٹے کا سودا نہیں ہوا۔ تمھاری مام نے تمھیں بتایا نہیں کہ ڈیل ڈن ہو گئی ہے، اوہ آئم سو ہیپی اینڈ تھینک فل ٹو گاڈ۔ ارے بیٹھو نا بیٹا ایسے کھڑے کیوں ہو؟" یہ کہہ کر وہ خود بھی آرم چیئر پہ براجمان ہو گئے۔

"واو، مبارک ہو ڈیڈ" یہ کہتے ہوئے اسکا لہجہ جذبات سے عاری تھا جسے نبیل نے کافی محسوس کیا اور انہیں کافی تعجب بھی ہوا۔ کیونکہ اس ڈیل کو لے کر وہ اتنا پر جوش نہیں تھا جتنا مجتبی تھا۔ وہ سامنے سے ایسے ایکسپریشنز کی امید نہیں کر رہا تھا۔ ضرور کوئی وجہ ہے اور انہیں انکا یہ خیال حقیقت تب لگا جب مجتبی نے انٹر کام سے دو مگ کافی آرڈر کیا۔ (مجتبی کو جب کوئی سیریس ٹاپک پہ بات کرنی ہوتی تھی تو وہ ایسے ہی کافی آرڈر کر کے اپنے ڈیڈ کے ساتھ پی کر ڈسکس کرتا تھا)

"ڈنر ٹائم بھی موجود نہیں تھے، آوٹنگ پہ گئے تھے؟"

"نو ڈیڈ، کمرے میں بند اپنی محبت کا سوگ منا رہا تھا!" تلخ ہنسی سے وہ یہ کہہ گیا۔

"محبت کا سوگ؟ سب ٹھیک تو ہے نا بیٹا؟ مجھے تو تم بھی ٹھیک نہیں لگ رہے۔ ایسے رف حلیئے میں تو میں نے کبھی تمھیں نہیں دیکھا؟" تب ہی ایک ملازم ناک کر کے اندر آگیا اور دو کافی کا مگ ٹیبل پہ رکھ کر چلا گیا۔

"ڈیڈ میں کچھ پرسنل سوال پوچھنا چاہتا ہوں آپ سے، اگر آپ برا نا مانیں تو"

"پوچھو مائی سن، ہم بہت اچھے دوست بھی ہیں، میں نے تجھے تیرے بچپن سے یہی سیکھ

دی ہے کہ تمھارا باپ ہونے سے پہلے میں تمھارا دوست ہوں، بلا جھجھک پوچھو جو پوچھنا ہے" مسٹر نبیل ہمہ تن گوش ہوئے۔

"ڈیڈ آپکی لو میرج ہوئی تھی مام کے ساتھ؟"

"آف کورس مائی سن، تمھاری مام میری یونی فیلو تھی، غالبا بتایا تھا تجھے۔ بس وہی سے ہی یہ لو اسٹوری شروع ہوئی"

"اور مام؟ کیا وہ بھی آپ کو اتنا ہی چاہتی تھی آئی مین دونوں سائڈ سے "love?

"ہم بیٹا میں تو پہلی نظر میں ہی گھائل ہو گیا (ہنسی) پر تیری مام نے شروع شروع میں کافی نخرے دکھائے پھر کہیں جا کر وہ بلآخر مان گئی تو میرے حساب سے یہ لو میرج ہی ہوئی" یادیں تازہ کرتے ہوئے وہ کافی خوش لگ رہے تھے۔

"آپ کو مام کی کیا چیز یا عادت یا پھر کونسی ادا پسند آئی جو آپ محبت میں مبتلا ہو گئے؟ یا پھر انکے رکھ رکھاو کی وجہ سے؟ یا پھر فیملی اسٹیٹس، ذات پات یو نو واٹ آئی مین؟"

مجتبی دھیرے دھیرے اصل موضوع کی طرف آ رہا تھا۔

"ناٹ اٹ آل، ذات پات اسٹیٹس وغیرہ دیکھ کر بھلا کون لو میرج کرتا ہے؟ مجھے تو

تمھاری مام کی خوش مزاجی اور پر اعتماد پرسنلٹی نے دیوانا بنادیا وہ بہت کانفیڈنٹ لڑکی تھی۔اور بھلا مجھ میں کیا کمی تھی جو تمھاری مام مجھ سے شادی نہیں کرتی" وہ اب بھی مزاح کے موڈ میں دکھ رہے تھے۔

"ڈیڈ میں ایسا کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ آپکو کوئی دکھ ہو لیکن مجھے کہنا پڑ رہا ہے اس رشتے کے بنا پر جو ہمارے بیچ میں ہے۔دوستی کا رشتہ۔اور وہ یہ ہے کہ مام نے شاید کبھی آپ کو نہیں چاہا۔آپ انکی محبت نہیں رہے ہیں" یہ سن کر نبیل کو بری طرح حیرت کا جھٹکا لگ گیا۔

"میں یہ سب اس لیئے کہہ رہا ہوں ڈیڈ کیونکہ اگر انہیں آپ سے محبت ہوتی تو وہ میری محبت کے آگے مضبوط دیوار بن کے کھڑی نہیں ہوتیں۔محبت کے قدردان وہ ہوتے ہیں جنہوں نے خود کسی سے محبت کی ہو۔پر بدقسمتی سے مام شان وشوکت کی قدردان ہیں،پیسوں کی..!اسٹیٹس کی..!میں تو اب بھی شاک میں ہوں ڈیڈ کہ مام کے ساتھ اتنے سال گزارنے کے باوجود آپ نے اب تک انہیں ٹھیک سے کیوں نہیں پہچانا..؟ آپ کو یہ غلط فہمی کیوں..."

"خوش فہمی..!"مجتبی کی بات کاٹ کر نبیل بولے۔مجتبی بولتے بولتے رک گیا۔نظر

اٹھا کر جو اپنے باپ کو دیکھا تو..

ٹوٹ گیا..!

کاش وہ یوں بے دردی سے اپنے ڈیڈ کے سامنے یہ حقیقت آشکار نا کرتا۔اسکے ڈیڈ کی آنکھوں میں ڈھیر سارا پانی تھا پر وہ انہیں باہر لانا نہیں چاہتا تھا۔چند ساعتیں خاموشی کے نذر ہو گئے پھر نبیل گویا ہوئے۔

"خوش فہمی بہت بری چیز ہوتی ہے، یہ چیز انسان کو باہر سے بہت مضبوط دکھاتی ہے پر اندر سے کھوکلا کر دیتی ہے۔جانتے ہو بیٹا میں نے تمھاری ماں کو بہت ٹوٹ کر چاہا، بے پناہ چاہا۔جب اسے پرپوز کیا تب وہ خاموشی سے وہاں سے بنا کچھ بولے چلی گئی۔میں نے یہ سب اسکی ایک ادا سمجھی، ایک حیا جو مشرقی لڑکیوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے پر...پر یہ سب سوچنے کے باوجود میں کئی وقت تک بیمار رہا۔وہ کئی وقت تک مجھے نظر انداز کرتی رہی پر میں؟ پیار میں اندھا مارا یہی خوش فہمی پالتا رہا کہ وہ مجھ سے شرماتی ہے گھبراتی ہے حالانکہ یونی میں ہم بہت اچھے دوست تھے، ہم میں کافی ذہنی ہم آہنگی تھی، میں اس سے دو سال سینیئر تھا تو پڑھائی میں کافی اسکی مدد کرتا تھا پر پرپوز والی بات کے بعد سے وہ بے حد بدل گئی، پر ہائے! برا ہوا اس خوش فہمی کا" اتنا بول کر وہ کچھ

وقت سانس لینے کو رکے، سر جھکائے وہ پھر سے ماضی کے پنوں میں کھو گیا۔

"وہ تین مہینے، ہاں تین مہینے..! میرے لیئے تین برس کے برابر تھے۔ تین مہینے انتظار کی گھڑیاں گنتا رہا اور وہ میرے سامنے آنے سے اجتناب کرنے لگی، بولتی کچھ نہیں تھی۔ جن راستوں سے میرا گزر ہوتا ان راستوں سے اس نے آنا جانا تقریبا بند کر دیا، کوئی اور عقل مند ہوتا تو پہلے روز سے ہی سمجھتا پر میں نے کافی کٹھن انتظار کیا پھر آخر کار... تین مہینے بعد وہ مجھ سے ملی۔ سپاٹ چہرہ لیئے، جذبات سے عاری لہجے میں اس نے پرپوزل کو ایکسیپٹ کیا تو وہ دن میرے لیئے کسی عید سے کم نہیں تھا۔اور یوں ہماری شادی ہو گئی۔ زمانے کو یہ لو میرج ہی لگی۔ اور کافی حد تک مجھے بھی پر میں نے آج تک.. آج تک اسکی زبان سے اقرار محبت نہیں سنا..! شاید یہ خوش فہمی تا عمر قائم رہتی پر آج تم نے مجھے اس خواب سے جھنجھوڑ کر جگا دیا" مجتبی کے آنکھوں سے کب آنسو بہہ نکلے، مسٹر نبیل اپنی داستان سناتے سناتے کب اندر ہی اندر آنسو پی گئے، دونوں کو پتہ نہیں چلا۔

"ڈیڈ" کانپتی آواز سے یہ کہہ کر وہ اٹھ کے اپنے باپ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔اسکا پیٹ تھپتھپائے در حقیقت نبیل خود کو دلاسہ دینے لگے۔

"آئم ایکسٹریملی سوری ڈیڈ"

"ڈونٹ اپولوجائز مائی سن، دوست سمجھ کر ہی تم نے مجھے حقیقت کا آئینہ دکھایا۔ تمھاری جگہ میں ہوتا تو آف کورس یہی کرتا۔ آئم سو پراوڈ آف یو مائی سن"

"تھینکس ڈیڈ" یہ سن کر نبیل کو ٹھنڈی کافی سے دو سپ لیکر یاد آیا۔

"ارے ہاں، اپنی داستان سناتے سناتے بھول ہی گیا، تم کچھ اہم بات ڈسکس کرنا چاہتے تھے۔ بتاو کون ہے وہ..؟؟ اور کب میرا بیٹا کسی کی محبت میں گرفتار ہو گیا؟"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"صورت" نام سن کر نبیل ذہن پہ زور دینے لگا پھر اچانک اسکے ذہن میں جھماکا ہوا۔

"اوہ مس صورت، تمھاری مام کی سیکریٹری"

"یس ڈیڈ"

"بھئی ماننا پڑے گا، میرے بیٹے کی پسند بہت اعلی ہے۔ شی از سو پریٹی اینڈ اینوسنٹ۔ پر بزنس کی مصروفیت کی وجہ سے کبھی اسے قریب سے جاننے کا مجھے موقع نہیں ملا بٹ آئم شیور کہ وہ کافی اچھے خیالات کی ہو گی۔ اچھے خاندان سے بھی لگتی ہے۔ ایجوکیٹڈ بھی ہے، پھر؟ مسئلہ کیا ہے؟ جو میرا ہونہار، ہینڈسم اور وجیہہ بیٹا جوگی بنا بیٹھا ہے؟"

مسٹر نبیل اب کافی حد تک اپنی جون میں آچکے تھے۔دراصل وہ اس معاملے کو ہلکا اس لیئے لینا چاہتے تھے کہ مجتبی زیادہ ٹینشن نا لے۔کیونکہ اسکا یہ رف حلیہ دیکھ کر وہ اندر سے کافی فکر مند ہو گئے تھے۔

"ڈیڈ آپ نہیں جانتے کہ آپ کی چہیتی وائف اور اسکی بھانجی نے مل کر میرے ساتھ کیا کھیل کھیلا ہے!"کافی رکھائی سے اس نے کہا۔

"مناہل نے؟کیوں؟ہوا کیا ہے آخر؟"پھر مجتبی نے شروع سے لے کر آخر تک سب اپنے ڈیڈ کے گوش و گزار کر دیا۔نبیل یک دم طیش میں آ گئے۔

"واٹ نان سینس؟انگیجمنٹ اناونسمنٹ؟وہ بھی تمھیں بنا معلوم کیئے اور مرضی جانے؟بنا مجھ سے یا مناہل کے فیملی سے کچھ کہے؟بھری پارٹی میں اتنا بڑا فیصلہ سنا دیا؟"

"یس ڈیڈ۔اب آپ ہی بتائیں یہ سب ڈرامہ کرنے کی مام کو کیا ضرورت تھی؟میں کوئی دودھ پیتا بچہ ہوں جو یہ زبردستی میرے ساتھ کر رہی ہیں؟اگر انہیں صورت کے اسٹیٹس سے اعتراض ہے تو کچھ وقت ٹھہر جاتیں،صورت کے فیملی سے ہم باقاعدہ ملتے اور انکے حالات دیکھتے۔کچھ سوچ سمجھ کر معاملہ حل کرتے۔میں تھوڑی نا صورت کو لیکر یہاں سے بھاگے جا رہا تھا؟عجیب ہے بھئی"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا تم بالکل ٹینشن مت لو۔ تمھاری کوئی منگنی نہیں ہو گی مناہل سے آئی پرامس یو۔ میں اس اناؤنسمنٹ کو کوئی اہمیت دیتا ہی نہیں۔ بھلا یہ کوئی بات ہوئی۔ کوئی مزاق ہو رہا ہے یہاں؟ نا مجھے کچھ خبر نا تمھاری کوئی مرضی؟ میں بات کروں گا مسٹر عادل سے، آئم شیور وہ سمجھ جائیں گے۔ تم بس ایک بات کلئیر کر دو"

"جی ڈیڈ؟"

"تم نے اپنا پرپوزل صورت کے سامنے رکھا ہے؟" یہ سن کر مجتبی کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب مناہل کے برتھ ڈے پارٹی پہ وہ صورت سے ملا، اپنی ساری ہمت یکجا کرکے وہ اسے پرپوز کرنا چاہا پر شاید وہ وقت اور ماحول صحیح نہیں تھا اور اسکے بعد ویسے بھی سب کچھ بگڑ گیا۔

"نو ڈیڈ"

"واٹ؟؟؟ اب یہ کیا سین ہے؟"

"ایکچیولی ڈیڈ ہمارے بیچ ایسے کافی واقعات ہوئے کہ ہمارا سامنا بار بار ہوتا رہا اور کینیڈا میں بھی ہم نے کافی وقت ساتھ گزارا۔ میں نے اسکی آنکھوں میں اور اس نے میری

آنکھوں میں ایک دوسرے کا عکس دیکھ لیا ہے۔اور اظہار تو الفاظ کے محتاج نہیں"

"بیٹا جو غلطی میں نے کی وہ کہیں تم نا کر بیٹھو۔میں ہر گز نہیں چاہتا ماضی خود کو دہرائے۔میں نے تو پرپوزل سامنے رکھ لیا اور جواب بھی مثبت ملا اور ساتھ ہی ساتھ یہ خوش فہمی بھی پالتا رہا کہ ہمارے بیچ اٹوٹ محبت ہے پر بیٹا میں نہیں چاہتا کہ تم بھی کوئی خوش فہمی پال لو۔تم دونوں کے بیچ کوئی بات ہی نہیں ہوئی اور تم ؟تم پر یقین ہو کہ وہ تمھیں پسند کرتی ہے؟" یہ سن کر مجتبی کا رنگ کچھ پھیکا پڑ گیا جسے اسکے ڈیڈ نے اچھے سے محسوس کیا۔

"بیٹا میرا مشورہ مان لو تو تم کل ہی لاہور کے لیئے نکل جاو، تمھاری انا نے تمھیں واقعی میں مفید مشورہ دیا ہے (مجتبی نے مناہل والے قصے میں اپنے ڈیڈ سے کہہ دیا کہ صورت اپنے گھر لاہور جا چکی ہے) پہلے جا کر صورت کے فیملی سے مل لو، صورت سے بھی مل لو اور باتوں باتوں میں پتہ لگ ہی جائے گا کہ وہ کسی سے منسوب ہے بھی یا نہیں؟اگر نہیں تو پھر کچھ دن بعد اس سے اکیلے میں مل کر اپنا پرپوزل پیش کرو۔اسکا کسی کے ساتھ کمٹمنٹ ہے یا نہیں یہ بھی جاننا ضروری ہے۔سب دیکھ بھال کے ہی انسان کوئی نتیجہ اخذ کر سکتا ہے۔اگر پرپوزل اس نے ایکسیپٹ کی پھر میں ہر قدم پہ

اپنے بیٹے کا ساتھ دوں گا۔میں تمھیں تمھاری محبت ضرور دلواوں گا" یہ سن کر مجتبی کا چہرہ کھل اٹھا۔ایک دم سے اپنے ڈیڈ کے گلے لگ کر دیوانہ وار باری باری اسکے دونوں گال چومتا رہا۔

"ارے بس بس،رلائے گا کیا اپنے باپ کو؟اب جاو،جا کر اپنے روم میں آرام کرو آدھی رات ہو چکی ہے۔جا کے بھرپور نیند لو میں جانتا ہوں یہ چند دنوں سے تم نے ٹھیک سے نیند نہیں لی ہو گی"

"Yes dad, & i love you sooooo sooo soooo much & thanks a lot"

"سنو بیٹا" جاتے جاتے مجتبی نے پلٹ کر دیکھا۔

"جی ڈیڈ"

"اگر کوئی اشارہ یا جواب منفی صورت میں آیا تو ٹوٹنا مت،اس صورتحال کے لیئے خود کو ابھی سے تیار کر لو،کیونکہ ضروری تو نہیں انسان جو مانگے اسے وہی ملے" اور یہ سب کچھ مجتبی مر کر بھی سوچنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ صورت کے پیار میں کافی آگے بڑھ چکا

تھا، واپسی کا راستہ اب ناممکن تھا۔

ناممکن...!

--------☆--------

اگلے دن وہ اپنے باباجان کو لے کر شہر کے ایک بہت ہی نامور ہسپتال چلی گئی (جس کا زبیدہ قریشی نے اسے بتایا تھا)۔ڈاکٹر نے ایک امید افزاء خبر سنائی جسے سن کر صورت اس قدر خوش ہوئی کہ اسی وقت شکرانے کے نفل کی نیت کر لی۔ آنکھوں میں ڈھیروں چمک اور خوشی کے نم لیئے اپنے باباجان کو دیکھنے لگی۔ڈاکٹر نے سرجری کے لیئے اگلے مہینے کا وقت دیا۔ٹریٹمنٹ کے اخراجات کافی زیادہ تھے جسے سن کر باباجان سوچ میں پڑ گئے۔جب وہ دونوں ہسپتال سے باہر آ گئے تب صورت نے محسوس کیا کہ وہ ہنوز سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"باباجان، آپ کو اس قدر سوچنے اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔الحمداللہ میرے بینک اکاونٹ میں کم از کم ساٹھ فیصد میڈیکل کے اخراجات ہیں۔ باقی میں اپنے باس سے ایڈوانس میں لے لوں گی۔ اگر یہ چند مہینے میں ساٹھ فیصد کمانے کے قابل ہوئی تو باقی کا بھی اللہ پاک مالک وناصر ہے۔بس آپ کو پلیز سرجری سے پہلے اسٹریس

بالکل بھی نہیں لینا، پلیز بابا جان" ویل چیئر دھکیلتے ہوئے وہ ان سے محو گفتگو تھی۔

"میری جان، تم کچھ مہینے اور صبر کرتی تو بہتر ہوتا۔ تمھارے اکاونٹ میں مکمل اخراجات کے پیسے آجاتے تب تسلی سے علاج کے لیئے بسم اللہ کرتے، کل کو اگر کچھ مسلئہ ہوا، کوئی اونچ نیچ ہوئی تو وہ چالیس فیصد کون بھرے گا بیٹا؟ تیرے بابا لاچار، بوا محتاج اور ریحان کی تنخواہ بھی محدود ہے۔ تم کہیں کسی مشکل میں نا پڑ جاو"

"بابا جان جن کے ساتھ میں کام کرتی ہوں وہ لوگ قابل بھروسہ ہیں، وہ اتنے امیر کبیر لوگ ہیں کہ وہ چالیس فیصد ایڈوانس کے لیئے کبھی انکار نہیں کریں گے، اور میری بات ہوئی ہے زبیدہ قریشی سے۔ انہوں نے ہی مجھے مشورہ دیا آپکے علاج کے لیئے۔ پلیز بابا جان سرجری سے پہلے یوں فکر مند ہو کر اپنا بلڈ پریشر تو نا بڑھائیں" یہ کہہ کے وہ رک کر اسکے سامنے گھٹنوں پہ بیٹھ گئی۔ اسکے شفیق ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیئے اسے دیکھ کے گویا ہوئی۔

"جب آپ اپنے پیروں پہ چلنے لگیں گے نا تو میں عام بیٹیوں کی طرح فرمائشیں نہیں کروں گی کہ گھر لوٹتے وقت میرے لیئے بڑی سی گڑیا لے کر آنا یا آئس کریم لے آنا۔ اور نا ہی باہر کھانا کھانے کو کہوں گی بابا جان۔ پتہ ہے آپکی بیٹی کیا کرے گی؟" اور یہ سن

www.neweramagazine.com

کر وہ اتنا تو جان گئے کہ اسکی بیٹی عام نہیں تو جواب بھی اسکا کوئی عام نہیں ہو گا۔

"میں آپ کو عمرہ پہ لے چلوں گی بابا جان، آپکا ہاتھ تھامے، آپکی بیٹی آپکو مکہ مدینہ کی سیر کرائے گی بابا جان، آپ اپنے انہیں پیروں سے طواف کریں گے، اپنے انہیں پیروں سے صفامروہ پہ دوڑیں گے بابا جان، یہ آپ سے آپکی بیٹی کا وعدہ ہے" یہ سن کر اسکے بابا جان کی آنکھوں سے مانو ساون برسنے لگا۔ آج اسے اپنی بیٹی پہ اور مان آیا، بڑا فخر آیا۔ زرا آگے جھک کے بہت ہی شفقت سے اپنی بیٹی کی پیشانی چوم لی۔ دونوں باپ بیٹی اللہ پاک کے گھر مہمان ہونے کے سپنے دیکھ رہے تھے اور آس پاس آتے جاتے لوگ باپ بیٹی کی یہ لازوال محبت رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

---------☆---------

شام کو وہ دونوں لوٹ کے گھر آ گئے۔

"بس بس بیٹا اب میں خود گھر کے اندر چلا جاوں گا تم ٹیکسی سے سودا سلف لے کے آ جاو"

"بابا جان ٹیکسی اور سودا سلف دونوں کہیں بھاگے نہیں جا رہے"

"ارے میری جان ضد نہیں کرتے، میں خود جا سکتا ہوں گھر کے اندر، تم جلدی سے کرایہ دے کر سودا سلف اٹھا کے گھر آجاو" یہ سن کر گیٹ کے اندر تک وہ اپنے بابا جان کو لے آئی پھر پلٹ کے کچھ فاصلے پہ کھڑے ٹیکسی ڈرائیور کو پیسے دے کر جیسے ہی سامان اٹھانا چاہا تب ہی ٹماٹر والا شاپر پھٹ گیا۔ ارد گرد سارے ٹماٹر بکھر گئے۔

"اری بچی یہ کیا کر دیا؟" ٹیکسی ڈرائیور بے چارہ گلی میں پھیلے ٹماٹر کے انبار دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"اف اللہ پاک یہ کیا ہو گیا؟ اب تو بوا مجھے جان سے مار ڈالیں گی" صورت کو ٹماٹروں کے بجائے اپنی فکر لگ گئی۔

"بچی رک، مجھے کرنے دے" پانچ منٹ بعد سارے ٹماٹر دوسرے شاپر میں ڈال کر صورت کو اس نے تھما دیا۔

"شکریہ چاچا"

"کوئی بات نہیں پیاری بچی" شاپرز لیکر گیٹ بند کر کے مختصر سالان عبور کر کے وہ جیسے ہی گھر میں انٹر ہو گئی تب ہی ہال میں بیٹھے مجتبیٰ کو دیکھ کر بری طرح چونک گئی۔

سارے کے سارے شاپر زاسکے ہاتھ سے چھوٹ گئے۔شور سن کر بوااور مجتبی جو دونوں خوش گپیوں میں مصروف تھے،دروازے کی جانب متوجہ ہوئے۔البتہ باباجان کارخ پہلے سے ہی دروازے کی طرف تھا جنہوں نے صورت کو آتے اور چونکتے ہوئے اچھے سے دیکھ لیا تھا۔وہ اب بھی خاموشی سے بنا چہرے پہ کوئی تاثر لائے ویل چیئر پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"ارے صورت بیٹا مجھے آواز دیا ہوتا،سب کچھ اٹھالائی گیٹ سے۔رک میں سمیٹ لیتی ہوں۔بے چاری صبح سے ہسپتالوں کے چکر کاٹ کے آئی ہے۔ تھکی ہوئی ہوگی" کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بوانے خواہ مخواہ کی تفصیل مجتبی کوسنادی،دراصل وہ مجتبی کے پرسنلٹی سے بہت مرعوب ہوئی تھی۔البتہ صورت کو دیکھتے ہی مجتبی کھڑا ہوگیا۔ان چند دنوں میں وہ کس قدر مرجھا گئی تھی۔کہاں وہ صورت جس کا چہرہ گلاب کی طرح شاداب رہتا تھا،لبوں پر ہمیشہ پیاری سی مسکان رہتی تھی اور کہاں یہ صورت جسکی آنکھوں کے گرد حلقے بڑھ گئے تھے۔ہونٹ آپس میں مضبوطی سے پیوست جیسے اندر سے اٹھتے آنسوؤں کا سیلاب روکے کھڑی ہو۔الجھے بال،شکن زدہ لباس۔لیکن...

لیکن صورت کو مجتبی میں ایسا کچھ نظر نہیں آیا۔

وہ آج بھی شاندار تھا..

بے مثال تھا..

وہیں کھلتا چہرہ، تازی شیو، بال سلیقے سے سیٹ، بیش قیمتی لباس اور وجود سے اٹھتی دلفریب پرفیوم کی مہک۔

ہاں..!

اسے کیوں فرق پڑے گا بھلا؟ وہ کیوں مر جھائے گا؟ کیوں تڑپے گا؟ کیوں رت جگے گا؟ اسکی زندگی میں تو وہ آئی ہے جسکے سامنے صورت شاید کچھ بھی نہیں۔

ہاں...! کچھ بھی نہیں...!

صورت کے دل میں آگ بھڑک اٹھی پر... نظریں جھکا گئی۔

"بیٹا، تمھارے باس کے بیٹے آئے ہیں۔ سلام تو دو" بوا نے اسے ٹوکا تو وہ تلخ خیالوں کی دنیا سے باہر آ گئی۔ مجتبی اب بھی کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ لبوں پہ خوبصورت سی مسکراہٹ تھی جو اس وقت صورت کو زہر لگ رہی تھی۔

"السلام علیکم" اسے اپنی خود کی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"وعلیکم السلام"

"تو جا بیٹھ آرام سے، میں یہ سب کچن میں رکھ کے گرما گرم سی چائے بنا کر لاتی ہوں"

بوا نے کچن کا رخ کیا۔ باباجان نے مجتبی اور صورت کے چہرے کے تاثرات اچھے سے پڑھ لیئے تھے۔ وہ زندگی کے اس دور میں پہنچ گئے تھے کہ سامنے والے کو دیکھ کر اچھے سے سمجھ جاتے کہ اسکے اندر کیا چل رہا ہے اور اگر سامنے والا آپکی خود کی اولاد ہو تو ماں باپ کو ہر چیز پتہ چل جاتی ہے۔ ہو نا ہو کل اسکی بیٹی جسکے لیئے رو رہی تھی، وہ یہی شخص ہے۔ ہاں یہی شخص۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر...

پر یہ شخص تو باباجان کی کاربن کاپی تھے۔ باباجان کے پر تو۔ باباجان اپنی جوانی میں بالکل اسی کی طرح دکھتے تھے پر یہ شخص درحقیقت ہے کون..؟

"بیٹا بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ہمارے اس غریب خانے میں تشریف لائے"

"آپ سے ملنے کے لیئے ہی میں نے ادھر کا رخ کیا انکل۔ مس صورت ہماری کافی محنتی امپلائی ہیں۔ اگر انکے فادر کی طبیعت ناساز ہے تو آف کورس ہمارا عیادت کرنے کا

فرض بنتا ہے" وہ کافی خوش اخلاقی اور اپنائیت سے باباجان سے مخاطب تھے جیسے وہ انہیں برسوں سے جانتا ہو۔ مجتبی کا بات کرنے کا انداز، بات بات پہ ایک انداز سے ہاتھ ہلانا، مسکرانا اور ابرو اچکانا۔ باباجان کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی صورت، اپنی جوانی سامنے کسی آئینے میں دیکھ رہے ہوں۔

"بہت خوشی ہوئی یہ جان کر بیٹا۔ آج کل کون کسی کے لیئے وقت نکالتا ہے۔ یہ آپ لوگوں کا بڑا پن ہے"

"بیٹا کہہ کے مخاطب ہو رہے ہیں پھر آپ آپ والی تکلفی کیسی انکل؟ تکلف کی دیوار گرا دیجیئے ورنہ مجھے ایسا محسوس ہو گا کہ شاید آپ صرف مجھے مس صورت کا باس سمجھ کر مخاطب کر رہے ہیں"

"بیٹا، تم جیسے مہذب جوان شاید ہی اب اس دنیا میں موجود ہوں۔ تمھارے خیالات اور یہ انکساری مجھے کافی پسند آئے ویسے بیٹا، تمھارا مکمل نام کیا ہے؟" باباجان کو مجتبی کا خود سے مشابہت دکھنا اب بھی بے چین کر رہا تھا۔

"جی، میرا نام مجتبی حیات ہے۔ مجتبی نبیل حیات"

اور....

کاش وہ اسکا مکمل نام نہیں پوچھتے۔اسکا یہ نام اور پہچان بجلی کی کڑک بن کر باباجان کے سر پر گر پڑی۔اسکے دل کی دھڑکنیں ایک دم سے تیز ہو گئی۔وہ شاک میں چلے گئے۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔یہ ایکسپریشنز شاید مجتبی نے دور دور تک نہیں سوچا تھا، وہ ہونق بنے باباجان کے چہرے کے تاثرات دیکھتا گیا۔البتہ صورت ان سب سے انجان سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی تب ہی اسے مجتبی کی چیخ سنائی دی۔

"انکل "مجتبی جلدی سے باباجان کے ویل چیئر کی طرف بڑھ گئے جن کا سر ایک طرف ڈھلک گیا تھا،وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

"باباجان "صورت کمان سے نکلتی تیر کی طرح اپنے باباجان کے پاس آگئی۔

"باباجان، اٹھیں باباجان "اور کچن سے نکلتی بوا کے ہاتھوں سے چائے کی ٹرے چھوٹ گئی۔

"بھائی صاحب کو کیا ہوا؟"

"انکے ڈاکٹر کو کوئی فون تو ملائے۔یا مجھے فورا نمبر دیں۔میں کال کرتا ہوں "ایک ہی پل

میں وہاں قیامت برپا ہو گئی۔

---------☆---------

"ڈاکٹر آپ کو اپنے روم میں بلا رہے ہیں" نرس یہ اطلاع دے کر چلی گئی۔ جب وہ ڈاکٹر کے روم میں انٹر ہو گئی تو مجتبیٰ کو وہاں بیٹھے موجود پایا۔

"آئیں مس صورت، بیٹھیں" ڈاکٹر کے کہنے پر صورت وہاں آ کر بیٹھ گئی۔

"آج صبح ہی آپ دونوں یہاں سے ٹھیک ٹھاک رخصت ہوئے اور میں نے آپکو تاکید بھی کی تھی کہ آپکے فادر کی بی پی کو اگلے مہینے تک نارمل رہنا چاہیئے پھر یوں چند گھنٹوں میں ایسا کیا ہو گیا کہ اسکی بی پی اس قدر ہائی ہو گئی"

"ڈاکٹر میں اپنے سے کافی کوشش کروں گی کہ وہ دوبارہ سے اسٹریس نا لیں، آپ بھی پلیز کچھ میڈیسنز لکھ دیں تاکہ آگے جا کر مسلئہ نا ہو"

"پر مس صورت، انکل کس بات سے پریشان ہیں؟" اب کی بار مجتبیٰ نے پوچھا۔ اسکے ذہن میں وہ منظر چپک کے رہ گیا تھا جب اس کے ساتھ باتوں باتوں میں باباجان کی یہ حالت ہوئی۔ وہ کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر پایا کہ کس بات پہ باباجان کو شاک لگ گیا۔

"یہ ہمارا فیملی میٹر ہے سر، میں سب سنبھال لوں گی" صورت اپنے خودداری پر ضرب نہیں لگانا چاہتی تھی کہ پیسوں کی قلت کی وجہ سے بابا جان پریشان ہیں۔ وہ انکا مزید احسان نہیں لینا چاہتی تھی۔ صورت کا یوں غیریت برتنا مجتبی کو کافی ناگوار گزرا وہ بھی ڈاکٹر کے سامنے پر وہ خاموش رہ گیا۔

"میں نے چند میڈیسنز لکھ دی ہے، آپ بس آگے سے اپنے فادر پہ دھیان دیں کوئی ٹینشن اپنے دل میں نا پالیں ورنہ سرجری میں کافی کمپلیکیشنز کا ہمیں سامنا کرنا پڑ سکتا ہے"

"جی ڈاکٹر تھینک یو" وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

"مس صورت، میری ڈاکٹر سے بات ہو چکی ہے۔ اخراجات کو لیکر آپ بالکل بھی ٹینشن نا لیں۔ میں ہر ممکن آپ کا ساتھ دوں گا" یہ سن کر اسکے چلتے قدم رک گئے، وہ مجتبی کی طرف دیکھنے لگی۔ اسکی نظروں میں ایسا کچھ تھا کہ مجتبی کو بھی چپ لگ گئی۔ چند ساعتیں یوں ہی گزر گئی۔

"سر، بابا جان کو انکے پیروں پہ کھڑا دیکھنا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے، اور یہ خواہش میں چندہ لے کر پوری کرنا نہیں چاہتی۔ ایسا اگر ہوتا میں کئی سال پہلے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

اپنے بابا جان کی سرجری کروا چکی ہوتی۔ میرے بابا جان بڑے خوددار ہیں۔ میں بھیک سے انکا علاج نہیں کرنا چاہتی۔ میں میم شائستہ سے چالیس فیصد ایڈوانس لوں گی اس بارے میں، میں نے زبیدہ قریشی سے بات کی ہوئی ہے۔ بابا جان کا ایک بار علاج ہو جائے پھر میں اگلے چند مہینے دن رات کام کر کے اس ایڈوانس کا پائی پائی چکا دوں گی" یہ اعتماد، یہ لگن اور یہ مضبوط لہجہ، یہ تو وہ صورت نہیں تھی۔ یہ تو ایک بیٹی بول رہی تھی۔ وہ اس وقت بیٹی بن کے بات کر رہی تھی۔ مجتبی کو جہاں شروع میں اسکی چند باتیں ناگوار گزری، وہاں اسکا یہ اعتماد دیکھ کر خوشی بھی ہوئی۔ اسے اپنے پیار، اپنی محبت اور پسندیدہ غرور سا آگیا۔

"بہت خوش نصیب ہیں انکل، جن کے پاس آپ جیسی بیٹی ہے۔ آج میں آپکے خیالات کا اور بھی معترف ہو گیا..!!"

"شکریہ سر، یہ آپکی ذرہ نوازی ہے ورنہ مجھ میں ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ اوہ ہاں، میں آپکو مبارک بادی دینا بھول ہی گئی تھی"

"کس چیز کی مبارک بادی؟"

"آپ کے اور مناہل کے رشتے کی مبارک بادی۔ عنقریب آپ دونوں کی منگنی بھی

ہو جائے گی" کس دل سے اس نے مبارک بادی دی یہ بس وہ اور اسکا خدا ہی جانتا تھا۔

پر مجتبی..! مجتبی کو یہ مبارک بادی خنجر کی طرح اپنے دل میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی۔اسکی لال انگارہ جیسی آنکھیں صورت کو خود میں اترتی محسوس ہوئی۔گھبرا کر اس نے نظریں جھکالی۔

"اس نام نہاد رشتے کو اپنے ذات سے کھرچنے کے لیئے ہی میں یہاں لاہور تک آیا ہوں مس صورت،اور میں یہ معاملات آج ہی آپکے باباجان سے طے کر لیتا اگر یوں انکی طبیعت اچانک سے اس قدر بگڑ نہیں جاتی" وہ اس قدر اسکے چہرے کے جانب جھک کے بات کر رہا تھا کہ صورت کو اسکی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھی اور یہ اسکی آنکھوں کی سرخ ڈوریاں..!

اف..

وہ مزید سہہ نہیں پائی،بے ترتیبی سے اسکا دل دھڑکنے لگا۔

"ک...کیسے....معاملات؟" وہ بچی تو نہیں تھی کہ اسکی ذو معنی باتیں سمجھ نہیں پاتی پر شاید وہ اسکے منہ سے کچھ سننے کو بے تاب تھی۔کوئی اور حسین وقت،خوبصورت ماحول اور موڈ رومانوی ہوتا تو شاید آج مجتبی اقرار محبت کر لیتا پر یہ مبارک بادی والی

بات مجتبی کو بری طرح زخمی کر گئی۔

"آپ رہنے ہی دیں۔آپ کو تو مبارک بادی دینی تھی جو آپ نے دے دی..پر یہ مبارک بادی میرے وجود پر تیزاب بن کے گری ہے۔تاعمر یاد رہے گی مجھے" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا اور صورت وہی کھڑی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

-------☆--------

بابا جان کو ہوش آگیا تو انہیں ہسپتال سے ڈیسچارج کر دیا گیا۔جب وہ سب گھر پہنچ گئے تب رات کے گیارہ بجے کا عمل تھا۔مجتبی کو بوا زبردستی گھر لے آئی۔حالانکہ اس نے کہا بھی کہ وہ ہوٹل میں اپنے لیئے روم بک کر چکا ہے۔

"ارے بیٹا یہ بھی اپنا گھر ہی سمجھ لو،وہاں آپ سب نے ہماری صورت کے آرام کا کتنا دھیان رکھا ہے،گھر جیسا ماحول دیا ہے،اب یہ چند دن آپ ہمارے اس چھوٹے سے گھر میں رہ لو" بوا کے اس قدر محبت اور اصرار پر وہ رک گیا۔

صورت رات کا کھانا بنانے کچن میں چلی گئی۔باقی وہ دونوں بابا جان کو لیکر انکے کمرے میں آ گئے۔مجتبی نے آرام سے انہیں انکے بیڈ پہ لٹا دیا۔

"میں جا کر صورت کو آپکے لیئے الگ سے دلیا بنانے کا کہتی ہوں" بابا جان سے یہ کہہ کر بوا چلی گئیں۔ مجتبی کرسی گھسیٹ کر بیڈ کے پاس بیٹھ گیا۔

"اب آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں انکل؟" یہ سن کر وہ اپنا دست شفقت انکے سر پر رکھ کے بہت محبت سے اسے دیکھنے لگے۔

"الحمداللہ بالکل ٹھیک ہوں اب بیٹا، تم ہو نا میرے پاس۔ تم اور صورت مجھے کچھ ہونے نہیں دو گے" وہ دونوں باتوں میں لگ گئے۔ مجتبی انہیں اپنے فیملی اور بزنس کے بارے میں بتانے لگا، بہت سی باتیں بابا جان کے اندر کو زخمی کرتے گئے پر انہوں نے اپنے تاثرات سے کچھ ظاہر ہونے نہیں دیا۔ مجتبی انکے بارے میں پوچھنے لگا تا کہ آگے جا کر انکے اور صورت کے رشتے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نا آئے۔

"بیٹا بس ہم اپنی کہانی کیا سنائیں۔ وہ تو ہمارے وجود کی طرح ہی آدھی ادھوری ہے۔ ہم تینوں یعنی میں، رشیدہ آپا اور صورت کے علاوہ ہمارا اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔ ہاں تمھاری بوا کا ایک بیٹا کراچی میں ہوتا ہے، معمولی نوکری پر ہے لیکن اللہ پاک کے کرم سے گھر کا خرچہ وہ ہی چلا رہا ہے اور رب کے فضل سے اب تو صورت بھی اچھا خاصا کمانے لگی ہے۔ بس یہی ہماری کل کائنات ہے"

"اور آپکی وائف؟رشتے دار وغیرہ؟"

"میری شریک حیات مجھے بائیس سال ہوئے چھوڑ کے جاچکی ہیں بیٹا۔جب صورت پیدا ہوئی تب ہی وہ جان دے بیٹھی۔اور جب انسان پہ مشکلیں ہر طرف سے بڑھ رہی ہوں تب تو سگے سوتیلے بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں (تلخ ہنسی) پر یہ آپا ہیں جنھوں نے بہن ہونے کا وفار کھا۔میری پھول سی بچی کو ماں بن کر سنبھالا اور مجھ اپاہج بھائی کے لیئے سب چھوڑ کر میرے اس چھوٹے سے گھر میں آ گئیں" ماضی کے ورق پلٹتے ہوئے بھی ان میں حوصلہ کمال کا تھا۔

"انکل،اب آپ تین لوگ نہیں بلکہ چار ہیں۔میں آپکا بیٹا ہوں اور بن کر دکھاوں گا، زندگی کے ہر موڑ پر آپ مجھے اپنے ساتھ پائیں گے" انکے ہاتھ کے پشت پہ اپنا ہاتھ رکھے مجتبیٰ انہیں یقین دلا رہے تھے اور یہ ہاتھ..

ہاں یہی ہاتھ..!

جب یہ ننھا سا ہاتھ ہوا کرتا تھا تو بابا جان یہ ننھا ہاتھ تھامے اسکے ساتھ چلتے تھے۔وہ اپنی توتلی زبان سے ڈھیر ساری باتیں کرتا تھا اور بابا جان اس غور سے سنتے جیسے وہ اسکی ساری باتیں اچھے سے سمجھ جاتے ہوں۔

اور آج..!

آج وہ ایک خوبرو مرد کے روپ میں انکے سامنے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہا تھا۔

وقت کتنی تیزی سے گزر جاتا ہے...

"مجتبی بیٹا، کھانا لگ گیا ہے۔ آو بیٹا، اور بھائی صاحب آپکے لیئے دلیا لے کر آئی ہوں اب بچوں کی طرح نخرے مت دکھایئے گا"

"آپا دلیا مجھے دے دیں میں خود کھالونگا آپ جا کر کھانا کھالیں بچوں کے ساتھ "

"نہیں بھائی صاحب پہلے آپکو کھلاوں گی پھر یہاں سے جاوں گی اور دیر رات کھانے سے معدے میں تیزابیت ہوتی ہے تو دودھ پی کر سو جاو نگی، آپ جاو مجتبی بیٹا کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا" یہ سن کر وہ وہاں سے اٹھ کر باہر کچن کے پاس چھوٹے سے ڈائننگ ٹیبل پہ آگیا تو صورت کو اپنا منتظر پایا۔ صورت ہسپتال والے سین کے بعد سے اس سے نظریں چرا رہی تھی۔ مجتبی کے یہاں رہنے کے پیش نظر اس نے کافی کچھ بنایا تھا۔

"اس قدر تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ جو بھی بنتا میں خوشی سے کھالیتا" لیکن صورت بنا جواب دیئے ڈشز اسکے قریب کھسکانے لگی۔

" مممم yummy بہت مزیدار بنے ہیں یہ کباب،اور بریانی تولاجواب ہے"ایک تو اتنے گھنٹوں سے اس نے کچھ کھایا نہیں تھا،اوپر سے کھانا بھی اس قدر لذیذ بنا تھا کہ مجتبی اپنی ڈائٹنگ بھولے ڈٹ کے کھا رہا تھا۔اسے ایسے کھاتے ہوئے دیکھ کر صورت بھی اطمینان سے کھانا کھانے لگی۔

"بھئی مجھے یہ ذائقے دار کھانے تا عمر کھانے ہیں اگر پکانے والی آپ ہوں تو!"مجتبی اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اب میں پیلس میں cook تو نہیں بن سکتی سر"

"ضروری تو نہیں cook ہی بن کر رہیں پیلس میں،کسی اور حیثیت سے بھی آپ میرے لیئے،ہاں صرف میرے لیئے کوکنگ کر سکتی ہیں"اسکے گمبھیر لہجے اور ذو معنی باتوں سے اسے بری طرح اچھو لگ گئی۔مجتبی نے جلدی سے گلاس میں پانی ڈال کر اسے پیش کیا،پانی پیتے ہوئے وہ چوری چھپے نظروں سے مجتبی کو دیکھتی رہی اور اسکا یوں شرمانا اور بلش کرنا..!

مجتبی قربان ہو گیا۔

--------☆--------

"مجتبیٰ کس کام سے لاہور گیا ہے؟ وہ بھی اتنی عجلت میں؟ حالانکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تو ہمارے آفس کا ایسا کوئی کام نہیں جس کے لیئے یوں اچانک سے لاہور جانے کے لیئے رخت سفر باندھا جائے" جب سے شائستہ کو مجتبیٰ کے لاہور جانے کا پتہ چلا تھا وہ کافی آگ بگولہ ہو گئی تھی پر اس وقت بڑے ضبط سے نبیل سے پوچھ رہی تھی۔

"آفس کے علاوہ بھی بندے کا کوئی پرسنل کام ہو سکتا ہے شیسو، آجائے گا چند دنوں میں"

"نبیل میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ وہ کہاں، کیوں اور کس کے لیئے گیا ہے"

"پھر یوں پوچھنے کی وجہ؟" نبیل نے میگزین چہرے کے سامنے سے ہٹا کر سرد لہجے میں پوچھا۔ شائستہ چونک گئی۔ نبیل نے آج تک اس سے اس لہجے میں کبھی بات نہیں کی تھی۔

"اگر تمھیں پتہ ہے کہ وہ کیوں گیا ہے تو بہتر ہو گا کہ تم خاموش ہو جاو۔ تمھیں اپنے بیٹے پہ اعتبار نہیں پر مجھے ہے۔ وہ پانچ سال کا کوئی بچہ نہیں ہے جو اچھے برے کا فرق نا

پہچانتا ہو"

"نبیل یہ تم کہہ رہے ہو؟ تم پوری بات جانتے بھی ہو؟ وہ وہاں..."

"آئی نو ویری ویل، میں وہ بھی جانتا ہوں جو تم نے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔ مناہل والے معاملے کا مجھے مجتبیٰ نے بتایا اینڈ آئم ٹوٹلی شاکڈ..! تم جیسی ویل ایجوکیٹڈ مام نے یوں جاہلانہ فیصلہ لیا؟ کیسے..؟؟؟ یوں انا فانا رشتہ طے کر دیا اپنے بیٹے کا؟ ارے آج کل دیہی گاوں میں لڑکیوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوتا، دنیا ترقی کر چکی ہے لوگوں میں شعور آ گیا ہے اور تم؟ آخر کس بات کے ڈر سے تم نے ایسا قدم اٹھایا؟" نبیل کا اتنا کہنا تھا کہ شائستہ ایک دم پھٹ پڑی۔

"آپ کو میرا فیصلہ احمقانہ یا جاہلانہ، جیسا بھی لگے سو لگے۔ آئی ڈونٹ کیئر کیونکہ میں جانتی ہوں کہ میرا فیصلہ صحیح اور اٹل ہے" اسکے اس رد عمل سے نبیل دنگ رہ گیا۔

"وٹس رانگ ود یو شیسو؟ کیوں اس طرح behave کر رہی ہو؟ آخر کونسی بات تمھیں کھٹک رہی ہے جو اتنا زہر تم میں بھرا ہے۔ آئم شیور کوئی نا کوئی بات ضرور ہے ورنہ صرف اور صرف اس بات پہ کہ ہمارے بیٹے کی پسند rich اور ہائی پروفائل نہیں ہے، اتنا over behave کر رہی ہو؟" اتنے سال ایک ساتھ گزارنے کے

باوجود اب بھی نبیل کو شائستہ کے ذات میں ایک بند خول محسوس ہوتا تھا پر اس خول کے اندر کیا کچھ تھا (یا ہے) وہ آج تک جان نہیں پایا۔ شائستہ اسے وہ چلتی پھرتی قبر دکھتی تھی جسکے اندر ہزاروں راز دفن تھے۔

"جسٹ لسن ٹو می نبیل" ایک لمبی سانس کھینچ کر وہ گویا ہوئی۔

"میں نے آج تک جو فیصلے لیئے ہیں، جو قدم اٹھائیں ہیں وہ سب درست ثابت ہوئے ہیں۔ اور مجتبی جس چیز کے پیچھے بھاگ رہا ہے وہ صرف سراب ہے۔ میں اپنے بیٹے کو بھٹکنے ہر گز نہیں دوں گی۔ وہ لڑکی اس خاندان، اس پیلس کے لائق نہیں ہے۔ ہماری بہو اور ہمارے بیٹے کی شریک حیات بننے کے قابل نہیں ہے۔ آگے جا کر لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے کہ ایک معمولی امپلائی کو اس پیلس کی بہو بنایا ہم نے؟ ہمارے بیٹے کے لیئے کیا امیر کبیر قابل لڑکیاں کم پڑ گئیں تھیں یا ہمارا بیٹا کسی بڑے بزنس مین یا سیاست دان آدمی کا داماد بننے لائق نہیں تھا؟ دنیا کو خود پہ ہنسنے کا موقع دیں؟"

"اور بیٹے کی محبت کا کیا؟ اسکا کیا؟ جواب دو"

"یہ محبت نہیں محض دل لگی ہے۔ جب عشق کا بھوت سر سے اترے گا نا، اپنے آپ ٹھیک ہو جائے گا"

"تب ہی سوچوں کہ تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟" نبیل کے اس جملے پر کرنٹ کھا کے اس نے پلٹ کر نبیل کو دیکھا۔

"ہاں.. !تب ہی سوچوں۔ تم نے بھی یہ دولت، نام، شہرت، عزت اور رتبہ دیکھ کے مجھ سے شادی کی۔ آج اگر میں اپنے اکلوتے بیٹے کی محبت کو ترجیح دے رہا ہوں تو اس لیئے کیونکہ میں نے بھی تم سے محبت کی۔ اگر تمھارے دل میں میرے لیئے تھوڑی سی محبت ہوتی تو تم اپنے بیٹے کی تڑپ سمجھ سکتی پر صد افسوس.. !وہ میں تھا جو سراب کے پیچھے بھاگتا رہا" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا اور شائستہ...

وہ بت بنی وہی کھڑی رہی۔

---------☆----------

صبح شور شرابے کے باعث اسکی آنکھ کھلی۔ پہلے تو سمجھ نہیں پایا کہ وہ کہاں ہے اور یہ اسکے روم کے ساونڈ پروف والز کو ہوا کیا تھا جو اس قدر باہر کا شور ادھر تک آرہا تھا۔ چند سیکنڈز کے بعد وہ اپنے حواسوں میں آگیا کہ وہ یہاں صورت کے گھر، صورت کے کمرے میں ہے۔ چونکہ پورے گھر میں صرف صورت کا کمرہ ہی کھلا اور ہوادار تھا، فرنیچر بھی نئے تھے تو بوا کے کہنے پر صورت نے مجتبی کو رہنے کے لیئے اپنا کمرہ دیا اور

خود بوا کے ساتھ انکے کمرے میں سو گئی۔

فریش ہونے کے بعد وہ کمرے سے باہر آیا تو ایک الگ ہی منظر دیکھنے کو ملا۔ چھوٹے سے ہال کے بیچوں بیچ سلائی مشین لیئے بوا آلتی پالتی مارے بیٹھی کپڑے سلائی کر رہی تھی، ارد گرد کپڑوں کا انبار پڑا تھا اور پاس ہی صورت بیٹھی ہوئی تھی۔

"ارے میرا بیٹا جاگ گیا۔ چل صورت ناشتہ لگا مجتبی بیٹے کے لیئے، پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے"

"بوا آپکو بتایا بھی تھا کہ اونچی آواز میں بات نا کریں اور یہ مشین اپنے کمرے میں لا کر سلائی کریں۔ شور سے مجتبی سر کے نیند میں خلل پڑے گا اب دیکھیں..! جگا دیا نا" آہستہ آواز میں اس نے بوا کو سرزنش کی پر بوا کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگی۔ صورت کی بات سن کر مجتبی زیر لب مسکرایا۔ صورت سر جھٹکتے ہوئے کچن کی طرف چل پڑی۔

"کیا ہو رہا ہے بوا صبح صبح؟" وہ بھی انکے پاس بیٹھ گیا۔

"بتایا تھا اس پگلی کو کہ آپ کو جگا لے بیٹا۔ پاس پڑوس میں ساجدہ کی بیٹی کنول کی شادی

ہونے جارہی ہے۔بیٹی والا گھر ہے۔پڑوسی ہونے کے ناتے ہمیں پہلے ہی وہاں جا کے انکا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ چنچل لڑکیوں نے آج ڈھولکی کا پروگرام بنایا ہے،اب محلے کے منچلے لڑکے کہاں رکنے والے ہیں ان بد معاشوں کو تو بہانہ چاہیئے ہوتا ہے، آئینگے وہاں سارے گبرو جوان۔تو بس میں نے سوچا کہ بھائی صاحب کی جو سب سے اچھی شیر وانی ہے وہ اچھے سے کانٹ چھانٹ اور سلائی کر کے آپکے لیئے تیار کروں پر وہ جھلی ضد پہ اڑی ہے کہ جا کر بازار سے آپکے لیئے نیا سوٹ لے گی۔لو بھلا یہ کوئی بات ہوئی۔کہاں بھائی صاحب کی یہ شیر وانی اور کہاں وہ بازار کے شوخ لباس..!" یہ سن کر مجتبی کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"اچھا تو صورت اسکے لیئے بازار سے نیا سوٹ لینا چاہتی تھی" وہ من ہی من یہ سوچ کر مسکرائے جارہا تھا۔

"بوا بھی بھولی ہیں۔انہیں نہیں پتہ کہ آپ برانڈڈ اور اعلی سوٹس پہنتے ہیں۔میں نے انہیں منع بھی کیا پر وہ سنتی نہیں ہیں" ڈائننگ ٹیبل پہ ناشتہ لگائے صورت ادھر سے بول رہی تھی۔

"مس صورت۔بات یہ تو نہیں ہے کہ آپ مجھے اپنے بابا جان کی شیر وانی میں دیکھنا

نہیں چاہتیں؟" وہ جان بوجھ کر صورت کو ستانا چاہتا تھا۔

"نہیں نہیں سر، بھلا میں کیوں ایسا سوچوں گی؟ وہ تو.."

"تو بس طے رہا، مجتبی بیٹے کو شیر وانی پہننے میں کوئی مسلئہ نہیں ہے۔ بیٹا، آپ جا کر ناشتہ کر لو پھر نہا دھو کر یہ شیر وانی پہن لو اور صورت، تو جا کر جلدی سے یہ شیر وانی اور باقی کپڑے استری کرو، دیر ہو گئی ہے۔"

--------☆--------

بابا جان کی بلیک شیر وانی پہنے وہ بوا والوں کے ساتھ شادی والے گھر آ گیا۔ ہوٹل سے اپنا سامان وہ گھر لا چکا تھا پر بوا کی محبت دیکھ کر اس نے یہ شیر وانی پہن لی، تھوڑی اولڈ فیشن تو تھی پر اس پہ بے حد جچ رہا تھا۔ مختصر سا لان عبور کر کے وہ ایک چھوٹے سے گھر میں داخل ہو گئے جہاں ایک طرف لڑکیاں بیٹھی ڈھولکی بجا رہی تھیں، کچھ گیت گا رہی تھیں اور باقی تالیاں بجائے انکا ساتھ دے رہی تھیں۔ بوا کے جتنے عمر کی ایک عورت نے آ کے انہیں خوش آمدید کہا اور جہاں گاؤ تکیئے لگے تھے وہاں انہیں بٹھایا۔

"کتنی دیر لگا دی تم نے رشیدہ ہمیں تو لگا صبح تڑکے ہی آ جاؤ گی، ایسے تو دیر کرنے والوں

میں سے نہیں ہو"

"بس تھوڑی سی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ پائی اور بھائی صاحب کو کھانا اور دوائی وغیرہ دے کر ہی آئی ہوں"

"اللہ پاک صحت دے بھائی صاحب کو، مجھے بھی چند دن پہلے پتہ چلا کہ انہیں کچھ وقتوں سے بی پی کا مسلئہ ہے۔اپنے بھائی کے عیادت کو بھی آ نہیں پائی کیا کریں شادی کی مصروفیت کی وجہ سے وقت ہی نکال نا پائے" یہ کہہ کر وہ صورت سے مخاطب ہوئی۔

"تو بتا صورت بیٹی کیسی ہو؟ تیری سہیلی تجھ سے روٹھی ہوئی ہے۔اسلام آباد جا کر خبر ہی نہیں لی اسکی"

"آنٹی نوکری کی وجہ سے زیادہ ٹائم نہیں مل پاتا، بوا والوں سے بھی میرا اتنا رابطہ نہیں ہو پاتا"

"اچھا چلو بیٹا اب کنول سے جا کر مل لو۔اپنے کمرے میں ہے"

"جی آنٹی" صورت وہاں سے چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رشیدہ اس خوبرو لڑکے سے ہمارا تعارف کرواؤ، پہچان نہیں پائی انہیں" ساجدہ آنٹی شروع سے ہی مجتبیٰ کو تاڑ رہی تھی پر پہچان نہیں پائی۔

"ان سے ملو ساجدہ یہ مجتبیٰ...."

"آنٹی میں بوا کے دور پار کے رشتے داروں میں سے ہوں۔ یہاں لاہور آیا ہوں گھومنے تو آج بوا مجھے یہاں لے آئیں" مجتبیٰ کا یوں اپنی شناخت چھپانا بوا کو حیرت میں مبتلا کر گیا پر وہ مصلحتاً خاموش رہ گئی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت اچھا کیا میرا بچہ ویسے بھی باہر اتنے کام پڑے ہیں تیری صورت میں اللہ پاک نے فرشتہ بھیج دیا، ورنہ یہ لڑکیاں میرا بچا ہوا آدھا دماغ بھی چاٹ لیتیں، بجلی کو لے کر مسئلہ ہے آ کر جوڑ دے بیٹا" ساجدہ بے تکلفی سے مجتبیٰ کا ہاتھ تھامے اسے باہر لے گئیں اور بوا 'ارے ارے' کرتی رہ گئیں۔ اب وہ کیا بتاتی کہ یہ خوبرو سا لڑکا کسی امیر ترین خاندان کا چشم و چراغ ہے اور شاید اپنی زندگی میں اس نے کبھی خود سے جا کر پانی کا گلاس بھی نا لیا ہو۔

ساجدہ باہر لا کے اسے اسکے عمر کے تین چار لڑکوں سے ملوائی جو بڑے خوش اخلاقی سے ملے۔

"تو اور مجتبی، تم دونوں یہ بجلی کا کام سنبھالو، جب بجلی کا کام ٹھیک کر دیا پھر وہ کونے میں پڑے برقی قمقمیں لان اور اس درخت میں لگا دینا، بڑا اچھا لگے گا۔ اور احمد تو اور جمشید یہ لسٹ لو، جلدی سے بازار جا کے یہ سامان لے آو" یہ سن کر مجتبی جا کے اپنے کام میں لگ گیا۔ دراصل یہ اسکے لیئے سب نیا تھا۔ کہاں یہ خلوص بھرے رشتے، بے غرض محبتیں، اپنا پن اور ایک دوسرے کے کام آنے والے لوگ جو ایک پکار پہ ایک دوسرے کی مدد میں جت جاتے۔ گھر چھوٹے مگر دل بڑے تھے۔ جہاں چھوٹی چھوٹی رسمیں بھرپور چاہت اور خوشی سے منائے جاتے۔ اور کہاں انکی ہائی سوسائٹی، ہائی اسٹیٹس، امیر اور نامی گرامی لوگ جو صرف ظاہر کی سجاوٹ دیکھتے۔ لاکھوں کروڑوں فضول خرچی کے باوجود دوسروں کے نقص نکالنے پر اپنی حقیقی خوشیاں حرام کرتے۔ صرف دنیاداری دیکھی جاتی، صرف دکھاوا دیکھا جاتا۔ ویل ڈریسڈ برانڈیڈ سوٹس واچ پہنے امیر مرد حضرات جو ہاتھ میں شراب کا گلاس لیئے خود کو کوئی اونچی چیز سمجھتے۔ جہاں آدھے ادھورے نامکمل لباس پہنے عورتیں دعوت نظارہ پیش کرتی۔

کھوکھلی ہنسی اور دل میں عداوت..

نقلی مسکراہٹ اور دل میں حسد..

یہ سب لیئے وہ دوسروں کے خوشیوں بھرے تقریب میں شامل ہوتے۔اسے واضح فرق آج محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بچپن سے لیکر اب تک جن تقریبوں میں شرکت کرتا آیا ہے یا اسکے اپنے گھر پیلس میں جتنی شاندار پارٹیز ہوئی ہیں وہ اس چھوٹے سے ڈھولکی کے تقریب کے سامنے کچھ بھی نہیں تھی سوائے دکھاوئے کے۔اس تھوڑے سے وقت میں اسے اچھے سے یہ احساس ہو گیا۔

بجلی جوڑنے کے بعد اس نے اور اسفند نے مل کر برقی قمقمیں چاروں طرف لگائے۔ اتنے میں احمد اور جمشید بھی بازار سے سامان لے کر آ گئے انکے ساتھ محلے کے کچھ اور لڑکے بھی تھے۔سب ہی نے باتوں باتوں میں اپنے حصے کا سارا کام سرانجام دیا تب ہی دو تین لڑکیاں انکی طرف آئیں۔

"ساجدہ آنٹی نے تم سب لڑکوں کو اندر بلایا ہے"

"اپنی ساجدہ آنٹی سے جا کر کہو کہ ہم اس مردان خانے میں نہیں بیٹھنے والے، ہمیں بھی ڈھولکی کی تقریب میں شرکت کرنی ہے۔ارے بھئی صرف لڑکیاں ہی کیوں انجوائے کریں۔کیوں دوستوں؟"احمد جو محلے کا سب سے شرارتی لڑکا تھا، بولا۔سب نے یک زبان ہاں بولا۔مجتبیٰ کو البتہ یہ نوک جھونک کافی دلچسپ لگ رہی تھی، وہ

خاموشی سے جائزہ لے رہا تھا کہ آخر یہ اونٹ کس کروٹ بدلے گا۔

"آئے بڑے، ناجی نا۔ ہم اپنے ڈھولکی میں تم شیطانوں کی ٹولی کو کیوں شرکت کرنے دیں؟ یہ ہمارا خاصی زنانہ تقریب ہے وہ تو ہم نے تم بے چاروں پہ ترس کھایا، دو گھنٹے سے کام میں لگے ہوئے ہو تو آنٹی کو یاد دلایا کہ ان بے چاروں کو تب تک چائے شائے پلانے اندر بلوالیتے ہیں پر تم سب تو سر پہ چڑھ رہے ہو" عائشہ اپنے ہاتھ نچانچا کر خالص دیسی عورتوں کی طرح بحث کر رہی تھی۔

"اب اتنا ترس کھا ہی لیا ہے تو تھوڑا اور کھالو۔ بد ہضمی نہیں ہو گی" جمشید اپنی پوری کی پوری بتیسی دکھا کر بولا، باقی لڑکے یہ سن کر ہنسنے لگے۔ عائشہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جمشید کا منہ ہی توڑ دے تب ہی اسکی نظر مجتبیٰ پہ پڑی تو نظریں پلٹنا ہی بھول گئی۔ سبھی لڑکوں کے بیچ وہ نمایاں اور سحر انگیز دکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر وہ اپنے باقی سہیلیوں کے کانوں میں کھسر پھسر کرنے لگی۔ اسکے بعد جیسے ایک نتیجے پر پہنچ گئی۔

"اچھا چل ٹھیک ہے کیا یاد رکھو گے عائشہ بی بی نے تم لڑکوں پہ کتنا بڑا احسان کر دیا پر ایک شرط پہ"

"فرمایئے عائشہ بی بی" احمد نے بڑے اسٹائل سے کہا۔

"اس انگریز منڈے کو بھی ساتھ لے آو اور ہمارے کہنے پہ ایک ایک لڑکا ہمارے گائے ہوئے گیتوں پہ ٹھمکے لگائے گا" اسکے یوں 'انگریز منڈے' کہنے پر سب نے مجتبی کی طرف دیکھا، وہ بے چارہ بوکھلا گیا۔

"ٹھمکے ہم بھلا کیوں لگائیں؟ تم لڑکیوں کی کمر اکڑ گئی ہے کیا؟" احمد نے دوسرا جملہ بڑبڑانے والے انداز میں کہا پر سامنے عائشہ تھی۔ جسکے کان بڑے تیز تھے۔ وہ احمد کو بری طرح گھورنے لگی۔ احمد سٹپٹا گیا۔

"دیکھ مجتبی بھائی، مان لے۔ ورنہ اس بور نگ مردان خانے میں بیٹھنا پڑے گا جہاں صرف دوسرے گاوں کے زمینی مقدموں اور لڑائی فساد کی ہی باتیں ہوتی ہیں" جمشید باقاعدہ ہاتھ جوڑنے لگا، اسے ٹھمکے لگانے میں قطعی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ (بڑے دل والا)

"اچھا ٹھیک ہے" مجتبی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ سب لڑکوں نے یاہو و کا نعرہ لگایا۔

"ہائے اس انگریز منڈے کی آواز بھی عاطف اسلم کی آواز سے کم نہیں ہے۔ خدا نے بھی کیا فرصت سے بنایا ہے تجھے۔ تو ہمارے ساتھ گیت گائے گا وکے ڈن" یہ کہہ کر وہ لڑکیاں جس آندھی طوفان کی طرح آئیں تھیں اسی طرح واپس چلی گئیں۔ لڑکے بھی

انکے پیچھے پیچھے چل پڑے۔البتہ احمد ٹھمکے والی بات سے کافی چڑ گیا تھا پر وہ خاموش تھا۔ جیسے من ہی من میں کوئی منصوبہ بندی کر رہا ہو۔

لڑکے مختصر سے ہال میں آکر ایک کونے میں جمع ہو گئے جہاں ایک لڑکی ڈھولکی بجا رہی تھی، آس پاس محلے کے بہت سے نوخیز کلیاں بیٹھی تالیاں بجا رہی تھیں۔ان میں صورت بھی شامل تھی جو سب کے بیچ میں بے حد دلکش لگ رہی تھی۔جب اس نے مجتبی کو وہاں کھڑے پایا تو چونک گئی۔باقی لڑکیاں بھی سب لڑکوں کو ایسے گھور رہی تھیں جیسے کہہ رہی ہوں 'کس جرات سے تم لوگ منہ اٹھائے یہاں ہال میں آ گئے'۔ عائشہ سب کی نظروں کا مفہوم سمجھ کے گویا ہوئی۔

"میں نے ہی ان سب کو یہاں بلایا ہے۔بڑا شوق ہو رہا تھا انکو یہاں آنے کا۔اب دیکھتے جاو کیا کرواتی ہوں میں تم سب کے ساتھ" تیز طرار سی عائشہ اٹھلاتے ہوئے بولی۔ صورت اب بھی مجتبی کو دیکھ رہی تھی جسے کونے میں بمشکل ایک جگہ مل گئی تھی وہ وہی بیٹھا دور سے اسی کی طرف گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔اس جیسے پر کشش شخص کو دیکھ کر ساری لڑکیوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ کون ہے یہ شہزادہ؟اس محلے کا تو نہیں لگتا وغیرہ وغیرہ..!!

"چل یسرا کوئی اچھی سی گیت گا لے اور تو اسفند، تو اٹھ زرا ٹھمکے لگا" عائشہ کی شوخی شروع ہو گئی۔

"پر میں.."

"کوئی میں ویں نہیں۔ بڑا شوق ہو رہا تھا نا تم سب کو، لڑکیوں کے تقریب میں شریک ہونے کا۔ اٹھ اور یہ لال دوپٹہ پہن کے ناچ کمر مٹکا۔ جلدی" عائشہ نے جو آنکھیں دکھائیں اسفند بے چارہ دل پہ پتھر رکھ کے اٹھ گیا۔ سب لڑکیاں کھی کھی کرنے لگیں۔ مجتبیٰ بھی مسکرائے جا رہا تھا۔ اسے صحیح معنوں میں بڑا لطف آ رہا تھا۔

"اف ہائے مر جاواں اس مسکان پہ۔ دیکھ تو صورت کس قدر ہینڈسم ہے اور یہ مسکراہٹ تو..."

"ماشاءاللہ بولو" صورت نے پاس بیٹھی ہانی کو ٹوکا۔

"اوہو تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اسکے نظر لگنے سے ڈر رہی ہو"

"نہیں... نہیں تو۔ تم بات کو کہاں سے کہاں تک لے جا رہی ہو" صورت جلدی سے سنبھل گئی۔

یسرا نے گیت گانا شروع کیا تو اسفند بے چارہ پے درپے ٹھمکے لگانے لگا۔ ہنس ہنس کے لڑکیوں کا برا حال ہو رہا تھا اور لڑکے چیر پھاڑ کھانے والے نظروں سے لڑکیوں کو تاڑنے لگے۔

"اگر اتنی ہی دقت ہے تو جاو نا یہاں سے تم سب۔ یوں بھوکے شیر کی طرح تو مت دیکھو ہمیں"

"یار رہنے دو نا تم سب۔ دو تین ٹھمکے لگائیں ہیں باقی بھی ہنسی خوشی لگا لوں گا۔ تم لوگ دھیرج تو رکھو" اسفند کے یوں منت سماجت کرنے سے لڑکوں کی طرف جواب آیا۔

"لگانے دو نا نہیں ہم سے ٹھمکے۔ ابھی پکچر باقی ہے میرے دوستوں۔ شادی کے اور بھی رسم رہتے ہیں۔ ان لڑکیوں سے ہم نے یہ سب سود سمیت واپس نہیں لیا ہمارا نام بھی احمد نہیں"

"پھر ابھی سے نیا نام سوچ لو۔ کنول کے بعد تیرا عقیقہ رکھیں گے۔ کیوں لڑکیوں؟"

یسرا کے لقمہ دینے پر سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ احمد بے چارہ کھسیانی ہنسی ہنسا۔

بڑے ہی نوک جھونک اور نٹ کھٹ ماحول میں باری باری سب لڑکوں سے ٹھمکے

لگوائے گئے۔صورت کا تو ہنس ہنس کے برا حال ہو رہا تھا۔اسکی یہ ہنسی اور گلابی چہرے پر مجتبی من ہی من قربان ہو گیا۔

"اب اس ہینڈ سم منڈے کی باری ہے۔چلیں اٹھیں" ہانی کے یہ کہنے پر جہاں مجتبی سٹپٹایا وہی صورت نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ہانی کو گھوری سے نوازا۔

"جی؟میں؟؟"

"ہاں جی آپ ہی کو کہہ رہی ہوں جناب"

"ارے ہانی رہنے دو نا۔اس انگریز منڈے سے ٹھمکے لگوا کر ہم تھوڑی نا اچھے لگیں گے۔ارے کچھ انسانیت ہم میں باقی ہے یا نہیں" عائشہ نے تو بڑا پن دکھایا۔مجتبی کی وجاہت سے وہ اتنی مرعوب ہوئی تھی کہ اسے وہ ٹھمکے لگاتے ہر گز گوارا نہیں تھا۔بے چارے مجتبی کی سانس یہ سن کے بحال ہوئی کہ ہاں واقعی..!ان لڑکیوں میں اب بھی 'انسانیت' باقی ہے۔

"شکر الحمداللہ۔اتنی عقل اور انسانیت تم لڑکیوں میں ہے ورنہ اگر آج انہیں ٹھمکے لگواتی تو آئندہ ہمارے محلے کے شادیوں میں کوئی ولایتی یا انگریز منڈے شرکت نہیں

کرتے" جمشید کے اس طرح کہنے پر باقی سب لڑکے ہنسے۔

"پر ہم تب بھی انہیں آسانی سے نہیں چھوڑیں گے۔انہیں ہمیں کوئی گیت سنانی ہی ہو گی پر انگریزی میں نہیں ہماری قومی زبان میں۔کیوں سہیلیوں؟ بجافرمایانا؟" عائشہ کی بات پہ سب نے ہاں میں ہاں ملائی اور حیرت کی بات یہ تھی کہ اس بار لڑکے بھی لڑکیوں کے اس فیصلے میں انکے ساتھ تھے۔

"میں نہایت بر اسنگر ہوں۔مجھے گیت ویت نہیں آتے"

"ارے ایسے کیسے؟ رحم کر لیاآپ پہ اسکا اب یہ مطلب نہیں کہ آپ ہماری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھائیں" یسرا بھی کہاں چپ رہنے والی تھی۔اب تو باقاعدہ لڑکیوں کی چک چک اور لڑکوں کا بک بک شروع ہو چکا تھا۔

"آپ کوئی شعر یا غزل ہی سنادیجیئے" صورت کے اس طرح کہنے پر مجتبی نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

"ارے واقعی.. یہ زبردست آئیڈیا ہے" عائشہ بولی۔

"ہاں بھئی یہ ٹھیک ہے۔کیوں مجتبی؟" اسفند بولا۔

اور مجتبیٰ..! وہ اب بھی صورت کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ آج اسکی محبت نے اس سے کتنی سندر سی فرمائش کی تھی۔ اسکے لیئے تو منظر عام سے سارے لڑکے لڑکیاں غائب ہو گئیں۔ صرف صورت تھی۔ ہاں..! صرف وہی دونوں موجود تھے وہاں اور کوئی نہیں تھا..!

کوئی غزل سنا کر کیا کرنا...

یوں بات بڑھا کر کیا کرنا...

تم میرے تھے تم میرے ہو...

دنیا کو بتا کر کیا کرنا...

وہ اس قدر والہانہ انداز سے صورت کو دیکھ کر غزل سنا رہا تھا کہ صورت کو اسکی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب محسوس ہوئیں۔ لڑکیاں تو اسکے آواز کے سحر میں ڈوب گئیں اور لڑکے بھی خاموشی سے بڑے شوق سے سن رہے تھے۔

تم خفا بھی اچھے لگتے ہو...

پھر تم کو منا کر کیا کرنا...

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیرے در پر آ کر بیٹھے ہیں...

اب گھر بھی جا کر کیا کرنا...

دن یاد سے اچھا گزرے گا...

پھر تم کو بھلا کر کیا کرنا...

کوئی غزل سنا کر کیا کرنا...

یوں بات بڑھا کر کیا کرنا...

اسکے خاموش ہونے کے بعد چند ساعتیں گزر گئی۔اسکی پر تپش نظریں اب بھی صورت کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔اچانک تالیوں کے شور سے وہ حواسوں میں آگیا۔لڑکیاں زور و شور سے تالیاں بجانے لگیں۔لڑکوں نے تو سیٹی مار مار کے چھت سر پر اٹھا دیا۔

"کوئی اور محسوس کرے نا کرے پر میں نے محسوس کر لیا کہ یہ شعر و غزل کس کے لیئے سنایا جارہا تھا"ہانی نے سرگوشی کر کے صورت کو ٹھوکا مارا،صورت کانوں تک سرخ پڑ گئی۔

"یہ کیا ہلا مچا کے رکھا ہے تم سب نے۔اور یہ مرد حضرات یہاں کیا کر رہے ہیں؟" ساجدہ آنٹی طوفان کی صورت میں وہاں اچانک نازل ہو گئیں۔لڑکے بے چارے بوکھلا گئے۔

"چلو وہاں مردان خانے میں،چائے ناشتہ کر لو چلو شاباش"اور ساجدہ آنٹی کے پیچھے قطار بنائے لڑکے چپ چاپ وہاں سے نکل گئے پر جاتے جاتے مجتبی پلٹ کر صورت کو دیکھنا نہیں بھولا۔

---------☆----------

وہ اس رات اس نے بستر پر کروٹیں بدل بدل کر گزاری۔نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔دل ودماغ میں صرف مجتبی کی شبیہ دکھائی دیتا رہا۔وہ اسکا یوں گہری نگاہوں سے دیکھنا،اس قدر خوبصورت غزل سنانا۔دن بہ دن اسکے اس معصوم سے دل پر مجتبی کے لیئے محبت بڑھتی جا رہی تھی۔اور تو اور،اسکے باباجان کے شیروانی میں وہ کس قدر خوبرو دکھ رہا تھا۔وہاں موجود ساری لڑکیاں ہی اسکے لیئے فدا ہو گئی اور وہ سب سے بے نیاز صرف صورت کو اہمیت دیتا تھا،اسکی چاہت بھری اظہار کا منتظر تھا۔یہ احساس ہی صورت کو سرشار کر رہی تھی۔پھر اسکا عکس آنکھوں میں لیئے نا جانے کب وہ بے خبر

سو گئی۔

---------☆---------

وہ اپنے راکنگ چیئر پہ بیٹھی اپنے انگلی میں پہنے بیش قیمت ڈائمنڈ رنگ سے کھیل رہی تھی۔ چہرے پہ تفکر کے سایے لہرا رہے تھے۔ آخری دفعہ جو اسکے اور نبیل کے بیچ بحث ہوئی اسکے بعد سے نبیل نے ان دونوں کے بیچ سرد دیواریں کھڑی کر دی تھی۔ دونوں ضرورت کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرتے تھے اور پرسوں کی بات تھی جب کینیڈا سے اسے مسٹر عادل کا فون آیا۔ انہوں نے اسے یہ بری خبر دی کہ نبیل نے فون کر کے اس سے معذرت کر کے یہ کہا کہ اسکا اکلوتا بیٹا اس رشتے سے خوش نہیں تو وہ اور امید مجتبیٰ سے نا جوڑے۔ اپنی بیٹی کا جہاں رشتہ طے کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔ مسٹر عادل کو کافی سبکی محسوس ہوئی، اس نے اپنی بیٹی کو واپس کینیڈا بلوالیا اور ساتھ ہی ساتھ فون کر کے شائستہ کو خوب باتیں سنائی کہ اسکی بیٹی زارا انکی بہو بنے راج کر رہی ہے اور ہماری بیٹی کا دل اور رشتہ دونوں توڑنے میں نبیل نے ایک لمحہ بھی نہیں سوچا۔ شائستہ کو دھیرے دھیرے اپنے ہاتھوں سے اقتدار چھینتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ پہلے اسکے ایک ایک اشارے پر مجتبیٰ اور نبیل ہر حکم بجالاتے اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی

کہ دونوں اپنے اپنے مرضی سے بڑے بڑے فیصلے لے رہے تھے۔اب تو مجتبی نے بھی اپنی ذمہ داری کافی حد تک فراموش کر دی تھی۔آفس میں اسکی جگہ نبیل نے ان دنوں فی الحال ایک قابل اعتبار منیجر رکھ دیا تھا جو مجتبی کے غیر حاضری پر اسکے حصے کا کام سرانجام دے رہا تھا۔پہلے کینیڈا جا کے اس نے کافی غیر حاضری کی تھی اور اب لاہور...؟

یہ سب اس کل کی آئی لڑکی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔اسکا میچور، ذمہ دار اور محنتی بیٹا اب امیچور حرکتیں کرنے لگا تھا۔وہ کوئی بیس اکیس سال کا تو نہیں تھا جو یوں عشق میں اندھا ہو جاتا، پیچھے مڑ کر نا دیکھتا۔اور تو اور، نبیل بھی اس لڑکی کو بہو بنانے کا سوچ رہے تھے۔شائستہ کے دل میں صورت کے خلاف زہر بھرتا جا رہا تھا۔تب ہی اچانک اسکے ذہن میں جھماکا ہوا..!

صورت لاہور اپنے بابا جان کی وجہ سے گئی ہے۔اسکی سرجری کروانے۔زبیدہ قریشی نے اس بارے میں شائستہ سے چند دن پہلے بات کی تھی کہ اسکے پاس علاج کے لیئے ساٹھ فیصد اخراجات کے پیسے ہیں باقی چالیس فیصد وہ ایڈوانس لینے کا سوچ رہی ہے۔ اس وقت شائستہ نے زیادہ غور نہیں کیا پر اب...!اب اسکے ذہن میں ایک نہایت

گھناونااور شاطرانہ منصوبہ آیا۔

"نبیل اور مجتبی کو اپنے قبضے میں کر کے تم نے کیا سوچ لیا کہ تم جو جو کرتی جاوگی وہ سب ہوتا جائے گا اور میں کوئی ایکشن نہیں لوں گی (زہریلی ہنسی) اب دیکھتی جاو کہ میں موقع اور صحیح وقت آنے پہ تمھارے کن کن چیزوں کو اپنے قبضے میں لے لیتی ہوں" اپنے ہاتھ کو مٹھی کی شکل دیئے وہ مسکرائی۔ڈائمنڈ رنگ سے زیادہ چمک اس وقت اسکی آنکھوں میں تھا۔

-------☆-------

صبح ناشتہ کرنے کے بعد گیارہ بجے اس نے بازار کا رخ کیا۔اپنے لیئے، باباجان، بوا اور مجتبی کے لیئے اس نے اچھی شاپنگ کی۔جب لوٹ کر گھر آئی تو بہت خوش نظر آرہی تھی۔

"یوں اچانک کدھر کو چلی؟ خبر تو کر دیتی" بوا کچن میں دوپہر کا کھانا بنائے صورت سے مخاطب تھی۔

"شاپنگ کی، کچھ اپنے لیئے، کچھ آپکے اور باباجان کے لیئے اور.. مجتبی سر.. مجتبی سر

کے لیئے بھی "مجتبی کا نام لے کر نا جانے کیوں وہ بلش کر گئی۔

"چلو اچھا کیا میری بچی۔ یہ بتا کنول کے لیئے کچھ لیا کہ نہیں؟"

"ارے ہاں بتانا بھول ہی گئی، کنول کے لیئے بھی چند گفٹس لیئے۔ امید ہے اسے پسند آجائیں"

"بہت اچھا کیا بیٹا اب جا کر مجتبی بیٹے کو اسکے نئے کپڑے دکھاو"

"میں؟"

"ہاں اور کون؟ جاد کھا۔ گھبرامت۔ اسے اچھے لگیں گے "بوا صورت کے فیلنگز سے انجان اسے تسلی دے رہی تھی۔ وہ شاپنگ بیگز لیئے اپنے کمرے کے دروازے تک آئی (جہاں اب مجتبی رہ رہا تھا) دروازہ کھلا ہوا تھا اور مجتبی کا رخ دوسری طرف تھا۔

"آئی کانٹ بلیو آپ لاہور آ گئیں ہیں.... اوہ، چلو اچھا ہوا میں بھی چند دن پہلے ہی یہاں آیا ہوں "صورت دروازے پہ کھڑی اسکا انتظار کرنے لگی کہ جب وہ فون رکھ لے تب ہی وہ انٹر ہو ورنہ ایسے میں مجتبی ڈسٹرب ہو جائے گا۔

"ہاں کیوں نہیں.. میری جان بلائے اور میں نا آوں؟ impossible" یہ سن کر

صورت کو دھچکا لگا۔

"ہمم ہاں آج ایک ہلدی کا فنکشن اٹینڈ کرنے کا سوچ رہا تھا بٹ اٹس او کے، آپ سے بڑھ کر بھلا کچھ ہے میرے لیئے؟"صورت کے دل میں یہ الفاظ خنجر کا وار کر گئے۔

"ہاں بابا ہاں لنچ آپ کے ساتھ ہی کرونگا اور اسکے بعد لاہور کے بازار کا بھی چکر لگائیں گے، یہاں لاہور آنے کا میرا پہلا اتفاق ہے"اور باقی کیا باتیں ہوئیں نہیں معلوم۔ صورت چپ چاپ وہاں سے ہٹ گئی۔ہال جاتے ہوئے اسکے کانوں میں اب بھی مجتبی کے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے۔اسے وہ ریسٹورنٹ والی لڑکی یاد آگئی۔

آخر کون ہے یہ لڑکی جس سے مجتبی یوں چھپ چھپ کے ملتا ہے۔وہ اس لڑکی کو کیسے یوں آسانی سے بھول بھال گئی۔اور وہ جو کچھ مجتبی کی آنکھوں میں ہوتا ہے وہ کیا ہے؟ اپنی سوچوں میں بری طرح گھری وہ کچن تک آگئی۔

"ارے مجتبی بیٹے کو اسکے کپڑے نہیں دکھائے؟"بوا اسکے ہاتھوں میں شاپنگ بیگز دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"شاید واش روم میں تھے۔مجھے نظر نہیں آئے۔آپ ہی انہیں دیجیئے گا"یہ کہہ کر اس

نے شاپنگ بیگز وہی ڈائننگ ٹیبل پہ رکھ دیئے اور اپنے بیگز لیئے بوا کے کمرے میں گھس گئی۔

---------☆----------

شام وہ ہلدی کا فنکشن اٹینڈ کرنے کنول کے گھر آ گئی۔ اورنج کلر کا سیدھا سادہ سا لان ڈریس پہنے وہ کافی حسین دکھ رہی تھی۔ لڑکیوں کے واویلا مچانے پر ساجدہ آنٹی نے انہیں صرف ایک ہی اسپیکر کی اجازت دی جس پہ دھیمی والیم سے ہلدی کا کوئی گانا چل رہا تھا۔ ہانی کولڈ ڈرنک کے دو گلاس لیئے صورت کے پاس آ گئی۔ ایک گلاس صورت کو تھما کے وہ گویا ہوئی۔

"یہ کیا منہ بنا کے بیٹھی ہو؟ بور ہو رہی ہو کیا؟" صورت کے دلسوز حسین چہرے کو دیکھ کے وہ پوچھنے لگی۔

"نہیں تو۔ بس ایسے ہی" وہ کھوئی کھوئی لگ رہی تھی۔

"اوہ، سمجھ گئی" یہاں وہاں نظر دوڑانے کے بعد ہانی نے شوخی سے کہا۔

"کیا؟"

"آج تمھارے 'وہ' نظر نہیں آرہے اس لیئے یوں دیوداس بنی ہونا" اسکے کان میں سرگوشی کرکے وہ شرارت سے بولی تو صورت کے صبر کا پیمانہ جیسے لبریز ہوگیا۔

"کیا فضول باتیں کررہی ہو ہانی؟ بنا سوچے سمجھے بولنے کی عادت تمھاری اب تک نہیں گئی" ہمیشہ دھیمے بولنے والی لڑکی کا یہ رد عمل دیکھ کر ہانی ایک دم سے گھبرا گئی۔

"ریلکس ریلکس صورت۔ میں صرف مزاق کررہی تھی۔ پلیز آہستہ سے بولو باقی متوجہ ہورہے ہیں" وہاں تین چار لڑکیوں کا گروپ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ صورت بھی کچھ سنبھل گئی۔

"میں واش روم ہوکے آتی ہوں ایکسکیوز میی" اپنی آنکھوں کی نمی چھپائے وہ معذرت کرکے وہاں سے چلی گئی اور ہانی الجھن سے اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

--------☆--------

"صورت بیٹا، ٹی وی کو چھوڑ، آکر کھانا کھالے" بوا ٹیبل پہ ڈنر لگارہی تھی۔

"بوا مجھے بھوک نہیں ہے" اس نے وہی سے چلا کر جواب دیا۔

"میں بھائی صاحب کو کھانا اور دوائی دینے جارہی ہوں تم آکے کھانا کھالو بیٹا ضد نہیں

کرتے" یہ کہہ کر جب بوا نے دیکھا کہ صورت اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہو رہی تو بابا جان کے ڈنر کاٹرے پکڑے وہاں آ گئی۔

"گڑیا، مجتبی وہاں اکیلے بیٹھا منتظر ہے۔ میں بھائی صاحب کے کمرے میں جا رہی ہوں۔ اب وہ اکیلے کھانا کھاتے اچھے نہیں لگیں گے۔ ہمارے مہمان ہیں نا"

"بوا، بابا جان کا ٹرے مجھے دے دیں آپ جا کر مجتبی سر کے ساتھ ڈنر کر لیں"

"میری جان صورت۔ ضد کیوں کر رہی ہو؟ ایسے تو کبھی نہیں کرتی، اپنی بوڑھی بوا کو تنگ مت کرو۔ چلو اٹھو ورنہ ایک کھینچ کے ماروں گی" اور چار ناچار وہ اٹھ کے ڈائننگ ٹیبل پہ آ گئی۔ بلیک کلر کا سادہ سا سوٹ اور بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنائے وہ سادگی میں بھی سندر دکھ رہی تھی۔ اسکے ملائی جیسے رنگت پر بلیک کلر کافی جچ رہا تھا۔ مجتبی کا صورت پر اپنی نظریں ہٹانا مشکل لگ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے ڈونگے سے اپنے لیئے سالن نکال رہی تھی۔

"آپکے خریدے ہوئے سوٹس مجھے کافی پسند آئے۔ تھینک یو سو مچ مس صورت"

"اٹس اوکے" مختصر سا جواب دیئے وہ نوالے توڑنے لگی۔ مجتبی کو اسکا لہجہ کافی بدلا بدلا

محسوس ہوا۔

"ایکچیولی کچھ ضروری کام کی وجہ سے آج فنکشن اٹینڈ نہیں کر پایا۔ پر ہاں، واپسی پہ میں نے ساجدہ آنٹی والوں کے لیئے اور دلہن کے لیئے گفٹس لیئے۔ بوا کو کہیئے گا کہ آپکو دکھائے" کھانا کھاتے ہوئے وہ بول رہا تھا۔ آج اسکے چہرے کی چمک بتا رہی تھی کہ وہ 'کسی' سے مل کر کافی خوش تھا۔ صورت کو سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔ اسکے چہرے کی اڑی رنگت دیکھ کے مجتبی پریشان ہو گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" صورت نے بڑی دقت سے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے تو نہیں لگ رہا۔ یہ لیں پانی پی لیں" اسے اپنے ہاتھوں سے پانی پلاتے ہوئے جب اسکی نظر صورت کے لہو رنگ آنکھوں پہ پڑی تو وہ بری طرح چونک گیا۔ ان نظروں میں لاکھوں شکوے، ہزاروں گلے تھے پر؟

پر کیوں؟

کل تک سب صحیح چل رہا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ جو کچھ اسکے دل میں صورت کے لیئے ہے وہ صورت کے دل میں اسکے لیئے بھی موجود ہے پھر آج یوں اچانک ایسا

کیاہو گیا..؟

دو گھونٹ لیکر وہ کرسی پیچھے دھکیل کر اٹھ گئی۔اسے وہاں سے یوں خاموشی سے جاتے دیکھ کر مجتبیٰ ہاتھ میں گلاس لیئے بوا کے کمرے کے جانب دیکھتارہا۔

---------☆---------

اگلے دن وہ بہت اہتمام سے تیار ہوئی۔آج مہندی کی رسم تھی۔ گزشتہ رات اس نے آنکھوں میں آنسو لیئے بتائی، پر اگلے دن تک اس کا من کافی ہلکاہو گیا۔آج مہندی کے رسم کے تناسبت سے اسے پیلے یاہرے رنگ کا سوٹ پہننا چاہیئے تھا پر اس نے اپنے لیئے بلیک اور میرون فینسی ڈریس لیا تھا جس میں گولڈن کلر کا نفیس کام تھا۔بالوں کا خوبصورت جوڑا بنائے، جیولریز پہنے وہ آج ایک راجکماری سے کم نہیں دکھ رہی تھی۔ میک اپ بھی اس نے آج خلاف توقع ہیوی کیا تھا پر اس میں بھی نفاست تھی۔ غرضیکہ وہ آج بے حد حسین اور الگ دکھ رہی تھی۔رات دس بجے فنکشن اسٹارٹ ہونے کو تھی لیکن وہ نو بجے آگئی۔بوا سے یہ جھوٹ بول کر آئی کہ ساجدہ آنٹی نے کہلا بھیجا ہے کہ وہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے آجائے کچھ کام پڑے ہیں۔در حقیقت وہ مجتبیٰ سے بھاگ رہی تھی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اسکے ساتھ آجائے۔ صبح سے وہ کمرے میں

بند پڑی تھی اور اب بھی سب سے نظر چھپا کر وہ آگئی۔ ہمیشہ سادگی میں رہنے والی صورت آج بہت سے لوگوں کے نظروں میں آگئی تھی۔ محلے کے لڑکے تو روز اول سے اس میں دلچسپی لیتے تھے پر اس نے بیچ میں جو سرد مضبوط دیوار کھڑی کی تھی وہ آج تک کسی بھی ایک لڑکے نے ہمت کر کے نہیں پھلانگی تھی۔ آج بھی لڑکے اسے اس روپ میں دیکھ کر سرد آہیں بھرتے گئے۔

"اوہو آج تو غضب ڈھا رہی ہو" ہانی یہ کہہ کر اسکے پاس آئی۔

"تم بھی کم نہیں لگ رہی ماشاءاللہ" آج ہانی کو صورت کا موڈ کافی خوشگوار لگ رہا تھا۔

"یار کہاں؟ لڑکے تو تمھیں دیکھ کر آہیں بھر رہے ہیں۔ مجھے تو ایک نظر کوئی دیکھتا نہیں"

"تمھارا مائنڈ بس لڑکوں میں ہی اٹکا رہتا ہے جھلی کہیں کی" اسکے کندھے پہ چپت مار کے صورت بولی۔

"صورت پیچھے والے چمن میں آجاو، مریم آپی بلا رہی ہیں" یسرا دور سے گلا پھاڑتے ہوئے بولی۔

"آرہی ہوں" وہاں جاکر دیکھا مریم آپی سے اسکا ڈیڑھ سالہ بچہ سنبھالا نہیں جارہا۔

"پلیز صورت معیز کو پکڑو مجھے میک اپ کرنی ہے پر یہ دو گھنٹے سے روئے جارہا ہے۔ اسے کچھ منٹ کے لیئے سنبھالو میں بس تیار ہو کے آئی"

"جی آپی دیں" اور معیز کو گود میں اٹھائے اسے خاموش کرانے لگی پر یہ لڑکا تو قسم کھا چکا تھا کہ چپ نہیں ہو نگا۔

"پلیز جانی چپ ہو جا" اسکا پیٹھ تھپتھپائے وہ اسے چپ کرانے کی سعی کرنے لگی۔ تب ہی معیز کی نظر صورت کے کانوں میں پہنے جھمکوں پہ پڑ گئی۔ وہ اپنے ننھے ہاتھ سے جھمکے سے کھیلنے لگا۔ صورت اسے یوں کھیلتے دیکھ کر مسکرائی۔

مجتبی جو دس منٹ پہلے ہی بوا کے ساتھ یہاں آیا تھا اور کب سے صورت کو ڈھونڈ رہا تھا اسے وہ پچھلے چمن میں دکھ گئی۔ پہلے وہ کچھ بے یقین سا ہو گیا پھر جب قریب آکر دیکھا تو بس، آنکھوں میں بے شمار محبت لیئے اسے دیکھتا رہا۔ آج وہ اس قدر حسین، پرکشش اور دلکش دکھ رہی تھی کہ مجتبی کو اپنے اندر اٹھتے بے لگام جذبوں کو قابو کرنا مشکل لگنے لگا۔ اسکی نظریں صورت کے چہرے پر بھٹک بھٹک سی رہی تھی۔ آج اسے شدت سے احساس ہونے لگا کہ وہ صورت کو جلد ہی اپنی زندگی میں شامل کرلے، اسے ہم سفر بنا

لے۔صورت اسکے وجود سے انجان معیز کے گال پہ کس کرنے لگی تو مجتبی کو ایک دم سے جیلسی ہونے لگی۔

"اہم اہم" کھانس کر اس نے صورت کو اپنی طرف متوجہ کیا۔صورت نے چونک کر بائیں طرف دیکھا تو مجتبی کو سامنے کھڑا پایا۔مجتبی اب بھی اسے جذب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کب آئے سر؟"

"کیوں؟آپ میرا انتظار کر رہی تھیں؟" گمبھیر لہجے میں اس نے پوچھا تو صورت کچھ چونک سی گئی۔اب وہ نا سمجھ نہیں تھی جو سامنے والے کے جذبات کی اسے خبر نا ہوتی۔

"نہیں وہ بس ایسے ہی...." اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی معیز پھر سے رونے لگا۔شاید اسے صورت کا خود سے توجہ ہٹنا برا لگا۔

"نہیں روتے جانی۔یہ دیکھو جھمکے۔پکڑو" اپنے دایاں رخ معیز کے سامنے کر کے اسے جھمکے دکھانے لگی۔مجتبی کو اس وقت اس بچے کی موجودگی کافی کھٹک رہی تھی۔

"لائیں اس کباب میں ہڈی کو مجھے دیں۔دماغ خراب کر رہا ہے" اسکے ہاتھوں سے اس

نے معیز کو چھین کر اپنے مضبوط بازووں میں تھام لیا۔ خلاف توقع معیز بھی خاموش ہو گیا۔

"وہ دیکھو ان دونوں کی جوڑی۔ ماشاءاللہ کس قدر مکمل لگ رہے ہیں اللہ پاک سدا خوش رکھے دونوں کو" کچھ فاصلے پہ کھڑی دو عورتیں مجتبی اور صورت کو میاں بیوی سمجھ کر نیک دعائیں دے رہے تھے۔ غالبا بچہ انکے ہاتھ میں دیکھ کر وہ دونوں یہ سمجھ بیٹھیں۔ یہ سن کر صورت سرخ پڑ گئی۔ مجتبی بھی سر جھکائے زیر لب مسکرانے لگا۔

"آپ جا کے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ معیز کو مجھے دے دیں" صورت نے ہاتھ بڑھا کر معیز کو لینا چاہا۔

"نہیں فی الحال یہ۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتا، بات ادھوری چھوڑ کر معیز کے گال کو دیکھنے لگا جہاں صورت کے ہونٹوں کا سرخ نشان تھا۔ اسکے نظروں کے تعاقب میں صورت کی نظر بھی جب بچے کے گال پر پڑی تو اپنے ہونٹوں کا نشان دیکھ کر شرمندہ سی ہو گئی۔

"اف اتنا ڈارک لپ اسٹک لگانے کی مجھے کیا ضرورت تھی۔ اس نشان سے زیادہ تو میرے اپنے لب نمایاں دکھ رہے ہونگے" من ہی من وہ خود کو کوسنے لگی پر مجتبی کے

اگلے رد عمل سے وہ بری طرح چونک گئی۔ مجتبیٰ نے اپنے لب بچے کے گال پہ کچھ اس زاویئے سے رکھ کر کس کر لیا جیسے اس نے بچے کے گال کو نہیں، صورت کے لبوں کے نشان کو چوم لیا ہو۔ صورت کے دل کی دھڑکنوں کا شور مجتبیٰ کے کانوں تک جیسے پہنچ گئی۔ وہ اسے یونہی گہری نظروں سے دیکھتا رہا۔ صورت کے ٹانگوں سے مانو جان ہی نکل گئی کہ وہ وہاں سے بھاگ لے۔ اسی بیچ مریم آپی وہاں آگئی۔

"اف بہت تنگ کیا نا تجھے اس شیطان نے جو اس بیچارے کو تھما دیا۔ لا مجھے دے "معیز کو مجتبیٰ سے لیکر وہ وہاں سے چلی گئی پر مجتبیٰ اب بھی صورت کو دیکھے جا رہا تھا۔ اسکی نظروں کا پیغام اور یہ شدت جذبات صورت کو بہت نروس کر رہی تھی۔ وہ من ہی من دعا کرنے لگی کہ کچھ ایسا ہو جائے جو وہ مجتبیٰ کے سامنے سے غائب ہو جائے۔ دو منٹ یونہی گزرنے کے بعد ہانی اسی طرف چلی آئی۔

"صورت کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تجھے، آجا مہندی کی رسم شروع ہو چکی ہے مہندی نہیں لگوانی کیا؟" مجتبیٰ کو ایک نظر دیکھ کر وہ صورت سے مخاطب ہوئی۔

"ہاں... ہاں ہاں چلتے ہیں" ہانی کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے وہ وہاں سے چلی گئی اور مجتبیٰ وہاں کھڑا صورت کی ارد گرد پھیلتی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا۔

-------☆--------

چونکہ گھر کے اندر مہمانوں کے لیئے زیادہ جگہ نہیں تھی تو محلے کی عورتیں باہر لان میں بیٹھی ہوئی تھیں اور نوجوان ٹولی گھر کے اندر موجود تھی۔ دلہن کے ہاتھوں میں مہندی لگنے کے بعد باقی لڑکیاں ہال میں بیٹھی ایک ایک کر کے ایک لڑکی سے مہندی لگوا رہی تھیں اور لڑکے کچھ دور بیٹھے لڑکیوں پہ جملے کس رہے تھے۔

"احمد بڑی زبان چل رہی ہے نا تیری۔ساجدہ آنٹی سے کہہ کر تمھیں اس گھر سے کیا؟ محلے سے ہی نکلواوں گی ہاں" یسرا سچ مچ ناراض ہو گئی۔

"ارے پھر تیرا ہاتھ مانگنے کیسے آوں گا؟" احمد کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"تجھ لنگور سے میری جوتی بھی شادی نا کرے" ان دونوں کی نوک جھونک سے باقی لطف اندوز ہو رہے تھے۔ مجتبیٰ کی نظریں کونے میں بیٹھی صورت پہ تھیں جو ہانی سے سرگوشی میں بات کر کے ہنسے جا رہی تھی۔اسے یوں دیکھتے ہوئے اچانک مجتبیٰ کے من میں ایک خوشگوار خیال آیا۔اس نے اپنے کرتے کے جیب سے پین نکالا اور آس پاس نظر دوڑانے کے بعد اسے ٹیشو باکس نظر آیا۔لڑکوں سے نظریں بچا کر اس نے ایک ٹیشو نکال کر اس میں کچھ لکھا اور وہاں ایک آٹھ سالہ بچی کو دیکر اسکے کان میں کچھ

کہا۔اس بچی نے وہ ٹیشو جا کر اس لڑکی کے ہاتھ میں تھمایا جو سب کے ہاتھوں میں مہندی لگا رہی تھی۔اس نے کچھ چونک کر ٹیشو میں لکھے سطروں کو پڑھا پھر بچی سے سوال پوچھا تو بچی نے مجتبی کی طرف اشارہ کیا۔لڑکی نے مجتبی کی طرف دیکھ کر مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا۔

"آجاو صورت مہندی لگوائیں"ہانی اسکا ہاتھ تھامے کھڑی ہوئی۔

"نہیں ہانی مجھے نہیں لگوانی"

"کیوں نہیں لگوانی ؟آج تم اس قدر حسین لگ رہی ہو۔ہاتھوں میں سندر ڈیزائن کی مہندی لگواو اور بھی پیاری لگو گی اٹھو اب"اور صورت بادل نخواستہ اٹھ کر اس لڑکی کے سامنے بیٹھ گئی۔لڑکی ہونٹوں پہ شرارتی مسکان لیئے اسے مہندی لگانے لگی۔

"کیا نام لکھوں آپکے ہاتھ میں ؟"

"کس کا نام ؟"

"جس کا نام یا نام کا پہلا حرف آپ لکھوانا چاہتی ہوں"لڑکی اسکے چہرے پہ کچھ کھوجنے لگی۔اسکے اس طرح کہنے پر صورت نے ایک نظر دور بیٹھے مجتبی کی طرف دیکھا پھر

جلدی سے نظریں چرائی۔

"نہیں۔کچھ بھی نہیں لکھوانی" یہ سن کے لڑکی بنا کچھ کہے مہندی لگانے لگی اور صورت دوبارہ ہانی کے ساتھ باتوں میں لگ گئی۔

"لگ گئی آپکے ہاتھوں میں مہندی"

"شکریہ" وہ سنبھل کر اٹھ گئی اور اسکی جگہ ہانی بیٹھ گئی۔صورت دوبارہ جا کر اپنے پہلے والے جگہ پر بیٹھ گئی۔اس نے سرسری سا جائزہ اپنے ہاتھوں پہ لگے مہندی کا لیا پھر سامنے متوجہ ہو گئی۔لڑکیاں سی ڈیز پکڑے ڈسک پلئیر کے پاس کھڑی تھی۔آج کچھ ناچ گانے کا انکا پروگرام تھا جس کے لیئے انہیں بمشکل ساجدہ آنٹی سے اجازت ملی۔ ساجدہ آنٹی اس شرط پہ مان گئی کہ چند ہی گانوں میں ڈانس پروگرام ہو بس، جو لڑکیاں بخوشی مان گئیں۔

"میں نے چن چن کے مہندی سانگز کے سی ڈیز لی ہیں جن جن سانگز پہ ہم نے ایک ہفتے سے ڈانس پریکٹس کی ہے" عائشہ باقی لڑکیوں کو بڑے تفاخر سے بتا رہی تھی۔احمد جو کچھ فاصلے پہ بیٹھے اپنے کان کھڑے کر کے ادھر ہی متوجہ تھا، قہقہے مار کے ہنس پڑا۔ باقی لڑکے حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔چونکی تو عائشہ بھی تھی پر اسے لگا کہ شاید اپنے

ہی کسی بات پہ ہنسا ہو۔

"تو کیوں گلا پھاڑے ہنس رہا ہے؟ پھر سے ٹھمکے لگانے کو بے چین ہے؟" اسفند نے گھور کے اس سے پوچھا۔

"ارے نہیں پاگل تو نہیں ہو گیا تو؟ اس دن انہوں نے ہم سے ٹھمکے لگوائے نا آج دیکھ انکے ساتھ کیا ہوتا ہے"

"کیوں تو نے کچھ گڑ بڑ کی ہے کیا؟"

"ارے تو بس دیکھتا جا اور مزے لے" احمد شیطانی ہنسی ہنسا تو لڑکے بھی پروگرام کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میری پیاری پیاری حسین سہیلیوں اور یہاں وہاں پڑے لنگوروں السلام علیکم" یسرا جو ہوسٹنگ کر رہی تھی۔ اسکے یوں سلامتی بھیجنے پر جہاں لڑکیاں کھی کھی کرنے لگیں وہی لڑکوں نے بینگن جیسا منہ بنایا۔

"چونکہ آج مہندی کی رسم ہے تو ہم نے کچھ سانگز پہ ڈانس پروگرام بنایا ہے۔ امید ہے ہماری جان سے پیاری دلہن کنول کو یہ پرفارمنس ہمیشہ یاد رہے"

"بالکل بالکل کیوں نہیں" احمد نے بیچ میں ٹانگ اڑائی۔

"اور ہمارا بڑاپن دیکھیئے کہ ہم نے گلی کے اوچھے لفنگے لوفروں کو بھی مہندی پہ بلوایا ہے ورنہ بے چاروں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں" یہ سن کر لڑکیوں نے باقاعدہ قہقہے لگانے شروع کیئے۔

"تو آرہی ہے ہم سب کی پیاری عائشہ بی بی" تالیاں ہر سوں گونج گئیں۔ احمد تو کھڑے ہو کر تالیاں بجانے لگا۔ لڑکے اچنبھے سے اسے دیکھنے لگے۔ عائشہ اٹھلاتی ہوئی اسٹیج پر آئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک...

دو...

تین...

دوست دوست نا رہا...!

پیار پیار نا رہا...!

عائشہ یہ گانا سن کر ایک دم بوکھلائی۔ یہ کیا گانا چالو ہو گیا۔ لڑکیاں بھی ایک دوسرے کو

ہونقوں کی طرح دیکھنے لگیں اور لڑکوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

"دوسری سی ڈی لگا جلدی" فوزیہ بے چاری نے جلدی سے دوسری سی ڈی لگائی۔

تم تو ٹھہرے پردیسی...

تم تو ٹھہرے پردیسی...

ساتھ کیا نبھاؤ گے...

"یہ کیا واہیات گانے چل رہے ہیں" عائشہ اب اسٹیج سے اتر کے ڈسک پلئیر کے پاس آگئی۔ لڑکوں نے سیٹی مار مار کے اودھم مچالیا۔ مجتبیٰ یہ سین ہنس ہنس کر کافی انجوائے کر رہا تھا۔

"ہو نا ہو یہ تم لفنگوں کی کارستانی ہے کیوں؟" یسرا لڑاکا عورتوں کی طرح لڑکوں کی طرف بڑھ گئی۔

"ہاااائے میں ڈر گیا، کوئی چھپالو مجھے" احمد کی آسکر ایوارڈ والی ایکٹنگ شروع ہوگئی۔

"شرافت سے ہمیں ہمارے سی ڈیز دے دو" عائشہ سچ مچ غصے سے بھر گئی۔

"بتایا تھا نا ایسا کچھ کروں گا کہ یاد رکھو گے تم سب۔ کیسے تم سب کا پروگرام کرکرا کر دیا

نا"

"دو ہمارے سی ڈیز ورنہ ساجدہ آنٹی کو بلائیں گے"

"تم لڑکیوں کی دھمکی ساجدہ آنٹی پہ ہی ختم ہوتی ہے۔لو اپنے سڑے ہوئے سی ڈیز پر....."

"پر کیا؟"

"ہم بھی ناچیں گے"

"کیا۔؟؟؟؟؟؟ چلو ہٹو تم سب۔ہمارا پروگرام زہر کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہو؟"

"پھر بھول بھال جاو اپنے سی ڈیز کو"

"افف" آخر کار لڑکیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔تو لڑکوں نے بھنگڑا ڈال دیا۔سب لڑکے لڑکیوں نے ناچنا شروع کر دیا۔

صورت نے ہاتھوں میں لگی مہندی جب خشک محسوس کی تو دھونے کے غرض سے اٹھ گئی پر اگلی نگاہ ہاتھوں پہ پڑتے ہی وہ ساکت ہو گئی۔اسکے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر پھولدار لڑیوں کے بیچ' M 'لکھا تھا۔

"M?"

وہ چونک گئی۔

"پکا یہ ہانی کی ہی شرارت ہو گی۔ لڑکی سے کہہ کر یہ حرف لکھوایا ہو گا۔ سدھرے گی نہیں یہ۔ جلدی جا کر دھو لیتی ہوں" واش روم جا کر وہ اپنے ہاتھ کو صابن سے رگڑنے لگی پر مہندی کا رنگ اس قدر گہرا آیا تھا کہ وہ تھک ہار کر رک گئی۔ واش روم سے نکل کر اسکا رخ لان کی طرف تھا پر اچانک جیسے اسکے چلتے قدم زمین نے جکڑ لیئے۔ پلٹ کے دیکھا تو مجتبی اسکے دوپٹے کا کنارہ پکڑے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کہتے ہیں مہندی کا گہرا رنگ محبوب کے گہری چاہت کا اشارہ ہوتا ہے" دو قدم آگے بڑھ کر وہ اسکے قریب آیا۔

"دکھائیں اپنے ہاتھوں کی مہندی"

"جی؟" صورت آج مجتبی کے اس بے باک روپ پر حیرت زدہ تھی۔

"مہندی دکھائیں مس صورت" یہ سن کر صورت نے کچھ سوچ کر دایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔

"اور دوسرا ہاتھ؟"

"وہ...اسکا ڈیزائن کچھ خاص نہیں ہے" لرزتے لہجے میں اس نے وضاحت دی۔

"ڈیزائن خاص نہیں یا 'M' خاص نہیں" یہ سن کر صورت نے چونک کے مجتبی کو دیکھا۔اسکی آنکھوں میں تو محبتوں کا جہاں آباد تھا۔صورت ایک دم بلش کر گئی۔وہ وہیں کھڑے مضطربانہ انداز میں اپنا نچلا لب کاٹنے لگی۔

"یہ ظلم ان پہ مت ڈھایئے" مجتبی کا واضح اشارہ اسکی لب پر تھا۔

"افف آج تو یہ دیوانے ہو گئے ہیں" صورت یہ سوچ کر باقاعدہ کانپنے لگی تو مجتبی کو اسکی معصومیت پہ ترس آگیا۔وہ مسکرا کر وہاں سے ہٹ گیا اور صورت کی رکی ہوئی سانس بھی بحال ہو گئی۔

--------☆--------

رات کے ڈھائی بجے جب وہ تینوں گھر میں داخل ہوئے تو باباجان کے کمرے سے باتوں کی آوازانہیں سنائی دی۔صورت جلدی سے باباجان کے کمرے میں انٹر ہوئی تو سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر خوشی سے ایک دم اچھل پڑی۔

"ریحان" یہ کہہ کر جس رفتار سے وہ ریحان کی طرف بڑھی مجتبیٰ کو پیچھے دروازے پر کھڑے یہ خدشہ ہو گیا کہ وہ اسے گلے ہی نا لگا لے پر وہ ایک قدم کے فاصلے پر اسکے پاس آ کے ٹھہر گئی۔

"کب آئے تم؟ اطلاع نہیں دے سکتے تھے؟" اسکے کندھے پر چپت مار کے صورت نے اسے جھڑکا۔ بابا جان دونوں کو یوں دیکھ کر مسکرائے جا رہے تھے پر مجتبیٰ کو ان دونوں کی بے تکلفی ایک آنکھ نہیں بھائی۔

"ہائے میرا بیٹا آ گیا ہے" بوا تیزی سے روم میں انٹر ہو کے ریحان کے گلے لگ گئیں۔ وہ چاروں لوگ ایک فیملی لگ رہے تھے اور مجتبیٰ وہاں خود کو غیر ضروری سمجھنے لگا۔

"کہاں سے آئے ہو آپ سب؟ ماموں جان کو تنہا چھوڑ کے کہاں گئے تھے ہاں؟"

"شادی والے گھر سے آئے ہیں" اسی دوران ریحان کی نظر دروازے پہ کھڑے مجتبیٰ پر پڑی تو وہ ہکا بکا رہ گیا۔

"مجتبیٰ؟؟ ادھر ہمارے گھر میں؟" وہ من ہی من حیران ہوا۔

"بیٹا ان سے ملو یہ صورت کے باس مجتبیٰ ہیں۔ اور بیٹا یہ تمھارے بوا کے فرزند ریحان

ہیں" باباجان نے دونوں کا تعارف کروایا۔ مجتبی نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔

"بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر مجتبی صاحب "ریحان نے بڑے گرمجوشی سے اسکا ہاتھ دبایا پر آگے سے بالکل سرد رویہ تھا۔اسکا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔اسکی آنکھوں میں باباجان کو رقابت کی جلن واضح طور پر محسوس ہوئی۔وہ دھیمے سے مسکرائے۔

"میں گرما گرم چائے بنا کے لاتی ہوں تب تک آپ سب بیٹھ کر گپ شپ کر لیں" صورت بولی۔

"آپ لوگوں کو چائے پینی ہیں تو بنالیں۔میں اور ماموں جان نے چند منٹ پہلے ہی چائے پی لی"

"لگتا ہے اب ہمیں آرام کر لینا چاہیئے،رات کافی ہو گئی ہے"صورت کا یوں چائے آفر کرنا مجتبی کو نا جانے کیوں ناگوار سا لگا۔

"مجتبی بیٹا بالکل صحیح کہہ رہا ہے۔ہم سبھی کو اب آرام کر لینا چاہیئے" باباجان نے اسکی تائید کی۔

"اچھا چلیں شب بخیر ماموں جان۔اور تو چٹکی، تجھ سے تو کل اچھے سے مل لوں گا"

ریحان نے صورت کا گال کھینچ کر کہا۔ مجتبی کے تن بدن میں جیسے آگ لگ گئی۔ اتنی بے شمار چاہت کے باوجود آج تک اس نے صورت کو مزاق میں بھی ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اور یہ ریحان کی بے تکلفی۔ اور ستم ظریفی یہ کہ صورت کو فرق بھی نہیں پڑ رہا تھا۔ غالبا دونوں ہی بچپن سے کافی کلوز ہیں۔ وہ لمبے ڈگ بھر کر بنا کچھ کہے وہاں سے نکل گیا۔ اور کوئی محسوس کرے نا کرے پر بابا جان نے اسکی جیلسی کافی محسوس کی۔

"بچپن سے لیکر اب تک ویسا ہی ہے۔ بالکل بھی نہیں بدلا۔ جنہیں ٹوٹ کر چاہتا ہے انکی بے توجہی اسے برداشت نہیں ہوتی۔ آج اسکی آنکھوں میں جلن دیکھ کر میں اچھے سے سمجھ گیا کہ وہ میری بیٹی کو کس شدت سے چاہتا ہے" بابا جان من ہی من خود سے ہم کلام ہوئے۔

---------☆---------

اگلے شادی کے دن وہ اکھڑا اکھڑا سا تھا۔ آج وہ دانستہ طور پر اپنے لائے ہوئے قیمتی تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔ صورت کو یہ بات کافی چبھی کہ اسکے خریدے ہوئے کپڑوں میں سے اس نے کیوں نہیں پہنا تھا۔ ہلدی والا سوٹ بھی دھرا رہ گیا کیونکہ اس نے وہ فنکشن اٹینڈ ہی نہیں کیا۔ اور آج وہ اپنے لائے ہوئے برانڈیڈ سوٹ میں ملبوس

تھا۔ہاں صرف کل ہی مہندی کے فنکشن پہ اس نے صورت کا خریدا ہوا سوٹ پہنا تھا۔
لڑکیاں تو آج اسے اس شہزادے والے روپ میں دیکھ کر بری طرح گھائل ہو گئیں۔
لڑکے بھی آج اسکے پر سنلٹی سے مرعوب ہوئے۔

ریحان بھی آج شرکت کرنے آیا تھا۔ محلے کے آنٹیوں کا تو وہ فیورٹ تھا۔سب ہی اس
سے حال احوال پوچھ رہے تھے۔ریحان کے علاوہ آج باباجان بھی آئے ہوئے تھے۔
مجتبیٰ پورا ٹائم انہیں کے پاس تھا۔

"بیٹا تم جاو باقی لڑکوں کے پاس میں یہاں ٹھیک ہوں"

"نہیں انکل آئم گڈ، میں آپکے پاس ہی ٹھیک ہوں۔وہاں لوگوں کے پاس جا کر کیا
کرنا" مجتبیٰ کا لہجہ خود بخود تلخ ہو گیا۔

"کیا بات ہے میرا بچہ؟ کل سے روٹھے روٹھے لگ رہے ہو؟"

"جس سے روٹھا ہوں اسے ذرہ بھر فرق نہیں پڑ رہا" وہ اپنے آپ بڑبڑایا۔

"کچھ کہا بیٹا؟"

"نہیں انکل وہ بس ایسے ہی" اسی بیچ صورت اپنا ڈریس سنبھالتے وہاں آگئی۔

Aqua کلر کے فراک سوٹ میں وہ آج بھی سب سے حسین دکھ رہی تھی۔

"سوری باباجان آپکو تنہا چھوڑ کے اپنے سہیلیوں سے ملنے چلی گئی۔ چلیں آجائیں وہاں چمن میں جاتے ہیں"

"انکل تنہا نہیں ہیں۔ میں انکے پاس ہوں۔ آپ جائیں اپنے سہیلیوں سے 'فرصت' سے ملیں" مجتبی کا لہجہ کافی کڑوا تھا۔ وہ کہیں سے بھی نارمل نہیں لگ رہا تھا۔ صورت کو تو مجتبی کا رویہ صبح سے ہی سرد لگ رہا تھا۔

"ہاں میری گڑیا، تم جاوانجوائے کرو" یہ سن کر صورت بنا کچھ کہے خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔ کچھ ہی دیر بعد کھانا لگ گیا۔ مجتبی نے اپنے اور باباجان دونوں کے لیئے کھانا لیا اور کھانا کھاتے خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

پھر اسکے چند گھنٹوں بعد رخصتی کا وقت آن پہنچا۔ ڈھیر ساری دعاوں کے ساتھ کنول رخصت ہو گئی۔ پھر وہ سبھی لوگ گھر واپس آ گئے۔ چائے پینے کے بعد ریحان سبھی سے مخاطب ہوا۔

"کراچی سے کچھ تحفے لیکر آیا ہوں آپ سب کے لیئے" اپنا بیگ روم سے لاکر اس نے

سینٹر ٹیبل پر رکھ دیا۔ مجتبیٰ وہاں خود کو مس فٹ محسوس کرنے لگا تو اٹھ گیا۔

"ارے مجتبیٰ صاحب آپ بیٹھیں تو سہی، آپکے لیئے بھی کچھ نا کچھ اس زنبیل سے نکلے گا۔ کیوں ماموں جان؟" ہلکے پھلکے انداز میں وہ مجتبیٰ کے بعد بابا جان سے مخاطب ہوا۔

"بالکل صحیح کہا بیٹا۔ مجتبیٰ بیٹے تم بیٹھو" یہ سن کر چار و ناچار وہ بیٹھ گیا۔ البتہ چہرے کے تاثرات ایک دم سپاٹ تھے۔ صورت کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ماموں جان یہ لیں آپ کے لیئے یہ شاندار شال لیکر آیا ہوں"

"بہت اچھا ہے بیٹا۔ شکریہ"

"اور امی، آپکے لیئے یہ ہینڈ بیگ لیکر آیا ہوں۔ وہ پرانا ہینڈ بیگ اب استعمال کرنے کے قابل نہیں رہا، پہلی فرصت میں کوڑے دان میں اسے پھینک دیجیئے"

"کیوں پھینکوں؟ اب اتنا بھی پرانا نہیں ہوا۔ دو تین مہینے تو اس سے کام چلا لوں گی پھر کچھ سوچوں گی" بوا کو اپنے عزیز ترین ہینڈ بیگ کے پھینکنے کی بات بالکل پسند نہیں آئی۔

"اور یہ واچ مجتبیٰ صاحب آپکے لیئے۔ یہ دراصل میں نے اپنے لیئے لی تھی پر اگر آپ پہنیں گے تو مجھے دل سے خوشی ہوگی" اس نے اس قدر اخلاق اور اپنے پن سے اسے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واچ پیش کیا کہ وہ انکار نہیں کر پایا اور خاموشی سے اس سے واچ کا ڈبہ لے لیا۔

"اور میرے لیئے؟ آپ تو مجھے بھول گئے ہیں نا؟" صورت نے خفگی سے پوچھا۔

"اوہ شٹ، مجھے یاد ہی نہیں رہا چٹکی" ماتھے پہ ہاتھ مار کر وہ افسوس کرنے لگا۔ اس سے پہلے کہ صورت پاوں پٹختی ہوئی وہاں سے واک آوٹ کرتی، ریحان نے جلدی سے اسکی کلائی پکڑ کے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔ یہ بے تکلف منظر مجتبی کے دل پہ گھونسے کی طرح لگا، اپنے مٹھیاں بھینچے وہ یہ ناقابل برداشت منظر دیکھنے لگا۔

"اپنی چٹکی کو میں کیسے بھول سکتا ہوں بھلا؟ خود کو بھول سکتا ہوں پر تجھے نہیں۔ یہ لو پیکٹ اور خود کھول کر دیکھو" صورت نے پیکٹ پکڑ کر بڑے ایکسائٹمنٹ سے کھول کر دیکھا تو تقریبا چیخ پڑی۔

"واوو ریحاااان، غرارہ سوٹ" پیکٹ سے ایک بہت ہی خوبصورت اسکن کلر کا غرارہ سوٹ جھلک رہا تھا۔

"ییسسس، غرارہ سوٹ۔ تمھیں ایسے سوٹس بہت پسند ہیں نا...!"

بہت بہت بہت زیادہ۔ تھینک یو سو مچ ریحان" مجتبی سے اور دیکھا سنا نہیں گیا۔

"میں سونے جارہاہوں۔سر بھاری بھاری ساہے۔اور ہاں تھینکس ریحان صاحب فار دس گفٹ۔شب بخیر" یہ کہہ کر وہ وہاں سے فوراچلا گیا۔

---------☆---------

رات کے تین بج رہے تھے۔وہ اب بھی بے چینی سے روم میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔تب ہی اسکی نظر سائڈ ٹیبل پہ پڑے صورت کے فوٹو فریم پر پڑی۔اس نے عقیدت سے وہ تصویر اٹھائی۔

" کبھی آکر اس دیوانے سے اسکا حال دل پوچھ لو۔صورت میں تمھیں پورے شدتوں سے چاہتاہوں۔اور اس مہندی والے رات کے بعد سے اس چاہت میں اور بے شمار اضافہ ہواہے۔پر اب ریحان کا جھکاو تمھاری طرف محسوس کر رہاہوں۔اور بوا..؟انکی آنکھوں میں وہ دیکھ رہاہوں جو میں اپنی مام کے آنکھوں میں تمھارے لیئے دیکھنا چاہتا ہوں۔میں یہاں آیا ہی اسی مقصد سے تھا کہ جلد معاملات طے کروں گا پر شاید کچھ دیر کردی میں نے۔مجھے پہلے بوا کے سامنے اپنی بات رکھنی ہوگی" یہ خود سے کہہ کر بھی وہ کئی ساعتیں تصویر ہاتھوں میں لیئے صورت کو دیکھتا رہا۔

---------☆---------

اگلے دن ریحان نے سب کو باہر گھومنے پھرنے کا آفر دیا۔ بوا کے ٹانگوں میں چونکہ یہ چند دن کنول کی شادی کی مصروفیت کو لیکر درد تھا تو اس نے سہولت سے منع کر دیا۔ مجتبی نے بھی معذرت کرلی۔ دراصل اسے یہ سنہرا موقع لگا بوا سے اکیلے میں بات کرنے کا پر یہ الگ بات تھی کہ دونوں یعنی صورت اور ریحان کے ایک ساتھ تنہا جانے پر مجتبی کے دل کے بستی میں آگ لگ گئی۔

جب وہ دونوں نکل گئے تو کچھ ہی دیر بعد مجتبی نے دو کپ کافی بنائی۔

"ارے بیٹا آپ نے کیوں تکلف کی؟ مجھے بتادیا ہوتا"

"آپ کی ٹانگوں میں درد ہے۔ اتنے دن شادی کی مصروفیت کے بعد سے آج آپ کو کچھ آرام کا موقع ملا ہے، سوچا اپنے ہاتھوں کی بنی کافی آپ کو پلاوں"

"شکریہ میرا بچہ" دونوں کافی پی کر ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئے پھر مجتبی اصل مدعے پہ آگیا۔

"اب تو کنول کے شادی کو دیکھ کر آپ کو مس صورت کے شادی کا خیال آیا ہوگا"

"ہاں بیٹا اب تو وہ بھی بائیس سال کی ہوگئی ہے۔ پڑھ لکھ چکی، گھرداری بھی خوب جانتی

ہے سلیقہ شعار ہے۔اب اسکے ہاتھ پیلے کرنے کو من کہتا ہے"

"پھر...آپ کی نظر میں کوئی ہے؟"دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے یہ سوال پوچھا۔

"بیٹا میرا تو یہ دل کہتا ہے کہ اسے آج ہی اپنی بہو بنالوں"یہ سن کر مجتبی کے ہاتھ سے مگ چھوٹتے چھوٹتے بچ گیا۔

"اچھا"

"ہاں بیٹا پر کسی کے زندگی کا یہ اہم فیصلہ ہے۔یہ تو ریحان اور صورت ہی فیصلہ لیں گے۔بھائی صاحب کو اگر معلوم ہو جائے تو امید ہے کہ انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔دونوں ہی بچپن سے ساتھ پلے بڑھے ہیں۔ہاں دونوں کی عمر میں آٹھ سال کا واضح فرق ہے۔جب ریحان آٹھ سال کا تھا تب صورت اس دنیا میں آئی پر دونوں کے بیچ کافی دوستی ہے۔ہاں شادی کا فیصلہ تو دونوں کے حق اور مرضی سے ہو گا۔جو دونوں چاہتے ہیں وہی ہو گا"اور یہ تو مجتبی مر کر بھی سوچنا نہیں چاہتا تھا کہ اسکی محبت پہ کسی اور کا حق آجائے۔اپنی ساری ہمت مجتمع کر کے وہ گویا ہوا۔

"ریحان آپ کا بیٹا ہے اور مس صورت کو آپ نے ایک ماں بن کر پالا ہے تو آف

کورس، دونوں کے فیوچر کو لیکر آپ نے صحیح سوچا ہو پر...!"

"پر کیا بیٹا؟"

"آپ مجھے نہیں جانتیں، آئی مین مس صورت کے باس ہونے کے علاوہ میری ایسی کوئی بات نہیں جس سے آپ واقف ہوں پر ابھی کے لیئے مجھے ایک بیٹا سمجھ کر میری بات آرام سے سن لیجیئے" اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے مجتبی نے بولا۔

"جی میرا بچہ۔ کہو..!"

"بات یہ ہے کہ.. کہ میں.....میں مس صورت کو بہت پسند کرتا ہوں" یہ سن کر بوا کو دھچکا لگ گیا۔ جب وہ چند سیکنڈز بعد شاک سے نکلی تو دھیرے سے اپنا ہاتھ مجتبی کے ہاتھ سے نکالا۔ پر یہ محسوس کرنے کے باوجود مجتبی آج پیچھے ہٹنا نہیں چاہتا تھا، اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

"آیکچیولی 'پسند' لفظ بھی شاید کم پڑ جائے پر مجھے آپ سے یہ لفظ کہنا زیادہ مناسب لگا۔ میں اسی سلسلے میں ہی یہاں آیا ہوں۔ میں نے اس بارے میں سب سے پہلے آپ سے بات ڈسکس کرنا سہی سمجھا۔ اگر آج مس صورت کی ماں زندہ ہوتیں تو شاید سب سے

پہلے انہیں سے بات کرتا" بوا ہنوز چپ تھی۔جب کئی منٹ خاموشی کے نذر ہو گئے تو وہ آہستہ سے گویا ہوئیں۔

"میں آپ کے جذبات کی قدر کرتی ہوں بیٹا۔آپ نے مناسب طریقے سے اپنی بات رکھی پر یہ بات اگر آپکے والدین آکر باقاعدہ طریقے سے بھائی صاحب سے کرتے تو زیادہ مناسب رہتا۔اسکے بعد فیصلہ صورت بیٹی کے ہاتھوں ہوتا کہ وہ اپنے لیئے شریک حیات کس کو چنتی ہے"

"میرے ڈیڈ کے علم میں یہ بات ہے اور وہ بالکل راضی ہیں۔رہی میری مام کی بات تو فی الحال وہ کسی نتیجے پہ نہیں پہنچیں۔وہ تھوڑی سی شش و پنج کا شکار ہیں۔آپ میرا یہ پرپوزل مس صورت تک پہنچا دیجیئے کیونکہ میں نے آج تک اس سے اظہار محبت نہیں کیا۔میرے دل میں انکے لیئے بے حد احترام ہے اور وہ ان سب کی لائق بھی ہیں،اس لیئے آج تک میں یہ جرات نہیں کر پایا" چند ساعتیں یونہی گزریں پھر بوا گویا ہوئیں۔

"صورت میری بہو بنے یہ خواب میں چند سال سے دیکھ رہی ہوں۔چند سال اس لیئے کہوں گی کیونکہ میری نظر میں میرے ریحان کے لیئے کوئی اور تھی پر شاید میں نے اونچے خواب دیکھے تھے،اپنی اوقات سے بڑھ کر۔تو اب میں صورت اور ریحان کو

ایک ساتھ دیکھ کر خوش ہوتی ہوں لیکن... فیصلہ صورت بیٹی کا ہی ہو گا۔وہ جس کے ساتھ خوش رہے اسکی خوشی میں میری خوشی ہے۔پر پہلے میں ریحان سے بات کرنا چاہوں گی۔اگر اسکے دل میں صورت کے لیئے وہی جذبات ہوئے جو آپ کے دل میں ہے تو دونوں کا پیغام صورت بیٹی کو پہنچادوں گی۔آگے جو اسکا فیصلہ ہو"

"آپ کا بہت بہت بہت شکریہ بوا"

"جیتے رہو بیٹا۔اللہ پاک سدا خوش رکھے" اسکے سر پر ہاتھ رکھ کے بوا اسے دعائیں دینے لگی۔

---------☆----------

رات وہ کٹوری میں گرم تیل لیئے ریحان کے کمرے میں آئی۔

"امی آپ اس وقت؟ آجائیں" ریحان جو بیڈ پہ بیٹھا لیپ ٹاپ پہ کچھ دیکھ رہا تھا، اپنی ماں کو دیکھ کر لیپ ٹاپ بند کر کے سائڈ پہ رکھ دیا۔

"مہینوں مہینوں بعد آتے ہو بیٹا۔اور یہ تیرے سر پہ خشکی کتنی بڑھ گئی ہے۔سوچا تھوڑا سر مالش کر دوں" بوا یہ کہہ کر اسکے پاس بیٹھ گئی۔

"ہاں میری جان سے پیاری امی، کیوں نہیں۔آپ مالش کریں" یہ کہہ کر وہ بیڈ سے اتر کے نیچے قالین پر بیٹھ گیا اور بوا بیڈ پہ بیٹھی اسکے سر پہ تیل لگاتی رہی۔

"بس بیٹا اب آ ادھر بیٹھ اپنی امی کے پاس" یہ سن کر ریحان انکے پاس بیٹھ گیا۔اتنا تو وہ سمجھ گیا کہ ضرور اس کی امی کوئی اہم بات ڈسکس کرنے آئی ہیں۔

"بیٹا جب جب تو آتا ہے تجھ سے تیری شادی کے بارے میں بات کرتی ہوں تب تو ٹال جاتا ہے پر اس بار میری باتیں پوری سن کے اپنے مستقبل کے لیئے کوئی اچھا سا فیصلہ لینا"

"دراصل میں بھی اس متعلق آپ سے بات کرنا چاہتا تھا" موقع اچھا تھا۔ریحان کو بھی آج کلئیر لی بات کرنا تھا۔

"کہو بیٹا"

"آپ پہلے کہیں آپ پہلے بات کرنے آئیں ہیں امی" بوا کے لیئے اتنا ہی بہت تھا کہ ریحان اس بار ٹالنے کے بجائے کچھ کہنے سننے کو مان گیا تھا۔

"بیٹا میں چاہتی ہوں کہ اب تمھاری شادی دیکھ ہی لوں۔اب ماشاءاللہ سے تو تیس سال

کا ہو گیا ہے۔پہلے ہی دیر کر چکے ہو۔اور تیری ماں کے زندگی کا کیا بھروسا؟"

"امی اب ایسا کہہ کر کیوں اپنے لاڈلے کو ایموشنل بلیک میل کرنا چاہتی ہیں"

"چپ بدمعاش" اسکے سر پہ چپت مار کر بوا نے اپنی بات جاری رکھی۔

"بیٹا میری نظر میں ایک بہت ہی پیاری، معصوم اور خوش اخلاق لڑکی ہے۔اگر تیری مرضی ہو تو بات آگے چلائیں؟"

"اور وہ محترمہ ہیں کون؟"

"ہمارے گھر کی ہی بچی ہے۔صورت"

"اہییییی؟؟؟؟" ریحان کو جیسے صدمہ لگ گیا۔اسکے چہرے کے یہ تاثرات دیکھ کر بوا کو تعجب ہوا۔

"کیوں بیٹا؟ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"امی آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا؟صورت؟؟امی وہ میری چٹکی ہے۔وہ ننھی سی تھی جب میں نے اپنے انہیں بازوؤں میں اسے اٹھایا تھا۔میں اسے اپنی چھوٹی بہن مانتا ہوں"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا شادی سے پہلے سب بہنیں ہی ہوتی ہیں"

"پر امی ہمارے بیچ عمر کو لیکر بہت فرق ہے آپ بھول گئیں ہیں کیا؟ آٹھ سال چھوٹی ہے مجھ سے۔ وہ بھی مجھے بھائی کے نظر سے دیکھتی ہے"

"پھر.... تیری طرف سے انکار ہے؟"نا جانے کیوں بوا کو دکھ سا ہوا۔

"ہاں امی کیونکہ اسکے پیچھے بھی ایک اور بہت بڑی وجہ ہے"

"کوئی لڑکی پسند کر آئے ہو؟"بوا نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اگر آپ حوصلے سے سنیں گی تو آپ کو سب کچھ بتا دوں گا"

"کہو"

"امی....امی میں تین سال پہلے ہی شادی کر چکا ہوں"ریحان نے بوا کے سر پہ بم پھوڑ دیا۔

"کیا؟؟؟؟؟؟؟؟؟"بوا ایک دم کھڑی ہو گئی۔ کٹوری اسکے گود سے گر کے زمین پہ لگی۔

"امی پلیز ریلکس ہو جائیں آپ، میری بات پوری سن لیں"

"تین سال؟؟؟؟ تین سال پہلے شادی کر چکے ہو۔اور مجھے اب بتارہے ہو؟"بوااب بھی پھٹی پھٹی نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔

"امی خدا کے لیئے آپ سنیں تو سہی"ریحان نے انکا ہاتھ کھینچ کرانہیں اپنے پاس بٹھایا۔

"تب ہی توٹالتارہاجب جب یہ بوڑھی ماں شادی کے لیئے اصرار کرتی رہی"

"امی پلیز ہاتھ جوڑتاہوں میری بات سمجھیں۔وہ بس یوں سمجھیں ایک ایمر جنسی ہو گئی تھی جوانافاناشادی کرلی بناآپ لوگوں کواطلاع کیئے"اسکے یوں ہاتھ جوڑنے پہ وہ کچھ نرم پڑگئی پر چہرے پہ اب بھی واضح خفگی دکھ رہی تھی۔کچھ وقت خاموشی میں گزر گیا پھر وہ گویاہوئی۔

"کون ہے وہ لڑکی؟"

"شادی کا کہہ کر آپکاجوردعمل دیکھ لیااب ڈررہاہوں لڑکی کانام سن کر آپ واویلانا مچائیں"یہ سن کر بواچونک گئی۔

"یعنی..؟میں جانتی ہوں اسے؟کون ہے وہ؟"

"امی....میں نے..میں نے اپنے بچپن کی محبت سے شادی کرلی ہے"ریحان نے

دوسرا دھماکہ کر دیا۔بوا منہ پہ ہاتھ رکھے اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

"ہاں امی۔آپ تو جانتی ہیں نا۔میری بچپن کی محبت کون ہے"

"یہ کیا غضب کر دیا تونے بیٹا؟شادی کرنے سے پہلے ایک بار اپنے ماموں جان کا نہیں سوچا؟اور وہ تجھے ملی کیسے؟؟ہم نے تو ان سے سارے رابطے ہی ختم کر دیئے تھے۔بیٹا ایک بار نہیں سوچا کہ انکے والدین نے تیرے ماموں جان کے ساتھ کیا کیا؟"بوا افسوس سے اسے دیکھنے لگی۔

"پر اس میں اس بیچاری کا کیا قصور امی؟"

"اور اسکے والدین؟؟وہ کیسے مان گئے؟؟یا....یا وہ بھی ہماری طرح بے خبر؟ہائے میرے خدایا۔یہ تو نے کیا غضب کر دیا ہے ریحان؟جانتے بھی ہو؟؟"اور اسکے بعد ریحان نے جو انکشافات کیئے وہ ایک ایک کر کے بوا کے ناتواں وجود پہ پہاڑ بن کر گرے۔

----------☆----------

اگلے دن صبح مجتبی کافی عجلت میں دکھائی دے رہا تھا پھر جب بوا نے اسکا بیگ پیک دیکھا

تو چونک گئی۔

"بیٹا یہ کیا..؟ آپ کا بیگ..؟ کہاں جا رہے ہو..؟"

"بوا کل میری ماں کی وڈیو کال آئی تھی۔ان کا ایک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے" مجتبی بہت فکر مند دکھ رہا تھا۔

"یا اللہ خیر، کیسے یہ حادثہ پیش آیا؟ اور اب کیسی ہیں آپ کی ماں؟"

"انہیں چوٹیں تو کافی آئی ہیں۔میں نے موقع دیکھتے ہی کل رات ار جنٹلی فلائٹ بک کروائی"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اللہ پاک انہیں مکمل ٹھیک کریں آمین۔بیٹا نیچے آ صورت ناشتہ لگا رہی ہے"

"بوا میں آل ریڈی لیٹ ہو چکا ہوں، اور دیر کرنا مناسب نہیں رہے گا۔ہاں آپ سے جو بات کل کی تھی اسکا کیا ہوا؟" مجتبی کچھ سننے کے لیئے بے قرار تھا۔

"بیٹا، ریحان کو اسکے اور صورت کے رشتے سے اعتراض ہے۔اسے شادی نہیں کرنی صورت بیٹی سے کیونکہ اسکا کہنا ہے کہ ان دونوں کی عمر میں بہت فرق ہے" یہ سن کر مجتبی کو خوشی کے ساتھ ساتھ کافی حیرت بھی ہوئی کہ وہ کیسے اس غلط فہمی کا شکار ہو گیا

کہ ریحان کے دل میں صورت کے لیئے کوئی خاص جذبہ ہے۔اس نے من ہی من میں اللہ پاک کا شکر ادا کیا۔

"میں انکل سے آج موقع دیکھتے ہی بات کر لیتا پر وہ ابھی آرام کر رہے ہیں اور مجھے ابھی فورا نکلنا بھی ہے۔آپ پلیز میرا پیغام ان تک پہنچا دیجیئے گا پر اس سے پہلے مس صورت سے ڈسکس کرنا ضروری ہو گا۔انشاءاللہ انکل کے سرجری پہ میں ضرور آوں گا۔جب وہ مکمل صحتیاب ہوئے تب ہی اپنے پیرنٹس یہاں لے آونگا"

"اللہ پاک آپ کی ہر دلی مراد پوری کرے بیٹا" دونوں روم سے نکل گئے۔کچن کے پاس مجتبی رک کر اجازت طلب نظروں سے بوا کو دیکھنے لگا۔بوا کے مثبت اشارے پر وہ کچن میں داخل ہو گیا۔

"سر..؟؟آپ یہاں..؟؟"صورت رف سی حلیئے میں ناشتہ بنا رہی تھی۔لائم کلر کے سوٹ میں بالوں کی ڈھیلی پونی بنائے وہ اس روپ میں بھی سدا کی حسین دکھ رہی تھی۔ مجتبی بھی اوور کوٹ اور جینز پہنے فریش اور تیار لگ رہا تھا۔

"مس صورت۔ایک ایمرجنسی کو لے کر میں آج اسلام آباد کے لیئے نکل رہا ہوں۔بوا سے میں نے بات کی ہے،جس مقصد کے لیئے یہاں آیا تھا وہ سب ان سے گوش گزار

کرلیااب...اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا" یہ سن کر صورت نے گھبرا کے نظریں جھکالی۔وہ شاید ایک دم سے یہ سب مجتبی سے ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی۔

"اور رہی انکل کی سرجری تو میں ضرور آوں گا۔جو ہیلپ چاہیئے ہو بلا جھجھک مجھے انفارم کیجیئے گا۔ہمارے نمبرز ایک دوسرے کے پاس سیف ہیں" توے پر جلتے پر اٹھے کی دونوں کو خبر نہیں ہوئی۔وہ چند گھڑی ایک دوسرے کی دنیا میں کھوئے رہے۔ صورت سر جھکائے بے چینی سے ہاتھ مسل رہی تھی۔مجتبی نے دو قدم مزید اسکی طرف بڑھایا تو اس نے گھبرا کر جلدی سے نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں ان گنت محبت کے دیے جل رہے تھے۔

"مجھے آپ کا جواب 'ہاں' میں چاہیئے۔میں آپ پر دباو نہیں ڈال رہا لیکن..." وہ کھل کر بول بھی نہیں پا رہا تھا۔ان دونوں کی محبت اس قدر پاکیزہ تھی کہ لفظوں یا ردعمل کی محتاج نہیں تھی۔آنکھیں ہی آنکھوں کو پیام دے دیتی تھیں۔

"اللہ حافظ،اور ہاں آپ کے روم سے کچھ چرا کر لے جارہا ہوں" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اسکے گھر سے نکلتے ہی صورت دوڑی بھاگی اپنے کمرے میں داخل ہوگئی۔یہاں وہاں نظر دوڑایا تو سائڈ ٹیبل سے اسکی تصویر غائب تھی۔

دل تو تیرا اچرالیا صنم

اب اپنی تصویر اپنے پاس رکھ کر کیا کرو گی؟

----------☆----------

پیلس پہنچ کر سیدھے وہ شائستہ کے روم میں گیا۔ماتھے پر پٹی اور ہاتھ میں آرم سلنگ پہنے وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔

"السلام علیکم مام" وہ چھوٹے بچوں کی طرح دوڑتا ہوا اپنے مام کے پاس آکر اسکے گلے لگ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وعلیکم السلام میرا بیٹا، آ گئے تم آخرکار"

"مام آپ ٹھیک تو ہیں؟ یہ حادثہ کیسے پیش آیا؟ میں بہت پریشان ہو گیا کہ جلد از جلد آپ کے پاس آ جاوں"

"بیٹا یو نو جب جب میں خود ڈرائیونگ کرتی ہوں تب کچھ نا کچھ انہونی ہو ہی جاتی ہے"

"آپ کو میں اور ڈیڈ کتنی دفعہ منع کرتے ہیں کہ ڈرائیور ساتھ لے جائیں پر آپ کو تو ایڈونچرز کی پڑی ہے" یہ سنتے ہی شائستہ نزاکت سے ہنسی۔تب ہی نبیل کمرے میں

آ گیا۔

"اوہ السلام علیکم السلام علیکم" نبیل گرمجوشی سے مجتبی سے گلے ملا۔

"وعلیکم السلام ڈیڈ کیسے ہیں آپ؟"

"فٹ اینڈ فائن میرا بیٹا کیسا ہے؟ چہرے کی چمک تو بتا رہی ہے کہ کچھ فتح کر کے آئے ہو" یہ کہہ کر نبیل نے ایک نظر شائستہ پہ ڈالی جس نے نخوت سے سر جھٹکا۔

"ڈیڈ بس آپ کی دعائیں چاہیئے" دونوں باپ بیٹے کا یوں باہم پیار دیکھ کر شائستہ اگلے منصوبہ کا سوچنے لگی۔

---------☆---------

شام ریحان بابا جان کو لیکر نزدیکی پارک گیا تھا اور صورت اپنے چھوٹے سے لان میں بوا کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی۔

"بیٹا، تیرے مستقبل کو لیکر تجھ سے ایک بات کرنی ہے" یہ سن کر صورت کے ہاتھ میں چائے کا کپ لرز اٹھا۔ وہ سمجھ گئی بوا کیا کہنا چاہتی ہے۔

"بیٹا اب ماشاءاللہ سے تم بائیس کی ہو گئی ہو۔ اپنے قدموں پہ کھڑی ہو چکی ہو۔ بھائی

صاحب کے سرجری کے بعد تیرے ہاتھ پیلے کرنا چاہتی ہوں "صورت ہنوز سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔

"تیری مرضی جاننا چاہتی ہوں۔ کیا تو میری بہو بنے گی؟" یہ سن کر صورت کے ہاتھ سے کپ چھوٹ کر فرش پہ لگ کے چکنا چور ہو گیا۔ بوا بھی کچھ چونک سی گئی۔

"کیا ہوا بیٹا؟" صورت ہونقوں کی طرح بوا کو دیکھنے لگی۔

"کیوں بیٹا تیرے دل میں کوئی ہے؟" بوا اسکی جھکی نظروں میں کسی کا عکس ڈھونڈنے کی سعی کرنے لگی۔

"بولو نا بیٹا..!" اور صورت کو لگا کہ اگر آج وہ اپنے لیئے فیصلہ نہیں لے پائی تو شاید کبھی نہیں لے پائے گی۔

"بوا...وہ..."

"جی بیٹا بولو"

"وہ...میں.." یہ کہہ کر اسکے آنسو چھلک پڑے۔

"ارے کیا ہوا پگلی؟ او فو بیٹا یہ رونا دھونا بند کردو..! پتہ نہیں مجتبیٰ بیٹے نے تجھ میں کیا

دیکھ کر پسند کیا۔ایک دم ڈرپوک اور جھلی ہو تم" یہ سن کر صورت کرنٹ کھا کر بوا کا چہرہ دیکھنے لگی۔اسکے اس طرح دیکھنے سے بوا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اف میری پاگل سی بچی۔آادھر آجا میرے پاس" اسے اپنے سینے سے لگا کر وہ گویا ہوئی۔

"تمھاری ماں نہیں پر ماں جیسی ہوں۔ تمھیں مجھے پہلے ہی بتا دینا چاہیئے تھا کہ تم مجتبی بیٹے کو پسند کرتی ہو۔اچھا ہوا اس بے چارے نے مجھے خود بتایا۔بیٹا وہ ہر معیار سے تیرے لائق ہے۔امیر کبیر خاندان سے ہے،پڑھا لکھا وجیہہ مرد ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ تجھے بے حد چاہتا ہے"صورت اس سے الگ ہو کر اپنے آنسو پونچھنے لگی۔

"میں چاہتی ہوں بھائی صاحب کے سرجری کے بعد جلد از جلد تم دونوں کا رشتہ جڑ جائے"

"پر...انکے والدین..؟"

"اولاد کی خوشی دیکھ کر وہ ضرور مان جائیں گے میری جان۔اور بھلا تجھ میں کیا کمی ہے جو انکار کر دیں گے وہ لوگ۔مانا کہ ہم متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں پر تیری شادی پہ

ہم ہر ارمان پورے کریں گے" اور صورت دوبارہ انکے گلے لگ گئی پر بوا...!

انکے من میں مجتبی کے والدین کو لیکر اب بھی خدشات تھے۔

----------☆----------

تین ہفتے گزر گئے۔ شائستہ نے آرم گارڈ پہننا چھوڑ دیا تھا پر اب بھی وہ ہلکا لنگڑا کر چلتی تھی۔

"خدا کے لیئے اب اپنا یہ ڈرامہ بند کردو" اسے یوں لنگڑا کر چلنے پر نبیل نے اسے بری طرح سے جھڑک دیا۔

"کونسا ڈرامہ؟" ایک ابرو اچکا کر شائستہ نے پوچھا۔

"ایکسیڈنٹ اگر تمھیں پیش آتا تو کاریوں صحیح سلامت نہیں ہوتی۔ تم ٹوٹ پھوٹ گئی اور گاڑی کو ایک اسکریچ تک نہیں آئی؟ آمیزنگ" تالیاں بجاتے ہوئے اس نے شائستہ کی اداکاری کو داد دی۔

"اپنے بھولے بیٹے کو بے وقوف بنا سکتی ہو پر مجھے نہیں" یہ کہہ کر وہ اپنے لیپ ٹاپ پہ متوجہ ہوئے اور شائستہ اسے تیکھی نظروں سے دیکھتی رہی۔

--------☆----------

کئی دنوں سے وہ میم شائستہ کو کال ملا رہی تھی پر فون لگتا ہی نہیں تھا۔ بوا نے اسے کہا بھی کہ مجتبی کو کال کر کے اسکی ماں کا حال چال پوچھ لے پر وہ ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔ آج بوا نے اسے اچھی خاصی جھڑک پلائی تو بہت ساری ہمت مجتمع کر کے اس نے کال ملائی۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں اکیلی تھی۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

"ہیلو السلام علیکم" مجتبی کی آواز سن کر اسکی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی۔

"وعلیکم السلام سر"

"شکر اتنے دنوں بعد یاد فرمایا آپ نے مس صورت۔ کیسی ہیں آپ؟"

"جی الحمداللہ۔ وہ دراصل میم شائستہ کا حال پوچھنے کے لیئے فون کیا۔ کیسی ہیں وہ؟"

"واہ بھئی واہ۔ ایک پل میں دل توڑ دیا۔ مجھے تو اتنی خوشی ہوئی کہ مجھے یاد فرمایا جا رہا ہے مگر یہاں تو..!" یہ سن کر صورت نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی۔

"میرا بھی حال دل پوچھیئے"

اف یہ تو پھر سے شروع ہو گئے۔

چند گھڑی خاموشی میں گزر گئے۔فون پہ اسے مجتبی کی چلتی سانسوں کی آواز آرہی تھی۔

"بوا نے آپ سے بات کی؟"

"جی..؟کس بارے میں سر"اور سامنے سے مجتبی کے ہنسنے کی ہلکی سی آواز آئی۔وہ سمجھ گیا کہ صورت جان بوجھ کر ٹال رہی ہے۔

"چلیں رہنے دیں اس بات کو۔مجھے آپ سے کچھ اسپیشل کہنا ہے۔انتہائی اسپیشل۔ذرا غور سے سنئیے گا"مجتبی کے گمبھیر آواز سے وہ صحیح معنوں میں گھبرا گئی۔

NEWERAMAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"i . . ."

اور صورت کان سے دور کر کے بڑی بڑی آنکھوں سے فون کو دیکھنے لگی۔(اف اللہ)

"i . . . . "

اور صورت نے بنا سنے فون جلدی سے کاٹ دیا۔دل تھا کہ سینے سے نکلنے کو مچل رہا تھا دوسری طرف فون کاٹنے پر مجتبی اپنا موبایل گھورتا رہا۔

"اب بندہ آئی مس یو بھی نہیں بول سکتا؟کمال ہے بھئی۔مس صورت کی شرماشرمی تو

مجھے مار ہی ڈالے گی"

----------☆----------

زبیدہ قریشی کے توسط سے اسے معلوم ہو گیا کہ صورت کے فادر کی سرجری دو دن بعد ہو رہی ہے۔اب اسے جلد اپنے اگلے منصوبے پہ عمل کرنا تھا۔ملازم سے کہہ کر اس نے مجتبی کو ہال میں بلا لیا۔

"جی مام"

"بیٹا، نیازی صاحب کا فون آیا ہے لینڈ لائن پہ۔تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔ہولڈ پہ ہے جا کر بات کرو"

"میرے موبایل پہ کیوں کال نہیں ملائی انہوں نے؟"

"مے بی تمھارا نمبر انکے پاس نا ہو؟"

"او کے مام آئی ول بی بیک" اور وہ فون لینے چلا گیا۔اسکا موبایل ٹیبل پہ پڑا دیکھ کر شائستہ نے اٹھایا۔ہوم بٹن دبانے پر پاسورڈ مانگا۔

"پاسورڈ تو ایک ہی ہو سکتا ہے" یہ سوچ کر اس نے SOORAT ٹائپ کیا اور

فون ان لاک ہو گیا۔

"اوہ سو گڈ" نخوت سے اس نے وٹس ایپ کھولا۔ اسکے اور صورت کے بیچ کوئی کنورسیشن نہیں ہوئی تھی۔ اس نے صورت کا وٹس ایپ اور کانٹیکٹ نمبر، دونوں بلاک لسٹ میں ڈال دیئے اور ایک انجانا نمبر صورت کے نام پہ سیو کر لیا۔ یہ سب وہ عجلت کے بجائے اتنے آرام سے کر رہی تھی کہ جیسے موبایل کسی اور کا نہیں اسکا اپنا ہی ہو۔ اپنا یہ گھناونا کام سرانجام دینے کے بعد اس نے موبایل اسی زاویئے سے رکھ لیا جیسے مجتبی چھوڑ گیا تھا۔ چند منٹ بعد وہ آکر صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"کیا بات چیت ہوئی بیٹا؟"

"ایک امپورٹنٹ میٹنگ کے لیئے انہوں نے جرمنی بلایا ہے، اسپیشلی مجھے۔ بٹ مام، میں جرمنی نہیں جا سکتا"

"کیوں نہیں جا سکتے؟ کیا پرابلم ہے؟"

"مام میرا ان دنوں یہاں ہونا زیادہ ضروری ہے مجھے بھی یہاں ایک پرسنل کام ہے"
اس نے صورت کے باباجان کی سرجری کا دانستہ طور پر نہیں بتایا کہ مبادا اسکی مام پھر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے کوئی ہنگامہ کھڑا نا کر دے۔

"تم ہمارے اکلوتے بیٹے ہو مجتبی۔ یہ بزنس ایمپائر ہم نے اتنے آسانی سے کھڑا نہیں کیا۔ خون پسینہ لگا ہے ہمارا۔ پھر تم آئے ہمارے زندگیوں میں۔ ہم نے تم سے بہت ساری امیدیں وابستہ کی ہیں۔ اور تم ہر امید پہ کھڑے اترے۔ ایجوکیشن کمپلیٹ ہوتے ہی کم عمری میں اتنا بڑا بزنس سنبھالا۔ جانفشانی سے کام کیا۔ ہمارا بزنس ترقی کرنے لگا۔ لیکن...! اب محسوس ہو رہا ہے کہ تم چند مہینوں سے اپنے ذمہ داریوں سے بھاگ رہے ہو"

"نو مام نیور۔ میں نہیں بھاگا۔ آیکچیولی یہ کچھ مہینے میں نے خود کو ٹائم دیا ہے۔ آپ اسے بھاگنا نہیں کہہ سکتیں مام" مجتبی کو شائستہ کی 'بھاگنے' والی بات کافی بری لگی۔

"مے بی۔ پر مجھے ویسا ہی لگا جیسے بتایا۔ اب جرمنی میں اس حال میں جانے سے تو رہی۔ ٹریولنگ کے لیئے ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے۔ اور تمھارے ڈیڈ کس کس چیز کو سنبھالے۔ تم جرمنی نہیں جاوگے تو بھلا کون جائے گا؟" اور مجتبی یہ سن کر حقیقی معنوں میں مجبور ہو گیا۔ اس نے صورت اور بابا جان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انکے مشکل وقت میں انکے ساتھ ہو گا اور اب..؟

"پھر؟ کیا سوچا..؟ اگر میٹنگ کینسل کر دی تو بہت بڑی ڈیل ہاتھ سے جائے گی بیٹا اور تمھارے ڈیڈ کو بھی بڑا دکھ ہو گا" کچھ سوچنے کے بعد وہ ہار مان گیا۔

"جی مام، میں کل کے کل ہی نکلوں گا اگر فلائٹ ملی تو۔ انشاءاللہ"

" Thank you so much my son. God bless you"

"پر مام"

"جی بیٹا"

"جب میں واپس آیا تو آپ سے کچھ مانگوں گا اور آپ پرامس کریں کہ آپ مجھے وہ دیں گی" مجتبی ملتجیانہ نظروں سے اپنی مام کو دیکھنے لگا۔

"آف کورس بیٹا۔ میں نے کبھی تمھیں کچھ دینے سے منع کیا ہے کیا..؟" وہ ماں تھی۔ اچھے سے اپنے بیٹے کی بات کا مفہوم سمجھ رہی تھی۔

"آپ پرامس کریں"

"ہاہاہا پرامس بیٹا۔ اگر وہ چیز تمھارے 'لائق' ہوئی تو ضرور دوں گی" اور 'لائق' لفظ مجتبی کو انتہائی ناگوار لگا۔ وہ اچھے سے سمجھ گیا کہ اسکی مام اسکے دل کی ہر بات سے باخبر

تھی تب ہی اس نے وعدہ بھی گھما پھرا کر اپنے حق میں کیا۔

"اوکے مام۔ تھینکس" بجھے دل کے ساتھ وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور شائستہ اسے فاتحانہ نظروں سے دیکھتی رہی لیکن..

لیکن...

لیکن وہ اس بات سے انجان تھی کہ اگر وہ سچے من سے وعدہ کر بھی لیتی تو اسے پورا کبھی نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ وہ..

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ...

وہ آج اپنے بیٹے کو آخری بار دیکھ رہی تھی۔

ہاں....

آخری بار...

---------☆---------

بابا جان کو ہسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا۔ پرسوں ہی انکا آپریشن ہونا تھا۔ ضروری ادویات لینے کے بعد بوا صورت سے گویا ہوئی۔

"ریحان کو انافانا کراچی جانا پڑا۔وہ یہاں ہوتا تو دل کو ڈھارس ہوتی"

"کوئی بات نہیں بوا کل تک شاید آجائے۔میں بینک جا کر اپنے اکاونٹ سے پیسے نکلوا لیتی ہوں۔ناجانے ہاسپٹل اسٹاف کب پیسے جمع کرنے کو کہے"

"ہاں میری جان صحیح کہہ رہی ہو۔تو جا میں یہاں بھائی صاحب کے پاس ہوں"اور صورت ہسپتال سے باہر آ کے پبلک بس پہ چڑھ گئی۔اسٹاپ پہ اترنے پر وہ پیدل بینک تک چلی گئی۔اسکے اکاونٹ میں جتنا اماونٹ تھا وہ سارا کا سارا نکالنا چاہتی تھی پر آگے سے جو جواب اسے سننے کو ملا،اسکے پیروں سے زمین کھسکنے کو کافی تھا۔

"میم آپ کے اکاونٹ میں فقط تین ہزار روپے ہے"

"کیا...؟"صورت کا ماتھا پسینے سے تر ہو گیا۔

"یس میم"

"پر میں نے ایک ہفتے پہلے تک اکاونٹ سے چند پیسے نکالے پر تب تو کافی بڑی رقم تھی میرے اکاونٹ میں۔تو اب ایسے کیسے؟آپ پھر سے چیک کیجیئے پلیز"

"میم ہم نے ہر طرح سے چیک کیا ہے تب ہی آپ کو مطلع کر رہے ہیں"اور صورت

کے لیئے اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔وہ فاصلے میں رکھے ایک بینچ پر گر سی گئی۔غائب دماغی سے وہ ویسے ہی پڑی رہی پھر کچھ سوچ کر اس نے میم شائستہ کا نمبر ملایا۔ان چند دنوں کی طرح آج بھی فون نہیں لگا۔چند گھڑی بعد اس نے زبیدہ قریشی کا نمبر ملایا۔اسکا نمبر بند ملا۔

"یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے" وہ اب کانپنے لگی۔چند گھڑی سوچنے کے بعد ہمت کر کے اس نے مجتبی کو کال ملائی پر ادھر بھی فون نہیں لگ رہا تھا۔اب وہ صحیح معنوں میں بری طرح پھنس گئی۔

"مجھے..مجھے پیلس کے لینڈ لائن پہ فون کرنا چاہیئے۔ہاں..ہاں یہ صحیح رہے گا" کانپتے ہاتھوں سے اس نے فون ملایا۔چند منٹ بعد ایک ملازم نے فون اٹھایا۔صورت کے جان میں جان آگئی۔

"ہیلو۔جی کون؟"

"جی میں صورت ہوں۔میم شائستہ کی امپلائی۔میم شائستہ سے بات کروائیں"

"کون میم شائستہ؟اور صورت کون؟آپ نے رانگ نمبر ملایا ہے"

"جی..؟؟ یہ حیات پیلس کا ہی لینڈ لائن نمبر ہے..!"

"یہ کوئی حیات پیلس نہیں ہے میم رانگ نمبر" یہ کہہ کر ملازم نے فون رکھ کر شائستہ کی طرف دیکھا۔

"گڈ جاب" وہ تکبر سے مسکرائی۔اور اپنے موبایل سے کسی کو میسج کرنے لگی۔

"ویری گڈ۔نہایت اچھے سے تم نے اپنا کام سرانجام دیا ہے۔پیسے جلد تمھیں مل جائیں گے"

"تھینک یو میم۔اور کوئی قانونی کام..سوری غیر قانونی کام کرانا ہو تو بندہ حاضر ہے(شیطانی ایموجی)" آگے سے میسج پڑھ کر شائستہ ہولے سے مسکرائی۔

اور یہاں...

صورت کی حال غیر ہونے لگی۔کیسے وہ بینک سے بس اسٹاپ تک آئی،کیسے وہ ہسپتال تک خود کو گھسیٹ کر لائی یہ صرف وہ اور اسکا خدا ہی جانتا تھا۔بوا کو اسکے سفید پڑتے چہرے سے ہول اٹھنے لگی۔

"کیا ہوا بیٹا؟" اور جو کچھ صورت نے بتایا وہ بوا کے ناتواں جسم پہ کرنٹ بن کر گرا۔

"یہ کہہ کیا رہی ہو تم؟"

"بوا صحیح کہہ رہی ہوں۔ہم بری طرح سے پھنس چکے ہیں"

"اللہ نا کرے۔ایسے بد شگونی کی بات مت کرو۔اللہ پاک مسبب الاسباب ہے وہ کوئی راہ ضرور نکالیں گے"صورت باقاعدہ رونے لگ گئی۔

"بیٹا حوصلہ رکھ۔ہم بنا وقت ضائع کیئے آج ہی اسلام آباد کے لیئے نکلتے ہیں"

"اسلام آباد؟"بھیگی پلکوں سے اس نے بوا کو تعجب سے دیکھا۔

"ہاں بیٹا اسلام آباد۔ہم جا کر تیرے میم مجتبی کی ماں سے بات کرتے ہیں۔تمھیں ان سے چالیس فیصد ایڈوانس لینا تھا نا۔جا کر لے لیتے ہیں اور بینک اکاونٹ کا مسلئہ بھی بتا دیتے ہیں۔وہ بڑے لوگ ہیں۔کچھ نا کچھ حل نکال ہی دینگے"صورت اب بھی شش و پنج کا شکار تھی۔

"بیٹا پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔ہمیں جلد نکلنا ہے۔لگ بھگ چار گھنٹے بعد پہنچ ہی جائینگے"

"پر بوا...چار گھنٹے بعد؟؟شام ہو جائے گی"

"مجبوری ہے بیٹا، ہمارا جانا بہت ضروری ہے۔ جتنی جلدی پیسوں کا انتظام ہوا تنا بھلا"

ہسپتال سے گھر آکر انہیں ناچاہتے ہوئے بھی کافی دیر ہوگئی۔ کچھ پیسے اکھٹے کرنے کے بعد دونوں لاہور سے روانہ ہوگئے۔

لیکن...

لیکن وہاں جاکر کتنی تلخ حقیقتوں کا ان دونوں کو سامنا کرنا ہوگا وہ اس بات سے بالکل انجان تھے۔

--------☆--------

طوفانی رات:

کافی کوشش کے باوجود بھی وہ دونوں آدھی رات بارہ بجے پیلس پہنچ گئے۔ ملازمہ نے صورت کو پہچان کر انہیں ہال میں بٹھایا۔ بوا آس پاس نظریں دوڑا رہی تھی۔ اگر کوئی اس سے آکر یہ کہتا کہ یہ محل جنت کے محلوں میں سے ایک ہے تو وہ آنکھ بند یقین کرلیتی۔ یہ پیلس تھا ہی اتنا شاندار۔

"پلیز آپ میم شائستہ کو بلائیں۔ جانتی ہوں یہ مناسب وقت نہیں ہے پر ہمارا ان سے

ملنا بے حد ضروری ہے" ملازمہ یہ سن کر چلی گئی اور بوا 'شائستہ' نام سن کر کچھ چونک گئی لیکن پھر نارمل ہو گئی۔ چند ساعتیں گزرنے کے بعد بوا کی نظر سامنے سیڑھیوں سے اترتی شائستہ پر پڑی تو وہ بہت بری طرح چونک گئی۔ کرنٹ کھا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور شائستہ...!

وہ بھی حیرت میں مبتلا ہو گئی۔ دھیرے دھیرے قدم چل کر وہ وہاں آگئی تو دونوں کے جیسے وجود پر ایک ایک پہاڑ ٹوٹ گیا۔

"شائستہ...؟؟ تم...؟" بوا منہ پہ ہاتھ رکھے بے یقین نظروں سے شائستہ کو دیکھے گئی البتہ شائستہ اب اس فیز سے نکل کے کافی حد تک سنبھل کر اپنی اسی شاہانہ روپ میں واپس آگئی تھی۔ یہ جان کر اسے بے حد خوشی ہوئی کہ وہ صورت جسکی ذات سے ہی اسے نفرت تھی، وہ اسکے دشمنوں کے خاندان میں سے تھی۔ صوفے پر وہ شان سے ایک ٹانگ دوسرے ٹانگ پہ چڑھا کر بیٹھ گئی اور نزاکت سے اپنے پیشانی پر آئے بال پیچھے کر لیئے۔

"معلوم نہیں تھا کہ آج تم جیسے نایاب لوگوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گا۔ بیٹھو بیٹھو رشیدہ..! اپنا ہی گھر سمجھ لو" صورت کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ ہونق بنی

باری باری دونوں کی طرف دیکھنے لگی۔

"تم..؟تم شائستہ....؟؟؟یعنی صورت... صورت تمھارے ہاں کام کرتی ہے..؟"

وہ اب بھی شدید حیرت کے زیر اثر تھی۔وہ یہ سب ایک برا خواب سمجھ رہی تھی۔

"او فورشیدہ بس بھی کرو یہ ڈھونگ۔بھیک مانگنے اور چال چلنے کی عادت تم لوگوں کی اب تک نہیں گئی۔اور یہ لڑکی؟ تیری بیٹی ہے...؟ ہاہاہاواو گریٹ۔دوسری شادی کرلی،بیٹی پیدا کرلی اور ہمیں اپنی شادی میں انوائیٹ تک نہیں کیا؟" وہ اس وقت تکبر کے اعلی درجے پر تھی۔

"بسسس،بس کرو تم۔اب بھی تمھارے منہ سے غلاظت ہی نکلتی ہے" یہ سن کر شائستہ کا پارہ چڑھ گیا۔

"اپنی بکواس بند کرو تم جاہل گنوار عورت۔معلوم بھی ہے کس ہستی سے تم پنچ لوگ مخاطب ہو؟"صورت یہ سن کر ایک دم کھڑی ہوگئی۔اتنا تو اسے اندازہ ہوگیا کہ ان دونوں کے پرانے مگر نہایت تلخ تعلقات ہیں مگر کیا اور کیسے تعلقات...؟ یہ سب سوالیہ نشان تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں، میں ایک فرعون سے مخاطب ہوں جو اپنے نام، شہرت اور دولت کے نشے میں چور ہے۔ تم نے ثابت کر دیا کہ فرعون صرف مرد ذات نہیں، عورت بھی بن سکتی ہے۔ عورت کے نام پہ تم ایک غلیظ دھبہ ہو سمجھی..!"

"بوا، چلیں یہاں سے..!" صورت انکا بازو پکڑے جلد از جلد یہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔

"بوا...؟ اوہ۔ اب یہ کس لڑکی کو گندے نالے سے اٹھا کر اسکی نام نہاد بوا بن گئی ہو رشیدہ بی بی..؟" نخوت سے ہنس کر اس نے صورت کی طرف تمسخر سے دیکھا۔

صورت پھٹی پھٹی نظروں سے اپنے ذات کی توہین دیکھ رہی تھی۔

"اپنی گندی زبان بند کرو ورنہ کھینچ کر باہر نکالوں گی۔ خبر دار جو میرے بھائی صاحب کی بیٹی کو ایک لفظ بھی کہا تو" اب چونکنے کی باری شائستہ کی تھی۔

"ہاں ظالم عورت۔ یہ وہی بچی ہے جسے دنیا میں آنے سے پہلے ہی تم جان سے مارنا چاہ رہی تھی۔ اور اس سے پہلے بھی دو بچوں کی تم خونی رہ چکی ہو۔ قاتل ہو تم قاتل" بوا کا وجود شدید غصے کی وجہ سے کانپ رہا تھا اور شائستہ....!! وہ ہکا بکا نظروں سے صورت کو دیکھتی رہی۔

ہاں...!

صورت کا چہرہ اسے آج کسی کی یاد دلا گیا۔کیوں...؟کیوں اس نے پہلے غور نہیں کیا۔

کیوں...؟

اور صورت...وہ یہ انکشافات سن کر شدید حیرت اور صدمے میں مبتلا ہو گئی۔

"یہ..؟یہ...یہ منیب کی بیٹی ہے..؟"شائستہ کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"منیب اور سبینہ کی بیٹی ہے صورت۔کتنی کوششیں کی تم نے کہ باقیوں کی طرح یہ بھی دنیا میں آنے سے پہلے ہی مر جائے۔پر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے..!دیکھ اسکی صورت میں،اس کا صورت وہ آئینہ ہے جس میں تجھے اپنے کیئے گناہوں کی سزا دکھائی دے گی"صورت کی تو دماغ کی نسیں پھٹنے کو تھی۔باہر طوفانی بارش شروع ہو گئی اور یہاں صورت کی آنکھوں سے ساون برسنے لگا۔

"تو اب یہ اپنے باپ کے لیئے بھیک مانگنے آئی ہے..؟سبینہ کو بھی ساتھ لے آتے اسے منیب کے پاس کیوں چھوڑ گئے"شائستہ پھر سے اپنی اوقات میں آ گئی تھی۔بوا نے اسے

نہایت افسوس سے دیکھا پھر دو قدم آگے بڑھ کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

کیوں شائستہ..؟ تجھے اپنے ہاتھوں میں لگے سبینہ کا خون دکھائی نہیں دے رہا..؟" اور یہ جملہ۔ یہ شائستہ پہ کڑکتی بجلی بن کر گرا۔

" تمھارے گھناونے کرتوتوں کی وجہ سے ہی وہ دنیا چھوڑ گئی" صورت یہ سن کر وہی اپنے گھٹنوں پہ گر گئی۔

کبھی کبھار بے خبری انسان کے لیئے بہت بڑی نعمت ہوا کرتی ہے کیونکہ زندگی کی کڑوی حقیقتیں جب سامنے آتی ہیں تو انسان کہیں کا نہیں رہتا۔ صورت کی آنکھوں سے بہتے آنسو جیسے رک گئے۔ اسے شدید دھچکا لگ گیا تھا۔ وہ ماں...! جو اسے جنم دیتے ہی مر گئی۔ اسکی قاتل کوئی اور نہیں شائستہ حیات تھی۔

"اور رہی بھیک مانگنے والی بات تو ہم یہاں بھیک مانگنے نہیں، اپنی بیٹی کی حلال کمائی مانگنے آئے تھے۔ اور وہ بینک اکاونٹ والا مسلئہ ہو نا ہو، تمھارا ہی کیا دھرا ہے۔ تم سے کوئی بعید نہیں تم کیا کر بیٹھو۔ اور اگر ہمیں پہلے ہی معلوم ہوتا کہ ہماری بھولی صورت تیرے ہاں کام کرتی ہے تو ہم اسے یہاں فرعونوں کے گھر کبھی نا چھوڑتے۔ اللہ پاک

ہمارا حامی و ناصر ہے وہ ہماری مدد ضرور کرینگے۔ تیرے ان پیسوں کے ہم محتاج نہیں۔ اور جو جو پیسے صورت نے بھائی صاحب کے علاج کے لیئے خرچ کیئے تو وہ بھی بھائی صاحب کا حق تھا کیونکہ آج اگر وہ اپاہج ہیں تو اسکی وجہ بھی تم ہو" شائستہ پہ آج ایک کے بعد ایک بم گرتا جارہا تھا۔اور صورت..وہ گنگ بہری بنی اب بھی اسی زاویئے سے سنگ مرمر کے فرش پہ بیٹھی تھی۔اسکی ماں کا قاتل شائستہ حیات ہے اس کے آگے ہر حقیقت ہی بے معنی ہے۔

"اٹھو میری بچی۔اٹھو چلو نکلو اس عذاب خانے سے،اٹھ "بوا نے بہت مشکل سے اسے اسکے پیروں پر کھڑا کر دیا۔وہ اب بھی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔آنسو اسکے بہتے گالوں سے کب کے خشک ہو چکے تھے۔

"ارے ہاں شائستہ،مٹھائی لانا تو بھول ہی گئی" طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے بوا گویا ہوئی۔

"پوچھو گی نہیں..؟اچھا چل بتا ہی دیتی ہوں" وہ اسکے روبرو کھڑی ہو گئی۔شائستہ اسے خونخوار نظروں سے دیکھتی رہی۔اتنے انکشافات سن کر اب اسکی چلتی زبان رک گئی تھی۔

"جس بیٹی کے پلین کریش کے واقعے کو نیا رنگ دیکر تم نے زمانے کے سامنے اسے

مردہ قرار دیا تھا۔خوش قسمتی سے وہ میری بہو اور ریحان کی سہاگن ہے" آسمان پہ چمکتے بادلوں کی ایک زوردار کڑک چاروں طرف گونج گئی۔شائستہ کا جسم سن پڑ گیا۔وہ ڈھے گئی۔

"اس حساب سے تو تم میری سمدھن ہوئی۔فرض کرو اگر تمھاری بیٹی کو زمانے کے سامنے لا کر کھڑا کردوں، کتنا مزہ آئے گا نا" شائستہ کے سفید پڑتے چہرے کو وہ اچھے سے محسوس کر گئی۔اب تیر جا کے نشانے پر لگا تھا۔

"ذرا سوچو۔زمانے میں تیری بیٹی کی کتنی بدنامی ہوگی کہ حیات کی بیٹی نے بھاگ کر ایک غریب لڑکے سے شادی کرلی۔نہیں نہیں..!تجھے بیٹی کے بدنامی یا خوش دکھ سے کیا فرق پڑتا ہے۔تمھیں تو اپنی ناک عزیز ہے نا۔بیٹی عزیز ہوتی تو معاف کرلیتی۔پر تم نے تو اسے مردہ ہی قرار دیا۔اف افسوس ہے تمھارے گھٹیا دماغ اور تنگ سوچ پہ۔ بے چاری کے والد صاحب کو بھی آج تک معلوم نہیں کہ انکی لاڈلی بیٹی زندہ ہے۔ غریبوں کے گھر میں جی رہی ہے۔خشک روٹی سے گزارا کرتی ہے" اور یہ تو شائستہ کے اصولوں کے خلاف تھا کہ وہ بوا کے سامنے گڑگڑاتی کہ اسے یا اسکے بیٹی کو ایکسپوز نا کیا جائے ورنہ اسکے عزت نامی پر حرف آئے گا۔لوگ اس پر تھو تھو کرینگے اور نبیل....!

وہ یہ حقیقت جان کر نا جانے کیا کر بیٹھیں۔ وہ بت بنی ویسے کی ویسی بیٹھی رہی۔

"چل میری بچی۔ اب اس گھٹیا عورت سے بھلائی کی کچھ توقع نہیں جس نے اپنی سگی بیٹی کو بھی نہیں بخشا" صورت کو باقاعدہ کھینچ کر وہ پیلس کے دروازے تک آئی تو سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر ٹھٹک گئی. نبیل دروازے پر کھڑا ہوا، صورت اور ہال میں بیٹھی شائستہ کو باری باری دیکھنے لگا۔ اسکے چہرے کے خطرناک تاثرات بتا رہے تھے کہ اس نے غالبا سب کچھ سن لیا تھا۔ بوا اس پہ ملامتی نظر ڈال کر صورت کو کھینچ کر باہر چلی گئی۔ یہ تیس منٹ کا دورانیہ سب کی زندگیوں کو جھٹکا دے کر گزر گیا مگر

مگر...

شائستہ کے لیئے اب بھی کڑے امتحان باقی تھے۔ وہ ڈگمگاتے پیروں سے بمشکل کھڑی ہو کر دروازے پر کھڑے نبیل کو دیکھنے لگی جو ابھی ابھی کراچی سے لوٹ کر آیا تھا۔

نبیل سفید پڑتے چہرے اور مرے مرے قدموں سے آگے بڑھ کر شائستہ کے روبرو آ کر کھڑا ہو گیا۔

اور اسکے تاثرات...!

شائستہ کو بہت بڑی طوفان کی آمد کا خبر دے رہے تھے۔

---------- ☆ ----------

وہاں سے وہ بنا وقت دیکھے اسی سمے ہی لاہور کے لیئے نکل گئے اور بڑے ہی تھکن آزما سفر کے بعد پہنچ گئے۔ صورت کو چپ لگ گئی تھی اور بوا بھی اندر سے ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ ماضی کے بچے کچھے کرچیاں دوبارہ انکی ناتواں وجود پہ چبھی تھی۔ وہاں سے روانہ ہوتے وقت ہی بوا نے صورت کے فون سے ریحان کو کال کر کے مختصراً سب گوش و گزار کر دیا اور فوراً لاہور آنے کو تاکید کی کہ جلد از جلد پہنچ جائے۔ ریحان سے یہ سب سن کر زویا بھی اسکے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی۔ چونکہ سب کو ہی انکی شادی کا معلوم پڑ چکا تھا تو اب یوں مزید چھپنا بے کار تھا۔ تو باباجان کے علاج کے اخراجات کے لیئے وہ اپنے کچھ زیور لیکر ریحان کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ جب صورت اور بوا لاہور پہنچ گئے تب فجر کی اذانیں گونج رہی تھیں۔

"بیٹا کچھ کھا کر آرام کر نا تھوڑی دیر۔ کئی گھنٹوں سے نا تم سوئی ہو اور نا کچھ کھایا پیا ہے" صورت کو اسکے بیڈ پہ بٹھا کر وہ ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی پر صورت اب بھی شاک کے زیر اثر تھی۔

"پڑوس سے سکینہ کو بلاتی ہوں۔ تیرے لیئے ناشتے میں کچھ بنائے گی اور دوپہر کے لیئے بھی ریحان اور اسکی بیوی کے لیئے کچھ سبزی بنادے گی۔اور تجھے ناشتہ لازمی کرنا ہے سمجھی..!ایسا کب تک چلے گا بیٹا..؟میں بھائی صاحب کو دیکھنے جاتی ہوں۔بے چارہ فیصل (پڑوسی کا لڑکا) کل رات سے ان ہی کے پاس ہے"سفر کے دوران بوا دو گھنٹے بمشکل سو گئی تو صورت کے مقابلے میں زیادہ تھکی ہوئی نظر نہیں آرہی تھی۔البتہ دل میں چھپے درد اور زخموں کا تو خدا ہی شاہد تھا۔

"ریحان والے بھی کچھ ہی دیر میں پہنچتے ہونگے۔تو اکیلے میں گھبرا نا مت میری جان" یہ کہہ کر وہ جواب طلب نظروں سے صورت کو دیکھتی رہی پر سامنے تو ایک بت رکھی ہوئی تھی جو فقط سانس ہی لے رہی تھی۔نا کوئی جنبش اور نا ہی کوئی تاثر۔بوا سرد آہ کھینچ کر اسکے کمرے سے نکل گئی۔

"دل اور روح میں لگے زخم گہرے ہیں۔انہیں بھرنے میں بے چاری کو وقت لگے گا۔ اور ابھی تو اسکے دماغ میں ہزاروں سوال جنم لے رہے ہونگے"بوا صورت کے بارے میں افسوس سے سوچتی رہی۔

----------☆----------

طوفانی رات:

جس وقت بوا اور صورت وہاں سے ہزاروں نئے زخم لیئے رخصت ہو گئے، نبیل شائستہ سے بنا کچھ کہے اسٹڈی روم میں چلا گیا۔ وہاں روم کی تاریکی اور ٹیبل لیمپ کے دھیمی روشنی میں اسکے چہرے کے آدھے رخ پر تفکر، سوچ اور بے یقینی کے تاثرات واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔ بوا کے منہ سے جو بھی انہوں نے لفظ بہ لفظ سنا، ان پر یقین کرنے کو انکا دل اب بھی بالکل نہیں چاہ رہا تھا جیسے بائیس سال پہلے انہوں نے بوا کی باتوں پر یقین کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بالکل آج بھی وہ کسی بات پر بھروسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بھلا دھوکہ کس کو برداشت ہوتا ہے...؟

چار گھنٹے سے زیادہ وقت بیت گیا، وہ وہی بیٹھے ماضی کے پنوں کو پلٹتا رہا۔ کیا واقعی بائیس سال پہلے وہی سب ہوا جو آج بوا کہہ کر گئی تھی۔ کیا اس نے شائستہ پہ یقین کر کے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر دی تھی..؟ کیا شائستہ کے دھوکے کی وجہ سے وہ انمول رشتے کھو گیا...؟

اور...

اور زویا...!

اسکی جان سے عزیز بیٹی...!

وہ زندہ ہے..؟ جس کی موت پہ وہ چار مہینے گنگ رہا.. جس کے لیئے وہ رات رات بھر روتا رہتا تھا۔ جسکی موت کے غم کو کم کرنے کے لیئے وہ شائستہ کی بانہوں میں آنسو بہاتا رہا.. وہ بیٹی زندہ ہے..؟

اور...

جسکی بانہوں میں وہ اپنا غم بانٹتا رہا وہ...؟؟؟ وہ اسکی چہیتی بیوی اس سے اتنا بڑا جھوٹ بول کر اسے کئی سال دھوکہ دیتی رہی..؟ اسے اپنا سر پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ تب ہی ڈور ہینڈل کی اسے آواز سنائی دی پر اس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔ شائستہ مرے مرے قدموں سے اسکے چیئر کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

"نبیل" پر سامنے گمبھیر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"نبیل... وہ.. وہ.. کافی رات ہو گئی ہے.. رو... روم آ جائیں" باہر اب بھی موسلادھار بارش ہو رہی تھی اور وہ وہی بیٹھے بیٹھے کھڑکی کے اس پار کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔

"نبیل..آ..آجائیں"چند گھڑی خاموشی کے نذر ہو گئے پھر نبیل کی گمبھیر آواز سناٹے کو چیرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"زویا زندہ ہے؟"یہ سن کر شائستہ کا مانو دم ہی بند ہونے لگا۔

"زویا زندہ ہے یا نہیں..؟"لیکن شائستہ..!وہ اب بھی کچھ بولنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں..!زویا زندہ ہے یا نہیں..؟"چیئر سے ایک دم اٹھ کر وہ اسکے روبرو آکر اسے کندھوں سے پکڑے بے دردی سے جھنجھوڑنے لگا۔اسکی آنکھوں میں اترا خون دیکھ کر شائستہ کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

"زندہ ہے یا نہیں"اور اگر دیواریں مضبوط نا ہوتیں تو اسکی چیخ نما آواز دور دور تک گونجی۔

"ہہ..ہا..ہاں..زن..زندہ..ہے"

تڑاخ..!

زوردار تھپڑ لگتے ہی وہ کافی دور گر پڑی۔گال پر ہاتھ رکھے بے یقین نظروں سے وہ

اسے دیکھنے لگی۔والدین کی لاڈلی اور نبیل کی چہیتی بیوی، جسے آج تک کسی نے معمولی سا جھڑکا بھی نہیں تھا، جسے شادی کے بعد نبیل نے ہر ذمہ داری، ہر اقتدار سونپا، جسے اس وسیع اور شاندار پیلس کی رانی بنا کر رکھا، جسے ہر وقت وہ پلکوں پہ بٹھاتا، جسکی ہر بات بنا چوں وچراں کئے وہ مان جاتا۔

آج...!!

آج اسی نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا... لیکن ہاں... یہ تھپڑ اسے سالوں پہلے کسی تھپڑ کی یاد دلا گیا۔

"میری پھول سی بچی کو زندہ درگور کرنے کی تمھاری ہمت کیسے ہوئی" وہ پھٹی پھٹی نظروں سے آج نبیل کا بے رحم روپ دیکھ رہی تھی۔

"صرف اس لیئے کہ اس نے حیثیت میں ہم سے کمتر لڑکے کو اپنا ہم سفر چن لیا..؟ تم نے اسے صرف اس پیلس سے نہیں، بلکہ ہر چیز سے بے دخل کر دیا..؟ زمانے بھر میں اسے مردہ قرار دے دیا..؟ ارے کس قسم کی ماں ہو تم..؟" شدید غصے کی وجہ سے اسکے منہ سے باقاعدہ کف بہنے لگا۔

"کئی سال تم نے صرف دنیا کو نہیں، بلکہ.. بلکہ ایک باپ کو بھی دھوکے میں رکھا کہ اسکی بیٹی پلین کریش سے جل کر مر گئی..؟ کاش میں تمھاری بات اور کسی افواہ کے بجائے خود تحقیق کر کے اپنی بیٹی کا پتہ لگاتا..؟ بھلا کوئی کسی ماں پر شک کیسے کر سکے گا..؟" کس قسم کی عورت اور کیسی ماں ہو تم..؟ جو صرف اپنے نام اور رتبے کی وجہ سے بیٹی سے ہر تعلق توڑ دیا اور اسے اسکے خاندان سے دور کر دیا..؟ میری بچی نا جانے ان سالوں میں کیسے رہی ہو گی ہمارے بنا؟" شائستہ کو آج اچھے سے احساس ہو گیا کہ اسکے لیئے اب کچھ بھی نہیں بچا۔

کچھ بھی نہیں...!

آہ.. کاش یہ صرف ایک برا خواب ہوتا..!

"تب ہی میں دیکھوں کہ تم نے آناً فاناً مجتبیٰ کا رشتہ مناہل سے کیوں زبردستی طے کر دیا بنا مجھے اطلاع کیئے، کہ بیٹی تو ہاتھ سے چلی گئی اب بیٹا کسی کم حیثیت لڑکی کو اس پیلس میں نا لیکر آئے، کوئی متوسط خاندان کی لڑکی ہماری بہو نا بنے۔ اور میں تو صرف تمھارے لیئے ایک کھیل بن کر رہ گیا ہوں۔ بنا مجھے کہے اپنے بچوں کی تقدیر اپنے مرضی سے لکھتی رہی۔ کیوں وہ صرف تمھارے ہی بچے ہیں..؟ میں انکا کچھ نہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوں..؟"شائستہ کے کانوں میں یہ سب باتیں سیسہ بن کر پگھل رہی تھی۔

"اور یہ جو رشیدہ کہہ کر گئی..؟ بالکل یہی باتیں اس نے سالوں پہلے کہی تھی تب میں نے ایک فیصد بھی یقین نہیں کیا تھا۔ تم پر آنکھ بند یقین کر کے منیب اور بھابھی کو گھر سے جانے دیا۔ کیا ان باتوں میں واقعی سچائی ہے..؟ کیا واقعی میں تم نے سبینہ بھابھی پہ یہ ظلم ڈھائے..؟ بولو جواب دو مجھے "شائستہ کو ایک جھٹکے سے زمین سے اٹھا کر اس نے اپنے روبرو کھڑا کر دیا۔ شائستہ کو اسکی آنکھوں میں لہو اترتا محسوس ہوا۔

"آج اگر تم نے جھوٹ بولا تو یہیں کھڑے کھڑے تمھاری جان لے لوں گا"اور جب شائستہ نے کانپتے کانپتے اپنا سر اثبات میں ہلایا تو نبیل...

نبیل وہی مر گیا...!

اسکا دل، اسکے احساسات، اسکا بھروسا اعتماد، اسکی محبت... سب کچھ ایک پل میں ہی مر گیا۔ تو جو کچھ سالوں پہلے ہوا وہ سب سچ تھا..؟ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے کھڑی اس عورت کو دیکھ رہا تھا جو اس کی اولین چاہت تھی، جسے اس نے ٹوٹ کر چاہا تھا۔ جس پر اس نے خود سے زیادہ بھروسہ کیا تھا۔ اس نے ہی اسکے یقین کو اس قدر بے رحمی سے پاش پاش کر دیا تھا..! تب ہی اس نے ایک جھٹکے سے اسکا بازو پکڑا۔

"کہ.. کہاں.. کہاں لے جارہے ہو مجھے ؟؟" وہ جارحانہ انداز میں اسکا بازو پکڑے اسے تقریباً گھسیٹ کر آگے بڑھ رہا تھا۔

"نبیل کچھ پوچھ رہی ہوں۔اف میرا ہاتھ، پلیز چھوڑو نبیل" چلتے گھسیٹتے جب اس نے سامنے پیلس کا بڑا سا کھلا دروازہ دیکھا تو اسکا دماغ بھک سے اڑا۔

"تم.. یہ.. تم مجھے باہر.. کیوں کیوں ؟" اور دروازے پر آکر نبیل نے اسے ایسے باہر زور سے دھکیلا کہ وہ سیڑھیوں سے گر کر باہر آسمان تلے آگئی جہاں طوفانی بارش اب بھی جاری تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نبییل" وہ بے یقینی سے نبیل کو دیکھنے لگی۔

"یہ قدم مجھے کئی سال پہلے اٹھانا چاہیئے تھا پر تم پہ میں نے اندھا اعتبار اور بھروسا کیا۔ تمھارے پیار میں اس قدر اندھا ہو گیا کہ اپنے جگری بھائی اور بھابھی کو ننگے پیر گھر سے جانے دیا اور پلٹ کر انکی خبر بھی نہیں لی۔جو عورت اپنی جیتی جاگتی بیٹی کو مردہ قرار دے سکتی ہے وہ عورت کہلانے کے بھی لائق نہیں۔تم جیسی گھٹیا، مفاد پرست اور دھوکے باز عورت کے ساتھ میں مزید نہیں رہ سکتا اور نا ہی اب تمھارا مکروہ سایہ اپنے بچوں پر برداشت کر سکتا ہوں۔تم وہ آستین کا سانپ نکلی جس نے ہمارے پیار بھرے

خاندان کو بکھیر کرر کھ دیا۔ تم تو وہ ناگن ہو جس نے اپنے بچوں کو زندہ نگلنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ کس محبت سے میں نے تمھیں اپنی رانی بنا کرر کھا اور تم نے مجھے ہی ڈس لیا۔ آج سے تم اور میں ہر رشتے سے آزاد ہیں" آخری جملے نے شائستہ کو سر تا پیر لرزا کے رکھ دیا۔

"میں تمھیں طلاق دیتا ہوں۔

طلاق...

طلاق...

طلاق...

اور شائستہ.. وہ اسی وقت عرش سے فرش پر آ گری۔ اسکا مان، غرور اور تکبر.. سب مٹی میں مل گیا۔

صحیح کہتے ہیں کہ 'عروج کو زوال ہے'

پل بھر میں ایک رشتے میں جڑے لوگ کیسے اجنبی ہو جاتے ہیں..!

نبیل نے اسکے منہ پر پیلس کا بڑا سا دروازہ بند کر دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے..!

اور وہ وہی پڑی بارش کے بے رحم تھپیڑے اپنے وجود پہ محسوس کرتی رہی۔

---------☆---------

سکینہ نے آکر ناشتہ کھانا وغیرہ بنادیا۔ایک ٹرے میں ناشتہ لگا کر جب وہ صورت کے کمرے میں آئی تو وہ اسے بستر پہ بے ترتیب سوئی دکھی۔اتنے حقیقتوں کا سامنا کرنے اور لگاتار اتنے گھنٹے سفر کرنے کی وجہ سے کب نینداس پر مہربان ہوئی اسے خبر تک نہیں ہوئی اور نیند تو سولی پہ بھی آجاتی ہے۔ٹرے وہی میز پہ رکھ کر وہ اپنے گھر چلی گئی۔ تقریبا تیس منٹ بمشکل گزرا ہو گا جب ہال سے باتوں کی آواز سنائی دینے لگی۔بھاری پڑتے سر کے ساتھ وہ اٹھ گئی۔کھلے بال اس قدر الجھے اور کپڑے کافی شکن زدہ تھے پر اسے اپنے حلیئے کی پرواہ نہیں تھی۔کیوں ہوتی بھلا..؟وہ اس قدر ٹوٹ چکی تھی کہ اسے یہیں لگ رہا تھا کہ اب وہ کبھی جڑ نہیں پائے گی۔ہال میں جب وہ آئی تو اسے ریحان اور اسکے ساتھ ایک لڑکی دکھائی دی اور...

یہ لڑکی...!

یہ وہی لڑکی تھی جسے اس نے مجتبیٰ کے ساتھ ایک دفعہ ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا۔تو..
یہیں زویا ہے..؟مجتبیٰ کی بہن..؟

اف..

وہ کس قدر غلط فہمی کا شکار ہو گئی تھی۔اور ریحان کے ساتھ ساتھ جب زویا کی نظر صورت پر پڑی تو اسے اس لڑکی پہ رحم سا آگیا۔آخر اتنے حقیقتوں کا سامنا کرنے کے بعد بندے کا یہ حال نا ہوتا تو کیا ہوتا..؟

"ہائے میری چٹکی میری صورت۔آادھر "اور صورت سپاٹ چہرہ لیئے ریحان کے پاس آگئی۔

"دیکھ تیرا دوست، تیرا ریحان اب آگیا۔دیکھنا سب کچھ یوں ٹھیک ہو جائے گا۔اور میری وائف زویا سے ملو۔زویا ان سے ملو یہ صورت ہے میری چٹکی "اور زویا تو اسے لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔مجتبیٰ نے اسے صورت کی تصویر دکھائی تھی اور ریحان سے تو وہ اکثر اسکا ذکر سنتی رہتی تھی۔آگے بڑھ کر وہ نرمی سے اسکے گلے لگ گئی اور اسکی کلائی پکڑے اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھایا۔

"دیکھو میری گڑیا۔سب صحیح ہو جائے گا۔چاچو جان ایک دم ٹھیک ہو جائیں گے اور ہم سب ہیں نا تمھارے پاس۔ تمھیں ہمارے ہوتے ہوئے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں"اسے اس نازک سی لڑکی پر رحم آنے لگا۔

"تم دونوں گپ شپ کرو۔میں جا کر کچن میں کچھ کھانے کو دیکھتا ہوں"اور اگر یہ کوئی اور وقت ہوتا تو صورت بھاگی بھاگی ریحان کا ہاتھ پکڑ کے اسے کچن جانے سے منع کر دیتی اور خود کھانا لگاتی پر آج وہ پہلی والی صورت کسی بھی لحاظ سے نہیں لگ رہی تھی۔زویا کو رہ رہ کے اپنی بے رحم مام کے گناہ یاد آتے رہے۔اسکی اور زارا کی یادداشت میں بائیس سال پہلے کے وہ کربناک لمحے اب بھی محفوظ تھے جب وہ دونوں محض سات سال کی تھیں۔صورت کا بکھرا روپ دیکھ کر وہ اندر ہی اندر خود سے شرمسار تھی۔

ریحان نے ڈائننگ ٹیبل پہ جب کھانا لگایا تب ہی اسی وقت بوا ہسپتال سے گھر آ گئی اور ہال میں صورت کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر پہچان گئی۔زویا بھی اپنے جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔بوا دھیرے دھیرے قدم اٹھا کر اسکے سامنے کھڑی ہو گئی اور زویا آنکھوں میں نمی لیئے اسے دیکھتی رہی تب ہی بوا نے آگے بڑھ کر اسے اپنے دل سے لگا لیا۔

دونوں ہی بے آواز روتے رہے۔یہ منظر دیکھ کر ریحان کی آنکھیں بھی اشکبار ہوئی پر صورت..؟وہ سرخ اور نم آنکھوں سے ساس بہو کا ملن دیکھتی رہی۔کئی سالوں کی آزمائش کے بعد لوگوں کو انکے حقیقی رشتے مل گئے پر وہ..؟وہ اور اسکے بابا جان تب بھی اکیلے تھے اور آج بھی..!کیونکہ دونوں کی زندگیوں میں جو لازم و ملزوم تھیں وہ کب کی منوں مٹی تلے سو چکی تھیں۔ایک نے اپنی بیوی تو دوسری نے اپنی ماں کو کھویا تھا۔وہ دونوں آج بھی زندگی کے اسی بے رحم دوراہے پر کھڑے تھے۔

"تمھیں بہو بنانا میری تب بڑی خواہش تھی جب تم اور ریحان بہت چھوٹے تھے۔ ہمیشہ ساتھ پڑھتے کھیلتے تھے،ایک دوسرے پہ جان دیتے تھے پر...میں یہ سوچ کر چپ رہ جاتی کہ بھلا مجھ غریب بڑھیا کی ایسی قسمت کہاں جو ایک راجکماری کو اپنے غریب بیٹے سے بیاہ دوں پر دیکھو،اللہ پاک نے آسمانوں میں تم دونوں کی جوڑی پہلے سے ہی بنادی تھی۔جیتے رہو بیٹی" اسکا ماتھا بہت محبت سے اس نے چوما۔

"اگر ساس بہو کا جذباتی ملن ہو چکا تو آ کر سب ہی لنچ کر لیں؟"

"آجاو بہو،اور صورت میری بچی،آمیری جان تو بھی کھانا کھالے۔کئی گھنٹوں سے بھوکی پڑی ہو" اور صورت بنا کوئی جواب دیئے مرے مرے قدموں سے اپنے کمرے

میں چلی گئی۔

"امی، اسکا کھل کر رونا بے حد ضروری ہے۔ ابھی تک شاک میں ہے" ریحان بہت فکر مند دکھائی دے رہا تھا۔

"بیٹا جب تک اسے سب کچھ صحیح صحیح معلوم نہیں پڑ جائے گا یہ اس دھچکے سے باہر نہیں نکل پائے گی"

"تو اسے بتا دیں نا سب کچھ۔۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا اسے سب کچھ جاننے کا پورا پورا حق ہے۔ اب وہ چھوٹی بچی نہیں رہی امی، وہ بڑی ہو چکی ہے، اسے بڑے حوصلے سے سب کچھ معلوم ہو جانا چاہیئے" اور بوا اپنی سوچوں میں بھٹکتی رہی۔

---------☆---------

طوفانی رات:

نبیل کے یوں دروازہ بند کرنے پر وہ ایک گھنٹے تک وہی پڑی بارش میں بھیگتی رہی یہ خوش فہمی لیکر کہ شاید نبیل اسکے لیئے دروازہ کھول دے پر ایک کڑا انتظار کرنے کے بعد وہ مرے مرے قدموں سے اٹھ گئی۔ آج وہ اسی حلیئے میں تھی۔

ہاں...! وہ ننگے سر اور ننگے پیر تھی۔

آج وہ خالی ہاتھ یہاں سے نکل کر جا رہی تھی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے..!

سارے رشتے ناتے گنوا کر وہ پیلس کے آہنی گیٹ سے نکل گئی۔ چوکیدار ہونق بنا اسے دیکھ رہا تھا۔

وقت، موسم، حلیہ اور چہرے کے تاثرات۔ کچھ بھی تو صحیح نہیں لگ رہا تھا تو وہ بھلا حیران کیوں نا ہوتا، مگر آگے بڑھ کر سوال کرنے کی اس میں ہمت نہیں ہوئی۔ گیٹ سے نکل کر جب وہ کچھ دور چلی گئی تب ہی دفعتاً اس نے کچھ فاصلے پر کھڑی سبینہ کو دیکھا۔

ہاں، سبینہ کو..!

اسکے پیروں کو وہی پہ زمین نے جکڑ لیا۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ وہ قدم قدم چل کر اسکے روبرو آکر کھڑی ہو گئی۔

"کیوں شائستہ..؟ اس طوفان میں کھڑی آدھی رات کو پیلس کے باہر سڑک پر کیا کر رہی ہو..؟" شائستہ اپنے لبوں پہ زبان پھیر کر کرب سے اسے دیکھتی رہی۔ اسکے

پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"تمھیں اس وقت اس شاندار پیلس، اپنے عالیشان کمرے، اپنے نرم گرم بستر پر ہونا چاہیئے تھا۔ کیوں کیا ہوا..؟ تمھاری کڑوی سچائی، تمھارا مکروہ چہرہ تمھارے شوہر کے سامنے آگیا نا..؟ یاد ہے، وہ بھی ایک ایسی ہی طوفانی رات تھی جب تم نے مجھے اور میرے شوہر کو گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ دو جگری بھائیوں کے بیچ دراڑ ڈال دیا۔ لوگ تو اپنے دیرینہ دشمنوں کو ایسی طوفانی راتوں میں اپنے گھروں میں پناہ دیتے ہیں اور تم نے ذرا بھی ہم پہ رحم نہیں کیا..؟ ذرا بھی نہیں روکا ہمیں..؟ کم از کم میرے اندر پلتے وجود پہ ہی رحم کھاتے پر..؟ ارے تمھیں اس پہ رحم کیوں آتا..؟ تم نے تو دو دفعہ میری گود اجاڑ دی، میرے بچوں کی خونی ہو تم۔ دیکھو اپنے ننگے سر کو، دیکھو اپنے ننگے پیروں کو۔ تم نے مجھے ایسے ہی ننگے سر، ننگے پیر گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ تمھاری وجہ سے مجھے میرے آخری وقت میں ڈھنگ کا کفن نصیب نہیں ہوا۔ کیا لے گئی میں اس دنیا سے..؟ اور کیا لے جاؤ گی تم اس دنیا سے..؟ تمھارے کیئے گناہوں کی وجہ سے شاید تمھیں آخرت میں بھی کچھ حاصل نا ہو۔ تم اپنے برے اعمالوں کی وجہ سے پہلے بھی تہی دامن تھی، اب بھی تہی دامن ہو اور آگے بھی تہی دامن ہی رہو گی شائستہ"

یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور شائستہ..؟اسے پاگلوں کی طرح یہاں وہاں ڈھونڈنے لگی۔

"سبینہ..؟سبینہ کہاں ہو..؟سبینہ خدا کے لیئے مجھے معاف کر دو۔ تمھیں ہمارے ماضی کے ان چند سالوں کی دوستی کا واسطہ ہے سبینہ۔ سبینہ...؟"تب ہی اسے اپنے سینے میں شدید درد کی لہر محسوس ہوئی اور...اور وہ وہی گر کر بے ہوش ہو گئی۔

---------☆---------

طوفانی بادل چھٹ گئے۔روشن صبح طلوع ہو گئی پر نبیل اسی ہی زاویئے سے اسٹڈی روم میں بیٹھا رہا۔اسے ایسے بیٹھے ہوئے نا جانے کتنے گھنٹے بیت گئے تھے۔اچانک موبایل کی رنگ سے وہ چونک گیا۔'مجتبی کالنگ' اسکرین پہ جگمگا رہا تھا۔

"ہیلو"

"ہیلو،السلام علیکم ڈیڈ"

"وعلیکم السلام"

"کیسے ہیں آپ ڈیڈ..؟"

"الحمداللہ "اور مجتبی کچھ چونک سا گیا۔شاید سویرے کال کر کے اس نے اپنے ڈیڈ کی

نیند میں خلل ڈالا تھا ورنہ وہ ایسے روکھے انداز میں بالکل بات نہیں کرتے تھے۔

"سوری ڈیڈ، میں بھول گیا اس وقت پاکستان میں صبح ہو رہی ہے میں نے آپکے نیند میں خلل ڈالا"

"اٹس اوکے بیٹا، کبھی کبھار غافل نیند سے جاگنا ضروری ہو جاتا ہے" اور اپنے ڈیڈ کے اس جملے میں چھپا کوئی مفہوم سمجھے بنا ہی وہ بولا۔

"ڈیڈ، مام کا فون نہیں لگ رہا تھا۔ سوچا آپ کو ہی بتا دوں، نیازی سے میری میٹنگ ہو چکی اور ڈیل بھی ڈن ہو گئی"

"اوہ، مبارک بیٹا"

"ڈیڈ، آپ خوش نہیں ہوئے..؟"

"خوش ہوں بیٹا۔ آئم سوپراوڈ آف یو"

" تھینکس ڈیڈ۔ تو میں کل تک پاکستان آجاوں گا"

"نہیں" نبیل نے جھٹ سے اسے آنے سے انکار کر دیا۔

"کیوں ڈیڈ..؟"

"کچھ دن وہی رکو۔ وہ دراصل ... مجھے چند دن میں جرمنی میں کوئی اور کام پڑ جائے گا تو.

.تب تک وہی رکو" نبیل نہیں چاہتا تھا کہ انکا بیٹا آکر ان جھمیلوں میں پڑ جائے اور اگر

اسے یہ معلوم پڑ گیا کہ انکے پیرنٹس کے بیچ علیحدگی ہو چکی ہے تو وہ بری طرح سے ٹوٹ

جائے گا۔ وہ فی الحال خود کو نارمل ہونے کے لیئے ٹائم دینا چاہتا تھا تب ہی آگے جا کر وہ

اپنے بچوں کو اس صدمے سے سنبھال پائے گا۔

"میں آپ کا حکم سر آنکھوں پہ رکھتا ہوں ڈیڈ پر.. مس صورت کے فادر کی سرجری

جلد ہونے والی ہے، میرا وہاں ہونا بے حد ضروری ہے"

"صورت کے فادر کی سرجری ٹائم میں جاوں گا۔ تمھیں اگر رکنے کا کہہ رہا ہوں تو

میری بات مان لو، اپنے ڈیڈ سے بحث مت کرو" یہ سن کر مجتبی کو کافی حیرت ہوئی۔

انکے ڈیڈ کا لہجہ کافی ترش تھا۔ کیوں..؟ ایسے تو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ وہ تو بہت شانت قسم

کے بندے تھے۔ یوں چھوٹی باتوں پہ برا نہیں مانتے تھے۔

"اوکے ڈیڈ فائن" اور نبیل نے بنا الوداعی کلمات کہے فون رکھ دیا۔

---------☆---------

رات کا کھانا کھانے کے بعد بوا بنا چاپ کیئے صورت کے کمرے میں آ گئی۔ اسے لگا شاید وہ سو رہی ہو پر صورت بیڈ پر بیٹھی سامنے والی دیوار کو خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے ایسے بکھرے روپ میں دیکھ کر بوا کا کلیجہ منہ کو آ گیا۔ پھول جیسی کھلتی کلی ایک ہی دن میں مرجھا کر رہ گئی تھی۔ وہ بیڈ پہ آکر انکے پاس بیٹھ گئی۔

"میری بچی، کل تیرے بابا جان کی سرجری ہے۔ اور دیکھ، پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں۔ ہم نے پیسوں کا آدھا انتظام کر دیا ہے۔ باقی آدھا انتظام بھی کل تک ہو ہی جائے گا۔ ڈاکٹر ہم سے تعاون کرنے کو تیار ہیں" پر وہ بے جان بت کی طرح خاموش بے حس بیٹھی ہوئی تھی۔ بوا نے اسکا سر آہستہ سے اپنی گود میں رکھا۔

"یاد ہے..؟ بچپن میں تم فرمائشیں کرتی تھی کہ بوا بوا کہانی سناو کہانی سناو، اور میرا جواب ہمیشہ سے یہی ہوتا تھا کہ مجھے کہانیاں سنانی نہیں آتیں۔ پر آج...! آج تیرے بنا فرمائش کے تمھیں ایک کہانی سنانے جا رہی ہوں۔ ایک سچی اور دردناک کہانی۔ اپنا یہ نازک دل مضبوطی سے تھام کر سننا بیٹا کیونکہ آج تمھیں میں ایک مظلوم لڑکی کی کہانی سنانے جا رہی ہوں" اور صورت کو یہ سن کر اندازہ ہو ہی گیا کہ وہ مظلوم لڑکی کون ہے..! وہ سبینہ ہے۔

سبینہ..!

صورت کی مظلوم ماں کی کہانی۔

----------☆----------

ماضی:

محمد عالم حیات اپنے وقت کے بہت بڑے جاگیر دار تھے۔اپنے والدین کا اکلوتا وارث ہونے کے بنا پر وہ بہت ساری جائیداد کا تنہا مالک تھا۔گاوں میں اسی کا ہی راج تھا۔پھر جب وہ ستائیس برس کا ہوا تو اپنے والدین کی پسند،اپنے خالہ زاد فاطمہ بیگم سے شادی کرلی۔وقت تیزی سے گزرتا رہا۔انکے شادی کو دو سال بیت گئے پر انہیں اولاد نصیب نہیں ہوا۔کئی بار دونوں نے شہر کے ہسپتال کا رخ کیا۔بڑے نامور ڈاکٹرز کے پاس گئے۔بظاہر دونوں میں کوئی نقص نہیں تھا پر اللہ پاک کو کچھ اور ہی منظور تھا۔اب باقاعدہ محمد عالم کی ماں نے ضد باندھ لی کہ وہ دوسری شادی کرلے،اسے ہر حال میں پوتا/پوتی چاہیئے تھی۔حالانکہ محمد عالم نے انہیں کئی بار سمجھایا کہ اللہ پاک کی مرضی اسی میں ہے۔دونوں میں کوئی مسلئہ نہیں پر وہ ماں تھیں،کیسے سمجھتیں..؟پھر کچھ مہینوں بعد جب انکی ماں کے ساتھ ساتھ انکی فاطمہ بیگم نے بھی دوسری شادی کی رٹ

شروع کر دی تو اس نے دور پار کے رشتے داروں میں دوسری شادی کر دی۔ مہتاب بیگم میٹرک تک پڑھی لکھی روشن خیالات کی تھیں۔ وہ اس سمے گاوں کی واحد میٹرک پاس لڑکی تھی اور چونکہ گاوں میں کوئی کالج نہیں تھا تو وہ پڑھائی آگے جاری نہیں رکھ پائیں۔ اسکے مقابلے میں فاطمہ بیگم ان پڑھ تھیں، پڑھا لکھا تو محمد عالم بھی نہیں تھا۔

مہتاب بیگم کے آتے ہی حویلی کا نقشہ بدل گیا۔ انہوں نے اس حویلی میں بہت سے اچھے بدلاو لائے۔ وہ اور انکی سوکن دونوں بہنوں کی طرح رہنے لگیں، اسکے پیچھے بھی مہتاب بیگم کا ہاتھ تھا کیونکہ وہ بہت ہی خوش اخلاق اور سمجھدار عورت تھیں۔ وقت کا دھارا تیزی سے بہنے لگا۔ فاطمہ بیگم کی شادی کو تین سال جبکہ مہتاب بیگم کی شادی کو ایک سال گزرا تب ہی حویلی میں ایک معجزانہ خبر سننے کو ملی۔ فاطمہ بیگم اپنے تین سالہ شادی کے بعد امید سے تھیں۔ بہت صدقے و خیرات کیئے گئے، پورے گاوں میں بریانی کی دیگیں بانٹی گئیں، غریبوں میں کپڑے تقسیم ہوئے۔ محمد عالم کے والدین بہت خوش تھے، خوش تو مہتاب بیگم بھی بہت تھیں۔ ہر طرح سے اپنے سوکن کا خیال رکھنے لگیں، حالانکہ حویلی میں ملازموں کی کوئی کمی نہیں تھی پر وہ اپنے سوکن کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے سرانجام دینے لگی۔ شاید انکے اسی حسن سلوک کی وجہ سے اللہ پاک

نے دو ماہ بعد اسکی گود بھی ہری کر دی، وہ امید سے ہو گئی۔اس بار بھی صدقے و خیرات کیئے گئے۔ محمد عالم جتنا خدا کا شکر گزار ہوتا اتنا ہی کم تھا۔اللہ پاک نے اسے دو دو بڑی خوشیوں سے نواز دیا تھا۔پھر وہ وقت بھی آگیا جب فاطمہ بیگم نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔حویلی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔غریبوں میں کھانا وغیرہ تقسیم کیا گیا، لیکن محمد عالم چاہتا تھا کہ جب مہتاب بیگم بھی خیر سے بچہ جنم دے تب ہی دونوں بچوں کا عقیقہ ایک ساتھ رکھے۔اور دو مہینے گزرنے کے بعد مہتاب بیگم نے بھی ایک خوبصورت اور صحت مند بیٹے کو جنم دیا جو ہو بہو محمد عالم کی تصویر تھا۔دونوں بیٹے پا کر محمد عالم نہال ہوئے جا رہے تھے۔گاؤں میں ایسا شاندار عقیقہ رکھا گیا جو آگے دس سالوں تک گاؤں والوں کو یاد رہا۔اپنے بڑے بیٹے کا نام انہوں نے نبیل اور چھوٹے چاند جیسے بیٹے کا نام منیب رکھ دیا۔وقت ہنسی خوشی گزرتا رہا، جب نبیل چھ ماہ اور منیب چار ماہ کا ہوا تب ہی پاس والے گاؤں کا سردار اور محمد عالم کا دیرینہ دوست اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔انکے تعزیت پر محمد عالم کے ساتھ ساتھ انکے والدین اور فاطمہ بیگم بھی ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے، حویلی اور دونوں بچے مہتاب بیگم کو سونپ دیئے گئے۔وہ چاروں لوگ تعزیت پہ پہنچ گئے اور جب وہاں سے واپسی کے لیئے روانہ ہو گئے تو راستے میں انکی گاڑی ایک بہت بڑی کھائی میں جا گری۔یوں وہ چاروں ہی ایک ساتھ یہ فانی دنیا چھوڑ گئے۔جب

ان چاروں کی میت حویلی لائی گئی تب مہتاب بیگم کا حوصلہ بھی کمال کا تھا۔سامنے آپ کا پورا خاندان مرا پڑا ہو تب بھی آپ حوصلے سے کام لیں تو یہ صبر اللہ پاک کی طرف سے بندے کے لیئے ایک خاص نعمت ہوتی ہے اور مہتاب بیگم تو مضبوط اعصاب کی مالک تھیں۔انہوں نے اپنے خاندان کے آخری رسومات بہت ہی احسن طریقے سے ادا کیئے اور اپنا فرض ادا کر دیا۔اور یوں وہ اس بڑی حویلی اور کروڑوں جائیداد کی تنہا مالکن بن گئیں۔پر اسکے باوجود بھی انہوں نے اپنے حواس کبھی نہیں کھوئے۔وہ دیکھ چکی تھیں کہ انکے ساس سسر،شوہر اور سوکن خالی ہاتھ اس دنیا کو چھوڑ گئے کل کو وہ بھی انہی کی طرح چل بسے گی تو انہوں نے کبھی غرور نہیں کیا،اور نا ہی اپنے دونوں بیٹوں میں کوئی فرق کیا۔جب دونوں بچے بڑے ہو گئے تو انہیں گاوں کے اسکول میں داخلہ دیا۔خود وہ میٹرک پاس تھیں تو تعلیم کے زیور سے بخوبی آگاہ تھیں۔وہ حویلی میں بھی اپنے بچوں کو جانفشانی سے پڑھاتی تھیں۔جب دونوں بچوں نے میٹرک تک پڑھ لیا تو انہیں ہوسٹل بھیجنے کے بجائے کراچی میں انکے لیئے بنگلہ لے لیا۔وہ چاہتی تھیں کہ انکے دونوں بچے آرام سے پڑھ لکھ کر اپنے پیروں پہ کھڑے ہوں۔

وہ دن بھی آن پہنچا جب وہ اپنے دونوں بیٹوں کو کراچی شہر کے لیئے روانہ کرنے لگیں۔

"میرے بچوں۔ تم دونوں کو شہر اس لیئے بھیج رہی ہوں تاکہ کالج اور یونیورسٹی میں پڑھ کر تم دونوں بڑے آدمی بن سکو، اپنے پیروں پہ کھڑے ہو سکو۔ یہ جائیداد تو تم دونوں کی نسلوں کو بھی کافی ہونگے پر میں نہیں چاہتی تھی کہ تم دونوں اسے مفت کا مال سمجھ کر عیاشی کرو، یہ عمر بڑا نازک ہوتا ہے۔ ایک لغزش سے انسان اپنے رب کا نافرمان بن جاتا ہے۔ اپنے جگر کا ٹکڑا سمجھ کر پالا ہے تم دونوں کو۔ تم دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ سوتیلا پن کبھی بیچ میں آنے نہیں دیا۔ میں اور فاطمہ بیگم بہنوں کی طرح رہتی تھیں۔ میں چاہتی ہوں تم دونوں بھائی سگے بھائیوں سے بڑھ کر ایک دوسرے کو چاہو، ایک دوسرے کا ساتھ دو، ایک دوسرے کا بازو بنو۔ اپنے والدین کا نام اونچا کرو۔ ایک اگر غلط راہ میں جائے تو دوسرا اسے روکے۔ وہاں شہر میں میں نے تم دونوں کے لیئے اچھا سا گھر لیا ہے تاکہ ہوسٹل کے جھنجھٹ سے بچ سکو، اور رہی جائیداد کی بات تو وہ میں نے تم دونوں میں برابر تقسیم کر دیا ہے۔ اب میں اپنے ہر فرض سے سبکدوش ہو گئی ہوں اور میرے جانے کا وقت بھی نزدیک آ گیا ہے۔ جب اپنی اس بوڑھی ماں کے انتقال کی خبر سن لی تو اس ماں کو رخصت کرنے ضرور آ جانا" یہ سن کر اسکے دونوں جگر گوشے رونے لگے پر انہوں نے نہایت محبت اور حوصلے سے ان دونوں کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

---------☆----------

کراچی میں ان دونوں نے ایک ساتھ ایک ہی کالج میں داخلہ لیا اور جی جان سے اپنے پڑھائی میں مصروف رہے۔ دونوں ہی بہت لائق فائق اسٹوڈنٹس تھے، کبھی بلاوجہ غیر حاضر نہیں رہے۔ رہی بنگلے کی بات تو وہاں مہتاب بیگم نے ایک چوکیدار اور ایک بیوہ عورت کل وقتی ملازمہ رکھ دیا، جو دونوں لڑکوں کا ہر ضروری کام سرانجام دیتی تھی۔ دوستوں کی بات کی جائے تو نبیل اور منیب خود دوستوں کی طرح رہتے تھے۔

دوسرے لڑکوں سے ہیلو ہائے ہوتی رہتی تھی پر دونوں بھائی کافی محتاط طبیعت رکھتے تھے تو کسی سے بلاوجہ فری نہیں ہوتے تھے۔ یہ بوائز کالج تھا تو انکا واسطہ کبھی لڑکیوں سے نہیں پڑا۔ پڑھائی کے علاوہ دوسرے سرگرمیوں میں بھی وہ بھرپور حصہ لیتے تھے جیسے اسپورٹس، سوئمنگ یا کوئی آرٹ ایکٹیویٹی۔ دن بہت اچھے سے جارہے تھے۔ کالج جوائن کیئے انہیں ایک سال بمشکل ہو گیا تھا جب انہیں یہ روح فرسا خبر سننے کو ملی کہ انکی والدہ مہتاب بیگم انہیں اس دنیا میں تنہا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیئے چل بسی ہیں، دونوں بھائیوں کی کل کائنات صرف وہی تھیں۔ کالج سے دو ہفتے کی چھٹی لیکر وہ اسی وقت گاوں کے لیئے روانہ ہو گئے۔

دونوں بھائیوں نے اپنی ماں کی آخری وصیت بخوبی ادا کیا،ان دونوں نے آخری رسومات اچھے طریقے سے نبھائے۔ایک ہفتے بعد انکے خاندانی وکیل نے حویلی اور باقی ساری جائیداد کے کاغذات انکے حوالے کردی۔دونوں بھائیوں کے لیئے یہ کڑا وقت تھا کہ کیا فیصلہ لیا جائے کیونکہ ان کے وہ رشتہ دار جنہوں نے کبھی مشکل وقت میں انکی خبر نہیں لی تھی وہ اب بھوکے مگرمچھ کی طرح منہ کھولے منتظر تھے،ایسے وقت میں ان دونوں کم عمر بھائیوں کو سوچ سمجھ کر کچھ فیصلہ لینا تھا۔گاوں میں وہ دونوں اپنی پڑھائی کی وجہ سے رہنے سے قاصر تھے،اور باقی زرعی زمینوں کی دیکھ بھال کون کرتا..؟اب انہیں اچھے سے اندازہ ہو گیا کہ انکی ماں مہتاب بیگم نے سب کچھ کتنے اچھے سے سنبھالا تھا۔آخرکار بہت سوچ بچار کے بعد ان بھائیوں نے یہ فیصلہ لیا کہ اپنے زرعی زمینیں اپنے وفادار خاندانی منشی کے حوالے کرتے ہیں اور ان سے ہر ماہ زمینوں کے متعلق رابطہ کریں گے کیونکہ وہاں کے آمدنی سے ہی وہ دونوں اپنے اور پڑھائی کے اخراجات ادا کرپائیں گے اور حویلی بیچ کر ہمیشہ کے لیئے کراچی شفٹ ہوتے ہیں۔

----------☆----------

کالج لائف ان دونوں کی اچھی گزر رہی تھی۔نبیل کبھی کبھار گاوں کا چکر لگا لیا کرتا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوٹی عمر میں دونوں بھائی کافی سمجھدار اور سیانے ہو گئے تھے۔ جس عمر میں بعض لڑکے بری عادتوں میں پڑ جاتے تھے اسی عمر میں یہ دونوں بھائی دنیا کی اونچ نیچ سمجھنے لگے تھے اور اسکا کریڈٹ مہتاب بیگم کو جاتا تھا، انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کی پرورش بہت احسن طریقے سے کی تھی۔

اور وہ دن آ گیا جب نبیل اور منیب نے بہت اچھے نمبرز لیکر کالج کو ہمیشہ کے لیئے خیر باد کہہ دیا۔ پھر ان دونوں کی یونیورسٹی لائف شروع ہو گئی۔ دونوں نے ہی بزنس مینجمنٹ کا کورس شروع کر دیا کیونکہ دونوں کو آگے جا کر یہی پروفیشن اپنانا تھا۔ اپنے باپ دادا کی جائیداد کو وہ آگے بزنس کی شکل دینا چاہتے تھے۔ دونوں بھائی اسٹڈی کے معاملے میں بہت ہی کانشس تھے۔ دونوں ہی لائق اسٹوڈنٹس میں شمار ہوتے تھے اور دونوں کی پسند ناپسند کافی حد تک ایک جیسی تھی پر دونوں میں کچھ فرق واضح بھی تھا۔ اور وہ یہ کہ دونوں دکھنے میں مختلف تھے۔ نبیل شکل و صورت میں اپنے ننھیال پر گیا تھا، خوش شکل اور خوش مزاج تھا۔ اسکا سینس آف ہیومر بھی کافی کمال کا تھا۔ ہر کسی سے مسکرا کر ملتا تھا اسی بنا پر یونی میں اسکے بہت سارے دوست بن گئے۔ لیکن منیب اس سے بہت الٹ تھا، وہ کافی کم گو تھا۔ ضرورت کے بنا پر بولتا تھا، ہنستا مسکراتا بھی کم تھا۔ اکثر

سنجیدہ رہتا تھا اسی بنا پر یہاں لڑکے لڑکیاں اسے مغرور سمجھتے تھے لیکن اس میں غرور ایک فیصد بھی نہیں تھا۔ اور رہی شکل وصورت کی بات تو وہ بہت ہی ہینڈسم اور وجیہہ تھا کیونکہ وہ ہو بہو اپنے باپ محمد عالم پر گیا تھا۔ (اس لیئے مجتبی کو پہلی بار دیکھ کر اسے شاک ہوا۔ کیونکہ مجتبی اور وہ دونوں ہی محمد عالم پر گئے تھے۔ ایک اپنے دادا پر تو دوسرا اپنے باپ کی تصویر پیش کرتا تھا) ڈریسنگ البتہ دونوں بھائیوں کی سیم ہوا کرتی تھی پر منیب پہ ہر رنگ کھلتا تھا۔ اکثر لوگ یہی مانتے تھے کہ وہ اپنے وجاہت کے بنا پر مغرور تھا۔ لڑکیوں میں وہ 'مغرور شہزادہ' کے نام پر مشہور تھا اور یہ اڑتی اڑتی خبر اسے بھی پہنچ چکی تھی پر اسے قطعی کوئی پرواہ نہیں تھا کیونکہ اسکے پاس ان چیزوں کے لیئے فضول ٹائم نہیں تھا۔

دن تیزی سے گزرتے رہے اور دونوں بھائیوں کو یونی جوائن کیئے دو سال بیت گئے۔ پر تیسرا سال ان دونوں کے لیئے کتنا بڑا بدلاو لائے گا ان سے یہ دونوں قطعی بے خبر تھے۔

----------☆----------

آئینے کے سامنے کھڑی وہ اپنے حسین آنکھوں میں کاجل لگا رہی تھی۔

"بیٹا کب سے تیار ہو رہی ہو جلدی کرو، سبینہ تیرے انتظار میں کب سے کھڑی ہے ہال میں"

"ہاں مما بیس منٹ سے یہی کہہ رہی ہیں آپ" شائستہ اب چڑ گئی۔

"تو تم دیکھو، بیس منٹ سے آئینے کے سامنے کھڑی ہو۔ یونی جانا ہے، کسی شادی بیاہ میں نہیں" اور آخر کار وہ تیار ہو کے نیچے ہال میں آ گئی۔

"سوری جان، انتظار کروایا تجھے"

"رہنے دو، ہر دن ہر معاملے میں معافی مانگ کر تھکتی نہیں ہو۔ اب جلدی سے ناشتہ کرو پھر چلتے ہیں، آل ریڈی لیٹ ہو چکا ہے"

"اب یونی میں ہی کچھ کھا لیں گے اٹھو" اور دونوں گھر سے باہر ایک تانگہ روک کر اس میں بیٹھ کر یونی کے لیئے روانہ ہو گئے۔

"یار اب باقاعدہ یونی آنے جانے کے لیئے تانگہ لگوانا پڑے گا نا"

"ہاں سبینہ۔ پاپا سے کہہ کر لگوا لوں گی ڈونٹ وری اور یہ..؟ یہ کیا..؟ ادھر دیکھو ذرا" شائستہ کو اب جا کر فرصت مل گئی سبینہ کا اچھے سے جائزہ لینے کی۔

"کیا ہوا..؟"

"اففف آج یونی میں پہلا دن ہے اور تم نے وہی گھسا پھٹا تین سال پہلے کا فیروزی سوٹ پہنا ہے"

"تو کیا ہوا..؟ پہننے کے قابل تو ہے اور بقول تمھارے کہ گھسا پھٹا ہے تو یہ اتنا پرانا بھی نہیں ہوا ہے۔ ٹھیک ہی ہے۔اب یونی میں کس کو پتہ یہ تین سال پہلے کا سوٹ ہے..! تو اب بے فکر رہو"

"چلو ٹھیک ہے پر دوپٹہ کندھوں پر رکھو بی اماں..ہمیشہ سر پر لیتی ہو"

"اوفو شائستہ۔دوپٹہ سر پر لینے کے لیئے ہی بنایا جاتا ہے اب پلیز اپنی لیکچر بند کر دو"

"تم کبھی نہیں بدلو گی" یہ کہہ کر اس نے سبینہ کے دونوں گال کھینچے۔

---------☆---------

سبینہ اور شائستہ دونوں بچپن کی پکی سہیلیاں تھیں اور یہ دوستی آگے گزرتے ہوئے سالوں میں اور پروان چڑھی۔دونوں ایک ہی محلے میں رہتی تھیں۔دونوں کا گھر نزدیک تھا،ایک گلی چھوڑ کر دوسرے سہیلی کا گھر تھا تو دونوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔محلے

میں انکی دوستی کا مثال دیا جاتا تھا، دونوں ایک دوسرے پہ جان دینے والی سہیلیاں تھیں لیکن ان دونوں کے مزاج، رکھ رکھاو، طور واطوار میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ شائستہ بہت ذہین، نڈر اور کانفیڈنٹ لڑکی تھی، جو اسکے دل میں ہوتا تھا وہی زبان میں بھی۔ ایک فیصد بھی اسکے دل میں نفاق نہیں تھا۔ اس سب کے علاوہ وہ خوبصورت اور ہمیشہ بناو سنگھار میں رہنے والی لڑکی تھی، ڈریس اعلی سے اعلی پہنتی تھی، فیشن کی اسے خوب سمجھ تھی۔ وہ عام دنوں میں بھی اپنے گھر میں بن سنور کر رہتی تھی۔ اسکول اور کالج میں برائٹ اسٹوڈنٹس میں اسکا شمار ہوتا تھا۔ اسے اپنے خوبصورتی اور انٹیلیجنس کا بخوبی پتہ تھا تو وہ بہت مغرور ہوا کرتی تھی۔ کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی، صرف ایک سبینہ کے سامنے وہ پگھل جاتی تھی کیونکہ وہ اسکی گہری سہیلی تھی، وہ اس پر جان دیتی تھی۔ اور بات آئے سبینہ کی تو وہ بے حد سادگی پسند، شرمیلی اور چپ چپ رہنے والی لڑکی تھی۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ بن ماں باپ کی لڑکی تھی۔ نا اسے کوئی بہن تھا نا بھائی۔ اس لیئے اسکا کانفیڈنٹ لیول بھی کم تھا۔ یہ بات نہیں تھی کہ وہ اچھی اسٹوڈنٹ نہیں تھی، بلکہ اسکا شمار بھی ٹاپ اسٹوڈنٹس میں ہوتا تھا، کبھی کبھار تو وہ شائستہ سے بھی زیادہ نمبر لینے میں کامیاب ہو جاتی تھی پر اسکے علاوہ اس نے کبھی کسی ایکٹیویٹی میں حصہ نہیں لیا۔ اور اگر اسکی صورت کی بات کی جائے تو اپنی اسی سادگی میں

بھی وہ ہزاروں حسین لڑکیوں کو مات دینے کی اہلیت رکھتی تھی۔ وہ بلاشبہ بے حد حسین لڑکی تھی۔ بڑی بڑی آنکھیں، خم دار پلکیں، چھوٹی سی ناک اور گلابی پنکھڑے جیسے نازک سے ہونٹ، وہ کسی مصنوعی حسن کی محتاج نہیں تھی۔ بال بھی اسکے کمر سے نیچے تک تھے اور قد کاٹھ بھی برابر تھا۔ جیسے ان دو سہیلیوں کے عادات میں فرق تھا ویسے ہی ان دونوں کے گھرانوں میں بھی واضح فرق تھا۔ شائستہ ایک کھاتے پیتے خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ اسکے پاپا ایک ریٹائرڈ پولیس آفیسر تھے اور اسکا بڑا بھائی سعودیہ میں اپنے فیملی کے ساتھ رہتا تھا۔ وہاں اسکی بہت اچھی نوکری تھی، جو کماتا آدھا اپنے فیملی کے لیئے اور آدھا پاکستان اپنے مما پاپا کے لیئے بھیجتا۔ اور شائستہ کی ایک بہن حرا ہوتی تھی جس نے ابھی ابھی یونی لائف ختم کی تھی اور کسی اچھے رشتے کی منتظر تھی۔ حرا فطرتاً ایک بہت ہی خود غرض، چالباز اور منافق لڑکی تھی۔ (اسکے دونوں بچے فاروق اور مناہل اسی پر گئے تھے) وہ شائستہ اور سبینہ کی اٹوٹ دوستی سے بے حد جلتی تھی کیونکہ سبینہ بے حد خوبصورت تھی، جب جب یہاں آتی سب کے نظروں کا مرکز بن جاتی۔ حرا بلاوجہ ہی شائستہ کے کان بھرتی کہ وہ سبینہ سے دوستی توڑ دے پر شائستہ سنی ان سنی کر دیتی۔ کیونکہ جانتی تھی کہ وہ اور سبینہ حرا کے مقابلے میں زیادہ حسین لڑکیاں ہیں، حرا عام شکل و صورت کی تھی تو احساس کمتری اور حسد کا شکار

رہتی۔

سبینہ کے گھرانے کی طرف آئے تو سبینہ کا اسکی نانی کے علاوہ اس دنیا میں اور کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنے نانی کے ہاں رہتی تھی۔ اسکے نانی کا ایک بہت بڑا گھر تھا۔ اوپر والا پورشن انہوں نے رینٹ پر دیا تھا اور نچلے پورشن میں وہ دونوں رہتے تھے۔ اوپر والے پورشن سے کرایہ کافی اچھا آتا تھا جس سے گھر کے اخراجات اور سبینہ کی پڑھائی آرام سے چل رہی تھی، اس وقت مہنگائی کا ایسا دور بھی نہیں تھا۔ اسکے علاوہ سبینہ بوریت دور کرنے شام کو محلے کے چند بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی تھی۔ نانی اور نواسی کے علاوہ گھر میں ایک بوڑھا مالی بھی تھا جو انکے گھر کے مختصر سے لان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور گھر کے باہر کا کام بھی سرانجام دیتا تھا جیسے سودا سلف لانا، بجلی کا بل بھرنا اور باقی کے کام وغیرہ وغیرہ۔ مالی کی بیوی عرصہ ہوئے فوت ہو چکی تھی اور اسکی اکلوتی بیٹی رشیدہ (بوا) ہوتی تھی جو سبینہ سے نو سال بڑی تھی، وہ وہی انکے ساتھ رہتی تھی۔ گھر کے چھوٹے موٹے کام کر دیتی تھی پر نانی اور سبینہ نے اسے ہمیشہ گھر کا ایک فرد مانا۔

----------☆----------

یونی جوائن کیئے انہیں تین ہفتے ہو چکے تھے۔ ان دنوں میں انکی باقی لڑکے لڑکیوں سے

اچھی خاصی جان پہچان ہو چکی تھی۔ سبینہ تو لیئے دیئے انداز میں سب سے دور دور رہتی تھی البتہ شائستہ اپنے اعتماد والے شخصیت کے بدولت بہت سے امیر کبیر لڑکے لڑکیوں کی دوست بن چکی تھی۔ باقی عام اسٹوڈنٹس کو وہ خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ جو جو اسکے طبیعت سے واقف ہو چکے تھے انکے لیئے یہ بات کافی حیرت میں مبتلا کر دینے والی تھی کہ وہ سبینہ کی اتنی پکی سہیلی کیسے بن گئی تھی..؟ سبینہ کا تعلق بھی تو کسی اونچے امیر کبیر خاندان سے نہیں تھا پر کوئی بھی یہ سوال پوچھنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔

یونی میں سبینہ اور شائستہ کا ڈیپارٹمنٹ الگ الگ تھا۔ شائستہ نے بزنس مینجمنٹ کا کورس شروع کیا البتہ سبینہ نے پاک اسٹڈی چن لیا۔ اس بات کو لیکر دونوں سہیلیوں میں بہت بحث ہوئی۔

"میرے ساتھ بزنس کا کورس کرتی تو کیا جاتا تمھارا..؟ کم از کم ایک ڈیپارٹمنٹ میں تو ساتھ رہتے اور یہ کورس کافی دلچسپ بھی ہے۔ بار بار پرانے تاریخ وسال یاد تو نہیں کرنے پڑتے سلی گرل"

"مجھے بزنس میں کوئی دلچسپی نہیں، اور آگے جاکر میں کونسا اپنا بزنس اسٹارٹ کرنے والی ہوں جو یہ کورس چنتی"

"اچھا پھر اس پاک اسٹڈی میں رکھا کیا ہے..؟"

"پاک اسٹڈی میں میرا ملک پاکستان ہے نا اور مجھے میرے ملک سے عشق ہے یہ تمھارے علاوہ اور کون جانتا ہے..؟"

"اف بڑی آئی محب الوطن، میں تو ایسا لڑکا اپنے لیئے لائف پارٹنر چنوں گی جو بہت ہی امیر کبیر ہو، جسے خود بھی بزنس میں دلچسپی ہو۔ ہم دونوں مل کر بڑا سا بزنس ایمپائر سنبھالیں گے۔ پورے ٹاون میں ہم آئیڈیل کپل ہونگے۔ ینگ ڈیشنگ بزنس کپل۔ میرا ایک پیلس ہوگا جس کے بے شمار اور شاندار کمرے ہونگے، سو ڈیڑھ سو نوکر چاکر ہونگے، ہر آئے دن بزنس پارٹیز ہونگی۔ میں تو اپنے بچوں کو بھی بزنس سنبھالنے کو کہوں گی" شائستہ شروع ہوچکی تھی۔

"ہاں ہاں میری ماں یہ خیالی پلاو تم مجھے ہر ہفتے میں ایک بار ضرور سناتی ہو، اب حقیقت کی دنیا میں واپس آجاو" یہ سن کر شائستہ کھل کھلا کے ہنس پڑی۔ یہ باتیں وہ سبینہ کو ستانے کے لیئے کرتی تھی پر وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے یہ سارے خواب حقیقت بن کر اسکے سامنے آئیں گی اور پھر انجام..؟ انجام آگے جاکر نہایت بھیانک ہوگا۔

----------☆----------

"دیکھ آج شام تجھے ضرور آنا ہے، میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گی ابھی سے بتا رہی ہوں"

"پر شائستہ میری جان، بچے ٹیوشن پڑھنے آجائیں گے نا"

"نانی سے کہہ دو کہ بچے جب آئیں، انہیں چھٹی دے دیں۔ تمھیں ہمارے ہاں آنا ہے تو بس آنا ہے۔ یار آپی (حرا) کے رشتے والے آرہے ہیں کوئی مزاق تھوڑی نا ہے اور پھر تم میری ہیلپ کرو گی، تم جانتی ہو مما مجھے ہی کچن میں سب چیزیں بنانے کو کہیں گی اور مہمانوں کے سامنے کہیں گی کہ یہ سب اسکی پھوہڑ بیٹی حرا نے بنایا ہے" یہ سن کر سبینہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"صرف منہ کھولے ہنسنا ہے یا جواب بھی دینا ہے..؟ آو گی یا نہیں"

"آجاوں گی بابا"

"اور وہ بے بی پنک کلر والا سوٹ پہننا، وہ نیا سوٹ بھی ہے اور تجھ پر کھلتا بھی بہت ہے۔ اب خدارا وہ پرانے بکواس سوٹ پہن کر مت آنا"

"مہمان آپی کو دیکھنے آرہے ہیں، مجھے نہیں"

"پر امپریشن تو ہم سب کا اچھا جمنا چاہیئے نا۔ اب بات گھمامت، وہی سوٹ پہننا سمجھی"

"اوکے میری جان"

"ہائے سبینہ، آئی لو یو ڈارلنگ" یہ کہہ کر شائستہ نے فون کریڈل پر رکھ دیا اور سبینہ...! اگر اسے معلوم ہوتا کہ اسکی وجہ سے آج وہاں کیا تماشا ہونے والا ہے تو وہ کبھی وہاں جانے کے لیئے ہامی نہیں بھرتی۔

کبھی نہیں...!

---------☆---------

مہمان آ چکے تھے۔ وہ دونوں کچن میں نت نئے لوازمات بنانے میں مصروف تھیں، البتہ حرا فرصت سے تیار ہو رہی تھی۔

"اچھا ہوا جو میرے کہنے پر یہ سوٹ پہن لیا ورنہ وہ بلیو سوٹ پہن لیتی جسے سینکڑوں بار پہن چکی ہو"

"تمھیں تو ہمیشہ میرے ڈریسنگ کو لیکر پرابلم ہوتی ہے۔ میں تمھاری طرح ہر وقت ٹپ ٹاپ نہیں رہ سکتی" وہ دونوں نوک جھونک میں مشغول ہو گئیں۔

"خیال سے، اپنے اس بحث کے چکر میں کباب مت جلا دینا" شائستہ کی مما نے انہیں

تلتے کبابوں کی طرف متوجہ کی۔

"ڈونٹ وری آنٹی "سبینہ نے انہیں تسلی دی۔

"شائستہ تم جا کر حرا کو دیکھو اور کتنا وقت لگائے گی، مہمان کب سے انتظار میں ہیں۔اور تم دونوں اپنے نوک جھونک کے چکر میں بھی کافی دیر لگا چکے "

"جی مما میں جا کر دیکھتی ہوں "اور شائستہ کے جانے سے پہلے ہی حرا کچن میں داخل ہو گئی۔

"چلو،اب ٹرالی سیٹ کرو۔اور چائے بناتے وقت چینی کا پوچھنا مت بھولنا "اپنی مما سے یہ سن کر حرا نے اثبات میں سر ہلایا۔ٹرالی سیٹ کرنے کے بعد دوپٹہ ٹھیک سے کندھوں پر ڈال کر وہ ٹرالی آہستہ دھکیل کے ڈرائینگ روم میں داخل ہو گئی۔سلام دینے کے بعد وہ کریسٹل ٹیبل پر لوازمات سجانے لگی۔

"یہ ہماری بیٹی حرا ہے "

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے،بیٹا ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو "لڑکے کی ماں نے اسکے لیئے صوفے پر جگہ بنایا۔

"شائستہ سبینہ ادھر آو" چائے بنانے کے لیئے شائستہ کی مما نے ان دونوں کو بلایا۔

لڑکے کی ماں حرا سے اسکی پڑھائی اور مشغلوں کے بارے میں پوچھنے لگی۔ لڑکا جس کا نام انور تھا، اسکے چہرے سے ناگواری صاف ظاہر تھی کہ اسے حرا کچھ خاص پسند نہیں آئی۔ جب شائستہ کے ساتھ سبینہ ڈرائینگ روم میں داخل ہو گئی تو انور کی آنکھیں ایک دم خیرہ ہو گئیں۔ سبینہ کا حسن دیکھ کر وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگا۔ لڑکے کی ماں کے زبان کو بھی جیسے بریک لگ گئی۔

"یہ دونوں من موہنی لڑکیاں کون ہیں..؟" اور لڑکے کی ماں کا یوں اسے نظر انداز کرنا حرا کو کافی ناگوار گزرا، وہ تو ویسے بھی سبینہ سے خار کھاتی تھی۔

"یہ میری چھوٹی بیٹی شائستہ ہے اور یہ اسکی سہیلی سبینہ ہے"

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ"

"تم دونوں چائے بناو" اور جب سبینہ نے انور سے چینی کے بارے میں پوچھا تو وہ بنا جواب دیئے اسے محویت سے دیکھتا رہا۔ جب اسکی ماں نے ٹوکا تب ہوش میں آ کر اس نے جواب دیا۔ کوئی محسوس کرے یا نا کرے پر شائستہ کی مما کو اچھے سے احساس ہو گیا کہ انہوں نے سبینہ کو یہاں ڈرائینگ روم میں بلا کر بہت بڑی غلطی کر دی۔ حرا بھی

خونخوار نظروں سے سبینہ کو گھورنے لگی۔

چائے پینے کے دوران ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں۔انور اور اسکی ماں کا جھکاو سبینہ کی طرف دیکھ کر شائستہ کی مما نے اسے کسی کام کے لیئے کچن بھیج دیا۔اسکے جاتے ہی انور نے منہ بنایا۔چائے کا دور ختم ہوا تو شائستہ کی مما جواب طلب نظروں سے انور کی ماں کو دیکھنے لگی۔انور نے اپنی ماں کے کان میں کھسر پھسر کی۔

"بہن جی، بات یہ ہے کہ ہمارے بیٹے کو سبینہ بڑی اچھی لگی ہے اب وہ اس گھر کی بچی نہیں ورنہ آپ ہی سے اسکا ہاتھ مانگ لیتے" یہ سننے کی دیر تھی کہ حرا بنا کچھ کہے پاوں پٹختی ہوئی ڈرائنگ روم سے واک آوٹ کر گئی۔

"آپ یہاں ہمارے بیٹی کو دیکھنے آئے تھے یا لڑکیاں چننے..؟ ذرا بھی آپ لوگوں میں تمیز ولحاظ نہیں ہے..؟" شائستہ کی مما پھٹ پڑی۔

"میرے بیٹے کو آپ کی بیٹی پسند نہیں آئی اس بات کا غم ہے آپ کو..؟ ارے میرے بیٹے کی مرضی۔ہم یہاں آپ کے بیٹی کو انگوٹھی پہنانے تھوڑی نا آئے تھے، دیکھنے ہی تو آئے تھے۔اگر میرے بیٹے نے اسے پسند کرنے کے بجائے اسکی بہن کی سہیلی کو پسند کیا تو اس میں ہنگامہ کھڑا کرنے کی کیا ضرورت..؟"

"اچھا ہوا آپکے بیٹے کی اصلیت پتہ چل گئی۔ تربیت دکھ رہی ہے آپ کی محترمہ۔ بنا اسے ملامت کیئے اسکا ساتھ دے رہی ہیں..؟ ہم عزت دار لوگ ہیں۔ آپ جیسے پنچ سوچ لوگوں میں ہم اپنی بیٹی تو کیا..؟ اپنے ملازم کی بیٹی بھی نا بیاہ دیں۔ اب یہاں سے آپ ماں بیٹا جلد از جلد تشریف لے جائیں"

"ہنہ، آئے بڑے۔ وقت ضائع کر دیا ہمارا۔ ہمارے بیٹے کے لیئے لڑکیوں کی لائن لگی رہتی ہے۔ اٹھ انور" اور وہ ماں بیٹا بکتے جھکتے وہاں سے نکل کر چلے گئے۔

--------☆-------

"حرا بیٹا دروازہ کھولو" اسکی مما دروازہ پیٹ رہی تھیں۔ پیچھے شائستہ اور سبینہ ڈرے سہمے کھڑے تھے۔

"دروازہ کھولو بیٹا" اور اس نے یک دم دروازہ کھول دیا۔ چہرے پر آنسوؤں کے نشان، بال الجھے وہ ابتر حلیئے میں تھی۔

"مما اب کیا لینے آئے ہو آپ سب اور تم.... تم منحوس لڑکی..! پڑ گئی تمھارے کلیجے میں ٹھنڈ..؟ میرا رشتہ تڑوا کر تم تو پھولے سما نہیں رہی ہو گی نا۔ کیوں..؟" وہ آتش

فشاں بن کر سبینہ پہ پھٹ پڑی۔

"بیٹا اس میں سبینہ کا کیا قصور..؟ وہ لوگ ہی اچھے نہیں تھے۔اچھا ہوا انکا اصلی رنگ ڈھنگ سامنے آگیا ورنہ خدانخواستہ آگے جاکر بہت مسلئہ ہو جاتا"

"نہیں مما۔یہ بہت اچھا رشتہ تھا۔سب اس چالباز لڑکی کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔رشتہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔اب کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو..؟ جاو اپنے گھر میں بناو سنگھار کر کے بیٹھی رہو۔تمھاری یہ منحوس شکل دیکھنے آئیں گے وہ لوگ۔جاو...جاو"اور سبینہ روتے ہوئے بھاگ کر وہاں سے چلی گئی اور شائستہ نے افسوس سے اپنی آپی کو دیکھا۔

---------☆---------

ایک ہفتے سے وہ اکیلی یونی جا رہی تھی کیونکہ گزشتہ تلخ واقعے کے بعد سبینہ کو شدید بخار ہو گیا تھا۔وہ اس سے ملنے اسکے گھر بھی گئی پر وہ سوتی بنی۔شاید وہ شائستہ سے ملنے سے بھی خائف اور شرمندہ تھی۔آج بھی وہ یونی میں اکیلی تھی۔چند پوائنٹس اسے سمجھ نہیں آرہے تھے تو ایک لڑکی نے اسے مفید مشورہ دیا کہ نبیل نامی ایک سینئیر لڑکا اس وقت لائبریری میں ہوتا ہے،وہ جونیئرز کو ٹائم نکال کر کچھ پڑھا اور سمجھا دیتا ہے اسی

کے پاس جاو تو پوچھتے پوچھتے اسے نبیل حیات لائبریری میں مل گیا۔ نبیل بہت خوش اخلاقی سے اس سے ملا۔ اسے اس انجانی لڑکی میں ناجانے کیوں بہت کشش محسوس ہوئی۔ اس سے بہت سی لڑکیاں پڑھائی کے معاملے میں مدد لینے آجاتی تھیں پر اسے کسی لڑکی میں اس قدر دلچسپی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ اسے آدھے گھنٹے تک سارے پوائنٹس سمجھاتا رہا اور اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ شائستہ جلد ہی پوائنٹس سمجھ جاتی تھی۔ وہ بہت لائق اسٹوڈنٹ تھی۔ ان دونوں کا یہ پہلا دن بہت خوشگوار گزرا اور دونوں ہی اچھے دوست بن گئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

---------☆---------

آدھی رات کو اسکے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ ناک سن کر اس نے دروازہ کھول دیا تو سامنے منیب کھڑا تھا۔

"خیر ہے بھائی..؟ ابھی تک تمھارے روم کی لائٹ جل رہی ہے۔ سوئے نہیں..؟"

"ہاں بس نیند نہیں آرہی تھی۔ آجاو اندر" اور دونوں آکے کاوچ پر بیٹھ گئے۔

"نیند کیوں نہیں آرہی..؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا..؟" منیب فکر مند لگ رہا تھا۔

"یار اب کیا کہوں..؟"نبیل دھیمے سے مسکرایا۔

"ایک منٹ ایک منٹ..! مسکرایا کیوں جا رہا ہے..؟ گڑبڑ کیا ہے..؟"

"بس میرے بھائی۔ آج ایک لڑکی کو دیکھا،اس سے ملا۔اسکے بعد سے دل کی یہ حالت ہے"

"واٹ..؟؟؟"منیب ضرورت سے زیادہ شاک ہو گیا۔

"میں جانتا تھا تمھیں 440 والٹ کا جھٹکا لگے گا بٹ اٹس ٹرو"

"کون ہیں وہ..؟"

"ٹھیک سے تو میں بھی نہیں جانتا۔شائستہ نام ہے اس لڑکی کا۔یونی میں دو سال جونئیر ہے۔آج پڑھائی میں ہیلپ کے لیئے لائبریری آئی تھی۔پتہ نہیں...پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے..؟"

"پلیز اب یہ عشق عاشقی کے چکر میں مت پڑ جانا۔اچھے بھلے ہو"

"اب یہ چیز بس میں تھوڑی نا ہے میرے بھائی..؟ہمارا واسطہ لڑکیوں سے کبھی نہیں پڑا۔حویلی میں ہم دو ہی تھے۔اسکول کالج میں بھی واسطہ نہیں پڑا۔یہاں یونی میں ہمارا

تھرڈ ائیر ہے۔کوئی دل پھینک لڑکا ہوتا تو بہت پہلے ہی کوئی لڑکی پسند آجاتی۔پر آج...

آج جس لڑکی سے ملا وہ دوسروں سے کافی الگ تھی۔بہت کانفیڈنٹ، پریٹی اور

انٹیلیجنٹ۔حالانکہ آج ہم پہلی دفعہ ملے تھے پر لگتا تھا اسے کئی وقتوں سے جانتا ہوں"

نبیل اسکی خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

"اوہ۔تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے" منیب پر سوچ انداز میں بولا۔

"ہاں برادر۔میں چاہتا ہوں ہم یونہی روز ملتے رہیں۔ایک دوسرے کو جانے، سمجھے پھر

آگے جاکر میں کچھ فیصلہ لے پاوں"

"اور تمھارے ہر فیصلے میں تمھارا بھائی تمھارے ساتھ ہوگا" یہ سن کر نبیل منیب کے

سینے لگ گیا۔

----------☆----------

دن گزرتے رہے اور اس مختصر وقت میں وہ دونوں بہت ہی اچھے دوست بن گئے۔

روز دونوں فارغ اوقات میں لائبریری میں ملتے، پڑھائی کرتے،اسکے علاوہ بات چیت

کرتے۔دونوں کا ہی ایک دوسرے کے فیملی سے غائبانہ تعارف ہو چکا تھا۔شائستہ کو یہ

سن کر افسوس ہوا کہ نبیل کا اسکے بھائی کے علاوہ اس دنیا میں اور کوئی نہیں اور یہ جان کر کافی حیرت اور دلچسپی ہوئی کہ دونوں بھائی کروڑوں جائیداد کے تنہا مالک ہیں اور آگے جا کر دونوں بہت ہی کامیاب بزنس مین بننے والے ہیں۔

---------☆---------

آج شائستہ بہت خوش دکھ رہی تھی۔ نبیل کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسکی آپی حرا کا رشتہ بہت ہی اچھے گھر میں طے ہو گیا ہے۔ لڑکا کینیڈا میں سیٹل ہے اور شادی کے بعد حرا بھی پاکستان کو ہمیشہ کے لیئے خیر باد کہہ دے گی۔ شادی کی ڈیٹ بھی فکس ہو گئی ہے، لڑکے والوں کو جلدی ہے تو اگلے ہفتے شادی ہے۔ شائستہ نے اسے اینوٹیشن کارڈ تھما دیا۔

"آپ نے ضرور آنا ہے اور ہاں، اپنے مغرور بھائی کو بھی ساتھ لانا ہے۔ اس بہانے میں بھی ان سے ملوں..!" شائستہ کا اشارہ منیب کی طرف تھا۔

"میں ضرور اسے اطلاع دوں گا پھر آگے اسکی مرضی، میرے ساتھ آئے یا نا آئے۔ بھیڑ والی جگہوں اور فنکشنز وغیرہ سے وہ ٹوٹلی الرجک ہے"

"پھر تو واقعی میں مغرور شہزادے کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کو انہیں ہر حال میں لانا ہے۔مجھے بھی ان سے ملنے کی سعادت نصیب ہو"اسکے اس شوخ جملے پر نبیل مسکرایا۔

"اچھا بابا، گھسیٹ کر لاوں گا"

---------☆---------

شادی کسی بڑے میرج ہال میں منعقد ہوئی تھی۔ حرا بہت خوش نظر آرہی تھی، اسے آخرکار ایک من چاہا رشتہ مل گیا تھا۔اسٹیج پر بیٹھے دونوں دلہا دلہن مسرور دکھائی دے رہے تھے۔سبینہ کو شائستہ نے بہت مشکلوں سے منایا تب ہی وہ شادی میں شرکت کرنے آئی تھی۔بلیک کلر کے غرارہ سوٹ میں سبینہ انتہائی حسین لگ رہی تھی۔ شائستہ بھی میرون کلر کے فینسی ڈریس میں بہت خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ البتہ اسکی ساری توجہ انٹرنس پر تھی۔سبینہ کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسکا ایک یونی فرینڈ آنے والا ہے بس اسی کا انتظار ہے۔پندرہ منٹ بمشکل گزرے ہونگے جب شائستہ کو نبیل دکھائی دیا، وہ تقریباً دوڑتے ہوئے اسکے پاس آئی۔

"السلام علیکم"نبیل نے کافی گرمجوشی سے سلام دیا۔

"وعلیکم السلام، کتنی دیر لگا دی آپ نے۔اور یہ کیا..؟اکیلے ہی آئے ہیں آپ..؟"

"نہیں، مغرور شہزادہ بھی آیا ہوا ہے۔کار پارک کر کے بس آتا ہی ہو گا۔ویٹ کر لیتے ہیں۔ویسے آج آپ کافی اچھی لگ رہی ہیں"

"اوہ، شکریہ "شائستہ نزاکت سے مسکرائی۔پھر دونوں باتوں میں لگ گئے۔پانچ منٹ بعد منیب انکی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔شائستہ کی جب نظر اس پر پڑی تو بس...!پلکیں جھپکانا ہی بھول گئی۔ نبیل کیا بول رہا تھا،آس پاس کونسا میوزک بج رہا تھا اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ایسا وجاہت کا شاہکار اس نے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔بے حد خوبرو،بہت وجیہہ۔وہ کسی بھی لحاظ سے نبیل کا بھائی نہیں لگتا تھا،یہ بات نہیں تھی کہ نبیل خوش شکل نہیں تھا لیکن منیب کے سامنے کوئی بھی ٹکنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔

منیب نے آ کر نبیل کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تو اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"آ گئے تم۔شائستہ اس سے ملو یہ ہے مغرور شہزادہ، میرا بھائی، میرا ہمدم منیب۔اور منیب یہ شائستہ ہے میری دوست جس کا تم سے ذکر کرتا رہتا ہوں"

"السلام علیکم "شائستہ کو سلام دے کر بنا کوئی جواب سنے لاپرواہ انداز میں وہ یہاں وہاں مہمانوں کو دیکھنے لگا۔

"وعلیکم السلام۔آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی "وہ اب بھی اس ساحر کے سحر میں کھوئی کھوئی لگ رہی تھی۔اگر یونی میں اسکا نام مغرور شہزادہ مشہور تھا تو کچھ غلط بھی نہیں تھا۔ایک نظر ڈالنے کے بعد اس نے شائستہ کو دوبارہ دیکھنے کی زحمت نہیں کی حالانکہ اسکی اسٹرانگ پرسنلٹی اور خوبصورتی کو اگنور کرنا باقی لڑکوں کے لیئے خاصا مشکل ہوتا تھا۔

"سیم ہیئر "سرسری سا کہہ کر وہ نبیل کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں ابھی آیا۔ایکسکیوز می "اور جیسے وہ وہاں سے چلا گیا،شائستہ کا چین،قرار اور دل سب چرا کر لے گیا۔

"سوری شائستہ۔یہ ظاہر میں ایسا ہی ہے۔کولڈ بلڈیڈ پر اندر سے بے حد نرم اور بہت نفیس ہے میرا بھائی "نبیل کے لہجے میں اپنے بھائی کے لیئے پیار ہی پیار تھا۔

"آمیزنگ نا،ایک ہی یونی میں ہوتے ہوئے میرا سامنا ان سے نہیں ہوا "شائستہ کو

ایک نئے غم نے آلیا کہ کیوں وہ منیب سے بہت پہلے نہیں ملی۔

"یہ بس اپنی دنیا میں رہتا ہے"

"اچھا اب ہال چلیں۔ مجھے تو ہوش ہی نہیں رہا کب سے آپ کو یہیں کھڑا کیا ہے، آجائیں" اور دونوں ہال میں آ گئے۔ رشتے داروں کے علاوہ اور کئی نامی گرامی لوگ مدعو تھے۔ شائستہ کی تو بہت ساری امیر کبیر سہیلیاں آئی ہوئی تھیں، مگر اسکی عزیز ترین سہیلی سبینہ نا جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔

--------☆--------

ہال کے ایک سائڈ واش رومز تھے۔ ان میں سے ایک واش روم کے اندر واش بیسن کے سامنے کھڑی سبینہ روئے جا رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے حرا جو دلہن بنی اپنے دولہے کے پاس براجمان تھی، اسے اپنے پاس بلایا اور اسکے کان میں زہر انڈیلنے لگی۔

"خیر سے آج میری شادی ہو رہی ہے۔ اب خدارا اپنی یہ منحوس شکل بار بار میرے ہونے والے شوہر کے سامنے مت لاو ورنہ کچھ انہونی ہو گئی تو تمھیں میں زندہ جلادوں گی" یہ سن کر سبینہ نے افسوس سے حرا کو دیکھا جس نے چہرے پہ مصنوع مسکراہٹ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سجائے سبینہ کو دیکھا۔تب ہی سے سبینہ واش روم میں بندرونے دھونے کا شغل فرما رہی تھی۔بہت روچکنے کے بعد اس نے ٹیشو سے اپنے گال تھپتھپائے اور جیسے ہی واش روم سے نکلی تب منیب سے ٹکراتے بچی۔منیب جس کے شرٹ کے آستین پر کسی بچے نے انجانے میں جوس گرادیا تھا،وہی دھونے کے غرض سے یہاں آیا تھا پر سامنے کھڑی حسین لڑکی کے چہرے میں وہ مکمل طور پر کھو گیا۔کیا دلسوز حسن تھا۔ جیسے خدا نے اسے بڑی فرصت سے بنایا ہو۔بھیگے بھیگے پلکوں کی یہ لرزش، حسین آنکھوں سے بہتے مٹے مٹے آنسووں کے ساتھ کاجل کا یہ امتزاج، جھکی نگاہیں،گلاب کی پنکھڑیوں جیسے کانپتے ہونٹ اور بلیک سوٹ میں چاند جیسا مکھڑا۔وہ ایک ہی نظر میں اس لڑکی کے محبت میں بری طرح سے گرفتار ہو گیا۔

"پلیز ہٹیں سامنے سے"اسے چند سیکنڈز یونہی دیوار کی طرح ایستادہ دیکھ کر وہ گویا ہوئی۔چونکہ واش رومز سائڈ آنے کا راستہ تنگ تھا تو وہ منیب سے ایک سائڈ ہٹنے کا ریکویسٹ کرنے لگی پر وہ مبہوت، مخمور سا اسے دیکھنے لگا۔

(جوس لگی آستین جائے بھاڑ میں)

"ہٹیں راستے سے،جانے دیں"وہ لڑکا جسے ایک نظر دیکھنے کو لڑکیاں ترستی تھیں،اسی

لڑکے کو ایک نظر دیکھنے کے بعد سبینہ نے بری طرح سے نظر انداز کر دیا اور اسکی یہ بے پرواہ ادا دیکھ کر منیب گھائل ہو گیا۔

"آپ بہرے ہیں..؟ سنائی نہیں دے رہا آپ کو..؟" اور منیب بے چارہ دل پہ پتھر رکھ کر ایک سائڈ ہو گیا اور وہ اسکے سائڈ سے سکڑتی سمٹتی ہوئی چلی گئی۔ کٹھک کی آواز پر منیب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس مغرور شہزادی کے پیروں کا ایک پازیب زمین پہ پڑا دکھا۔ اس نے بہت محبت سے وہ پازیب اٹھا کر اپنے پینٹ کے جیب میں ڈال دیا۔

--------☆-------

نبیل نے پورا وقت شائستہ کو کھویا کھویا پایا۔ اسکی نظریں جیسے کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں پر جسے وہ ڈھونڈ رہی تھی وہ اسے کہیں نہیں دکھ رہا تھا۔ اسی بیچ سبینہ اسکے ٹیبل تک آ گئی۔

"یہ رہی میری سبینہ میری پیاری سہیلی جو کب سے غائب تھی، اور سبینہ ان سے ملو یہ نبیل حیات ہیں میرے بہت اچھے دوست"

"السلام علیکم سبینہ جی"

"وعلیکم السلام۔ بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر"

"مجھے بھی"

"تم دونوں بیٹھو، میں بس ابھی آئی" یہ کہہ کر شائستہ وہاں سے چلی گئی۔ وہ دونوں ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئے۔

"آپ کا موڈ کیوں آف لگ رہا ہے سبینہ جی"

"بس نبیل بھائی، ابھی ابھی کسی ڈھیٹ لڑکے سے بحث کر کے آئی ہوں۔ شاید بہرا اور گونگا تھا۔ مفت میں اپنا وقت ضائع کر دیا"

"ہاہاہا اچھا تو بحث کے بعد آپ کو پتہ چلا کہ وہ بے چارا بہرا اور گونگا ہے..؟"

"ہاں، ارے وہ دیکھیں۔ وہ لڑکا... وہی ہے" اور سبینہ کے اشارے پر نبیل نے جہاں دیکھا تو حیرت میں مبتلا ہو گیا۔

"ارے سبینہ جی یہ تو..."

"وہی ہے یہ نبیل بھائی۔ ارے یہ تو... یہ تو ہماری طرف آ رہا ہے، کوئی ہنگامہ کھڑا نا کر دے" سبینہ کو اب فکر لاحق ہو گئی۔

"ارے آپ گھبرائیں مت یہ میرا..."

"دیکھیں نبیل بھائی، آپ کہیں مت جایئے گا" اور منیب انکے ٹیبل تک پہنچ کر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ اسکی اس جرات پر سبینہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

"دیکھیں، آپ گونگے بہرے جو بھی ہیں، اپنی حد میں رہیں۔ کب سے میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ یہ.. ہاں.. ہاں یہ جو میرے پاس بیٹھے ہیں نا یہ میرے بڑے بھائی ہیں نبیل۔ یہ.. یہ باکسنگ کرتے ہیں۔ جو لوگ دیوار بنے راستے میں کھڑے لوگوں کو پریشان کرتے ہیں نا، یہ انکے سامنے کے دانت توڑ ڈالتے ہیں۔ یہ صرف میرے بھائی نہیں، میرے باڈی گارڈ بھی ہیں۔ اور یہ آپ مجھے یوں تاڑنا بند کر دیں..! کبھی زندگی میں لڑکی نہیں دیکھی..؟ میرا بھائی ایسا پنچ آپ کو ماریں گے نا آپ کو دن میں بھی تارے دکھائی دینگے"

"پر سبینہ جی، ابھی تو رات ہے" نبیل نے معصومیت سے کہا۔

"ارے ہاں، رات ہے۔ اچھا پھر آپ کو رات میں سورج دکھائیں گے سمجھے" نبیل رخ موڑے اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا اور منیب...!! وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے اپنے ٹھوڑی پہ ہاتھ جمائے اب بھی اس مغرور پلس پاگل لڑکی کو سنجیدگی سے دیکھے جا رہا تھا۔

"آپ میرے بھائی کے سامنے مجھے یوں تاڑ رہے ہیں، شرم نہیں آرہی آپ کو..؟"

"سبینہ جی۔ یہ میرا بھائی منیب حیات ہے" اور سبینہ نے کرنٹ کھا کر نبیل کی طرف دیکھا۔ کب سے نان اسٹاپ بولنے والی سبینہ کو چپ لگ گئی۔ وہ بری طرح خفت کا شکار ہو گئی البتہ اسکے چہرے کے فنی ایکسپریشنز دیکھ کر منیب ہولے سے مسکرایا پھر جلدی سے نبیل سے مخاطب ہوا۔

"بھائی، گھر چلیں..؟"

"کیوں بھائی..؟ ابھی کھانا لگنے والا ہے"

"گھر جا کر کھا لیں گے، میرے سر میں درد ہو رہا ہے" وہ انگلیوں سے اپنی کنپٹی مسل رہا تھا۔

"واٹ..؟ میں جانتا ہوں تم ایسی تقریبوں سے دور بھاگتے ہو پھر بھی تجھے زبردستی اٹھا لایا۔ اچھا ابھی کے ابھی گھر چلتے ہیں اور ہاں، ڈرائیونگ میں کروں گا" پھر رخ موڑ کر سبینہ کو دیکھا۔

"سبینہ جی۔ ہمیں جانا ہو گا۔ شائستہ اگر ملی ان سے میری طرف سے معذرت کر لینا کہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمیں ارجنٹلی جاناپڑ گیاہے،اوکے چلتے ہیں اب ہم۔چل بھائی اٹھ آرام سے"اور منیب بھی کرسی پیچھے دھکیل کراٹھ گیا۔سبینہ اب بھی بت بنی کن اکھیوں سے منیب کودیکھ رہی تھی پھر اسکے اوپر کاسانس اوپر اور نیچے کاسانس نیچے رہ گیاجب منیب آکر اسکے قریب اس قدر جھک گیاکہ اسکی پر تپش سانسیں وہ اپنے چہرے پہ محسوس کرنے لگی۔

"اللہ حافظ سبینہ"اسکے اس قدر گمبھیر لہجے پر سبینہ کے رونگٹے کھڑے ہوگئے،یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

دونوں بھائی ہال سے نکل گئے تو نبیل گویاہوا۔

"بھائی تم تو مجھ سے دو قدم بھی آگے نکل گئے"

"کیسے..؟"

"بیچاری کے چہرے پہ اتنا جھک گئے مجھے تو لگا..."

"کیالگا..؟"پیشانی پہ دو شکنیں لاکراس نے نبیل کو گھورا۔

"کچھ نہیں،کچھ نہیں۔ریلکس یار"نبیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

----------☆----------

نبیل سے پوچھنے پر منیب کو پتہ چلا کہ سبینہ نا صرف شائستہ کی بہت اچھی سہیلی ہے بلکہ دونوں ایک ہی محلے میں رہتی ہیں، بس یونی میں انکا ڈیپارٹمنٹ الگ الگ ہے، سبینہ پاک اسٹڈی پڑھ رہی ہے۔ یہ جاننے کے بعد وہ اکثر یونی میں اسی ڈیپارٹمنٹ کا چکر لگانے لگا حالانکہ وہاں اسکا کوئی کام نہیں تھا، اور رہی بات سبینہ کی تو اسے بھی یہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوئی کہ منیب کیوں بار بار اس ڈیپارٹمنٹ میں آتا ہے۔ اس دن کے بعد سے وہ بھی منیب کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ وہ کوئی آوارہ ٹائپ کا لڑکا ہوتا تو اسکی راہ میں آتا یا کوئی نازیبا جملہ کس لیتا پر وہ جس خاموشی سے یہاں آتا اسی خاموشی سے واپس چلا جاتا۔ اور سبینہ نے آج تک یونی میں منیب کے بارے میں کوئی غلط بات نہیں سنی تھی۔ لڑکیاں تو یہ تک کہتی کہ وہ ہمیں ایک نظر بھی نہیں دیکھتا۔ اگر ایسا لڑکا جو آج تک لڑکیوں سے الرجک رہا ہو، اچانک سے ایک لڑکی میں خاموشی سے دلچسپی لینے لگے تو یہ ضرور کوئی بڑی بات ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات تب سچ ثابت ہوئی جب وہ اسکے گھر تک پہنچ گیا۔

سبینہ یونی سے لوٹ کر گھر آگئی تو منیب کو اپنے گھر میں موجود پا کر بری طرح شاک ہوئی۔ وہ، نانی اور رشیدہ آپا ایک ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔

"آگئی میری بچی۔ جلدی فریش ہو لو پھر آ کر کھانا کھالو"

"آپ یہاں..؟"نانی کی بات کا بنا جواب دیئے وہ منیب سے مخاطب ہوئی۔

"بیٹا، پہلے تم جا کر کپڑے تو بدل لو"یہ سن کر خاموشی سے وہ وہاں سے چلی گئی۔ پندرہ منٹ بعد وہ ڈائننگ ٹیبل پر آئی تو منیب جا چکا تھا۔

"نانی..وہ...منیب...؟"

"وہ چلا گیا بیٹا"

"وہ یہاں کیوں آیا تھا..؟ آپ انہیں جانتی ہیں نانی..؟"رشیدہ آپا کی شوخ نگاہیں نظر انداز کر کے وہ نانی سے پوچھنے لگی۔

"پہلے آرام سے کھانا تو کھالو، اس قدر حیران ہونے کی کیا ضرورت ہے..؟"سبینہ کی بھوک مٹ چکی تھی پر نانی کی خاطر اس نے چند لقمے توڑے۔ کھانا کھانے کے بعد وہ نانی کو جواب طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"بیٹا، تین دن پہلے تیرے لیئے ایک گھر سے رشتہ آیا تھا تب تم یونی میں تھی"

"رشتہ..؟میرے لیئے..؟"

"ہاں بیٹا پر مجھے تسلی کرنی تھی تو آج لڑکا خود ملنے آیا" یہ سن کر سبینہ کا دماغ بھک سے اڑا۔

"ہاں بیٹا تین دن پہلے نبیل حیات آیا تھا ہمارے گھر تمھارا ہاتھ اپنے بھائی منیب کے لیئے مانگنے پر مجھے تسلی نہیں ہوئی، گھر کے بڑوں کا پوچھا تو سن کر افسوس ہوا کہ دونوں بھائیوں کا اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔ اور وہ دونوں جس گاوں سے تعلق رکھتے ہیں، خوش قسمتی سے رشیدہ کے ابا (مالی) بھی اسی گاوں کے ہیں انہیں کے زبانی پتہ چلا کہ واقعی میں یہ دونوں بھائی اس گاوں کے بہت بڑے جاگیر دار محمد عالم حیات کے بیٹے ہیں جواب اس دنیا میں نہیں۔ بڑے خاندانی لوگ ہیں اور مجھے نبیل حیات کی خوش مزاجی اور اخلاق بہت خوش کر گئی۔ اور یہ سن کر بہت اچھا لگا کہ اسکا بھائی منیب جو تجھے پسند کرتا ہے، تم دونوں ہی ایک یونی میں پڑھتے ہو لیکن تم سے براہ راست بات کرنے کے بجائے اس نے اپنے بھائی اور مجھ سے بات کرنا ضروری سمجھا۔ ایسا خاندانی لڑکا تمھارے لیئے اور کہاں ملے گا بیٹا..؟ کل نبیل حیات سے فون پر بات کر کے کہا کہ اپنے بھائی منیب کو ہمارے ہاں لنچ پر بھیج دو، اس سے مل کر تسلی کر لوں اور اس سے مل کر مجھے کافی اطمینان ہوا۔ خوبرو اور وجیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بہت سمجھدار، کم گو اور

سنجیدہ لڑکا ہے۔ایک سال بعد بزنس ڈگری لیکر اپنا کاروبار شروع کردے گا، جائیداد کی بھی کوئی کمی نہیں۔بیٹا تم اچھے سے اپنا وقت لو، سوچو..! لڑکا دیکھا بھالا ہے، یونی میں پڑھتا ہے، بارہا ملے ہوگے اس سے۔شریف بچہ ہے اور مرنے سے پہلے میں تمھاری شادی کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتی ہوں"

"کیسی باتیں کررہی ہیں نانی، کچھ نہیں ہوگا آپ کو"

"بیٹا، تم اچھے سے سوچ لو۔ایک ہفتے کا وقت دیتی ہوں، مجھے جواب ہاں میں ہی سننا ہے باقی تیری مرضی"

"جی نانی" سر جھکا کر اس نے جواب دیا۔

"اور ہاں، تیرے اس رشیدہ آپا کا نکاح بھی آنا فانا طے ہوگیا ہے۔اگلے ہفتے نکاح ہے"

"واؤ، رئیلی..؟" اور یہ سن کر رشیدہ منہ چھپائے کچن کی طرف دوڑ گئی۔

"ہاں بیٹا گاؤں سے رشتہ آیا ہے، لڑکے والوں کو جلدی ہے..! بس سادگی سے نکاح کرکے رخصت ہوجائیگی" یہ سن کر سبینہ رشیدہ آپا کے لیئے من ہی من نیک دعائیں کرنے لگی۔

---------☆---------

جب سے اس نے منیب کو دیکھا تھا، تب سے وہ ہر رات اسکے خوابوں میں آتا تھا، دن کو بھی اسکا خیال چھایا رہتا تھا۔ یونی میں اکثر وہ اسکے سامنے آجاتی پر وہ بے مروت سلام دیئے بنا ہی گزر جاتا۔ وہ مغرور شہزادہ تھا، وہ یہ سب اسکی ایک ادا ہی سمجھنے لگی۔ منیب کو بھی اسکا یوں بار بار سامنے آجانا بری طرح کھٹکتا تھا پر پھر کچھ سوچ کر نظرانداز کر لیتا، مجبوری تھی کیونکہ دونوں کا ڈیپارٹمنٹ ایک ہی تھا۔ ایک دن شائستہ نے اسے یونی کیفے میں آلیا۔

"ایکسکیوز می، کیا میں ادھر بیٹھ سکتی ہوں..؟" شائستہ نے اجازت طلب کی۔

"پر جہاں تک مجھے دکھ رہا ہے، بہت سے ٹیبلز خالی پڑے ہیں" منیب نے صفائی سے جواب دیا۔

"آئیکچیولی آج میری کوئی دوست نہیں آئی اور آپ کے پاس نبیل بھی نہیں دکھ رہے تو بس اس لیئے" یہ کہہ کر اب کی بار وہ بے تکلفی سے بیٹھ گئی۔

"نبیل گاوں گیا ہوا ہے کسی کام سے" اسکا یوں بے تکلفی سے بیٹھنا منیب کو کافی ناگوار

گزرا پر برداشت کر گیا۔

"چلو یہ بہت اچھا ہوا، دراصل مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے"

"جی، فرمایئے"

"کیوں نا ہم کسی پر سکون گوشے میں جا کر بات کریں..؟ یہاں کافی شور اور بھیڑ ہے"

اور منیب نا چاہتے ہوئے اسکے ساتھ خاموشی سے یونی کے ایک پر سکون جگہ پر آ گیا۔

یہاں اس وقت کوئی اسٹوڈنٹ نہیں تھا۔ دونوں بینچ پر بیٹھ گئے تو منیب گویا ہوا۔

"جی، کہیں"

"I Love You..."

شائستہ بہت جذب سے بولی۔ یہ سن کر منیب کو سر سے پیر تک زوردار کرنٹ لگ گیا۔

وہ ہونق بنا شائستہ کو دیکھنے لگا۔

"یس منیب۔ آئی لو یو، آئی لو یو سو وو مچ۔ جب سے آپ کو دیکھا ہے میں نے خود کو کھو دیا ہے۔ میرے دن رات کا سکون، چین سب لٹ گیا ہے۔ جب سے آپ کو پہلی نظر دیکھا ہے تب ہی سے آپ کی محبت میں بری طرح سے گرفتار ہو چکی ہوں..! اس

واقعے کو کافی عرصہ گزر چکا ہے پر میں آج تک وہی ہوں۔میں وہی کہیں کھو گئی ہوں۔ جہاں دیکھوں، جدھر بھی دیکھوں آپ ہی آپ نظر آتے ہیں مجھے۔میں اس انتظار میں تھی کہ شاید آپ میری طرف قدم بڑھائیں، اپنی دل کی بات کہہ دیں پر شاید آپ کو آپ کی انا نہیں چھوڑ رہی، تو آج بہت ہمت کر کے آپ کے پاس اقرار محبت کرنے آگئی..!"وہ بہت عقیدت سے اسے دیکھنے لگی۔اچانک منیب کے ایک دم کھڑے ہونے پر وہ بری طرح بوکھلا گئی۔

"I have to Go..!"

منیب بڑے ضبط سے یہ بولا۔

"نہیں، ایسے کیسے..؟"وہ بھی عجلت میں کھڑی ہو گئی۔

"مجھے جانا ہے" منیب نے اسے دیکھے بنا اپنے جملے پر زور دیا۔

"نہیں پلیز، آپ....."شائستہ نے جلدی سے اسکا بازو پکڑا پر منیب نے اپنا بازو زور سے چھڑا کر اسے بری طرح سے جھٹکا دیا۔

"ڈونٹ ٹچ می..!"منیب یک دم طیش میں آگیا۔

"لیکن منیب..."

"ہمت کیسی ہوئی آپ کی میرا بازو پکڑنے کی، مجھے چھونے کی..؟ سنیئے مس شائستہ۔ آپ جو بھی ہیں، جیسی بھی ہیں، اپنی حد میں رہیں۔ لڑکی ہو کر ایسی حرکت آپ کو زیب نہیں دیتی۔ میں نے بہت محتاط زندگی گزاری ہے۔ مجھے میرا کردار بے حد عزیز ہے۔ آج تک اپنے کردار پر ایک چھینٹ تک آنے نہیں دیا ہے میں نے اور خاص کر آپ جیسی نڈر اور بے باک لڑکیوں سے میں دور دور رہا ہوں۔ کیا کہا ابھی آپ نے..؟ محبت کرتی ہیں آپ..؟ یہ محبت ہے جسے یوں پبلک پلیس میں اظہار کر رہی ہیں..؟ محبت کے آداب سے واقف بھی ہیں آپ..؟ محبت اسے نہیں کہتے۔ مجھ سے پوچھیئے محبت کیا ہے..؟ محبت وہ ہوتی ہے جو محبوب کو ایک نظر دیکھنے پر آنکھیں سیراب ہوتی ہیں۔ محبت اظہار کی محتاج نہیں ہوا کرتی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں عہد و پیام کیئے جاتے ہیں..! آپ کی طرح نہیں یوں کھلے میں اظہار اور جواب سننے کے لیئے بے قراری جس سے آپ اپنی حدیں بھی پار کرنے کو تیار ہیں۔ میری جگہ کوئی اچکا لفنگا لڑکا ہوتا تو اس تنہائی سے آپ کا کیا فائدہ اٹھاتا وہ سوچ بھی نہیں سکتیں آپ..!" شائستہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس ظالم کا نیا روپ دیکھ رہی تھی۔

"میں بھی کسی سے محبت کرتا ہوں پر محبت سے پہلے محبت کے آداب اور احترام سے بھی واقف ہوں اور اسکی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں میرے لیئے، یہاں تک میرا اپنا کردار بھی نہیں جس پر میں جان دیتا آیا ہوں۔جی ہاں مس شائستہ..! جب سے وہ میری زندگی میں آئی ہے، میرے لیئے اول اسکی عزت پھر بعد میں میرا کردار آتا ہے۔اور آپکی طرح یوں گھٹیا فلموں جیسے انداز، اظہار اور آئی لو یو کے بجائے باقاعدہ اسکے گھر جا کر اسکا ہاتھ مانگا ہے میں نے اور آئم شیور اللہ پاک وہاں سے کوئی مثبت جواب ہی لائے گا میرے لیئے کیونکہ اسکی نظروں میں، میں نے اپنا عکس دیکھ لیا ہے۔اور جاننا چاہتی ہیں آپ کون ہے وہ لڑکی..؟ وہ لڑکی آپ کی گہری سہیلی سبینہ ہے.." اور پیروں سے زمین کیسے کھسکتی ہے آج شائستہ کو اسکا اچھے سے اندازہ ہو گیا، وہ منہ پہ ہاتھ رکھے بے یقینی سے منیب کو دیکھنے لگی۔

"اینڈ لیٹ می کلیئر ون مور تھنگ، اگر میری لائف میں سبینہ نہیں آتیں تب بھی آپ میری چوائس کی نہیں ہیں، نیور۔مجھے آپ جیسی بے باک لڑکیاں قطعی پسند نہیں، پتہ نہیں نبیل بھائی نے آپ میں کیا دیکھ لیا ہے جو وہ آپ کی محبت میں گرفتار ہوئے ہیں" اور یہ دوسرا بڑا جھٹکا تھا شائستہ کے لیئے۔

"بد قسمتی سے میرا بھائی آپ کو دل دے بیٹھا ہے۔وہ میچور ہے اپنا بھلا برا سب سمجھ سکتا ہے،میں اسکے اس معاملے میں کوئی interfere نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ اگر محبت کا مطلب سمجھ سکتیں تو اتنے مہینوں سے میرا بھائی آپ سے ملتا رہا ہے،اسکی آنکھیں دیکھ کر ہی سمجھ جاتیں پر نہیں محبت نہیں،آپ شاید میرے ظاہر سے امپریس ہوئی ہیں۔آپ جیسی لڑکی محبت کر ہی نہیں سکتیں۔اور خبردار جو آئندہ آپ میرے سامنے آئیں..! مجھ سے بات کرنے کی کوشش بھی مت کیجیئے گا" یہ سب کہہ کر وہ وہاں سے ایسے چلا گیا جیسے کسی مصیبت سے فرار ہونے جا رہا ہو اور شائستہ..وہ وہی اپنے گھٹنوں پر گر گئی۔

"بہت منحوس لڑکی ہے یہ،اسی کی وجہ سے میرا رشتہ ٹوٹا ہے"

"اس لڑکی سے دور رہو،جتنا تجھے تلقین کرتی ہوں تمھیں میری بات سمجھ نہیں آتی"

"ہمیشہ اس چالباز لڑکی کی سائڈ لیتی ہو،خدا نا کرے کل کو یہ تیری خوشیاں نگل لے گی تو تم روتی پھرو گی"

"اسکی معصوم شکل پہ مت جاو،اندر سے جادو گرنی ہے"

حرا کے کہے گئے جملے جو وہ ہمیشہ سبینہ کے لیئے کہتی تھی، ہمیشہ سے شائستہ اگنور کرتی آئی تھی پر آج...! آج اسے ان کڑوی باتوں میں سچائی دکھی، اس ایک پل، ایک ہی سیکنڈ میں، ایک دم سے اسکے دل کے خیالات بدل گئے۔

اور...

اس دل میں سبینہ اور منیب کے لیئے نفرت بھر گئی۔ بے تحاشا نفرت..!

ابھی وہ جس محبت کا دعوی کر رہی تھی وہ نا جانے کدھر بھاگ گئی۔

اور آج..!

آج وہ پہلی والی شائستہ سے یک دم کسی اور شائستہ میں بدل گئی۔

وہ ہمیشہ کے لیئے بدل گئی...!

----------☆----------

رشیدہ آپا شادی کر کے خیر سے رخصت ہو گئی۔ اگلے دن نانی کے پوچھنے پر سبینہ نے اپنے رشتے کے لیئے ہاں کہہ دی تو نانی بے انتہا خوش ہو گئی۔ انہوں نے اسی وقت فون کر کے نبیل اور منیب دونوں کو گھر بلوالیا۔ شام کو وہ دونوں بھائی آ گئے تو چائے وغیرہ کا

دور چلا پھر نانی نے ان دونوں کو سبینہ کا جواب سنایا۔ نبیل بہت خوش ہوا اور منیب کو سمجھو پوری دنیا ہی مل گئی۔

نانی کے پوچھنے پر نبیل نے بتایا کہ وہ دھوم دھام والی منگنی وغیرہ کے حق میں نہیں ہے، ایک سال ان دونوں کے گریجویشن کا رہتا ہے، ایک سال بعد وہ دونوں بھائی دھوم دھام سے شادی کرینگے۔ دراصل نبیل نے بھی نانی کو اپنی پسند سے آگاہ کیا۔ نانی کو یہ سن کر بے تحاشا خوشی ہوئی کہ نبیل شائستہ میں دلچسپی لیتا ہے، انہوں نے نبیل کو مشورہ دیا کہ منیب کی طرح تم بھی ڈائریکٹ جاکر شائستہ کے گھر والوں سے اسکا ہاتھ مانگو پر نبیل چاہتا تھا کہ پہلے خود شائستہ کے سامنے پرپوزل رکھ دے، منیب نے بھی اسکا ساتھ دیا کیونکہ پچھلے ہفتے جو اسکے اور شائستہ کے بیچ ہوا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکا بھائی سیدھے سیدھے اسکے گھر جاکر اسکا ہاتھ مانگ لے، اگر ایک دم سے انکار ہوا تو اسکے بھائی کا دل بھی ٹوٹ جائے گا اور سبکی الگ سے ہوگی۔ اس لیئے وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ نبیل پہلے اپنا پرپوزل شائستہ کے سامنے رکھ دے، نانی بھی مان گئیں۔

"ویسے منگنی کے حق میں ہم نہیں تھے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی منیب سبینہ کو ابھی اپنے نام کی انگوٹھی پہنائے"

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ، جی بیٹا میں سبینہ کو لے کر آتی ہوں" اور کچھ ہی دیر بعد سبینہ جھجھکتی، سمٹتی، شرماتی ہوئی وہاں آگئی۔ نانی نے اسے منیب کے پاس بٹھایا اور منیب نے بہت عقیدت، محبت اور بھرپور چاہت کے ساتھ سبینہ کو اپنے نام کی انگوٹھی پہنا دی۔

---------☆---------

سبینہ بے حد خوش، خود کو ہواؤں میں اڑتی ہوئی محسوس کر رہی تھی، اپنی محبت پر ناز کرنے لگی تھی۔ اس قدر چاہنے والا ہم سفر اسے ملنے والا تھا جس کے بارے میں وہ صرف خوابوں میں سوچا کرتی تھی۔ یہ خوشی وہ شائستہ، اپنی عزیز ترین سہیلی کے ساتھ بانٹنا چاہتی تھی پر نانی نے منع کر دیا کہ یہ صرف گھر کی ایک رسم تھی، منگنی وغیرہ نہیں تھی جو تم شئیر کرو، ایسے میں محلے والوں کو اگر پتہ چلے گا پھر نا جانے کیا سوچ بیٹھے کہ ہم نے کیوں بیٹی (نواسی) کا رشتہ چھپ چھپا کر طے کر دیا تو سبینہ بے چاری چپ ہو گئی۔ یونی میں سب اس سے انگوٹھی کے متعلق پوچھنے لگے تو وہ گول مول جواب دیتی رہی۔

نبیل کو شائستہ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے لائبریری آنا بند کر دیا تھا، دو ہفتے بعد وہ اسے یونی کیفے میں دکھائی دی۔

"ارے شائستہ تم..! کہاں غائب ہو گئی ہو.؟دکھائی نہیں دیتی"

"یہیں ہوتی ہوں،اور کہاں جاونگی..؟"

"اچھا چلوایک ساتھ لنچ کرتے ہیں"اور دونوں آکر کیفے میں بیٹھ گئے۔

"آئیکچیولی مجھے تم سے ایک بہت اہم بات ڈسکس کرنی ہے۔کیاآج ہم کہیں باہر مل سکتے ہیں..؟"نبیل اصل مدعے پہ آگیااور شائستہ اسکا مدعا بہت اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

"یہیں کہہ لو کیا بات ہے..؟"شائستہ کا رویہ پچھلے دنوں سے کافی الگ تھا۔وہ گرمجوشی مفقود تھی۔یہ تو نبیل بھی محسوس کر رہا تھا پر اسکے پیچھے کیا وجہ تھی،وہ نہیں جانتا تھا۔

"یہاں بات نہیں ہو سکتی اس لیئے باہر ملنے کو کہہ رہا ہوں۔کیا یونی آف ہوتے ہی ہم نزدیکی پارک میں مل سکتے ہیں..؟اگر تمھیں کوئی اعتراض نا ہو تو..؟"

"اچھا ٹھیک ہے"

"تم ٹھیک تو ہو نا..؟بدلی بدلی سی لگ رہی ہو"نبیل کو فکر لاحق ہو گئی۔

"یس آئم فائن،اوکے میں جاتی ہوں۔یونی آف ہوتے ہی تمھارے پاس آجاونگی"

"اوکے "اور وہ وہاں سے چلی گئی۔ نبیل آج کے دن کے لیئے بہت خوش اور پر جوش تھا پر شائستہ کا یہ ٹھنڈا رویہ دیکھ کر وہ تذبذب میں مبتلا ہو گیا۔

----------☆-----------

نبیل اسے اپنی کار میں نزدیکی پارک لے آیا۔اکا دکا لوگ تھے۔دونوں آکر ایک بینچ پر بیٹھ گئے۔ نبیل اپنے ذہن میں تانے بانے جوڑنے لگا،وہ کافی نروس دکھ رہا تھا۔اسکے مقابلے میں شائستہ کافی ریلکس تھی،پر اتنی ہی خاموش..!

"شائستہ،بات یہ ہے کہ میرے اور بھائی کے علاوہ ہمارا اس دنیا میں اور کوئی نہیں،کالج کے فرسٹ ائیر تک ماں کا ساتھ رہا پھر وہ بھی ہمیشہ کے لیئے ہمیں چھوڑ گئیں۔ہمارا کوئی دوست نہیں بنا کیونکہ ہم بہت محتاط زندگی جی رہے تھے۔پھر ہم یونی آگئے تو شروع کے دو سال تک بھی کوئی نہیں تھا میری زندگی میں۔پھر..پھر تم آئی میری زندگی میں،میرے بلیک اینڈ وائٹ لائف کو تم نے کلر فل بنا دیا۔ہمارے بیچ کافی انڈرسٹینڈ نگ ہے،خیالات بھی ملتے ہیں،ایک دوسرے کو سمجھتے بھی ہیں۔تم میری بہت ہی اچھی دوست بنی اور..اور میں چاہتا ہوں کہ تم زندگی بھر میری دوست بنی رہو۔میں..میں تم سے...میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں "نبیل کو اپنے دل کی

دھڑکنیں اپنے کانوں تک آتی محسوس ہو رہی تھی

پر...

پر سامنے والا تو پتھر کی مورتی بنے اسے دیکھتی رہی۔ نا کوئی تاثرات، نا کوئی جنبش، نا شرمانا نا گھبرانا، اور نا ہی حیرت کا مظاہرہ..! وہ بالکل سپاٹ چہرہ لیئے اسے دیکھتی رہی۔

نبیل کو اندیشہ ہوا کہ وہ اسے دو تین تھپڑ ہی نا مار دے پر اسے یہ دیکھ کر شدید جھٹکا لگا جب شائستہ بنا کچھ کہے اپنا بیگ کندھے پر ڈال کر اٹھ گئی۔

"شائستہ، لسن ٹو می پلیز، اگر..اگر برا لگا ہو تو پلیز آئم سوری بٹ جواب تو دو۔ تمھارا جواب جو بھی ہے میں سننے کے لیئے تیار ہوں" پر شائستہ بنا کچھ کہے اسے وہاں بے رحموں کی طرح تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔

---------☆---------

نبیل کو یوں شائستہ کا خاموشی سے چلا جانا بے حد ناگوار گزرا۔ وہ ایک مہینے تک بیمار رہا۔ اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھ کر منیب کے دل میں شائستہ کے لیئے اور نفرت بڑھ گئی۔

کاش...

کاش وہ اس کم ظرف لڑکی کی محبت اپنے بھائی کے دل سے نکال سکتا پر کچھ چیزیں صرف سوچی جاسکتی ہیں..! دونوں کے پڑھائی کا حرج ہونے لگا کیونکہ منیب بھی اکثر گھر میں بھائی کے دیکھ بھال کے لیئے رکتا، اسے ملازموں پہ قطعی بھروسا نہیں تھا۔ایک مہینے کی مدت کے بعد نبیل کو احساس ہو گیا کہ وہ یونہی اپنی صحت، اپنا وقت اور اپنی پڑھائی ضائع کر رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ منیب کا بھی حرج ہو رہا ہے، تو وہ کچھ دن بعد یونی کے لیئے تیار ہو گیا۔ منیب نے اسے کافی سمجھایا کہ کچھ دن اور رک جاو، بیماری کی وجہ سے کمزور پڑ گئے ہو پر وہ نہیں مانا اور اسے بھی زبردستی تیار کروا کر دونوں یونی چلے آئے۔

دن نارملی گزر رہے تھے اور دونوں کا یہ تیسرا سال بھی جلد ختم ہونے کو تھا۔ نبیل کو شائستہ کبھی کبھار نظر آتی جو نبیل کو دیکھتے ہی اپنا راستہ بدل دیتی۔ اسکا یہ behaviour نبیل کو بہت درد دیتا تھا پر وہ خاموشی سے آنے والے اچھے وقت کا انتظار کرتا رہا کہ شاید... شاید شائستہ کے دل میں اسکی محبت جاگ اٹھے۔ منیب بھی جب شائستہ کا یہ رویہ دیکھتا تو اندر ہی اندر اسے یہ پریشانی آگھیرتی کہ یہ لڑکی کہیں اسکے بھائی کو سب سچائی نا بتا دے کہ وہ اسکے بجائے مجھ میں انٹرسٹڈ تھی۔ اس سے بہت مسلئہ

ہو جاتا، نبیل بری طرح سے ٹوٹ کر بکھر جاتا اور دونوں بھائیوں کے بیچ فاصلے بڑھ جاتے جو منیب مر کر بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ جان دے سکتا تھا پر اپنے بھائی سے دوری اسے برداشت نہیں تھی۔

اور آخر کار تین مہینے بعد شائستہ نبیل سے ملنے لائبریری چلی آئی۔ نبیل اسے دیکھ کر ایک دم شاک ہو گیا۔

"میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں..؟" سرگوشی سے اس نے اجازت چاہی۔

"جی" جواب دے کر وہ دوبارہ نوٹس لکھنے لگا۔

"کیسے ہیں آپ..؟"

"الحمداللہ" وہ مختصر جواب دے رہا تھا۔

"آئیکچیولی میں آپ کے پرپوزل کا جواب دینے آئی ہوں" اور نبیل کی سانسیں تھم گئیں۔ ہو نا ہو انکار کرنے ہی آئی ہو گی۔ اس ریجیکشن کے بعد میں کیسے سانس لے پاؤں گا..؟ نبیل کے دل میں برے خیالات آنے لگے۔

"اور میرا جواب 'ہاں' ہے" اور نبیل کے لیئے یہ دوسرا شاک زیادہ موثر تھا، وہ ایک دم

اپنے چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔آس پاس بیٹھے اسٹوڈنٹس اسے یوں دفعتاً کھڑا دیکھ کر کچھ چونک گئے۔

"ریلکس،آپ بیٹھیں پلیز"اور نبیل دوبارہ بیٹھ گیا،شائستہ اس وقت اسکی آنکھوں میں آنسو واضح طور پر دیکھ سکتی تھی،یہ خوشی کے آنسو تھے۔شائستہ جلدی سے نظریں چرا گئی۔

"رئیلی..؟تم..تم مجھ سے...."

"ہاں پر میری ایک شرط ہے"

"کیا..؟"دونوں سرگوشی میں بول رہے تھے۔

"آپ کی گریجویشن کے بعد ہی ہم دونوں کی شادی ہو،اور شادی کے بعد میں آپ دونوں بھائیوں کے ساتھ ساتھ ہی بزنس ایمپائیر سنبھالنا چاہوں گی،یہ میرا ڈریم ہے کہ میں بزنس کروں،اس خواب سے آپ بھی انجان نہیں ہوں گے"اور وہ جو نبیل کے منہ سے یک دم 'ہاں' سننا چاہتی تھی،اسکا آگے سے یہ جواب سن کر اسکے دل میں آگ بھڑک اٹھی۔

www.neweramagazine.com

"آف کورس آئی نو تمھارے کیا کیا ڈریمز ہیں اور ہم دونوں بھائی گریجویشن کے بعد ہی شادی کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن بات رہی بزنس کی تو وہ میں منیب سے شئیر کرنا چاہوں گا۔اسکا فیصلہ میرے لیئے بہت اہمیت رکھتا ہے اور وہ یہ حق رکھتا بھی ہے" اور شائستہ کو اپنی سبکی بہت محسوس ہوئی،اسے لگا نبیل اسکی محبت میں پوری طرح سے پاگل ہو چکا ہے تو جو وہ چاہے گی وہ فٹ سے مان جائے گا پر یہاں بھی وہ منیب بیچ میں آرہا تھا۔اور کون کہے گا کہ شائستہ کچھ مہینے پہلے منیب کے عشق میں دیوانی تھی،وہ دیوانگی تو صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ چکی تھی،اسکے دل میں منیب اور سبینہ کے لیئے نفرت کا لاوا ابل رہا تھا۔اور رہی نبیل سے شادی کرنے کی بات تو وہ یہ شادی بھی بزنس سمجھ کر کر رہی تھی۔

ہاں...

وہ نہایت برا منصوبہ بنا کر آج یہاں نبیل کے پاس آئی تھی،وہ اپنے ساتھ ساتھ ان تینوں کی زندگیاں برباد کرنے آئی تھی،اور اس سب منصوبہ بندی کے پیچھے اسکی حرا آپی کا بڑا ہاتھ تھا،بنا کچھ سوچے سمجھے وہ اپنی چھوٹی بہن شائستہ اور اس سے جڑے تین لوگوں کے لیئے دوزخ تیار کرنے کو تھی،اور کم عقل شائستہ اسکے بتائے ہر پلان کو مان

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گئی تھی۔ وہ چلی تھی نبیل اور منیب، دونوں بھائیوں کے بیچ دراڑ پیدا کرنے اور سبینہ جیسی انمول سہیلی کو تکلیف دینے، پر

پر...

پر وہ بے خبر تھی کہ اوپر خدا اپنے عرش پر بیٹھا سب کچھ دیکھ رہا ہے اور شائستہ کا برے سے بھی برا انجام لکھ چکا ہے۔

---------☆---------

دونوں بھائیوں کی گریجویشن مکمل ہو گئی، جب وہ دونوں بھائی اپنے اپنے کامیابی کے اسناد لیئے گھر آگئے تو دونوں بھائیوں نے گاوں کا رخ کیا۔ وہاں جا کر وہ دونوں اپنے والدین کے قبروں پہ فاتحہ پڑھنے گئے اور مہتاب بیگم کے قبر جا کر انہیں یہ خوشخبری دی کہ انکے دونوں بیٹوں نے آج انکا خواب پورا کر دیا۔ پھر وہاں گاوں میں انہوں نے صدقے خیرات کر دیئے، پھر منشی سے مل کر ضروری کاغذی کاروائی کے بعد اپنی ساری جائیداد بیچ کر کراچی آگئے۔ اس مختصر وقت میں دونوں بھائیوں نے نا صرف شاندار سا آفس بلڈ اپ کیا بلکہ اپنے بنگلے کا اوپر والا پورشن بھی بنوایا۔ وہ دونوں ہی یہی چاہتے تھے کہ شادی کے بعد ہر ایک بھائی کا ایک الگ پورشن ہو۔ اس کام کو سر انجام

دینے کے بعد دونوں نے بزنس شروع کیا،اور جلد ہی دونوں بھائی شہر کے نامی گرامی
بزنس مین کے نام سے جانے لگے۔دونوں کی ترقی دیکھ کر سبینہ اور شائستہ کے گھر
والے جلدانکی شادی سرانجام دینے کا سوچنے لگے اور پھر وہ دن بھی آگیا جب دونوں
بھائی بہت سے خواب بن کر اپنی دلہنوں کو اس شاندار بنگلے میں لے آئے۔اوپر والا
پورشن منیب کا جبکہ نچلا پورشن نبیل کا تھا۔سبینہ نے اس قدر نہیں سوچا تھا جتنا اللہ
پاک نے اسے نوازا تھا،وہ جتنا شکر گزار ہوتی وہ کم تھا،البتہ شائستہ کے شاطرانہ دماغ
نے پہلے سے ہی بہت کچھ سوچ کرر کھا تھا۔اسکی وہ پہلی والی گرمجوشی مفقود تھی اور یہ
بات سبینہ کو بہت محسوس ہوتی تھی پھر یہ سوچ کر خاموش ہو جاتی کہ ہر لڑکی شادی
کے بعد کچھ نا کچھ بدل ہی جاتی ہے۔سبینہ کے ٹوائیرز کا کورس اسی سال ختم ہوا جس
سال نبیل اور منیب نے گریجویشن کمپلیٹ کی لیکن شائستہ کی گریجویشن رہ گئی اور اسکا
اسے غم بھی نہیں تھا،ڈگری لیکر وہ کیا کرتی جب تیار تیار شوہر کا اپنا بزنس اسکے ہاتھ آرہا
تھا۔وہ دونوں بھائیوں کے ساتھ شان سے آفس کا چکر لگاتی،باقی آفس کے کام وہ گھر
میں رہ کر کرتی۔بارہا اس نے آفس میں یہ چکر چلانے کی کوشش کی کہ دونوں بھائیوں
کے بیچ ان بن ہو پر یہ نوبت کبھی نا آئی۔دونوں بھائی ایک دوسرے کے فیصلوں پر آنکھ
بند یقین کر لیتے اور اگر چھوٹا موٹا نقصان ہو بھی جاتا تو وہ اس چیز کو ٹھیک کرنے میں لگ

جاتے۔دونوں بھائیوں کا یہ مضبوط رشتہ دیکھ کر وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتی،اور شادی کے بعد یہاں آکر نا صرف اس پہ یہ بہت بڑا انکشاف ہوا بلکہ سبینہ پہ بھی ہوا کہ دونوں بھائی جو ایک دوسرے پر جان دیتے تھے،ایک دوسرے کو اپنا بازو مانتے تھے، ایک دوسرے کے جگری دوست تھے در حقیقت دونوں سوتیلے بھائی تھے۔اتنی بڑی حقیقت دونوں یعنی شائستہ اور سبینہ کے لیئے کافی شاکنگ تھی۔آج کل سگے بھائیوں کے بیچ بھی اتنی انڈر سٹینڈ نگ کہاں ملتی تھی..؟یہ سب مہتاب بیگم کے تربیت اور پرورش کا اثر تھا جسے توڑنے میں شائستہ دن رات کوششیں کر رہی تھی،پر یہ دونوں بھائیوں کا اٹوٹ رشتہ تھا یا شائستہ کے منصوبے بے اثر تھے جو دونوں کے بیچ کبھی غلط فہمیاں جنم نہیں لیں۔

وقت پر لگا کر اڑ گیا اور دونوں بھائیوں کے شادی کو ایک سال کا عرصہ گزرا جب اس گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔سبینہ پریگننٹ تھی..!یہ خبر بجلی بن کر شائستہ پر گری۔ اس رات اس نے کانٹوں پر بسر کیا،جبکہ نبیل کو خوشی کے مارے نیند نہیں آرہی تھی۔

"تمھیں بھی خوشی کے مارے نیند نہیں آرہی نا جو بار بار کروٹیں بدل رہی ہو..!اف یار میں بے حد خوش ہوں بے حد شیسو۔جسٹ امیجن میں اپنے جگری بھائی کا بچہ اپنے

ہاتھوں میں لوں گا اف، وہ لمحہ کتنا قیمتی ہو گا نا۔ شائستہ۔۔؟ شیسو۔۔؟ سو گئی۔۔؟" اور شائستہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔

اگلے دن جب نبیل اور منیب اپنے آفس چلے گئے اور سبینہ اپنے پورشن میں تھی تو موقع دیکھ کر شائستہ نے ٹیلی فون میں کارڈ ڈال کر کینیڈا کال ملایا۔ ان دنوں موبائلز نہیں ہوا کرتی تھی۔ حرا آپی کو جب اس نے یہ بری خبر سنائی تو سامنے سے حرا نے جو اسے بتایا وہ اسے شروع میں بہت ہی گھناونا کام لگا، پر حرا نے اتنے اسکے کان بھرے کہ اسکا شیطانی دماغ بھی آخر کار راہی بھر گیا۔ اب بس اسے ایک اچھے دن کا انتظار تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

---------☆----------

رات اسٹڈی روم میں نبیل اکیلے بیٹھا بڑے سے چارٹ پر کچھ دیکھ رہا تھا جب منیب وہاں آ گیا۔

"تم نے مجھے بلایا، اس وقت۔۔؟ خیریت۔۔؟" منیب اسکے پاس آ کر بیٹھ گیا تب ہی اسکی نظر چارٹ پر پڑی تو وہ دیکھتا رہ گیا۔

"یہ۔۔ یہ بھائی۔۔؟"

"یہ ہمارے پیلس کا بیرونی نقشہ ہے منیب۔ حیات پیلس کا۔ ہمارا پیلس" چارٹ پہ ایک محل کا بیرونی نقشہ بنا تھا جو بے حد عالیشان دکھ رہا تھا۔

"نبیل، یہ تو بے حد شاندار ہے، چارٹ پہ اس قدر شاہانہ لگ رہا ہے جب رئیل میں تعمیر ہو گیا تو.."

"یہ تعمیر ہو گا۔ ضرور ہو گا انشاءاللہ۔ پتہ ہے، تم نے اور سبینہ بھابھی نے جو اچھی خبر ہمیں دی وہ سن کر میں انتہائی خوش ہو گیا۔ آئی کانٹ بلیو میں تایا بننے جا رہا ہوں۔ یہ پیلس میرا خواب ہے۔ میں نے یہ نقشہ اس لیئے بنوایا کیونکہ کل ہم دونوں بھائیوں کی ایک فیملی ہو گی، ہمارے بچے ہونگے اور یہ تم نے جو اچھی نیوز دی تو مجھ سے رہا نہیں گیا اور اپنے اس خواب کی ہلکی سی جھلک تمھیں دکھایا۔ یہ پیلس ہماری ایک جنت ہو گی منیب جہاں ہم دونوں ہمیشہ ہنسی خوشی رہیں گے" یہ سن کر منیب کی آنکھوں سے اپنے بھائی کی یہ لازوال محبت دیکھ کر آنسو بہہ نکلے اور آگے بڑھ کر اپنے بھائی کے گلے لگ گیا، پر وہ دونوں بے خبر تھے کہ یہ جنت صرف ایک ہی بھائی کے نصیب میں ہو گی، دوسرے بھائی کے لیئے ایک شیطان نے دوزخ تیار کر رکھی تھی۔

----------☆----------

سبینہ کے پریگننسی کو دو مہینے گزر گئے جب ایک دن گھر میں ایک براحادثہ پیش آیا۔ سبینہ نچلے پورشن جانے کے لیئے سیڑھیاں اتر رہی تھی تب ہی ایک سیڑھی سے وہ پھسل کر باقی کئی سیڑھیوں سے بری طرح ٹکراکر نیچے گر گئی۔ گھر میں اس وقت شائستہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا کیونکہ سبینہ پریگننٹ تھی تو نبیل نے شائستہ کو آفس آنے سے منع کر دیا تھا کہ گھر میں رہ کر اسکی دیکھ بھال کرے، جس وقت یہ حادثہ پیش آیا وہ اپنے بیڈروم میں تھی۔ شور سن کر وہ باہر آئی تو سبینہ کو شدید درد میں کراہتے پایا، اسکے سر پر بھی چوٹ لگی تھی۔ اس نے جلدی سے ایمبولنس کو فون کیا کیونکہ کار آفس میں تھی، دوسری کار میں کوئی خرابی تھی تو ایمبولنس بھی ذرالیٹ پہنچ گئی اس وقت تک درد سے پوری طرح نڈھال ہو کر سبینہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ شائستہ اسے لیکر ہسپتال آگئی اور جب تک کوئی فوری طبّی امداد ہو جاتی تب تک دیر ہو چکی تھی۔ سبینہ کا مس کریج ہو گیا تھا۔ شائستہ نے دونوں بھائیوں کو ہسپتال سے فون کیا، دونوں بھاگے بھاگے ہسپتال آگئے۔ منیب تو بے حد بوکھلایا ہوا تھا، جب ڈاکٹر سے اس نے بری خبر سنی تو ٹوٹ گیا مگر سبینہ خطرے سے باہر تھی یہ سن کر وہ اسی وقت سجدے میں گر گیا۔ اسکی شریک حیات کی زندگی خطرے سے باہر تھی یہ اسکے لیئے سب سے اہم بات تھی۔

سبینہ کو جب ہوش آیا تو اپنے بیڈ کے پاس شائستہ، نبیل اور منیب تینوں کو کھڑا پایا۔

اسے ہوش میں آتا دیکھ کر شائستہ اور نبیل دونوں میاں بیوی روم سے نکل گئے، وہ ان دونوں کو اکیلا چھوڑنا چاہتے تھے۔ جب سبینہ نے بچے کے متعلق سب سے پہلے سوال کیا تو منیب نے بڑے ضبط سے اپنے آنسو روکے۔ اسکی خاموشی سے سبینہ ٹوٹ کر بکھر گئی۔

دو مہینے..

دو مہینے سے اس نے ہزاروں لاکھوں خواب دیکھے تھے، سب ایک دم یوں پل بھر میں چکنا چور ہو گئے۔ سبینہ نے رو رو کر اپنی حالت اور بری کر کے رکھ دی۔

"میری جان تمنا، اللہ پاک کی امانت تھی، جب دے دی تو انکے لینے سے بھی ہمیں یوں شکوہ نہیں کرنا چاہیئے، مجھے بھی بے حد دکھ ہوا پر میرے لیئے سب سے زیادہ تم اہم ہو۔ تم الحمد اللہ ٹھیک ہو، خطرے سے باہر ہو، اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا چاہیئے ہوگا..؟ اللہ پاک نے چاہا تو ہمیں اپنی نعمتوں، رحمتوں سے دوبارہ نواز دے گا۔ انکی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے منیب کی جان" لیکن سبینہ کو سنبھلنے میں کافی وقت لگا۔ اسے ہسپتال سے ڈیسچارج کر کے جب گھر لایا گیا تب بھی وہ گم صم تھی۔ البتہ پوچھنے پر اتنا

بتایا کہ غالباسیڑھیوں پہ کوئی چکنی چیز پڑ کر بہہ گئی تھی،اسی سے وہ پھسل کر گر گئی۔گھر کے ملازموں سے منیب نے کافی بازپرس کی اور جو ملازم پورے گھر کو پونچھا لگا کر صاف کرتا تھا اسے منیب نے بنا سیلری دیئے گھر سے چلتا کر دیا۔

وقت خود ایک مرہم ہوتا ہے،اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سبینہ کافی حد تک سنبھل گئی پر شائستہ، جس نے یہ سارا کھیل رچا، جس نے اتنا گھناونا کام کر کے سبینہ کی گود خالی کر دی،وہ اب بھی بے سکون تھی۔کیوں..؟کیونکہ سبینہ سنبھل چکی تھی، منیب کے ساتھ وہ اب بھی خوش و خرم ازدواجی زندگی بسر کر رہی تھی تو بھلا شائستہ کو کیسے سکون ملتا..؟اور اسکے اندر کا آتش فشاں تب پھٹ پڑا جب شادی کے سیکنڈ انیورسری پہ منیب نے سبینہ کو سرپرائیز دیا۔اسکا فیورٹ چاکلیٹ کیک آرڈر پہ بنوا کر اسے یہ خوبصورت سا سرپرائیز دیا،البتہ کام کے دباو کی وجہ سے نبیل پوری طرح انیورسری بھول گیا تھا۔رات جب وہ آفس سے لوٹ کر گھر آگیا تو ہال میں منیب اور سبینہ کو اپنا منتظر پایا اور ساتھ ہی ساتھ اسے ٹیبل پر ایک بڑا سا کیک نظر آیا۔

"اف بھائی کتنا لیٹ آ گئے،اب شائستہ کو بلوائیں تو چاروں ساتھ میں کیک کاٹ لیں، آف کورس دس از آور سیکنڈ میرج انیورسری"(منیب نے کبھی بھی شائستہ کو بھابھی

نہیں بلایا کیونکہ اسکے دل میں اسکے لیئے وہ احترام نہیں تھا)اور نبیل کے پکارنے پر شائستہ جب ہال میں آئی تو اسکے چہرے پر بارہ بج رہے تھے۔

"سوری سویٹ ہارٹ میں بھول گیا" پر شائستہ کی طرف سے کوئی جواب نا ملنے پر منیب نے بنا کوئی اثر لیئے ننھا سا چاقو اٹھایا اور چاروں نے مل کر کیک کاٹا۔ سبینہ کی خوشی دیکھنے لائق تھی، اس نے بہت چاہت سے منیب کو کیک کھلایا اور منیب نے اسے..! اور جب تھوڑی سی کیک کریم سبینہ کے منہ کے پاس ٹھوڑی پہ لگی تو منیب نے نبیل سے نظر بچا کر جھک کر سبینہ کے ٹھوڑی سے کریم کھالی، یہ منظر دیکھ کر شائستہ کے تن بدن میں آگ بھڑک اٹھی۔

"ڈارلنگ یہ لو" نبیل نے جب اسکی طرف کیک بڑھایا تو اس نے بری طرح سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔ کیک کا پیس ٹیبل پر گر گیا، منیب اور سبینہ حیرت سے اسکا یہ سفاک رویہ دیکھنے لگے اور بنا کچھ کہے شائستہ پاوں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ نبیل کو کافی سبکی محسوس ہوئی۔

"بھائی لگتا ہے اب بھی روٹھی ہوئی ہے۔ آپ بھول گئے نا اس لیئے۔ ان چیزوں کو لیکر وہ بہت پوزیسو رہتی ہے" سبینہ شرمندہ ہو کے خواہ مخواہ کی صفائیاں دینے لگی۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہیں آپ بھابھی، اچھا اب میں سونے جاتا ہوں۔ گڈ نائٹ" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ اپنے بھائی کی یہ تذلیل دیکھ کر منیب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی اس عورت کو کھینچ کر تین چار تھپڑ مار دے۔

----------☆----------

شادی کو دو سال ہوئے چند مہینے ہی گزرے جب شائستہ کی پریگننسی کی خبر ملی۔ نبیل کے لیئے وہ دن عید سے کم نہیں تھا اور اسکی خوشی میں سوگنا اضافہ تب ہوا جب لیڈی ڈاکٹر نے اسے یہ خبر دی کہ اسکی وائف جلد ہی جڑواں بچے جنم دینگی۔ منیب اور سبینہ بھی یہ خبر سن کر بے تحاشہ خوش ہوئے اور شائستہ...! اسکا فخر سے اٹھا سر مزید اونچا ہو گیا تھا۔ سبینہ تو اسکے لاڈ نخرے اٹھا کر نہیں تھکتی، وہ پانی کا گلاس بھی سبینہ سے کہہ کر منگوا لیتی، گھر میں ملازموں کی فوج ہونے کے باوجود وہ ہر چھوٹے بڑے کام کے لیئے سبینہ کو حکم دیتی اور سبینہ دوڑے دوڑے ہر کام بہت خوش اسلوبی سے کر لیتی، کبھی بھولے سے بھی اس نے کسی کام کے لیئے انکار نہیں کیا۔ اس چکر میں اسکی حالت ملازموں سے بھی بد تر ہونے لگی پر اس نے یہ بات کبھی منیب کو نہیں بتائی۔ وہ دل کی صاف تھی، بے حد معصوم تھی، وہ ان باتوں کے پیچھے چھپے شائستہ کا برا مقصد نہیں

جانتی تھی۔

اور وہ دن آگیا جب شائستہ نے دو صحت مند بچیوں کو جنم دیا۔ سبینہ انکے بچیوں کو گود میں اٹھانے کے لیئے جیسے آگے بڑھ گئی تو شائستہ نے اسے بری طرح سے جھڑک دیا۔

"میری ننھی بچیوں سے دور رہنا تم" یہ سن کر سبینہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں شائستہ..؟ میں بھلا کیوں دور رہوں..؟"

"تم اپنا پہلا بچہ اپنی لاپرواہی سے گنوا چکی ہو۔ میں نہیں چاہتی میری بچیوں کو بھی کوئی نقصان پہنچے" سبینہ شائستہ کا اپنی طرف سے کھنچاو پوری طرح سے محسوس کرتی تھی بنا کوئی وجہ جانے پر آج شائستہ کا یہ زہر سے کڑوا جملہ اسے اندر تک مردہ کر گیا۔

"شائستہ..؟ یہ تم کہہ رہی ہو..؟ تم..؟ اپنی سبینہ سے..؟"

"میں اچھے سے جانتی ہوں کہ میں کس سے کیا کہہ رہی ہوں سو پلیز میرے babies کو ٹچ بھی مت کرنا" اور سبینہ چپ چاپ روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی اور اسے ایسے دیکھ کر شائستہ کو اپنے دل میں ٹھنڈک سی محسوس ہوئی۔

---------☆---------

دونوں بچیوں کا بہت ہی شاندار عقیقہ رکھا گیا اور نام بھی ان دونوں کا شائستہ نے ہی رکھا۔ زارا اور زویا۔۔! دونوں بچیاں ایک دوسرے سے کچھ مختلف تو کچھ مماثلت بھی رکھتی تھیں۔ منیب تو اپنے بھائی کے دونوں شہزادیوں کو ہمیشہ گود میں لیئے پھرتا، اسکا یوں اپنے بھائی کے بیٹیوں کے لیئے پیار دیکھ کر سبینہ کو غم ستانے لگ جاتا کہ کاش.. کاش انہیں بھی بچہ ہوتا اور اسکی یہ کسک رب نے دیکھ اور سن لی۔ زارا اور زویا کے پیدا ہونے کے فقط چار مہینے بعد سبینہ پھر سے پریگننٹ ہوئی۔ منیب کے لیئے یہ خوشی تشویش بھی ساتھ لے آئی، وہ پچھلا تلخ واقعہ قطعا نہیں بھولا تھا۔ سبینہ کو لیکر وہ کچھ فکر مند ہو گیا البتہ یہ خبر شائستہ کے سماعتوں پر بم پھوڑ گئی۔ وہ اپنی اگلی چال کے بارے میں ابھی سے سوچنے لگ گئی، اگر وہ پہلے والا واقعہ پھر سے دہراتی تو بری طرح پکڑی جاتی، وہ کچھ ایسا کرنا چاہتی تھی کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے۔ اسکے لیئے وہ دوسرے دن ہی ہسپتال چلی گئی اور چند ادویات خرید کر اپنے پاس رکھ لیئے۔۔! سبینہ کو لیکر منیب کافی فکر مند ہونے لگا تھا، وہ ٹھیک سے آفس میں بھی کام پہ توجہ نہیں دے پاتا تھا۔ پچھلے پریگننسی کی طرح اس بار سبینہ خود کو اتنا ایکٹیو محسوس نہیں کر رہی

تھی،اس بار اسے الٹیاں بہت آ رہی تھی اور کمزوری بھی بہت محسوس کرنے لگی تھی۔ منیب اسے لیکر ہسپتال چلا گیا تو ڈاکٹر نے پچھلے مس کریج کا ریزن دیا حالانکہ اس مس کریج کو بہت سارا عرصہ گزر چکا تھا پر سبینہ کافی حد تک اندر سے کمزور پڑ گئی تھی۔اسکے لیئے ڈاکٹر نے چند ادویات لکھ دی۔

اور...

اوران ادویات کو اپنے زہریلے ادویات سے شائستہ نے کب تبدیل کی یہ خبر کسی کو کانوں کان پتہ نہیں چلی۔اورانہیں زہریلی دوائیوں کے برے اثر سے فقط تین مہینے بعد ایک بار پھر سبینہ کا مس کریج ہو گیا۔یہ خبر قیامت بن کر گھر پہ نازل ہوئی۔سبینہ کو تو غش پہ غش آنے لگے،وہ اپنے حواسوں میں بالکل نہیں تھی۔نبیل کو بھی بے حد دکھ ہوا اور منیب..وہ ایک بار پھر بکھر گیا۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے آپکو سنبھالے یا سبینہ کو۔اس موقع پر نبیل نے اپنے بھائی کو بہت ڈھارس دی،بہت سنبھالا اور اسکے سنبھلنے پر ان دونوں بھائیوں نے مل کر سبینہ کو اس غم سے نکلنے پر بہت ہمت دی اور مظلوم سبینہ نے اسے خدا کا حکم سمجھ کر ایک بار پھر صبر سے کام لیا۔

---------☆----------

مزید آزمائشیں شاید اب بھی سبینہ کے مقدر میں تھیں۔دوسرے مس کر تیج کو
بمشکل ہی دو سال گزرا ہو گا جب اسے یہ بری خبر سننے کو ملی کہ اسکی نانی یہ دنیا اور اسے
تنہا چھوڑ کر جا چکی ہے۔ہمیشہ کے لیئے۔آخری رسومات نانی کے اپنے ہی گھر میں ادا
ہوئے، تین دن سبینہ وہی رہی، چوتھے دن جب وہ اپنے گھر جانے کی تیاری کرنے لگی
تو اس سے ملنے رشیدہ آپا آگئی، اسکے ساتھ اسکا تین سالہ بیٹا ریحان بھی تھا۔اتنے سالوں
بعد وہ اس سے مل رہی تھی اور اتنے عرصے بعد رشیدہ آپا کو اس حال میں دیکھ کر اسے
بہت افسوس ہوا۔وہ بہت کمزور اور وقت سے پہلے ہی بوڑھی نظر آرہی تھی۔پوچھنے پر
پتہ چلا کہ ریحان کو ایک سال ہوتے ہی اسکا شوہر اور ریحان کا باپ کینسر سے لڑتے
لڑتے ان دونوں کو تنہا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا، اور بیوہ عورت کے ساتھ
گاوں کے جاہل لوگ کیا سلوک کرتے ہیں یہ بات سب ہی کو پتہ ہے۔سبینہ نے ضد
کی کہ وہ ہر حال میں اسکے ساتھ آکر اسکے گھر میں ہمیشہ کے لیئے شفٹ ہو جائے،
دراصل وہ بھی اپنی تنہائی سے عاجز آچکی تھی کیونکہ شائستہ اس سے بات چیت کرنا تو
دور، اسکی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی تھی۔اپنی بیٹیوں کے لیئے اس نے ایک انا کا
انتظام کر دیا تھا جس کا نام زیبا گل تھا، وہ اسکی دونوں بیٹیوں کو اپنا دودھ پلاتی اور دیکھ
بھال کرتی تھی اور شائستہ شان سے اپنے آفس چلی جاتی، اس نے انا کو بھی سختی سے منع

کر دیا تھا کہ انکے بچیوں کو سبینہ ہاتھ بھی نا لگائے تو انا بے چاری نا چاہتے ہوئے بھی سبینہ سے کھنچی کھنچی رہتی تھی، ایسے میں سبینہ کو کسی ساتھی کی ضرورت تھی اور آخر بہت منت سماجت کرنے کے بعد رشیدہ آپا ریحان کو لیئے اپنا مختصر سامان اٹھائے حیات ہوم آگئی۔ نبیل اور منیب نے بہت اچھے سے اسے خوش آمدید کہا البتہ شائستہ نے اسے دیکھ کے ان دیکھا کر دیا۔ چند دن گزارنے کے بعد رشیدہ کو شائستہ کی شخصیت بہت ہی پر اسرار لگی، یہ وہ شائستہ ہر گز نہیں تھی جو بچپن سے سبینہ کی عزیز سہیلی ہوا کرتی تھی اور یہ بات بھی رشیدہ کو ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ دولت ملنے پر شائستہ اکڑ رہی ہے کیونکہ شادی سے پہلے بھی وہ بہت اچھے خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، اگر کسی کو بدلنا ہوتا تو سبینہ دولت اور رتبہ حاصل ہونے پر بدل جاتی پر وہ اب بھی وہی معصوم سبینہ تھی۔ سب آسائشیں ملنے پر بھی وہ ایک فیصد نہیں بدلی تھی۔ اور خاص کر یہ شائستہ کا سبینہ سے عجیب برتاو، وہ بات بات پر سبینہ کے ذات کی بے حرمتی کرتی جب گھر میں کوئی نہیں ہوتا تھا، ان اوقات میں دونوں بھائی آفس میں ہوتے اور انکے گھر آنے تک شائستہ معصوم بنی پھرتی اور سبینہ بھی خاموش ہو جاتی۔ رشیدہ نے کئی دفعہ اسے سمجھایا کہ وہ نبیل یا منیب، دونوں میں سے کسی ایک کو ان صورتحال سے آگاہ کرے پر سبینہ ٹال جاتی، وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان باتوں کی وجہ سے دونوں بھائیوں

میں کوئی بحث ہو۔ وہ منیب کے ساتھ ساتھ نبیل کی بھی بہت عزت کرتی تھی۔ رشیدہ کو یہاں آئے ایک سال گزرا، ریحان چار سال کا ہوا اور زارا زویا تین سال کی ہوئیں تب شائستہ ایک بار پھر امید سے ہو گئی۔ تین سال بعد ایک بار پھر گھر میں خوشیوں نے دستک دی۔ کوئی اگر گم صم تھا تو وہ مظلوم سبینہ تھی۔ اللہ پاک دوسری دفعہ اپنی بے شمار نعمتوں سے شائستہ کو نواز رہا تھا اور اسکی سونی گود اب بھی خالی تھی، وہ اپنا بچہ چاہتی تھی پر منیب نے سختی سے منع کر دیا، دو بار مس کیرج ہونا کوئی معمولی بات نہیں تھی، سبینہ کے ڈاکٹر نے بھی اسے منع کر دیا تھا کہ فی الحال وہ چند سال ماں بننے کا خیال بھی دل میں نا لائے کیونکہ وہ اس لحاظ سے کافی کمزور تھی..! شائستہ اپنی بیٹیوں کو تو اسے ہاتھ بھی لگانے نہیں دیتی تھی تو وہ ریحان کو ہی گود میں اٹھا کر اپنی پیاسی ممتا کو سیراب کرتی، اسے یوں دیکھ کر منیب کے دل کو بہت ٹھیس پہنچتی پر وہ بھی خدا کے سامنے لاچار اور مجبور تھا، وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ اور نو مہینے کا عرصہ پر لگا کر اڑ گیا، شائستہ کو ایک بہت ہی خوبصورت بیٹا ہوا، بیٹے کا سن کر شائستہ خود کو ساتویں آسمان پر محسوس کر رہی تھی، گھر کے پہلے وارث نے جنم لیا تھا یہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں تھی۔ اور جب نرس نے اسے بچہ تھمادیا تو وہ بری طرح چونک گئی، اسکا بیٹا بالکل منیب کی تصویر پیش کر رہا تھا، منیب کی مشابہت دیکھ کر اسکا دل ہی کڑوا ہو گیا پر تھی تو اپنی ہی اولاد، اسکا

ننھا سا ماتھا چوم کر اسے اس نے اپنے سینے سے لگا لیا تب ہی گھر والے ایک ایک کر کے روم میں داخل ہو گئے، سبھی کے چہرے دمک رہے تھے، نبیل کا تو خوشی کے مارے منہ بند نہیں ہو رہا تھا، منیب اور سبینہ بھی بہت مسرور تھے۔جب شائستہ کو ہسپتال سے گھر شفٹ کر دیا گیا تو گھر کے تینوں بچے ریحان، زارا اور زویا بھاگتے ہوئے آکر ننھے بے بی سے ملنے آئے، دونوں بہنیں اپنے بھائی کو دیکھ کر پھولے نہیں سما رہی تھیں، زویا کی تو خوشی دیدنی تھی، اسے بار بار اپنے ننھے بھائی پر پیار آنے لگتا، ریحان یہ دیکھ کر جیلس ہوتا تھا کیونکہ وہ زویا سے بہت مانوس تھا، زویا کا دھیان کسی اور طرف جائے وہ یہ گوارا نہیں کرتا تھا۔

نبیل کے لیئے یہ بات نہایت خوشی کا باعث بنی جب اس نے دیکھا کہ اسکا بیٹا ہو بہو منیب پر گیا ہے، یعنی بیٹے کے بعد اب پوتا بھی اپنے دادا محمد عالم حیات پر گیا تھا، تب ہی اس نے منیب سے کہا کہ اسکے بیٹے کا نام وہ اور سبینہ دونوں مل کر رکھے، یہ سن کر شائستہ غصے کا گھونٹ پی کر رہ گئی۔اب وہ اپنے بیٹے کا نام کسی اور کے مرضی سے رکھے یہ اسے کہاں گوارا تھا پر وہ مصلحتاً خاموش ہو گئی۔

"اگر مجھے بیٹا ہوتا تو اسکا نام مجتبیٰ رکھتا، میں اس ننھے راجکمار کا نام مجتبیٰ رکھنا چاہوں گا"

منیب کے منہ سے یہ نام سن کر نبیل بے انتہا خوش ہو گیا۔

"نہایت مبارک نام ہے، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دوسرا نام ہے، میں یہ نام ضرور رکھوں گا" اور یوں گھر کے پہلے وارث کا عقیقہ اس شاندار انداز میں منایا گیا کہ لوگوں کو سالوں تک یاد رہی۔

دنیا آگے بڑھ رہی تھی لیکن اگر کسی کا وقت تھم گیا تھا تو وہ سبینہ تھی۔ اگر منیب کا پیار اور ساتھ نا ہوتا تو وہ کب کی ٹوٹ کر بکھر چکی ہوتی۔ مجتبی کو پیدا ہوئے بمشکل ڈیڑھ مہینہ گزرا ہو گا جب شائستہ نے پھر سے آفس جوائن کر لیا، مجتبی کو اسی انا کے اس نے حوالے کیا تھا جو زارا زویا کو اپنا دودھ پلا چکی تھیں۔ بہر حال دن گزرتے رہے، مجتبی اپنے والدین سے زیادہ منیب اور سبینہ سے مانوس ہونے لگا تھا، منیب جب گھر میں ہوتا تو بے چاری سبینہ کو یہ سنہرا موقع ملتا مجتبی کو گود میں اٹھا کر اپنے پیاسے دل کو سیراب کرنے کا ورنہ انا اسے مجتبی کے پاس بھی پھٹکنے نا دیتی، وہ خود شائستہ کے ہاتھوں مجبور تھی اور یہ نوکری وہ گنوانا نہیں چاہتی تھی، سبینہ خود بھی ساری صورتحال سے آگاہ تھی۔ منیب بھی اکثر مجتبی کو اپنے گود میں اٹھائے پھرتا، وہ اپنی توتلی زبان سے منیب سے بہت ساری باتیں کرتا رہتا تھا، اسکی یہ باتیں منیب اور سبینہ کے سماعتوں میں جیسے

رس گھولتیں۔

"دیکھیں نامنیب۔اگر ہمیں اس وقت بیٹا ہوتا تو وہ بالکل مجتبی جیسا ہوتا نا۔بالکل آپ پہ گیا ہے" وہ اکثر یہ جملہ کہتی پائی جاتی۔وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا تو وہ تیزی سے گزرتا گیا۔مجتبی تین سال کا ہو گیا تھا،یہ انہی دنوں کا ذکر ہے جب بچے یعنی ریحان،زارا اور زویا اسکول گئے تھے،رشیدہ کسی کام سے بازار گئی ہوئی تھی،دوپہر کا وقت تھا،مجتبی ہال میں اپنے چھوٹے سے فٹ بال سے کھیل رہا تھا اور سبینہ صوفے پر بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی تب ہی اسے مجتبی کی ہلکی سی چیخ سنائی دی،وہ میگزین پھینک کر دوڑی بھاگی گھر کے باہر لان میں آگئی تو مجتبی کو اوندھے منہ گرا ہوا پایا۔

"ہائے میرا بچہ" جلدی سے اس نے مجتبی کو اپنے گود میں اٹھایا،اسکے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا،جلدی سے اسے سینے سے لگائے گھر کے اندر آگئی۔اپنے روم جا کر وہ فرسٹ ایڈ بکس لے کر آئی اور اسکے ماتھے کو کاٹن سے صاف کر کے اس نے بینڈ ایج لگایا۔شام کو جب آفس سے گھر لوٹ کر شائستہ آگئی تو اس نے مجتبی کے ماتھے پر لگے بینڈ ایج کو دیکھ کر بہت بڑا ہنگامہ کھڑا کر دیا۔

"یہ ہے میرے بیٹے کا حال،اور کہتے ہیں کہ میرے مجتبی کا یہاں خیال رکھا جا رہا ہے۔

اتنی گہری چوٹ لگی ہے میرے بیٹے کو۔ سبینہ تم ازل سے ہی لاپرواہ ہو، اگر تمھارا یہ حال نا ہوتا تو تین بچوں کی ماں ہوتی اس وقت "اسکی یہ کڑوی کسیلی باتوں کی تو سبینہ بے چاری عادی ہو چکی تھی پر نبیل کو بہت ناگوار لگا اور منیب، وہ طیش بھری نظروں سے شائستہ کو دیکھ رہا تھا۔

"ہوش میں رہو شیسو، کیا بولے جا رہی ہو سبینہ بھابھی کو، بچوں کو اس عمر میں کئی چوٹیں لگ جاتی ہیں اس بات میں اتنا ہنگامہ کھڑا کرنے کی کیا ضرورت..؟"

"رہنے دیں بھائی، بحث سے کچھ حاصل نہیں ہو گا اور شائستہ، اگر تمھیں اپنے بچوں کی اتنی ہی فکر ہے تو ہمارے ساتھ آفس آنے کے بجائے گھر میں رہ کر اپنے بچے سنبھالیئے" یہ کہہ کر سبینہ کا ہاتھ پکڑے منیب اپنے کمرے میں چلا گیا اور شائستہ تن فن کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"ڈیڈ، چاچی (سبینہ) بہت سویٹ ہیں۔ وہ ہمارا بہت خیال رکھتی ہیں، پتہ نہیں مام انہیں کیوں ڈس لائک کرتی ہیں" زویا معصومیت سے یہ کہہ کر اپنے ڈیڈ نبیل کو دیکھ رہی تھی، زارا بھی زویا کی بات کی حمایت میں اپنا ننھا سا سر اثبات میں ہلا رہی تھی اور نبیل..اسے غصے کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ہوا کہ بچوں کے سامنے شائستہ کو یہ

ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

----------☆----------

اس واقعے کے بعد سے سبینہ بہت رنجیدہ رہنے لگی، اسکا ہنسنا بولنا تقریباً بند ہو گیا تھا۔ شائستہ کی کہی گئی تلخ باتیں ہنوز اسکے دل و دماغ میں چپک کر بیٹھ گئے تھے۔ منیب کے لیئے یہ صورتحال بہت تکلیف دہ تھی، وہ ہر ممکن اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتا۔ کچھ دن پہلے ہی اس نے سبینہ کو سرپرائیز دیا کہ اس نے اسکے لیئے لاہور میں ایک چھوٹا پیارا سا گھر خرید لیا ہے۔ سبینہ کبھی لاہور نہیں گئی تھی پر اس شہر کی وہ دیوانی تھی، اسے لاہور سے عشق تھا۔ منیب نے یہ کہہ کر سوچا کہ لاہور میں گھر کا سن کر وہ بے تحاشا خوش ہو گی پر وہ ویسے ہی گم صم رہی۔

رات دونوں بھائی ڈنر کرنے کے بعد اسٹڈی روم میں آفس کے متعلق کچھ ڈسکس کر رہے تھے تب نبیل نے منیب کو کھویا کھویا پایا، پوچھنے پر پتہ چلا کہ اس واقعے کا سبینہ نے کافی گہرا اثر لیا ہے، وہ کافی حد تک چپ چپ رہنے لگی تھی تب ہی نبیل نے اسے جرمنی جانے کا سجیسٹ کیا۔

"میرے بھائی، دونوں جرمنی چلے جاو۔ گھومو پھرو، وہاں میرا ایک دوست اپنے فیملی

کے ساتھ رہتا ہے۔ کئی دفعہ اس نے مجھے وہاں آنے کی دعوت دی پر میں اور شائستہ آفس کا اتنا سارا کام چھوڑ کر نہیں جا سکتے، اب تو ہمارا بزنس دن دگنی رات چوگنی ترقی کرنے لگا ہے، اور پیلس کے تعمیر کا بھی بہت سارا کام رہتا ہے، ایسے میں ہمارے بجائے تم دونوں چلے جاؤ تو بہت بہتر رہے گا۔ سبینہ بھابھی بھی نیا ماحول دیکھ کر کافی ہلکی پھلکی ہو جائیں گی"

"پر میرے یہاں نا ہونے سے تمھیں کافی حرج ہو گا"

"نہیں یار شائستہ ہے نا۔ سب مینیج ہو گا تم دونوں بے فکر چلے جاؤ" اور جب دو دن بعد دونوں کی فلائٹ تھی تب ہی شائستہ کو انکے جانے کا معلوم پڑ گیا۔ جس دن وہ جانے لگے تو شائستہ نے دونوں کو سیدھے منہ خدا حافظ بھی نہیں کہا اور وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے۔

---------☆----------

یہاں آکر سبینہ میں کافی اچھا بدلاو آگیا تھا، وہ خوش رہنے لگی تھی۔ نیا ملک، نئے لوگ، نیا ماحول..! وہ کافی حد تک ذہنی طور پر پر سکون ہو گئی تھی۔ ان دونوں میاں بیوی کو یہاں آئے ایک مہینے کا عرصہ گزرا ہو گا تب ہی ایک بار پھر سبینہ کو خوشخبری ملی، وہ پھر

سے ماں بننے والی تھی البتہ منیب یہ سن کر ایک دم بوکھلا گیا۔وہ تیسری بار کوئی بھی بری خبر برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتا تھا، وہ ان سب کے لیئے ہر گز تیار نہیں تھا، سبینہ کو لیکر وہ نہایت فکر مند ہو گیا۔خدانخواستہ اگر پھر سے کچھ..... نہیں نہیں، وہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا..!اس نے سبینہ کو ملنے جلنے سے ہی منع کر دیا۔سبینہ کو شروع شروع میں اسکا یوں فکر مند ہونا اچھا لگنے لگا پھر دو ہفتے میں ہی وہ تنگ آ گئی۔

"منیب، میں یوں ہمیشہ روم میں، بیڈ پہ پڑی نہیں رہ سکتی۔اور اس بار میرا دل کہتا ہے کہ میرے بچے کو کچھ نہیں ہو گا، پلیز ٹرسٹ میی، میں بھی اپنا بھرپور دھیان رکھوں گی"پر منیب کے من میں یہ خوف بری طرح گھر کر گیا تھا۔اس نے یہ خوشخبری پاکستان فون کر کے اپنے بھائی کو بھی نہیں سنائی۔پریگننسی کا ایک مہینہ عافیت سے گزرا، سبینہ تنگ آ چکی تھی، روم میں بند رہ رہ کر اسکا جی اوبنے لگ گیا تو منیب ہمت کر کے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔چیک اپ ہونے کے بعد ڈاکٹر نے بہت تسلی بخش جواب دیا۔

"پیشنٹ بالکل ٹھیک ہے، کوئی کمزوری نہیں ہے اور بے بی کی ہارٹ بیٹ بھی صحیح سے چل رہی ہے، خطرے کی کوئی بات دکھ نہیں رہی، بس آگے جا کر اپنے خوراک اور

صحت پر دھیان دیں" یہ سن کر منیب کافی حد تک ریلکس ہو گیا۔ سبینہ سے رہا نہیں گیا، اس نے ایک دفعہ اچھا سا موقع دیکھ کر پاکستان فون لگایا، اور وہاں سے رشیدہ آپا نے فون اٹھالیا۔

"آپا آپا آپا، اچھا ہوا آپ نے فون اٹھالیا"

"نا سلام نا دعا..؟ خیر تو ہے سبینہ، مجھے تو تم بڑی خوش لگ رہی ہو"

"خوشی کی بات ہے آپا، میں پھر سے ماں بننے والی ہوں" اور یہ سن کر رشیدہ آپا کے منہ سے تشکر کے کلمات ادا ہوئے۔

"بہت بہت بہت مبارک ہو گڑیا، اللہ پاک خیر سے تمھیں ایک صحت مند بچہ نصیب کرے، آمین"

"ثم آمین، گھر میں اور کون کون ہیں..؟"

"نبیل صاحب اور انکی چہیتی بیگم آفس چلے گئے ہیں، دیکھ میری بات اچھے سے سن لے"

"جی..؟"

"معلوم نہیں تجھے سن کر کیسا لگے لیکن یہ خوشخبری فی الحال خود تک ہی رہنے دو" یہ سن کر سبینہ ذرا چونک گئی۔

"کیوں آپا..؟"

"مجھے ان سب کے پیچھے شائستہ کی بری نظر لگ رہی ہے، یقین مانو اسکی آنکھوں میں، میں تمھارے لیئے بے تحاشا نفرت دیکھتی ہوں اور اچھا ہوا جو یہ اچھی خبر تمھیں یہاں نہیں بلکہ وہاں ملی، اس میں مجھے خداتعالی کی مصلحت دکھ رہی ہے۔ کم از کم اس نظر بد سے تو دور رہو گی۔ اچھا بچے اسکول سے آگئے میں فون رکھتی ہوں، اپنا خیال رکھنا اور وہی رہنا جب تک خیر سے تمھارا ساتواں آٹھواں مہینہ شروع نہیں ہو جاتا۔ اللہ حافظ "
اور سبینہ اب بھی الجھن میں گھری ہوئی تھی، کیا واقعی میں ایسی بات ہے..؟ جو آپا سے پہلے منیب نے بھی خود اسے کچھ خبر دینے سے منع کر دیا..

پر یہ نفرت..؟

یہ بری نظر..؟

یہ کب، کیسے اور کیوں شروع ہوا..؟ ایسی کیا بات تھی جو سبینہ مس کر رہی تھی..؟"

---------☆---------

پانچ مہینے بہت اچھے سے گزر گئے اور اب منیب کا خوف بھی کافی حد تک دور ہو گیا تھا، سبینہ کے ساتھ ساتھ وہ بھی خواب بننے لگا۔ سبینہ بیٹا چاہتی تھی جو مجتبی جیسا ہو یعنی منیب ہی کی کاپی، اور منیب ایک سندر سی بیٹی چاہتا تھا جو سبینہ کی تصویر ہو۔

"بھئی میں نے نام تک سوچ رکھا ہے اپنی راجکماری کا"

"اچھا جی..!!! کیا نام..؟"

"میری بیٹی نہایت خوبصورت ہو گی، تو میں اسکا نام 'خوبصورت' رکھوں گا"

"خوبصورت..؟ یہ تو کافی بھاری بھر کم نام ہے۔ ارے او خوبصورت بیٹا ادھر آو، اے خوبصورت بیٹا کھانا کھالو، دیکھیئے..! کتنا لمبا سا جملہ بن جاتا ہے ایک نام کی وجہ سے"

سبینہ کی معصومیت کا تو منیب دیوانہ تھا ہی، اب جو یہ اسکا بھولا پن دیکھا تو اسکے دونوں گالوں پہ پیار کرنے لگا۔

"اچھا میری جان تمنا، تم بتاو کیا نام رکھیں..؟"

"میں بھلا کیوں بتاوں..؟ میں تو بیٹے کا نام سوچوں گی" سبینہ اترا کر بولی۔

"ضرورت بھی نہیں ہے بتانے کی، میں نے نام سوچ لیا"

"کیا..؟"

"کیوں بتاوں..؟"اب شرارت کی باری منیب کی تھی۔

"پلیز بتایئے نا"

"اچھا اچھا جان منیب، بتاتا ہوں۔ ہماری بیٹی کا نام 'صورت' ہو گا"

"ہائے ماشاءاللہ۔ یہ کیوٹ نام ہے"

"اچھا ہے نا..؟"

"اچھا نہیں بلکہ بہت خوبصورت نام ہے صورت"

"اور اللہ پاک کرے بالکل تمھاری ہی تصویر پیش کرے۔ حسن میں، سادگی میں، خوبصورتی میں، معصومیت میں"وہ اسکے چہرے پہ آئی زلفوں کی لٹوں سے کھیلنے لگا، اپنے شوہر کی یہ محبت دیکھ کر وہ خود کو خوش قسمت عورت تصور کرنے لگی۔

---------☆---------

"سات مہینے گزرے ہیں اب، اب تک وہ میاں بیوی شادی کے کئی سالوں بعد ہنی مون منا رہے ہیں، اور یہاں تم اور نبیل آفس میں گھن چکر بنے ہوئے ہو..؟ کمال ہے بھئی" حرا کا شیطانی دماغ پھر سے چالو ہو گیا تھا۔

"تو میں بھلا کیا کروں آپی..؟ اب جرمنی جا کر ان دونوں کو گھسیٹ کر لانے سے تو رہی"

"تو تم سے کون کہہ رہا ہے کہ جا کر انہیں لیکر آو۔ پتہ کرو، اتنا عرصہ گزرا ہے، کہیں وہ دونوں ہمیشہ کے لیئے وہاں شفٹ تو نہیں ہو گئے..؟"

"پتہ بھی کیسے لگاوں..؟ نبیل سے انکے متعلق پوچھ بھی نہیں سکتی، جیسے وہ گئے ہیں میں نے بھول کر بھی ان سے فون پر بات نہیں کی، اب نبیل سے کچھ پوچھوں تو انہیں بھی تعجب ہو گا"

"پھر بیٹھی رہو ایسے ہی" حرا نے فون رکھ دیا اور شائستہ وہی بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔

--------☆--------

نو مہینے بعد منیب والے پاکستان آ رہے تھے، ڈنر کا بہت اچھے سے اہتمام کیا گیا تھا۔ بچے

بہت ہی خوش اور پر جوش دکھائی دے رہے تھے۔ رشیدہ بھی انکے آنے کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔ شام ہوتے ہی منیب اور سبینہ گھر میں انٹر ہو گئے۔ نبیل نے انہیں ویلکم کیا۔ (شائستہ انکے آنے کا سن کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی) جب نبیل کی نظر سبینہ کے وجود پر پڑی تو اسے ایک خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا، اس نے سوالیہ نظروں سے منیب کو دیکھا۔

"یس برادر، شی از پریگننٹ۔ آٹھواں مہینہ ہے"

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ آئم سو سو سو سو ہیپی۔ بہت مبارک ہو منیب اور بھابھی بہت بہت مبارک" نبیل نے تقریباً چیخ کر اپنے خوشی کا اظہار کیا، رشیدہ بھی سبینہ سے بڑی چاہت سے ملی۔ شور شرابا سن کر شائستہ نزاکت سے چلتے ہوئے ہال میں آ گئی اور سبینہ پہ نظر پڑتے ہی اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ سبینہ ماں بننے والی تھی اور اس پریگننسی سے وہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو گئی تھی۔ جب ہنستے مسکراتے اسکی نظر فاصلے پہ کھڑی شائستہ پر پڑی تو اسکے سیاہ پڑتے چہرے کو دیکھ کر چونک گئی۔ رشیدہ سے بھی شائستہ کے چہرے کے تاثرات چھپے نہیں رہے۔ جو خوشی سبینہ شائستہ کے چہرے پر دیکھنا چاہتی تھی وہ اسے اسکے چہرے پر کہیں نہیں دکھی۔

"آو آو شیسو۔دیکھو یہ میاں بیوی نے مل کر ہمیں کیسا خوشگوار سرپرائیز دیا ہے" اور شائستہ مرے مرے قدموں سے آ کے سبینہ کو سلام دے کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیسی ہو شائستہ..؟" سبینہ نے بہت اپنائیت سے پوچھا، جواب اسی قدر سپاٹ تھا۔

"فائن"

"اٹھو میری جان تمنا، فریش ہو لو پھر ڈنر کر لیتے ہیں" منیب نے بہت چاہت سے سبینہ کے کمر میں ہاتھ ڈالا، یہ منظر تیزاب کی طرح شائستہ کے وجود پر پڑا۔پاوں پٹختی ہوئی اپنے روم میں چلی گئی اور ڈنر ٹائم بھی اسکی چیئر خالی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

---------☆---------

حرا کینیڈا سے پاکستان آ گئی تھی اپنے میکے والوں سے ملنے، شائستہ نے اسے فون کر کے یہ بہت بری خبر سنائی کہ سبینہ صرف پریگننٹ ہی نہیں بلکہ اسکا آٹھواں مہینہ چل رہا ہے۔رو رو کر اس نے اپنا حال برا کر دیا تھا۔حرا نے اسے تسلی دی کہ وہ ایک ہفتے بعد اس سے ملنے حیات ہوم آ جائے گی۔

---------☆---------

طوفانی رات:

اور وہ برا دن آگیا جب حرا کینیڈا جانے سے پہلے اپنی چھوٹی بہن شائستہ سے ملنے حیات ہوم آگئی۔ سبینہ کا نواں مہینہ شروع ہو چکا تھا، وہ اپنے کمرے میں تھی۔ رشیدہ کچن میں ملازموں کو ڈنر کا مینو سمجھا رہی تھی، باقی دونوں بھائی اسٹڈی روم میں موجود تھے۔ ہال میں شائستہ اور حرا بیٹھے ہوئے تھے۔ پاس بیٹھا ریحان، زارا اور زویا کے ساتھ مل کر اسکول کا ہوم ورک کر رہا تھا اور چار سالہ مجتبیٰ ٹی وی پر کوئی کارٹون مہویت سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ نوکرانی کا بچہ یہاں کیا کر رہا ہے..؟" حرا نے حقارت سے ریحان کو دیکھ کر کہا، آٹھ سالہ ریحان اب اتنا نا سمجھ بچہ نہیں تھا کہ حرا کی حقارت بھری باتیں اور نگاہیں نہیں سمجھ پاتا، اس نے غصے سے اس ظالم عورت کو گھورا۔

"میری دونوں بچیوں کے ساتھ اسکول میں پڑھتا ہے، نبیل کا بس چلے تو اسے ہی اپنا بڑا بیٹا بنا لے"

"دور رکھو اسے اپنی بیٹیوں سے، جب سے یہاں آئی ہوں اسے زویا کے ساتھ فرینکلی بات کرتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ لگتا ہی نہیں کہ یہ کسی نوکرانی کا بچہ ہے" یہ کہہ کر

حرا نخوت سے اپنی آنکھیں گھومانے لگی۔

"آپی آپ یہ چائے پی لیں، ٹھنڈی ہو رہی ہے"

"بھاڑ میں گئی چائے، مجھے اس منحوس خبیث سبینہ کی خبر دو، کچھ علاج ہوا اسکا یا اب بھی ہاتھ دھرے ہی بیٹھی ہوئی ہو..؟ کل کو وارث لائے گی جو تمھاری یہ جائیداد کا شراکت دار بنے گا، پھر بیٹھ کر مکھیاں مارتے رہنا تم کم عقل" حرا تو سبینہ سے انتہائی خار کھاتی تھی، اسکا بس چلتا تو سبینہ کا خون ہی پی جاتی، البتہ سبینہ کے بارے میں یوں حقارت بھری باتیں سن کر ریحان کے کان کھڑے ہو گئے۔

"آہستہ بولو آپی، چلیں میرے کمرے میں چلتے ہیں، وہاں جا کر اس بارے میں بات کرتے ہیں" دونوں شائستہ کے بیڈروم چلے گئے اور ریحان نظریں بچا کر کچن کی طرف دوڑا۔ وہاں جا کر اس نے اپنی امی کے کان میں کھسر پھسر کیا، رشیدہ بھی چونک گئی۔ کوئی اور موقع ہوتا تو ریحان کے اس طرح بات لانے پر وہ اپنے بیٹے کو بری طرح جھڑک دیتی پر ریحان کی یہ باتیں سن کر وہ کچن سے نکل کر شائستہ کے کمرے کے دروازے کے پاس آ کر کھڑی ہو کر اندر کی باتیں سننے لگی۔ اگرچہ یہ ایک غیر اخلاقی حرکت تھی پر ریحان کی باتوں نے اسے بری طرح سے تجسس میں مبتلا کر دیا تھا۔

"دیکھو جو پہلی دفعہ تم نے کیا وہی کام دوبارہ دہراو، سیڑھیوں سے گرے گی تو بچے کو زیادہ نقصان پہنچے گا۔ نواں مہینہ چل رہا ہے، وہ ادویات کچھ اثر نہیں دکھائیں گی اب اس پر۔ اب یہ تیسرا مس کرتیج ہو گا نا پھر بچہ پیدا کرنے کی ہمت بھی نہیں کر پائے گی، تم اور تمھارے بچے راج کریں گے اس گھر میں، بتا رہی ہوں" یہ سن کر رشیدہ کو بہت بری طرح کرنٹ لگ گیا، اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے اندر کی چیخ کو بہت مشکل سے روک دیا۔

"پھر سے سیڑھیوں سے گرنے والا عمل رسکی ہے۔ پچھلی بار کوئی نہیں تھا، اب ڈھیر سارے ملازم اور بچے ہیں۔ کیا میں کوئی اسٹرانگ ڈوز اسے چھپ کر نہیں دے سکتی..؟"

"نہیں نا۔ کچھ نہیں ہو گا۔ میری بات مان تو وہی کر جو میں کہہ رہی ہوں" اور رشیدہ ڈگمگاتے قدموں سے ہٹ گئی تو پیچھے دروازے کے پاس والے ٹیبل سے وہ ٹکرا گئی۔ ٹیبل پر رکھا قیمتی گلدان ٹیبل سے گر کر زمین پر لگ کے چکنا چور ہو گیا۔ شور کی آواز سے حرا اور شائستہ کی چلتی زبان اور سانس، دونوں رک گئی۔

"کون ہے وہاں..؟" حرا نے لڑکھڑاتی آواز سے پوچھا البتہ شائستہ کی ہمت جواب

دینے لگی۔رشیدہ بھاگ کر سبینہ کے کمرے میں آگئی۔باہر ہنوز طوفانی بارش جاری تھی اور سبینہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی اپنے بے بی کے کپڑوں اور کھلونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"سبینہ،اٹھو سبینہ"رشیدہ کے زرد پڑتے چہرے اور زبان کی لڑکھڑاہٹ سے وہ حیران بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیاہوا آپا..؟"

"اٹھو اور چلو میرے ساتھ"

"پر ہوا کیا ہے..؟"اور رشیدہ نے جو تلخ انکشافات کیئے وہ یہ سب سن کر اندر تک دہل کر رہ گئی۔ایک دم وہ بیڈ سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"آپا،یہ کیا گھناونا مزاق کر رہی ہیں آپ مجھ سے..؟"

"میں بھلا ایسا گھٹیا مزاق کیسے کر سکتی ہوں..؟میں نے اپنے کانوں سے یہ سب سنا ہے، ورنہ تم بھی ذرا سوچو کہ اس بار تمھارا مس کریج کیوں نہیں ہوا..؟"پر سبینہ کا دل یہ سب ماننے سے انکاری تھا۔

"ارے معصوم عورت، وہ اب بھی یہی منصوبہ بنا رہے تھے کہ اب تیرے اس بچے کو کیسے نقصان پہنچایا جائے" یہ سن کر سبینہ کے اندر کی ممتا میں آگ بھڑک اٹھی۔

"چلو آپا، میں اس سے ان سب کا حساب مانگنے جا رہی ہوں" اور اپنے وجود کی پرواہ کیئے بغیر وہ لمبے لمبے قدم اٹھائے ہال میں آ کر تقریباً گلا پھاڑ کر چلائی۔

"شائستہ.... شائستہ ادھر آ و فوراً" سبینہ کا آج یہ نیا روپ دیکھ کر بچے سہم گئے، ملازم بھی کچن میں کام کرتے کرتے رک گئے۔ باہر طوفانی بارش اور تیز ہو گئی۔

"شائستہ میں کہہ رہی ہوں ادھر آ جاو" بادلوں کی طرح اسکی آواز بھی آج گرج رہی تھی، چیخ کی آواز سن کر دونوں بھائی بھی دوڑے دوڑے چلے آ گئے۔

"سبینہ کیا ہوا..؟ تم ایسے چلا کیوں رہی ہو..؟ اور یہ کیا حال بنا کے رکھا ہے..؟" منیب کا اشارہ اسکے حلیئے پر تھا، بنا دوپٹے کے وہ اپنے کمرے سے نکلتی نہیں تھی اور آج وہ بنا دوپٹے کے اور بنا چپل پہنے ننگے پیر کھڑی تھی۔

"منیب اس خونی کو فوراً ادھر بلاو، جس نے میرے دو دو بچے اپنے خونی ہاتھوں سے مار ڈالے" نبیل یہ سن کر بے یقین نظروں سے سبینہ کو دیکھنے لگا اور منیب، اس پر تو یہ

حقیقت پہاڑ بن کر ٹوٹ گئی، تب ہی اسی وقت شائستہ تکبرانہ چال سے چلتی وہاں آگئی۔

(حرا گلدان کے گر کر ٹوٹنے پر ہی وہاں سے نکل کر رفو چکر ہو گئی تھی)

"کیا ہوا سبینہ..؟ یوں جاہل عورتوں کی طرح کیوں چلا چلا کر آسمان سر پر اٹھا رہی ہو"

یہ کہہ کر وہ سبینہ کے روبرو آکر کھڑی ہو گئی۔

تڑاخ..!

زناٹے دار تھپڑ پڑتے ہی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سبینہ کو دیکھنے لگی، وہ اتنی شدید رد عمل کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اتنا بڑا گناہ کرنے کے بعد بھی تم آکر کہہ رہی ہو کہ کیا ہوا..؟ میرے دو بچوں کا خون پی کر بھی تمھاری گندی پیاس نہیں بجھی جواب میرے تیسرے بچے کی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہو..؟ اتنا بڑا جرم وہ بھی دو دفعہ..؟ کیوں..؟ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا..؟ کیوں..؟" وہ اسے جھنجھوڑنے لگی۔

"بھابھی یہ آپ..."

"بھائی آپ بالکل خاموش رہیں" ہاتھ اٹھا کر اس نے نبیل کو کچھ بھی کہنے سے منع

کر دیا، وہ آج سبینہ نہیں بلکہ ایک ماں بول رہی تھی۔

"یہ کیا تم اول فول بکے جا رہی ہو..؟ اپنے ہوش میں تو ہو..؟" شائستہ تھپڑ پڑتے ہی آگ بگولہ ہو گئی۔

"میں جو کہہ رہی ہوں بالکل صحیح کہہ رہی ہوں اور یہ تم بھی اچھے سے جانتی ہو۔ اور ہوش میں تو آج میں آئی ہوں۔ تم جیسی عورت کی چال میں پہلے کیوں سمجھ نہیں پائی..؟ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا..؟ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے بھلا..؟ مجھے تو تمھارے انسان ہونے پر بھی شبہ ہو رہا ہے۔ ایسے غیر انسانی حرکت کر کے تمھیں کیا ملا..؟ میری گود دو بار اجاڑنے پر ایک دفعہ تمھیں خدا کا خوف نہیں آیا جواب تیسری دفعہ میرے بچے کو قتل کرنے چلی تھی" سبینہ کا چیخ چیخ کر برا حال ہو گیا تھا۔

"یہ بیٹھے بٹھائے تمھیں کونسا سانپ سونگھ گیا..؟ کیا بولے جا رہی ہو؟ ایسے الزام تم کیسے مجھ پر لگا سکتی ہو..؟"

"الزام نہیں حقیقت ہی بیان کر رہی ہوں جو مجھ پر ابھی ابھی آشکار ہوئی ہے، اگر رشیدہ آپا مجھے اس کڑوی حقیقت سے آگاہ نہیں کرتیں تو میرا تیسرا بچہ بھی...اف میرے

خدا"

"آپا..؟ یہ سب کیا ہے جو میں سن رہا ہوں..؟" منیب کے لیئے یہ سب یقین کر لینا بہت کٹھن تھا۔

"منیب ہوش سے کام لو۔ایک پرائی عورت کی باتوں میں آ کر ہم کیسے اپنے خاندان کا شیرازہ بکھیر دیں..؟" نبیل کو اب غصہ آنے لگا۔

"خبردار نبیل بھائی جو رشیدہ آپا کو پرائی عورت کہا۔اپنی بیوی کے پیار میں اس قدر بھی اندھے مت ہو جایئے کہ سامنے نظر آتی حقیقت سے آپ نظریں چرائیں"

"اوہ، تو یہ سب اس عورت کی کارستانی ہے، پڑ گئی تمھارے دل میں ٹھنڈ رشیدہ..؟ دو بھائیوں کے بیچ اتنی بڑی غلط فہمی لا کر اب مسرور ہو..؟" نبیل کی باتوں سے شائستہ کی ہمت بڑھ گئی۔

"خدا کا خوف کرو شائستہ خدا کا خوف کرو۔ابھی ابھی حرا تمھیں جو جو منصوبے سنا رہی تھی وہ سب میں نے اپنے کانوں سے سنے، اور دو بھائیوں کے بیچ دوریاں لا کر بھلا مجھے کیا حاصل ہو گا..؟"

"تم نے حرا آپی کی باتوں میں آ کر میرے دو بچوں کا بے دردی سے خون کر دیا..؟ وہ تو بچپن سے ہی مجھ سے خار کھاتی آ رہی ہے لیکن تم.. تم کب اور کیسے یوں بدل گئی..؟ مجھ سے اتنی نفرت کی وجہ کیا تھی (یہ سن کر پاس کھڑے منیب نے اپنے لب بھینچ لیئے، وہ اب اچھے سے جان گیا تھا کہ شائستہ نے یہ گھناونا کھیل کیوں رچا تھا پر وہ مجبور تھا، وہ چاہ کر بھی نبیل اور سبینہ کو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا) اگر مجھ سے اتنی ہی نفرت تھی تو مجھے مار ڈالتی، میرے معصوم بچوں کا خون...."

"بس بھی کیجیئے سبینہ بھابھی بس بھی کیجیئے۔ بہت ہو گیا، آپ میری بیوی کی بے عزتی کر رہی ہیں۔ اتنا بڑا الزام آپ نہیں لگا سکتیں اس پر۔ آپکے پہلے مس کر تج پر شائستہ نے ہی ساری صورتحال سنبھالی، آپکو بر وقت ہسپتال پہنچایا، گھر میں ہم دونوں بھائی نہیں تھے ایسے میں شائستہ نے عقل سے کام لیا، دوسری دفعہ بھی وہ وقت پر آپکے ساتھ رہی، اور اب آپ یہ سب کہہ کر ایک بار بھی نہیں سوچ رہیں کہ آپکے ان بے بنیاد الزاموں سے اس گھر کا ماحول کس قدر بگڑ جائے گا"

"آپکو اگر صرف گھر کے ماحول کی پڑی ہے تو ابھی اسی وقت میں یہ گھر چھوڑ رہی ہوں" یہ بات شائستہ کے علاوہ باقی سب نفوس پر بجلی بن کر گری۔

"منیب، کیا آپ کو یہی اپنے بھائی بھابھی کے ساتھ اس گھر کے پر سکون ماحول میں رہنا ہے یا میرے ساتھ چلنا ہے"

"تم اس نوکرانی کی جھوٹ پر اپنا سسرال چھوڑ رہی ہو..؟" شائستہ جلتی پہ تیل چھڑک رہی تھی۔

"تم اپنی یہ مکروہ زبان بند کرو، ورنہ اگلا تھپڑ تمھیں میرے ہاتھوں لگنا تھا۔ پر میں اپنے ہاتھ گندے نہیں کرنا چاہتا" منیب اب پھٹ پڑا۔

"منیب منہ سنبھال کر بات کرو، آخر کار تم اپنے سوتیلے پن پر اتر ہی آ گئے" اور...

'سوتیلا پن' لفظ منیب کے دل کو بری طرح چیر گیا، وہ لہو رنگ آنکھوں سے اپنے جگری بھائی کو دیکھنے لگا۔ جو مضبوط رشتہ شائستہ چاہ کر توڑ نہیں پائی وہ آج بنا کوئی کوشش کیئے ہی ٹوٹ کر بری طرح بکھر گیا۔

"چلو سبینہ" منیب میں 'سوتیلا پن' کے آگے سے اور کچھ بھی سننے کی سکت باقی نہیں رہی، وہ بری طرح سے اندر سے بکھر گیا تھا، اس نے سبینہ کی کلائی پکڑ لی۔

"ایک منٹ رکیں منیب" اپنی کلائی اسکے ہاتھ سے چھڑا کر وہ شائستہ کے روبرو چلی آئی۔

"آج تمھارا دن ہے شائستہ، آج تم جیت گئی۔ تم نے وہ فتح کر لیا جو تم غالباً کئی سالوں سے چاہ رہی تھی اور یہ چیز تمھارے چہرے کی چمک مجھے بتا رہی ہے، یقیناً تمھارے چاہنے سے بڑھ کر آج تمھیں حاصل ہوا ہوگا۔ دو بھائی آج ہمیشہ کے لیئے جدا ہو رہے ہیں، اس گھر کی جنت بکھر گئی اور میرے دو بچے ہمیشہ کے لیئے مجھ سے چھن گئے پر... پر یاد رکھنا، تم پر بھی کبھی نا کبھی ایک بہت برا وقت آئے گا۔ میرے دو بچے مر گئے لیکن اللہ پاک تمھارے تینوں بچوں کو لمبی عمر دے، انہیں انکی زندگیوں میں کامیاب کرے لیکن تمھیں ان سے کوئی سکھ حاصل نا ہو، تمھاری ممتا تڑپے، ہمیشہ تڑپے۔ آج میرے برے وقت میں میرا شوہر میرے ساتھ ہے پر تیرا جب برا وقت آئے گا نا، اللہ کرے تمھارے اس برے وقت میں تمھارے ساتھ کوئی نا ہو تب... تب میں آؤں گی تمھارے سامنے، تمھیں آج کا دن یاد دلواؤں گی، یاد رکھنا شائستہ۔ اور رہی بات حرا کی تو وہ مکافاتِ عمل ضرور دیکھے گی" یہ کہہ کر وہ اپنے شوہر کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اس بکھرے جنت پر ایک آخری بار نظر ڈالی، ٹپ ٹپ اسکے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

اور وہ ننگے پیر، ننگے سر اس گھر سے نکل گئی۔ رشیدہ بھی اپنے بیٹے کا ہاتھ تھام کر انکے ساتھ ہو لی۔ اپنے ذاتی کار میں آکر اس نے سبینہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا، پچھلے سیٹ پر رشیدہ اور ریحان بیٹھ گئے، ریحان کار کے ونڈو سے زویا کو دیکھ کر رو رہا تھا جو وہی دروازے پر کھڑی اسی کی طرف دیکھ کر زار و قطار رو رہی تھی۔ جیب میں چند پیسے اور اس ذاتی کار کے علاوہ منیب نے حیات ہوم سے کچھ بھی نہیں اٹھایا اور لاوارثوں کی طرح وہ اس شدید خطرناک طوفانی رات میں گھر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے نکل گئے۔

---------☆---------

وہ ہسپتال کے بینچ پہ بیٹھی خدا سے دعائیں مانگنے میں مشغول تھی، پاس بیٹھا اسکا ڈرا سہما ہوا بیٹا اپنے ماتھے کی چوٹ کو پوری طرح بھلائے اپنی ماں سے بار بار یہی معصومانہ سوال پوچھ رہا تھا۔

"امی، انکل آنٹی بچ جائیں گے نا..؟" پر اسکی ماں آنسو بہاتے دعائیں مانگ رہی تھی تب ہی ڈاکٹر اور نرس دونوں روم سے باہر نکل آئے، نرس کے ہاتھ میں چادر میں لپٹا ننھا سا وجود رو رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ لنگڑاتے ہوئے انکے پاس آکر جواب طلب نظروں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"اللہ پاک کے کرم سے بیٹی ہوئی ہے" یہ کہہ کر نرس نے انہیں بچی تھما دیا، سفید چادر میں لپٹی وہ ننھی سی جان پریوں سے بڑھ کر حسین تھی۔

"اور...اور سبینہ..؟سبینہ کیسی ہے؟"وہ بری طرح گھبرا رہی تھی، جانتی تھی کہ سامنے سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں آئے گا۔کیونکہ اس نے سبینہ کی بری حالت دیکھ لی تھی۔

اور...

وہی ہوا..!

"پیشنٹ کی حالت نہایت کریٹیکل ہے،ایک تو انکی بی پی غالباپہلے سے ہی کافی خطرناک حد تک لو ہو چکی تھی،اوپر سے یہ برا ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے اور لیبر پین زیادہ دیر رہنے سے بہت سارا بلڈ ضائع ہو چکا ہے،انہیں چوٹیں بھی جان لیوا آئی ہیں۔افسوس کے ساتھ ہمیں کہنا پڑ رہا ہے کہ انکے پاس وقت بہت ہی کم ہے"اور یہ سن کر رشیدہ وہی ڈھے گئی،نرس نے جلدی سے اسے سنبھالا ورنہ وہ اور اسکے ہاتھ میں ننھی سی بچی دونوں ہی ہسپتال کے ٹھنڈے فرش پر منہ کے بل گرتیں۔

"پلیز سنبھالیں خود کو۔ جائیں ان سے ملیں۔ وہ آپ ہی کو بلا رہی ہیں" ریحان زار و قطار رو رہا تھا۔ رشیدہ بھی روتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئی۔ سامنے بیڈ پر لیٹی سبینہ کو دیکھ کر اسکے دل میں شدید درد اٹھا۔ ایک تو اتنا خوفناک ایکسیڈنٹ، اوپر سے زیادہ خون ضائع ہو جانے کی وجہ سے وہ اس وقت سرسوں کے پھول کی طرح پیلی پڑ چکی تھی۔

حیات ہوم سے جب وہ چاروں لوگ نکلے تو کچھ ہی دور جا کر سبینہ کو لیبر پین شروع ہوا۔ ایک تو طوفانی رات، تلخ حقیقتوں سے پردہ اٹھنا، رشتوں کا خون اور نبیل کے زبان سے ادا ہوئے زہریلی باتیں اور اب سبینہ کا درد، منیب بری طرح ہڑبڑایا ہوا تھا اور اس چکر میں انکے کار کو ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا، چونکہ رشیدہ اور ریحان پچھلے سیٹ پر براجمان تھے تو انکو معمولی چوٹیں آئیں، پر منیب اور سبینہ کو کافی جان لیوا چوٹیں آئیں، منیب کو تو اپنے دونوں پیر ہی ناکارہ محسوس ہونے لگے، وہ اسی وقت بے ہوش ہو گیا اور سبینہ۔۔۔! اسکی حالت مزید خراب ہو گئی۔ وہ دوہرے درد سے بری طرح کراہ رہی تھی۔ پل میں قیامت برپا ہو گئی۔ ایسے میں دونوں ماں بیٹے کیسے اس طوفانی رات اور حادثہ پیش آنے کے بعد منیب اور سبینہ کو قریبی ہسپتال تک لے آئے یہ صرف وہ ماں بیٹے ہی جانتے تھے اور اب۔۔۔! سبینہ کا یہ حال دیکھ کر اسکے دل سے شائستہ کے لیئے بد دعائیں نکلنے لگی۔

"آپپ...آپا" کراہتے ہوئے اس نے رشیدہ کو پکارا تو وہ تیزی سے اسکے بیڈ کے پاس آگئی۔

"سبینہ، مبارک ہو، اللہ پاک نے تمھیں اور منیب بھائی صاحب کو اپنے رحمتوں سے نوازا ہے۔ بیٹی ہوئی ہے "اسے اسکی بیٹی بہت احتیاط سے تھما کر وہ بولی، وہاں بچی کے علاوہ تینوں نفوس کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔

"من.. منی.. منیب جیت.. جیت گیا آپا، جیس.. جیسی بیٹی...وہ چاہتا.. تھا، خدا نے.. ویسی ہی.. بیٹی سے.. نوا.. نواز دیا" وہ کمزوری کی شدت سے ٹوٹ پھوٹ الفاظ میں بمشکل بات کر رہی تھی۔

"بلکہ اس سے بڑھ کر ماشاءاللہ، جنت کی حور ہے حور"

"آپا"

"جی آپا قربان، بولو"

"میرے.. میرے پاس.. وق.. وقت... نہیں" ڈاکٹر سے یہ سننے کے باوجود بھی جب اس نے خود سبینہ کے منہ سے یہ سنا تو اسے گہرا جھٹکا لگا، اسکا دل ہی پھٹنے کو آیا۔

"کیوں ایسے بول رہی ہو..؟کچھ نہیں ہو گا"

"آپا..میری وصیت...وصیت.. غو.. غور سے.. سننا"چند الفاظ بولنے سے وہ پسینے سے تر ہو جاتی۔اسکی سانسیں بھی رک رک کر آرہی تھی اور چہرہ بھی خطرناک حد تک سفید پڑ رہا تھا۔

"بولو گڑیا"رشیدہ کا رو رو کر برا حال تھا۔وہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو لیکر کچھ وصیت کرے گی،اسکی باتیں سن کر اسکا کلیجہ پس گیا۔

"من..منیب کو...تنہا..مت چھوڑنا..آپ..آپکے علاوہ..اسکا اور..کوئی نہیں.. .آپ..آپ اب سے..انکی آپا ہو..زندگی کے ہر..ہر سرد گرم..میں ان..انکا ساتھ دینا...اور جو...جو نام انہوں نے..ہماری بیٹی کا..سو..سوچا ہے وہی...وہی نام.. رکھا جائے..اب جا کر..انہیں انکی بیٹی..دکھائیں اور اذان...اسکے کان میں..دلوائیں . جائیں."اتنا بولنے پر وہ بری طرح ہانپ رہی تھی،نرس نے جلدی سے اسے آکسیجن ماسک پہنایا،رشیدہ بچی ہاتھوں میں لیئے کمرے سے نکل کر کچھ دور چل کر منیب کے کمرے میں آئی جہاں وہ ایڈمٹ تھا،غالبا ابھی ابھی وہ ہوش میں آئے تھے، اسے بہت چوٹیں آگئی تھی۔رشیدہ کے ہاتھوں میں بچہ دیکھ کر وہ اپنے پیروں کا درد

بھول کر ایک دم بے قرار ہو گیا۔

"یہ لیں بھائی صاحب، اللہ پاک نے اتنی آزمائشوں کے بعد آپکو اپنی رحمتوں سے نوازا ہے، بیٹی ہوئی ہے" منیب بیڈ پہ نیم دراز تھے، جلدی سے اپنی بیٹی کو اپنے زخمی بازووں سے تھام لیا۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ، کتنی حسین ہے میری بیٹی، بہت خوبصورت ہے میری صورت۔ بالکل سبینہ پہ..."سبینہ کا نام لیکر وہ کچھ چونک گئے۔

"سبینہ..؟سبینہ کیسی ہیں آپا..؟وہ..وہ ٹھیک تو ہیں نا..؟"اور رشیدہ دوپٹے کے پلو سے اپنے آنسو پونچھنے لگی۔ریحان بھی رو رو کر نڈھال ہو گیا تھا۔

"آپا کچھ بولیں۔چپ کیوں ہیں..؟"اور تب ہی نرس بھاگتے ہوئے روم میں انٹر ہو گئی۔

"آپکی پیشنٹ کی حالت بہت خراب ہے، آخری سانسیں لے رہی ہیں۔آپ جلدی سے آجائیں، بار بار آپکو پکار رہی ہیں"اور رشیدہ کے اوسان خطا ہو گئے

اور منیب...

اسکے دل نے دھڑکنا ہی بند کر دیا، نرس نے جلدی سے اسکے بازووں سے ننھی صورت کو لیکر تھام لیا اور رشیدہ تقریبا دوڑتے ہوئے روم سے نکل گئی۔

"سبینہ، میری سبینہ" اور گہرے چوٹ آنے کے باوجود وہ بیڈ سے اٹھنا چاہا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسکی ٹانگوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے، تب ہی وہ زمین پہ منہ کے بل بری طرح گر گیا، دوسری نرس نے آکر جلدی سے اسے تھام لیا۔ وارڈ بوائے بھی یہ دیکھ کر اسکی مدد کرنے کو آگیا۔

"میں۔؟؟ میں سبینہ کے پاس کیوں نہیں جا سکتا..؟ مجھے سبینہ کے پاس ہر حال میں جانا ہے اسے..اسے میری ضرورت ہے"

"آپ کہیں نہیں جا سکتے، پہلے اپنی حالت تو دیکھیئے۔ آپ آرام سے لیٹے رہیں" منیب کو وارڈ بوائے اور ایک دو نرس نے مل کر بہت مشکل سے بیڈ پر روکا ہوا تھا اور وہ تھا کہ چلائے جا رہا تھا۔

"کیوں نہیں جا سکتا..؟ کیوں نہیں جا سکتا ہاں..؟ کیوں..؟ مجھے لے چلو وہاں"

"آپ نہیں جا سکتے کیونکہ آپکی ٹانگوں نے اب کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ خدا کے لیئے آرام

سے لیٹے رہیں" اور یہ سن کر بھی وہ ان سنی کر گیا، اس وقت اسکے لیئے اپنی ٹانگوں کے بیکار ہونے سے زیادہ سبینہ کی فکر تھی۔

"مجھے.. مجھے ویل چیئر پر بٹھادو، ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے لے چلو، میری بیوی ٹھیک نہیں ہے" اور یہ بڑ بڑا کر وہ اپنے زخموں کے درد سے تاب نہیں لا سکا اور اسی وقت بے ہوش ہو گیا۔

----------☆----------

سبینہ کی سانسیں رک رک کر آرہی تھی، اسکی خوبصورت جھیل جیسی آنکھیں آج دھیرے دھیرے اپنی روشنی کھورہی تھیں۔ طبّی آلے سے اسے جھٹکوں پہ جھٹکے دینے لگے پر پندرہ منٹ کے اس کشمکش کے بعد اس نے اس بے وفا دنیا سے ایک دم سے منہ موڑ لیا، بچپن سے لیکر کچھ دیر پہلے تک اس نے جو جو محرومی، جو جو دھوکے، جو درد اور آزمائشیں دیکھی تھی، ان سب سے آزاد ہو کر وہ سکون کی نیند سو گئی۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے۔

رشیدہ وہی اپنے پیروں پہ گر گئی اور ریحان.. وہ آٹھ سالہ معصوم بچے نے اس مختصر سی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر میں اتنے بڑے بڑے غم دیکھے کہ وہ وہی بیٹھے زار و قطار رونے لگا، یہی تو وہ ہستی تھی جو اسکی ماں رشیدہ کو چاہتی تھی، مشکل وقت میں رحمت کا فرشتہ بن کر دونوں کو اپنے گھر میں جگہ دی، کسی مزدوری کام میں لگانے کے بجائے اس نے ریحان کو اسکول میں داخلہ دلوایا۔

ناجانے اچھے، نیک اور معصوم لوگ اس دنیا سے کیوں جلدی رخصت کر جاتے ہیں..!

بہت رو چکنے کے بعد اس نے اپنی ماں کو سہارا دے کر اٹھایا۔

"امی، جا کر انکل کو یہاں لے آئیں۔ آنٹی کو وہ بائے بائے کہیں" اور دونوں ماں بیٹے شکستہ قدموں کے ساتھ اس روم میں آئے تو منیب کو بے ہوش پایا، پوچھنے پر ڈاکٹر نے جو بری خبر دی وہ اس ٹوٹے پھوٹے دل کو اور زیادہ توڑ دینے کے لیئے کافی تھا۔

"اس حادثے کے بعد اسکی دونوں ٹانگیں بے کار ہو گئی ہیں اور وہ چلنے پھرنے کے اب قابل نہیں رہے۔ حتیٰ کہ وہ اب ویل چیئر پر فی الحال بیٹھنے کے قابل نہیں" اور رشیدہ کے لیئے یہ خبر بھی قیامت سے کم نہیں تھا۔ بہر حال اسے ابھی کے لیئے تھوڑا سنبھلنا تھا، سبینہ کو آدھے ادھورے کفن میں لپیٹ کر اسے اسکی آخری آرامگاہ میں پہنچانے کے بعد رشیدہ نے اپنے پہنے ہوئے زیوروں کو بیچ کر ہسپتال کے اخراجات کا بل ادا کیا

اور چند دنوں بعد وہ تینوں ہمیشہ کے لیئے لاہور چلے گئے۔اسی چھوٹے سے گھر میں جو منیب نے بہت چاہتوں سے سبینہ کے لیئے بنوایا تھا، جسے سبینہ ایک نظر دیکھے بنا ہی دنیا سے کوچ کر گئی۔

----------☆----------

فجر کی آذانیں گونج رہی تھی۔صورت شاک سے نکل چکی تھی اور اس وقت بوا کے گود میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی، بوا کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔بیتے تلخ باتیں یاد کرنا بھی دشوار مرحلہ ہوتا ہے پر صورت کو اسکی مظلوم ماں کی کہانی سنانی بھی ضروری تھی۔

"بس بیٹا دعا کر،اللہ پاک تمھاری ماں کو جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے۔اس نے بہت دکھ درد جھیلے بیٹا۔تمھاری ماں کے گزرنے کے بعد ہی باتوں باتوں میں بھائی صاحب نے مجھے بتایا کہ شائستہ کو ریجیکٹ کرنے کے بعد ہی شائستہ نے انتقاما یہ سارا گھناونا کھیل رچایا..!بیٹا اسے تو محبت نہیں کہتے نا، محبت تو قربانی کا نام ہے، اور شائستہ..اس نے یہ سب حسد اور انتقام میں آکر کیا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ پاک نے بھی اسکے لیئے بہت برا انجام سوچا ہوگا"رو رو کر صورت کا گلابی چہرہ سوج گیا تھا۔

"بیٹا،اب نماز پڑھ کر ناشتے وغیرہ کی تیاری کر لیتے ہیں پھر ہسپتال کے لیئے روانہ ہوتے ہیں،شام کو بھائی صاحب کی سرجری ہونی ہے،ہمارا ہسپتال وقت سے پہلے پہنچنا ضروری ہے"بوا یہ کہہ کر اسکا ماتھا چوم کر چلی گئیں اور صورت..!اسکے کانوں میں اب بھی اسکی ماں کا نام گونج رہا تھا اور اسکی آنکھوں سے پھر سے پانی بہنے لگا،صورت کے معصوم دل میں شائستہ کے لیئے بے حد نفرت بھر گئی اور اس سے بھی دردناک بات یہ ہے کہ وہ جس سے بے پناہ محبت کرتی ہے،وہ کوئی اور نہیں اسکا اپنا کزن اور اس بے رحم اور مفاد پرست عورت کا بیٹا ہے۔

---------☆---------

پیسے یہاں وہاں سے جوڑنے کے بعد انہیں ہسپتال پہنچنے میں دیر ہوگئی،وہ جو صبح صبح جانے کی تیاری کر رہے تھے وہ دوپہر کے بعد ہی ہسپتال پہنچ گئے البتہ زویا گھر پر رکی تھی۔

"بوا آپ لوگ جا کر سرجری کے اخراجات بھر لیں،انہیں کہیئے گا باقی بیس فیصد پیسوں کا انتظام رات تک ہو جائے گا،میں بھی سرجن کے پاس جا کر انہیں اس بات کے لیئے منانے کی کوشش کرتی ہوں"یہ کہہ کر وہ سرجن کے کمرے میں ان سے

بات کرنے کے لیئے جیسے انٹر ہو گئی تو سرجن کے پاس بیٹھے مسٹر نبیل حیات کو دیکھ کر بری طرح چونک گئی۔

"لیجیئے، آپکی بھتیجی بھی آ گئی، آیئے مس صورت" سرجن نے اسے دیکھ کر اندر آنے کو کہا پر صورت الٹے پاوں واپس روم سے نکل گئی۔ اسکی سانسیں بہت تیزی سے چل رہی تھیں جیسے اس نے مسٹر نبیل کو نہیں کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ یوں اچانک اجنبی لوگوں سے کوئی قریبی رشتہ جڑ جائے جن سے ماضی میں تلخ تعلقات رہے ہوں، وہ انسان کو توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ نبیل بھی صورت کو یوں الٹے قدم واپس دیکھ کر صورتحال سمجھ کر سرجن سے معذرت کر کے روم سے باہر آ گیا۔

"رکو گڑیا" اور وہ جو نبیل کے سایے سے بھاگنا چاہ رہی تھی، ناچاہتے ہوئے بھی وہ رک گئی۔ آنسووں کا گولا اس نے اپنے گلے میں بمشکل روک لیا لیکن پلٹ کر اس نے اپنے تایا جان کو نہیں دیکھا۔ نبیل اسکے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ صورت اب بھی نظریں جھکائے خود کو رونے سے روک رہی تھی۔

"تایا کی جان، میری بچی۔ اپنے تایا جان کو ایک نظر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرو گی..؟" اور یہ سن کر ضبط کرنے کے باوجود صورت کے گلابی چہرے پہ شبنم کے قطرے ایک ایک

کر کے بہنے لگے پر وہ ہنوز فرش کو دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا میں معافی کے لائق ہر گز نہیں ہوں جانتا ہوں، پر دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ میرا دل پھٹ جائے گا اگر میری گڑیا نے مجھے معاف نہیں کیا" مسٹر نبیل بھی اسے دیکھ کر رونے لگے۔ چند گھڑی وہ اسکے کچھ کہنے بولنے کا انتظار کرنے لگے پھر گویا ہوئے۔

"میری جان، تم بھی ایسے بے رخی دکھاو گی پھر ہم دو بچھڑے بھائیوں کو کون ملائے گا..؟ اتنے سالوں کی جدائی اور غلط فہمیوں سے پردہ اٹھنے کے بعد میں بے حد پریشان اور اپنے کئے پر شرمندہ ہوں"

"پریشانی کس بات کی سر..؟ اور معافی بھلا کیوں مانگ رہے ہیں آپ..؟ میں کون ہوتی ہوں آپ کو معاف کرنے والی۔ معاف کرنے والا خدا پاک کی ذات ہے، اور شرمندگی کیوں..؟ سالوں پہلے جو آپکو اخذ کرنا تھا کر لیا سر۔ بھلا کوئی اپنی شریک حیات کے مقابلے میں کسی سوتیلے پر کیسے یقین کرے گا..؟"

اور...

'سوتیلا' لفظ سن کر نبیل وہی گڑ گئے۔ آج اسے اچھے سے احساس ہو گیا کہ سالوں پہلے

اسکی کڑوی باتیں منیب کے دل پر کیا برا اثر کر گئی ہو نگی۔صورت بھی رو رہی تھی،دل چیر چیر ہو رہا تھا۔سالوں پہلے جو اسکے والدین کے ساتھ ہوا،ماں دنیا سے منہ موڑ گئی اور باپ معذور ہو گیا۔

اور....

جنکی وجہ سے یہ سب ہوا انہیں سے وہ اس حوصلے سے بات کر رہی تھی تو یہ صورت کا اعلی ظرف تھا۔نبیل اب بھی گنگ بنے کھڑے تھے۔

"سوتیلے لفظ سے درد ہوا ناسر..؟سالوں پہلے میرے بابا جان کو آپ نے اسی زہریلے لفظ سے مخاطب کیا،اس وقت جب انہیں آپکے سپورٹ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی،تب انہیں یہ لفظ کیسے چبھے گا..؟ان وقتوں میں میں موجود نہیں تھی جب آپ دو بھائی ایک ساتھ محبت سے رہ رہے تھے پر میں یقین سے قسم کھا سکتی ہوں،میرے بابا جان نے آپکو سگے بھائی سے بڑھ کر مانا اور سب سے بڑھ کر چاہا اور آج بھی انکی آنکھوں میں ایک ان کہی چاہت ہے،ایک انتظار ہے،ایک تڑپ ہے آپ سے ملنے کے لیئے"صورت کا یوں روتے ہوئے بول بول کر گلا بیٹھ گیا جبکہ سامنے کھڑے نبیل بھی شرمسار ہو کر بے آواز رو رہے تھے۔

ہاں...

یہ نازک سی لڑکی آج اسے آئینہ دکھا رہی تھی۔

تب ہی بوا صورت کے پاس چلی آئی، نبیل کو دیکھ کر بری طرح ٹھٹک گئی۔

"اچھا تو یہ آپ ہیں جنہوں نے اخراجات کا بل پہلے سے بھر لیا ہے..؟" بوا کے اس طرح کہنے پر صورت چونکی، نبیل ہنوز خاموش تھے، انہیں یوں روتے ہوئے دیکھ کر بوا بھی خاموش ہو گئیں ورنہ وہ انہیں کھری کھری سنانا چاہتی تھیں۔

"سر.. ہم نے پیسوں کا اچھے سے انتظام کر دیا ہے، اگر آپ نے پیسے ایڈوانس میں جمع کیئے ہیں تو یہ لیں" صورت نے یہ کہہ کر بوا کے ہاتھ سے موٹا لفافہ لیکر انکے سامنے پیش کیا۔

"جانتا ہوں، میری گڑیا مجھ سے بہت ہی خفا ہے، وہ اس وقت مجھے اپناتا یا نہیں بلکہ ایک انجان آدمی سمجھ کر پیسے لوٹا رہی ہے۔ بیٹا میں واقعی میں اپنے کیئے پر شرمندہ ہوں۔ میں سب حقیقت جان گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں میری شرمندگی اور معافی مانگنے سے حالات بدل نہیں جائیں گے، مرنے والے لوٹ کر واپس نہیں آ سکتے پر میرا بھائی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صحتیاب تو ہو سکتا ہے نا۔ ہاں وہ کئی سال دکھ درد جھیلتے رہے، سبینہ بھابھی بھی چل بسی، ان سب کا مداوا میں نہیں کر سکتا لیکن... لیکن جسکی وجہ سے ہماری جنت بکھر گئی اسے میں اپنی زندگی سے بے دخل کر چکا ہوں" یہ سن کر صورت کے ہاتھ سے لفافہ چھوٹ گیا، بوا نے بھی الجھن بھری نظروں سے نبیل کو دیکھا۔

"ہاں پرنسس، جس رات مجھ پر ساری حقیقت آشکار ہو گئی، اسی رات ہی میں نے شائستہ کو طلاق دے کر پیلس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے نکال دیا، اب وہ کہاں ہے..؟ زندہ بھی ہے یا........ مجھے کوئی سروکار نہیں، جس عورت کی وجہ سے میری بھابھی جان سے گزر گئی، اسکے دو بچے مر گئے، میرا بھائی معذور ہو گیا، اس عورت کو میں نے اپنی زندگی سے نکال کر دور پھینک دیا۔ بیٹا اس سے بڑھ کر میں اور کچھ نہیں کر سکتا..!!" صورت وہی پاس پڑے بینچ پر گر گئی اور بوا.. وہ شائستہ کی انجام کو سن کر ناچاہتے ہوئے بھی رو پڑی۔

آہ... یہ ظالم دنیا کیسے دن دکھاتی ہے۔

----------☆----------

بیڈ پر لیٹی وہ کھڑکی سے باہر آسمان پر اڑتے پرندوں کو دیکھ رہی تھی۔

کاش وہ بھی ایک پرندہ ہوتی۔

پرسوں اسے دوسرا ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ پہلی دفعہ تب جب پیلس سے باہر اسے سبینہ دکھائی دی اور پرسوں تب جب اسے یاد آیا کہ آج نبیل کی سالگرہ تھی۔ وہ اسے اتنی شدت سے یاد آیا کہ وہ اپنے دل میں اٹھتے درد برداشت نہیں کر پائی۔ ان چند دنوں میں وہ ہڈیوں کا ڈھانچا بن کر رہ گئی تھی۔ بے حد لاغر، بہت کمزور، بہت نڈھال...! کہاں تھی وہ شائستہ جو ایور گرین تھی، سدا بہار، ایج لیس بیوٹی فل اسمارٹ لیڈی اور بزنس ومین، جو ہمیشہ ایکٹیو رہتی تھی، جو اس عمر میں بھی جوان اور حسین تھی، جسے اپنے قابلیت، حسن، شان و شوکت، خاندان، رتبے اور دولت پر غرور تھا، جو کسی بندے کو خاطر میں نہیں لاتی تھی، جس کے ایک اشارے پر کئی ملازم حاضر ہوتے، جسکا شوہر اس پہ جان دیتا تھا اور جسکا اکلوتا بیٹا اسکی گود میں سر رکھ کر سکون سے سو جاتا، بے شک وہ ایک مکمل کامیاب حسین اور خوش نصیب عورت تھی۔

پر وقت...

وقت کو سبینہ کی، اس سے کی گئی ذیادتیوں کی اور ہر ظلم و ستم کی کہانی یاد تھی۔

وقت نہیں بھولتا، ہرگز نہیں بھولتا۔

اور دیکھو وقت نے کیسے خود کو پلٹ دیا۔

آج وہی عورت دوسروں کے رحم و کرم پہ انکے چھوٹے سے بنگلے میں پڑی تھی۔

ہاں، چھوٹا سا بنگلہ۔

بھلا یہ گھر پیلس کے مقابلے کا تھا..؟ پیلس تو اپنے نام کی طرح پیلس تھا، اس چھوٹے بنگلے کے ہال کا جتنا تو شائستہ کا اپنا بیڈ روم تھا۔

"شائستہ میم، کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ.؟" ڈاکٹر عمر جو حیات فیملی کا ڈاکٹر تھا، بیڈ کے پاس آکر پوچھا۔

"بس، سانسیں چل رہی ہیں" شائستہ کی آواز میں بھی عاجزی آچکی تھی۔

"آپ ضد چھوڑ دیں تو آپکو ہسپتال میں ایڈمٹ کروا دوں، بھلا گھر میں ہارٹ پیشنٹ کا علاج کیسے ممکن ہے..؟ اور تو اور آپ نے یہ قسم دیکر بھی صحیح نہیں کیا کہ مسٹر نبیل کو آپکے بارے میں آگاہ نا کیا جائے کہ آپکی یہ حالت ہے"

"میں جانتی ہوں، میں بچ نہیں پاوں گی۔ اور مجھے زندہ رہنے کی بھی اب کوئی چاہ نہیں ہے۔ بس یہ تکلیف سے بھرے دن گھسیٹ رہی ہوں۔ آپ اور آپکی بیوی پر بوجھ بن

گئی ہوں بس چند دن اور مجھے جھیل لیں" وہ اس وقت بے بسی کی تصویر بنی ہوئی تھی، اسکا غرور و تکبر اور طنطنہ کہیں دور جا گرا تھا۔ صحت بھی دن بہ دن گر رہی تھی اور دل....!

دل بھی کمزور ہو گیا تھا..

ٹوٹ کر بکھر گیا تھا..

"نہیں شائستہ میم ایسے مت کہیں اللہ پاک آپکو صحت دے" حالانکہ ڈاکٹر عمر بھی جانتا تھا کہ شائستہ کے پاس چند دن ہی بچے ہیں پر وہ اسکے اندر چھپی چھوٹی سی امید توڑنا نہیں چاہتا تھا۔

"پلیز مجھے میری ڈائری اور پین تھما دیجیئے" اور اسے ڈائری دے کر وہ چلا گیا اور شائستہ...

وہ کورے صفحوں پر قلم گھسیٹنے لگی۔

----------☆----------

سرجری شروع ہو چکی تھی، صورت بینچ پر بیٹھی قران پاک پڑھنے میں مشغول تھی،

نبیل اور بوا کھڑے دعائیں مانگ رہے تھے تب ہی ریحان وہاں آگیا، نبیل کو وہاں دیکھ کر بری طرح شاک ہو گیا۔ نبیل بھی چند گھڑی اسے دیکھتے رہے پھر چل کر اسکے روبرو آگئے۔ ریحان تذبذب کا شکار ہو رہا تھا کہ وہ کیا ردعمل دکھائے پر نبیل نے آگے بڑھ کر اپنے داماد کو گلے سے لگا لیا، اسے ریحان کے وجود سے اپنی بیٹی زویا کی خوشبو آرہی تھی، وہ بے آواز آنسو بہاتے رہے، بوا بھی ان دونوں کو یوں روتے دیکھ کر آنسو بہانے لگی۔

"کیسے ہو برخوردار..؟اور... میری بیٹی کیسی ہے..؟ٹھیک ہے..؟خوش تو ہے نا..؟" نبیل بے قراری سے پوچھ رہے تھے۔

"جی انکل، وہ بالکل ٹھیک اور خوش ہے لیکن.. لیکن آپکو بہت مس کرتی ہے"

"مجھے میری شہزادی سے ملواؤ گے..؟"

"کیوں نہیں انکل..؟آف کورس، میری وائف ہونے سے پہلے وہ آپکی بیٹی ہے"

"جیتے رہو..!گاڈ بلیس یو بیٹا" ایسا داماد پا کر ہر بیٹی کا باپ خوش نصیب ہو گا جو اسکی بیٹی کو پلکوں پہ بٹھا کر رکھے، اسکی بیٹی کا ذکر کر کے اسکی آنکھوں سے محبت چھلکے، کیوں..؟

کیوں شائستہ تم نے اتنا بڑا کھیل کھیلا..؟کیا کمی تھی ریحان میں..؟کیوں تم نے ایک بار بھی جاننے کی کوشش نہیں کی کہ کون ہماری بیٹی کا شریک حیات ہے..؟

اور..

جان کر بھی تمھیں کونسا ماننا تھا..؟تم اپنی انا کے ضد پہ ہی اڑ جاتی..!

پر..

پر اب پچھتانے سے کیا حاصل ہوگا..؟

--------☆---------

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سرجری خیر سے مکمل ہوگئی۔بابا جان اب بھی غنودگی میں تھے،ڈاکٹر نے کہا کہ فی الحال اسے ہوش میں آنے میں وقت لگ سکتا ہے،چونکہ اتنے گھنٹوں تک بینچ پر بیٹھی صورت قران پاک پڑھتی رہی تو اب اسکی کمر دکھ رہی تھی پر وہ گھر جانے کے موڈ میں نہیں تھی،بوا بھی صورت کے پاس رک گئی اور ریحان کو حکم دیا کہ وہ اور نبیل گھر چلے جائیں۔نبیل بھی اپنی بیٹی سے ملنے کو بے قرار تھا تو وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔

صورت کے پوچھنے پر ڈاکٹر نے سرجری کو کامیاب قرار دیا،انکا کہنا تھا کہ شروع میں

پیشنٹ ویل چیئر پر ہی گزارا کریں گے پر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انکا علاج چلتا رہے گا، وہ ہلکی پھلکی ورزش کریں گے، چند قدم چلنے کی مشق کریں گے تب ہی انکی ٹانگوں میں جان آتی جائے گی اور وقت آنے پر وہ مکمل طور پر چل سکیں گے اور صورت کے لیئے یہ خبر ایک بہت بڑی نوید سے کم نہیں تھی۔

---------☆---------

جب وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو اس چھوٹے سے گھر کو دیکھ کر نبیل کا اندر ہی اندر کلیجہ پھٹ گیا، کہاں وہ اس شاہانہ محل میں رہتے تھے اور کہاں اسکا جگری بھائی ادھر اس چھوٹے سے گھر میں اپنوں سے جدائی کے بعد گھٹ گھٹ کر جی رہا تھا۔ جب جب اسکا سامنا حقیقتوں سے ہو رہا تھا تب تب اسکے دل میں شائستہ کے لیئے نفرت اور بڑھتی جا رہی تھی۔ ریحان نے انہیں ہال میں بٹھایا اور زویا کو وہی سے آواز دی۔

"زویا، زویا ادھر آنا۔ دیکھو تو تم سے ملنے کون آئے ہیں۔ جلدی"

"آئی ریحان، ویٹ کریں ذرا" اپنی بیٹی کی چہکتی آواز سے ہی اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ ریحان کے ساتھ کس قدر خوش ہے۔ اور جب زویا دوپٹہ سنبھالتے ہوئے ہال میں آ گئی تو سامنے اپنے ڈیڈ کو دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا، اسکے قدم ڈگمگانے لگے،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سامنے کا منظر ایک خواب سمجھنے لگی۔

"زویا میری بچی" اور زویا دوڑتے ہوئے آکر اپنے باپ کے سینے میں چھپ گئی، ہچکیوں سے اسکا وجود ہل رہا تھا اور نبیل بھی روئے جارہے تھے۔ریحان دلچسپی سے دونوں باپ بیٹی کا ملن دیکھ رہا تھا۔

"کیسی ہے میری راجکماری..؟" اپنی بیٹی کو اپنے پاس بٹھا کر اس نے پوچھا۔

"الحمدللہ ڈیڈ میں ٹھیک ہوں، اور خوش بھی، پر آپ لوگوں کی بہت یاد آتی ہے" یہ کہہ کر دوبارہ اسکی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ریحان دونوں باپ بیٹی کو تنہا چھوڑ کر رات کے کھانے کے لیئے کچھ لینے باہر چلا گیا۔حال احوال دریافت کرنے کے بعد نبیل گویا ہوئے۔

"جب سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تمھاری ماں نے ہم سب کی زندگیوں کے ساتھ کونسا گھناونا کھیل کھیلا ہے، تب ہی سے تم سے اور منیب سے ملنے کو ترس رہا تھا بیٹا..! اپنے جگری بھائی سے مل کر جلد ان سے معافی مانگ لوں گا پر بیٹا..! تم بتاو، تین سال پہلے کیا ہوا..؟" وہ بہت متجسس دکھ رہے تھے اور زویا وہاں بیٹھے بیٹھے کئی سال پہلے چلی گئی۔

"بائیس سال پہلے اس رات سبینہ چاچی منیب چاچو جان کے ساتھ گھر چھوڑ کر چلی گئیں تو ریحان بھی ہم سے دور چلا گیا، اسکے جانے کے بعد آپکو یاد ہو گا میں کس قدر بیمار پڑ گئی تھی، دراصل مجھے اس سے کافی انسیت ہو گئی تھی، پھر وقت گزرتا رہا، اسکول لائف کے بعد کالج پہنچ گئی تب ہی مجھے بہت مشکلوں کے بعد ریحان کا نمبر مل گیا، اس سے کانٹیکٹ کرنے کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ جس قدر میں اسکے دور جانے سے رنجیدہ ہوں، وہ بھی مجھے لیکر اداس ہوتا ہے۔ ہم نے ڈیسائڈ کر لیا کہ کچھ سال گزرنے کے بعد ہم اپنے فیمیلیز سے ہمارے شادی کے بارے میں بات کریں گے، حالات ہمارے حق میں قطعی نہیں لگ رہے تھے پر ہم پر امید تھے، کالج لائف جیسے ہی ختم ہو گئی مام نے مجھے یونی پڑھنے کینیڈا بھیج دیا، کینیڈا میں بھی میرا کانٹیکٹ ریحان سے ہنوز جاری تھا، پہلا سیمسٹر گزرنے کے بعد میں چند دن کی چھٹی پر پاکستان آ گئی مام کو منانے۔ آ یکچیولی ریحان کو جاب مل گئی تھی تو وہ مجھ سے جلد شادی کرنا چاہتا تھا، میں بھی پڑھائی میں کچھ خاص دلچسپی نہیں لے رہی تھی، ریحان سے دور رہ کر اور مستقبل کے وسوسوں کو لیکر میں کافی پریشان رہتی تھی۔ تو پاکستان آ کر ایک دفعہ اچھا سا موقع دیکھ کر مام سے اس بارے میں سرسری بات کی، بنا ریحان کا کوئی حوالہ دیئے میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ ان سے صرف اتنا ہی کہا کہ میں ایک لڑکے سے شادی کرنا

چاہتی ہوں، مجھے لگا آگے سے وہ یہ سوال کریں گی کہ کون ہے وہ لڑکا..؟ مگر انہوں نے یہ سوال پوچھ کر مجھے چونکا دیا کہ لڑکے کا باپ کیا کرتا ہے..؟ کوئی بزنس مین ہے..؟ سیاست دان یا کوئی کاروباری آدمی ہے..؟ اور... جب میں نے انہیں یہ کہا کہ لڑکے کا باپ اس دنیا میں نہیں اور لڑکا ایک آفس میں امپلائی ہے تو آگے سے اتنا شدید ردعمل ملے گا، میں اس کی توقع نہیں کرتی تھی" یہ کہہ کر اسکے آنکھوں سے پھر سے آنسو رواں ہو گئے، نبیل بالکل خاموش تھا۔

"انہوں نے مجھے دو دفعہ تھپڑ مارا اور مجھے صاف کہہ دیا کہ میں اس مفلس لڑکے کا خیال چھوڑ دوں۔ میں یہ شدید ردعمل دیکھ کر گنگ تھی یہ سوچ کر کہ اگر انہیں یہ بتا دوں کہ وہ لڑکا کوئی اور نہیں ریحان ہے تو وہ مجھے کھڑے کھڑے جان سے مار ڈالیں گی۔ انہوں نے مجھے یہ تک کہہ دیا کہ میں اگر یہ بات آپ سے یا مجتبیٰ سے کہہ دو نگی تو وہ اس لڑکے کا اور میرا جینا حرام کر دیں گی۔ تھپڑ لگنے کے بعد میں بدتمیزی پر اتر آئی، گھر سے بھاگ جانے کی بھی دھمکی دی پر ان پر میری کسی بات کا اثر نہیں ہوا اور مجھے پھر سے کینیڈا بھیجنے کی تیاری کرنے لگیں، جس دن میری فلائٹ تھی اس دن مختصر سامان اور کچھ پیسے لیکر پیلس سے ہمیشہ کے لیئے رخصت ہو گئی، میرا پاسپورٹ گھر میں دیکھ کر

وہ جان گئی ہونگی کہ میں پیلس سے بھاگ چکی ہوں پر آپ لوگوں کو مام نے کچھ نہیں کہا اور شومئ قسمت جس پلین میں میری سیٹ بک تھی، وہ کریش ہو گئی اور یہ بات شاید مام کے حق میں بہتر ہو گئی، انہوں نے اپنے عزت کے لیئے زمانے بھر میں یہ بات مشہور کر دی کہ میں اسی پلین کریش میں جل کر مر گئی ہوں" یہ کہہ کر اسکی آواز بھرا گئی۔

"جب میرے کانوں تک میری اپنی موت کی افواہ پہنچی تو مام کے اس سفاک روپ کو دیکھ کر میں دنگ رہ گئی۔ کوئی ماں اپنی اولاد کو جیتے جی کیسے مردہ قرار دے سکتی ہیں..؟ انہوں نے تو اس خبر کو حقیقت کا رنگ دینے کے لیئے ناجانے کتنے لوگوں کو پیسے سے خرید لیا ہوگا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ لوگ بھی مجھے مرا ہوا ہی سمجھ رہے ہیں تو میں دوبارہ سامنے آ کر مام اور اپنے لیئے کوئی مشکل کھڑی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ مام کا اس لیئے کہہ رہی ہوں کیونکہ اگر آپ کو مام کے اس جھوٹ کا معلوم پڑ جاتا آپ ناجانے کیا قدم اٹھاتے" اپنے باپ کے کندھے پر سر رکھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور نبیل... وہ اپنی سابقہ بیوی کے یہ گھناونے کارنامے سن کر اندر ہی اندر اشتعال میں آ گئے، اس وقت اگر شائستہ انکے سامنے ہوتی تو وہ انکا گلا دبانے سے بھی دریغ نہیں

www.neweramagazine.com

کرتے۔

"البتہ میں پیلس کے لینڈ لائن پر فون کرتی رہتی تھی، صرف اور صرف آپ کی آواز سننے کے لیئے۔ اور ہر بار کوئی ملازم ہی فون اٹینڈ کر لیتا، مام سمجھ گئیں کہ فون کرنے والی میں ہوتی ہوں تو انہوں نے مجھے دھمکیاں دینی شروع کر دی کہ اگر میں نے آپ لوگوں میں سے کسی سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تو وہ میری اور میرے شوہر کی زندگی عذاب بنا دیں گی تو میں مجبور ہو گئی۔ یہی بات میرے لیئے شکر کا باعث بنی کہ مام سے میں نے ریحان کے بارے میں سرسری سی بات کی، اگر انہیں پتہ لگ جاتا کہ میرا شوہر کوئی اور نہیں رشیدہ کا بیٹا ریحان ہے تو وہ مجھے اور میرے شوہر کو حقیقت میں ہی مردہ بنا لیتیں۔ لیکن... ایک دفعہ اتفاقاً کراچی کے بازار میں مجتبیٰ کی نظر مجھ پر پڑی اور اس نے مجھے پہچان لیا، تو ہم سال میں دو یا تین دفعہ چھپ چھپ کر ملتے رہے۔ اسے میں نے قسم دی کہ آپ لوگوں کو میرے بارے میں کوئی خبر نا دے، وہ بھی مام کے لیئے مجبوراً خاموش تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ آپ دونوں کی ازدواجی زندگی میں کوئی برا موڑ آ جائے، لیکن مام کو ان ملاقاتوں کا پتہ نہیں کیسے معلوم پڑ جاتا تھا تو وہ مجتبیٰ کو بھی دھمکیاں دیتی رہتیں" یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

"اب میں آ گیا ہوں نا اپنی بیٹی کے پاس، اب سب اچھا ہو گا" نبیل نے شفقت سے اسکا ماتھا چوم لیا۔

----------☆----------

منیب کو ہوش آ گیا تھا۔ صورت انکے پاس بیٹھے انکے طبیعت کا پوچھ رہی تھی، بوا نے گھر فون کر کے اطلاع دی، نبیل کے بارے میں کسی نے مصلحتاً کوئی بات نہیں کی۔ صورت کو اگر کسی چیز کا شدت سے انتظار تھا تو وہ مجتبیٰ کی کال تھی۔ وہ جو وعدہ کر کے گیا تھا کہ وہ سرجری کے وقت انکے ساتھ ہو گا، اس نے یہاں آنا تو دور، ایک فون کر کے پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ اپنی آنکھوں میں امڈتی نمی سے گھبرا کر وہ معذرت کر کے روم سے باہر چلی گئی، بوا بھی اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ کر اسکے پیچھے پیچھے باہر تک آ گئی۔

"رکو صورت..!" اور نا چاہتے ہوئے اسکے قدم رک گئے۔

"کیوں رو رہی ہو بیٹا..؟ اللہ پاک بھائی صاحب کو مکمل صحتیاب کریں گے، اپنے دل میں اندیشے مت پالو" بوا اسکی آنسوؤں کا مطلب کچھ اور سمجھ رہی تھی۔

"بوا... وہ.. مج.. مجتبیٰ سر"

"کیا ہوا مجتبیٰ بیٹے کو..؟"

"انہوں نے باباجان کے سرجری پر آنا تو دور، ایک فون تک نہیں کیا" اور بوا کے چہرے پر بھی یہ سن کر تفکر کے سایے لہرا گئے، یہ بات تو بوا بھی کل سے سوچ رہی تھی پر اس نے ظاہر ہونے نہیں دیا تھا۔

"بوا.. کیوں نہیں آئے وہ..؟ کیوں فون تک نہیں کیا انہوں نے..؟" اسکے ذہن میں بار بار سوال اٹھ رہے تھے۔

"بیٹا وہ فون نہیں کرتا تو تم ہی کر لو، اسے اطلاع دو، اور پوچھو کہ کیوں نہیں آیا"

"میں کیوں فون کروں..؟ انہیں کرنا چاہیئے تھا نا، میں کیوں اپنی انا پس پشت ڈال کر انہیں کال کروں" بوا کی بات اسے ناگوار لگی۔

"اگر تمھیں فون نہیں کرنا تو لاؤ، میں فون کر دیتی ہوں" بوا نے یہ کہہ کر اسکے ہاتھ سے اسکا فون جھپٹ لیا۔

"پر بوا......!!" اور بوا نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور نمبر دکھانے کو بولا، صورت نے ناگواری سے مجتبیٰ کا نمبر ملا کر بوا کو فون تھما دیا، اور چند سیکنڈز بعد بوا کی

سمجھ میں جب کچھ نہیں آیا تواس نے صورت کے کان پہ فون رکھا،کال نہیں جارہی تھی۔

"بیٹا وٹس اپ پہ میسج کرو"

"بوا یہ کیا طریقہ ہے..؟مجھے یہ سب صحیح نہیں لگ رہا"

"کیوں ضد کررہی ہو..؟محبت میں انا نہیں ہوتی،صرف اطلاع ہی دیں گے،وہ مصروف رہتا ہے شاید بھول گیا ہو۔اب میسج دیکھنے کے بعد آئے یا نا آئے یہ انکا کام ہے"یہ سن کر صورت نے بے دلی سے وٹس اپ کھول کر بوا کو فون تھما دیا،بوا نے وائس بھیجا پر وہ صحیح سے سینڈ نہیں ہورہا تھا۔

"دیکھو تو،پہنچ گئی انہیں میری آواز یا نہیں"اور صورت نے جب اسکرین کو دیکھا تواسکا چہرہ فق ہوگیا۔مجتبی نے اسکا نمبر غالبا blocked list میں ڈال دیا تھا۔اسکی profile photo نہیں دکھ رہی تھی اور وائس بھی نہیں جارہی تھی۔

"کیا ہوا..؟کیوں ایسے سفید پڑ گئی..؟"

"انہوں نے میرا نمبر بلاک کیا ہوا ہے"اور بوا ایک دم شاک ہوگئیں۔

"پاگل تو نہیں ہو گئی تو..؟"بوا کے لیئے اس بات پر یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

" صحیح کہہ رہی ہوں "صورت سفید پڑ چکی تھی۔

"بوا... کہیں ایسا تو نہیں کہ اپنے والدین کی علیحدگی کو لیکر وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں؟اور...اور اسکی وجہ وہ مجھے سمجھ رہے ہیں..؟"یہ سن کر بوا بھی بری طرح ان الجھنوں میں پڑ گئی۔

---------☆---------

صورت اور بوا کے چہرے پر بے چینی دیکھ کر بابا جان سے رہا نہیں گیا۔

"تم دونوں ایسے کیوں پریشان لگ رہے ہو..؟مجھے لیکر ڈاکٹر نے کچھ کہا ہے کیا..؟"

"اللہ نا کرے بابا جان کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ..؟"صورت نے جلدی سے بابا جان کی تردید کی۔

"بھائی صاحب،آپ سے ملنے کوئی آرہا ہے،بس اسی شخص کو لیکر میں اور صورت تھوڑے الجھن میں ہیں"

"ارے بھئی الجھن کیوں..؟مریض کے عیادت کو آنا تو بڑے ثواب کا کام ہوتا ہے اور

تم دونوں نے ایسا منہ بنالیا ہے "لیکن یہ سن کر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا، تب ہی چند منٹ بعد دروازہ کھل گیا اور ریحان کے ساتھ ساتھ زویا بھی روم میں انٹر ہو گئی۔ زویا کو دیکھ کر منیب نے صورت کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا، اب وہ خود بھی الجھن میں پڑ گئے پر ان دونوں کے روم میں داخل ہونے کے بعد جو تیسرا بندہ روم میں انٹر ہو گیا، اسے دیکھ کر منیب ایک دم بری طرح سے شاک ہو گیا۔ وہ بنا پلکیں چھپکائے نبیل کو نم آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ اسکے لیئے یہ یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ سامنے کھڑا شخص اسکا بھائی ہے۔ یہ شاید کوئی خواب تھا۔ منیب کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر نبیل والہانہ انداز میں آگے بڑھنے کو تھا تب ہی اگلے ہی پل اپنے بھائی کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر اسکے قدم رک گئے۔ منیب کو جیسے اب جا کر ہوش آگیا۔ اسکے ذہن میں وہ سالوں پہلے کی تلخ باتیں گونجنے لگیں۔

"منیب ہوش سے کام لو، ایک پرائی عورت کی باتوں میں آکر ہم کیسے اپنے خاندان کا شیرازہ بکھیر دیں"

"بس بھی کیجیئے سبینہ بھابھی"

"آپ میری بیوی پر اتنا بڑاالزام نہیں لگا سکتیں"

"منیب، منہ سنبھال کر بات کرو، آخر کار تم اپنے سوتیلے پن پر اتر ہی آ گئے"

سوتیلے پن...

سوتیلے پن......

سوتیلے پن...........

منیب نے اپنا رخ موڑ لیا، اور بڑے کمال حوصلے سے اپنی آنکھوں سے امڈتے آنسو روک لیئے۔ نبیل وہی بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ تب ہی زویا منیب کے بیڈ کے کنارے آ کر اسکا ہاتھ تھام کر بیٹھ گئی۔

"چاچو جان، سالوں پہلے جو کچھ بھی ہوا، اس میں آپکی یا میرے ڈیڈ کی کوئی غلطی نہیں تھی، حالات ہی بگڑ گئے تھے پر آپکے جانے کے بعد ڈیڈ نے ہمیشہ آپکی کمی محسوس کی۔ ہمیشہ...! یہ الگ بات تھی کہ وہ چپ رہتے تھے، آخر اپنے دکھ بھرے جذبات کس سے شئیر کرتے" منیب یہ سن کر کھوجتی نظروں سے زویا کو دیکھنے لگا۔

"آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں کون بیچ میں بول رہی ہوں، چاچو جان میں زویا ہوں" یہ سن کر منیب کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

"چاچو کی جان" منیب نے بہت محبت سے زویا کا ماتھا چوم کر اسکا سر اپنے کندھے پر رکھا، یہ منظر دیکھ کر باقی سب بھی رونے لگے اور نبیل.. وہ اب بھی سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑے تھے۔

"بھائی صاحب، یہ سب خدا کی طرف سے ہونا تھا جو ہو گیا۔ مانتی ہوں سبینہ نے بہت دکھ، بہت ظلم جھیلے پر جو زندہ ہیں، حیات ہیں، معافی کے طلبگار ہیں، شرمندہ ہیں، انہیں معاف کیجیئے بھائی صاحب۔ اس مختصر سی زندگی کا کیا بھروسا۔ خدانخواستہ کل کو کچھ انہونی ہو گئی تب پچھتاوے ہی کسی کے مقدر میں نا ہوں" بوا دونوں بھائیوں کو خوش دیکھنا چاہتی تھیں پر منیب کا کوئی جواب سنے بغیر ہی نبیل تیز تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکل گیا اور اسکے جاتے ہی منیب کو فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی، آس پاس بکھرے رنگ جیسے بے رنگ ہو گئے۔ اسے لگا سبینہ کو کھونے کے بعد اگر آج وہ اپنے عزیز بھائی کو بھی کھو دے گا تو

شاید....

شاید وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔

"کوئی جا کر بھائی کو بلائے فورا" یہ سن کر سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے،

صورت تقریباً دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکل کر نبیل کے قریب آگئی جو ہسپتال سے نکلتے نکلتے ہی صورت کو دیکھ کر رک گیا۔

"تایا جان "صورت کے لہجے میں یہ محبت، گرمجوشی اور بے قراری دیکھ کر وہ سب سمجھ گئے۔

"من.. منیب بلا رہے ہیں نا..؟"

"ہاں تایا جان "اور جن تیز قدموں سے وہ باہر آگیا تھا اسی تیز رفتار سے وہ واپس آکر اپنے بھائی کے گلے لگ گیا۔دونوں بھائیوں کے آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بائیس سال...

بائیس سال بعد دو جگری بھائی مل رہے تھے اور ان آنسو میں سارے گلے شکوے دم توڑ گئے۔

اور...

صحیح معنوں میں آج سبینہ کے بے چین روح کو قرار ملا تھا...

ہاں، آج...!

----------☆----------

تین ہفتے...

ان تین ہفتوں کا مختصر وقت گزر گیا۔ نبیل کے بہت اصرار کے باوجود منیب انکے ساتھ پیلس نہیں آیا، وہ اپنے اسی چھوٹے سے گھر میں رہنا چاہتے تھے، نبیل بھی زیادہ دیر لاہور میں رک نہیں پایا، کام کی وجہ سے وہ جلدی اسلام آباد لوٹ کر آگیا۔ رہی مجتبی کی بات تو وہ اب تک پاکستان لوٹ کر نہیں آیا تھا، وہ شدت سے اپنے ڈیڈ کے اجازت نامے کا منتظر تھا کہ کب وہ اسے پاکستان لوٹ کر آنے کا حکم دے اور وہ اڑ کر وہاں پہنچ جائے۔ پہلے اسے اندیشوں نے آگھیر لیا کہ خدانخواستہ صورت کے باباجان کی سرجری میں کوئی مسلئہ پیش نا آیا ہو اور اسی کی وجہ سے نبیل اسے آنے سے منع کر رہا ہو، کیونکہ صورت کا بھی نمبر نہیں لگ رہا تھا اور ناہی صورت اس سے رابطہ کر رہی تھی، پر پوچھنے پر اسکے ڈیڈ نے اسے تسلی دی کہ باباجان کی سرجری کامیاب ہوئی ہے اور اب وہ جلد اپنے پیروں پہ چلنے لگیں گے۔ پر پاکستان آنے والی بات کو وہ بری طرح سے ٹال رہے تھے۔

شاید..

شاید اسکے اور صورت کے رشتے کو لیکر اسکی ماں کو اب بھی اعتراض ہے اور اسکے ڈیڈ مجتبی کی غیر موجودگی میں اسکی ماں کو منا رہا ہو، ورنہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اسکی ماں تین ہفتوں تک اس سے لاتعلق رہی ہو، نا کوئی فون نا کوئی میسج...!

ہاں، یہی ریزن ہو سکتا ہے لیکن.... یہ چند دن سے اسے برے برے خواب آ رہے تھے۔

عجیب برے خواب.. جن کا وہ کوئی مفہوم اخذ نہیں کر پا رہا تھا۔

اور آخر کار اس سے رہا نہیں گیا، ٹکٹ بک کر کے وہ اگلے ہی فلائٹ سے جرمنی سے پاکستان جا رہا تھا، بنا اپنے ڈیڈ کو کوئی خبر کیئے۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اگلے لمحوں میں اسے ایک نہایت بری خبر سننے کو ملے گی۔ ایک فون کال سے وہ ٹوٹ کر پاش پاش ہو جائے گا۔ وہ اس وقت ائیر پورٹ میں تھا جب اسے وٹس اپ پر ایک فون کال موصول ہوئی، اسکرین پر ڈاکٹر عمر رضا کا نام جگمگا رہا تھا۔

"ہیلو ڈاکٹر السلام علیکم"

"وعلیکم السلام مسٹر مجتبی" اسکی آواز، اسکا لہجہ.. ایک انہونی خبر دینے کو تھی۔

"از ایوری تھنگ آل رائٹ..؟"

"ناٹ اٹ آل، آپ کے ڈیڈ کو کئی بار کال ملایا پر وہ پک نہیں کر رہے، آپکے فون پر بھی رنگ نہیں جا رہی تھی تو وٹس اپ پر کال ملایا، آنکچیولی میرے پاس آپ سب کے لیئے ایک بری خبر ہے" اور یہ سن کر مجتبیٰ کو وہ برے مٹے مٹے خواب یاد آ گئے، اسکا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ پوچھ بھی نہیں پا رہا تھا کہ وہ بری خبر کیا ہے۔ وہ گنگ بن گیا۔

"مسٹر مجتبیٰ۔ آر یو ہیئر..؟"

"یس، یس کہیں"

"اگر آپ کے ڈیڈ کا فون لگتا تو میں آپ کو انفارم نہیں کرتا، غالباً آپ پاکستان سے باہر ہیں، آپکی مام نے سختی سے ہمیں منع کر دیا تھا کہ آپکو کچھ بھی خبر نا ہونے دیں لیکن ابھی صورتحال کافی گمبھیر ہے تو میں مجبور ہو گیا ہوں"

"کیا..؟؟ کیا بات ہے آپ پلیز کلئیرلی بتائیں" مجتبیٰ کا دل سینے سے نکلا جا رہا تھا۔

"آپکی مام اس وقت ہمارے گھر میں اپنی زندگی کے آخری سانسیں لے رہی ہیں، انہیں دو دفعہ ہارٹ اٹیک آ چکا ہے، اور ابھی دوبارہ سے انکی حالت بگڑتی جا رہی ہے۔ وہ شدید

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تکلیف میں بار بار آپکا نام پکار رہی ہیں، مسٹر نبیل کال پک نہیں کر رہے آپ جلدی...
.."تب ہی سفید پڑتے مجتبی کو ڈاکٹر عمر کے علاوہ کسی اور کی آواز پس منظر میں سنائی
دی۔

"عمر جلدی آجائیں، شی از نو مور" یہ عمر کی وائف کی آواز تھی۔

"واٹ..؟؟"عمر کی چیخ نما آواز سنائی دی اور....کال کٹ گئی لیکن مجتبی....!!!

اسکے ہاتھ سے فون چھوٹ کر ائیر پورٹ کے چمکتے فرش پر لگ کر بری طرح سے ٹوٹ
گیا اور....

خود بھی اپنے گھٹنوں پر گر کر وہ بکھر گیا۔

کیا لے جاوگے مرنے کے بعد اس فانی دنیا سے اے انسان...

فقط اعمال، اعمال اور صرف اعمال...

اور شائستہ، وہ گنے چنے اچھے اعمال سے کئی زیادہ برے اعمال آج اپنے ساتھ لے گئی۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے۔

----------☆---------

جب ایمبولنس پیلس کے آہنی گیٹ سے انٹر ہوئی تو دروازے پہ کھڑے نبیل کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے۔انا پاس کھڑی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔اسٹریچر سے جب ڈیڈ باڈی کو ایمبولنس سے اتارا گیا تو وہ سفید چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ڈاکٹر عمر کے بتانے پر نبیل کو معلوم پڑ گیا کہ مجتبیٰ کو اسکی ماں کے انتقال کی خبر مل چکی ہے تو اس نے مجتبیٰ سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔وہ جانتا تھا کہ مجتبیٰ دوڑا بھاگا اپنی ماں کی آخری دیدار کرنے ضرور آئے گا اور وہی ہوا۔چند گھنٹے بعد مجتبیٰ پیلس میں موجود تھا،زارا کو چونکہ ابھی ابھی انا نے کال کر کے یہ افسوسناک خبر سنائی تو وہ وقت پر نہیں پہنچ پائی،ظاہر سی بات ہے اسے کئی گھنٹے لگ جاتے اور ڈیڈ باڈی کو اتنی دیر تک رکھنا مناسب نہیں تھا،اس سب کے علاوہ بھی زارا کو جب یہ خبر ملی تو وہ یہ دردناک خبر سنتے ہی بے ہوش ہو گئیں۔زویا کو اطلاع نہیں دی گئی تھی کیونکہ وہ امید سے تھی،اسکا پہلا مہینہ چل رہا تھا تو نبیل نے منیب والوں کو کوئی اطلاع نہیں دی۔

لیکن....

مجتبیٰ اب بھی شاک کے زیر اثر تھا،کیسے وہ جرمنی سے پاکستان آ گیا تھا اسے خود معلوم نہیں پڑا،لال انگارے جیسی آنکھوں سے وہ اپنی ماں کو دیکھے جا رہا تھا،اسے اپنے منہ سے

بہتے کف کا بھی کوئی ہوش نہیں تھا۔اسکے من میں ہزاروں سوال تھے جو اسے کھل کر رونے نہیں دے رہے تھے۔

اسکی مام یوں ایک مہینے کے اندر اندر کیوں گھل کر مر گئیں..؟

اسکے یہاں سے جانے کے بعد کیا ہوا تھا..؟

اسکی مام پیلس کے بجائے ڈاکٹر عمر کے گھر میں ایک مہینے سے کیوں تھیں..؟

انہیں ہسپتال میں ایڈمٹ کیوں نہیں کیا گیا..؟

اسکے ڈیڈ مام کو کیوں پیلس لیکر نہیں آئے..؟

دونوں ماں باپ نے اپنے بیٹے کو کیوں بے خبر رکھا..؟

اور بھی کئی سوال تھے جو اسے شدید مضطرب کر رہے تھے پر وہ اس حالت میں قطعی نہیں تھا کہ اپنے ڈیڈ سے ابھی کوئی سوال کرتا۔اسکے لیئے تو اس حقیقت کو ماننا ہی ناممکن تھا کہ اسکی مام اب اس دنیا میں نہیں رہی۔اور جب جنازہ اٹھنے کا وقت آیا تو انا پھوٹ پھوٹ کر رو دئیں، باقی سارے ملازم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے، نبیل اسٹڈی روم میں بند تھا،اس وقت اسکے ڈیڈ کو اپنا کندھا دینا چاہیئے تھا۔یہ سوچ کر مجتبیٰ اسٹڈی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روم میں انٹر ہوا۔

"ڈیڈ" کانپتی آواز میں اس نے اپنے ڈیڈ کو پکارا لیکن جواب ندارد۔

"ڈیڈ، آئی نو یہ بہت کڑا وقت ہے پر ہمیں مام کے جنازے کو کندھا دینا ہی ہوگا۔ پلیز آئیں آپ باہر" لیکن.....جواب ندارد۔

"ڈیڈ"

"جس کا تم ذکر کر رہے ہو، وہ تمھاری ماں ضرور ہے پر میری بیوی نہیں۔ میں اسے ایک مہینے پہلے ہی طلاق دے چکا ہوں" اور یہ ایک اور بم تھا جو مجتبیٰ کے سر پر آ کے پھٹ گیا، اس کے ان گنت سوالوں میں ایک اور کڑوے سوال کا اضافہ ہو چکا تھا۔

----------☆----------

بائیس سال پہلے سبینہ کی شائستہ کو دی گئی بد دعا اسی وقت ساتوں آسمان اوپر قبول ہو چکی تھی جو زندگی کے آخری ایام میں شائستہ کے پاس نا اسکا شوہر تھا اور نا ہی بچے، اور اسکے مرنے کے بعد شاید عرش پہ بیٹھے رب کو ترس آ گیا جو مجتبیٰ کا کندھا شائستہ کو نصیب ہوا اور نہ اسکے دونوں جڑواں بیٹیاں اسکے آخری دیدار سے محروم رہیں۔ اور رات مجتبیٰ

اپنے بیڈ کے کراون سے ٹیک لگائے ہزاروں سوالوں میں الجھا ہوا تھا۔اپنی مام کو قبر میں اتارتے وقت بھی وہ ہزاروں الجھنوں میں گھرا ہوا تھا۔اسکے ڈیڈ..؟اسکے ڈیڈ نے اسکی مام کو طلاق دی تھی..؟ایک مہینے پہلے..؟غالباً اسکے جرمنی جانے کے ایک دن بعد ہی..؟

کیوں..؟

ایسا کونسا طوفان آگیا تھا اس پیلس میں جو سب کچھ بہا لے گیا..؟ڈیڈ اور مام کے بیچ کی محبت کیوں ایک ہی سیکنڈ میں دم توڑ گئی..؟اسکی مام طلاق کے بعد پیلس خود چھوڑ گئیں یا اسکے ڈیڈ نے انہیں یہاں سے نکال دیا تھا..؟

یہ طلاق کیوں آگیا دو پیار بھرے لوگوں کے بیچ..؟کچھ سوچ کر اس نے انٹر کام پہ کچھ اطلاع دی اور چند سیکنڈز بعد ہی خیر وو روم میں انٹر ہو گیا۔

"جی سر"یہ کہہ کر جب اس نے مجتبی کے لہو رنگ آنکھوں میں دیکھا تو اندر تک کانپ گیا۔

"جو کچھ پوچھوں تم سے،مجھے صحیح اور صاف جواب دینا بنا کسی لگی لپٹی کے"یہ کہہ کر وہ

اپنے بیڈ سے اٹھ کر بڑے سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر رک گیا، البتہ وہ آئینے میں خود کو دیکھنے کے بجائے منہ موڑے دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا، اسکی آواز بہت بھاری لگ رہی تھی۔

"جی...جی سر"

"میرے یہاں سے جانے کے بعد پیچھے پیلس میں کیا ہوا تھا، مجھے صحیح خبر دو۔ مام اس پیلس سے کب، کیسے اور کیوں رخصت ہوئیں..؟"اس نے اس قدر سرد لہجے میں پوچھا کہ خیرو وتھر تھر کانپنے لگا۔

"سر، وہ..."اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

"مجھے خبر دو"جب اس نے بھاری ہوتی آواز سے چیخ کر جواب مانگا تو ملازم ہڑبڑا گیا پھر جلدی سے اس نے زبان کھول دی۔

"سر، اس رات میری طبیعت خراب تھی تو پیلس کے کچن کے ایک دراز میں میری دوائیاں تھی جو میں وہی بھول گیا تھا، وہ لینے جب میں کوارٹرز سے باہر نکل کر پیلس میں آگیا تو.. مس صورت اور انکی ایک رشتے دار خاتون کو شائستہ میم کے پاس ہال میں اس

وقت موجود پا کر حیران رہ گیا، خاتون جو غالباً مس صورت کی خالہ بوا جو بھی تھیں، انکے اور میم کی بیچ کافی تلخ کلامی ہو رہی تھی البتہ مس صورت بالکل خاموش کھڑی تھیں، میں تجسس کے مارے وہی ایک کونے میں کھڑا تماشا دیکھتا رہا، ان دونوں کے بیچ ناجانے کس مدعے کو لیکر تلخ کلامی ہو رہی تھی پر وہ عورت میم کو بہت برے القابات سے نواز رہی تھیں اور پھر... "خیر وو ایک دم خاموش ہو گیا۔

"پھر کیا..؟" مجتبیٰ نے غصے سے جواب طلب کیا۔

"پھر وہ عورت دھمکیوں پر اتر آئیں۔ وہ... وہ کہہ رہی تھیں کہ.. کہ زویا میم انکی بہو ہیں اور.. اور وہ انہیں زمانے کے سامنے لا کر میم اور اسکی خاندان کو بدنام کر دیں گی "

اور....

مجتبیٰ کے دل نے دھڑکنا ہی چھوڑ دیا۔

"جب یہ باتیں ہو رہی تھیں تب ہی میری نظر نبیل سر پر پڑی جو غالباً بہت پہلے ہی کراچی سے لوٹ کر آچکے تھے اور یہ تماشا دیکھ کر بری طرح سے حیرت کا شکار ہو رہے تھے۔ سر پر نظر پڑتے ہی میں نے وہاں سے بھاگنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی، بنا کوئی

دوائی لیئے میں الٹے قدموں واپس کوارٹرز میں آ گیا، اسکے بعد کیا ہوا مجھے نہیں معلوم سر، لیکن فجر نماز کو جاگتے ہی میں باہر آ گیا تو گیٹ کے پاس کھڑے چوکیدار کے زبانی پتہ چلا کہ تیس منٹ پہلے ہی مسٹر نبیل نے میم کو اس طوفانی رات میں پیلس سے باہر نکال دیا ہے، اور چوکیدار کو سختی سے منع کر دیا ہے کہ اس بات کا ذکر وہ پیلس سے باہر یا پیلس کے اندر کسی فرد سے نا کرے، چونکہ آدھی رات چوکیدار نے مجھے پیلس سے نکلتے دیکھ لیا تھا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ مجھے یہ باتیں معلوم پڑ گئیں ہیں ورنہ وہ مجھ سے بھی شاید ذکر نا کرتا، میں نے بھی اپنے زبان کو تالا لگا لیا تھا سر لیکن ابھی آپکے پوچھنے پر میں مجبور ہو گیا"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور مجتبی...!

اسکے لیئے یہ یقین کر لینا بے حد کٹھن تھا، اس رات..؟ اس رات صورت بوا کے ساتھ یہی تھیں..؟ وہ دونوں یوں بنا وقت دیکھے یہاں کیوں آ گئی تھیں..؟ کیا اس بات کو لیکر یہاں آ گئی تھیں کہ زویا انکے گھر کی بہو ہے..؟ وہ... وہ دونوں مام کو دھمکیاں دینے آ گئی تھیں..؟ لیکن کیوں....؟؟؟ یہ بات تو آج تک خود مجتبی کو بھی معلوم نہیں پڑا تھا کہ زویا کا شوہر ریحان ہے..؟ یہ بات غالبا بوا کو بھی پتہ نہیں تھی ورنہ وہ صورت کو اپنی

بہو بنانے کے بارے میں اپنے بیٹے سے ڈسکس نہیں کرتیں۔

اور صورت..؟

اسے صورت سے یہ امید بالکل بھی نہیں تھی کہ وہ پیلس آکر اپنے بوا کے ساتھ یہ آگ لگائیں گی، اسکے مام ڈیڈ کے بیچ دوریاں پیدا کرے گی، یہاں تک کہ ان دوریوں سے اسکی مام جان سے گزر گئیں۔اور...اور جب وہ جرمنی میں تھا تب ہر بار صورت کو کال کرنے پر اسے کوئی جواب ڈھنگ سے موصول نہیں ہوتا تھا۔

مجتبی کو بہت سارے سوالوں کا جواب صورت سے ملنا تھا اور اس وقت...!!!

اس وقت وہ صورت سے بے حد نفرت محسوس کر رہا تھا۔

بے حد نفرت۔

---------☆---------

اگلے دن تک پورے پاکستان کو مشہور اور نامی گرامی بزنس مین مسٹر نبیل کی وائف شائستہ حیات کی موت کی خبر مل چکی تھی۔نیوز چینلز نے تو اس خبر کو اپنے فائدے کے لیئے خوب اچھالا کہ اسمارٹ اور گریس فل سی شائستہ حیات کو اچانک سے ایسا کیا ہو گیا

کہ میجر ہارٹ اٹیک سے وہ اس دنیا سے کوچ کر گئیں۔لوگوں کے سوال الگ سے تنگ کر رہے تھے۔کل کے بہ نسبت آج پیلس میں کافی رش تھا،اور یہ خبر لاہور تک کیسے نا پہنچتی..؟صورت کے گھر پر یہ خبر قیامت بن کر ٹوٹی۔زویا کی حالت اس قدر بگڑ گئی کہ اسے ریحان نے فوراہسپتال میں ایڈمٹ کر لیا۔اور باباجان تک جب یہ خبر پہنچی تو اسے وقتی طور پر افسوس ضرور ہوا لیکن پھر وہ نارمل ہو گئے،غالباوہ کئی سال پہلے سے ہی جانتے تھے کہ شائستہ کا انجام یہی ہونا تھا،پر بوا اور صورت..!ان دونوں کے لیئے اس خبر کو حقیقت سمجھنا بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔خاص کر صورت...وہ یہ خبر سنتے ہی اپنے گھٹنوں پر گر سی گئی۔شائستہ نے اسکی ماں کے ساتھ جو ظلم ڈھائے تھے اس نے اس سب کا حساب رب پاک کے حوالے کر دیا تھا۔وہ معصوم لڑکی تھی،وہ شائستہ کی موت کی خبر سہہ نہیں پائی۔مجتبی کے بارے میں سوچ کر اسکا نازک سا دل بار بار اسکے منہ کو آرہا تھا،بن ماں کی اولاد کیا درد محسوس کرتی ہے یہ صورت سے زیادہ بھلا اور کون سمجھ سکتا تھا۔وہ اور بوا اسی وقت اسلام آباد کے لیئے روانہ ہو گئے۔باباجان کو ڈاکٹر نے سفر کرنے سے منع کر دیا تھا تو وہ انکے ساتھ نہیں گیا اور...اور اگر ڈاکٹر منع نا بھی کرتا تب بھی شاید وہ کبھی شائستہ کی تعزیت پر نہیں جاتے۔

---------☆---------

شام کو بوا والے پیلس پہنچ گئے۔زارا بھی کینیڈا سے پاکستان آچکی تھی۔باہر کے جو عزیز واقارب تھے وہ جاچکے تھے،ابھی پیلس میں حیات آفس اور بنگلے کے سارے امپلائز موجود تھے۔فضا تو صورت کو دیکھتے ہی گلے ملی،دونوں ہی رنجیدہ تھیں،بوا بھی ضبط کیئے بیٹھی ہوئی تھیں۔چاہے شائستہ جیسی بھی عورت تھی پر موت کی خبر دشمنوں کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔صورت وسیع ہال میں بیٹھی باقیوں کے ساتھ پارے پڑھ رہی تھی پر اسکی متلاشی نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔فضا نے بھی اسکی بھٹکتیں نظریں محسوس کی۔

"کس کو ڈھونڈ رہی ہو..؟"سرگوشی سے اس نے پوچھا۔

"وہ... مجتبی سر.. مجتبی سر کہیں دکھائی نہیں دے رہے"

"کل رات سے ہی وہ دکھائی نہیں دے رہے۔قبرستان سے واپس لوٹ آنے کے بعد سے ہی وہ غالبا اپنے کمرے میں بند ہیں۔انکی یہ حالت قابل رحم ہے،ماں کا یوں دنیا سے اچانک سے ہمیشہ کے لیئے گزر جانا نا قابل برداشت صدمہ ہے،بس اللہ پاک پیلس والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے"

"آمین "صورت یہ سن کر پہلے سے کئی زیادہ دکھی ہو گئی، چند پارے پڑھنے کے بعد رات کے ساڑھے نو بجے اس نے مجتبی کے کمرے کا رخ کیا، آج تک اس نے مجتبی کے کمرے کو ایک نظر نہیں دیکھا تھا، وہ تو پیلس کے بہت سے کمروں سے اب بھی ناواقف تھی۔ بہر حال جب وہ مجتبی کے کمرے کے دروازے تک پہنچ گئی تو دھیرے سے دستک دینے پر دروازہ کھل گیا، غالبا دروازہ ٹھیک سے بند نہیں کیا گیا تھا۔ مجتبی اپنے کمرے کے قد آور کھڑکی کے پاس کھڑا آسمان پر ادھورے چاند کو تک رہا تھا، تب ہی اسکی نظر کھڑکی کے چمکتے شیشوں پر صورت کے عکس پہ پڑی، جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، اسکی عکس پر نظر پڑتے ہی مجتبی کے ماتھے کی رگیں ابھر گئیں، دل خطرناک حد تک تیز دھڑکنے لگا لیکن پلٹ کر اس نے صورت کو نہیں دیکھا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو صورت مجتبی کے عالیشان اور وسیع بیڈروم کو فرصت سے دیکھتی لیکن وہ ایک ایک قدم آگے بڑھ کر اسکے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

"شائستہ میم کی موت کی خبر سن کر نہایت افسوس ہوا۔ اللہ پاک آپ سب کو اچھی صبر عطا فرمائے اور.. اور انکی مغف... مغفرت فرمائے "مغفرت کا کہہ کر اسکی زبان بری طرح لڑکھڑائی، جو ظلم اس نے صورت کی ماں پر ڈھائے تھے، کوئی اور شخص ہوتا تو

ناجانے کیا بددعا دے دیتا پر وہ....وہ صورت تھی۔

سبینہ کی بیٹی۔

"افسوس..؟؟افسوس ہوا آپ کو مس صورت؟"اسکا یہ بے معنی جملہ اور سرد لہجے سے صورت بری طرح ٹھٹک گئی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ مجتبی کیا بول رہا ہے۔

"میں سمجھی نہیں سر"تب ہی......

ایک دم مجتبی پلٹ کر اسکے روبرو آکر اسکے نازک کندھوں کو بہت سختی سے جکڑ لیا۔ غضب ناک چہرہ،الجھے بال،سرخ انگاروں جیسی سوجی ہوئی آنکھیں۔صورت کی تو جان ہی نکل گئی،مجتبی نے آج تک غلطی سے اسکا ہاتھ نرمی سے چھوا بھی نہیں تھا اور آج یہ فولاد جیسی گرفت۔

"کیوں مس صورت..؟آپکو اور بوا کو خوشی نہیں ہوئی میری ماں کو جیتے جی مار ڈالنے کی..؟افسوس بھلا کس لیئے..؟اوہ اچھا اچھا..اس لیئے افسوس ہو رہا ہے کہ وہ اتنی جلدی مر کیوں گئیں..؟انہیں تو اور تڑپنا چاہیئے تھا نا اپنے شوہر اور بچوں کے لیئے..!ہاں بولیئے نا چپ کیوں ہیں آپ..؟جواب دیجیئے"یہ کہہ کر وہ صورت کی آنکھوں

میں آنکھیں گاڑ کر بولا۔شدید غصے کی وجہ سے اسکے مغرور ناک کے نتھنے پھڑک رہے تھے،سانس اور دھڑکنیں ایسی تیز تھیں جیسے وہ ابھی ابھی بھاگ کر ایک بہت لمبی مسافت طے کر کے آیا ہو۔اور باتیں... باتیں وہ ایسی کر رہا تھا جیسے اپنے ہوش و حواس میں نا ہو اور یہ اسکی مضبوط گرفت،صورت کو اسکی انگلیاں اپنے نازک بازووں سے آر پار محسوس ہو رہی تھی۔صورت ہونق بنی اسے تک رہی تھی۔

"کیوں خاموش ہیں اب آپ..؟کیا لگا آپ کو..؟اس طوفانی رات آپ اور بوا آکر ہمارے خاندان کو آگ لگا کر واپس چلے جائیں گے اور پیچھے کسی کو خبر تک نہیں ہو گی..؟کیوں آئی تھیں آپ دونوں..؟ایسا کیا سحر کر دیا میرے ڈیڈ پر کہ انہوں نے بنا سوچے سمجھے مام کو طلاق دیکر آدھی رات اس طوفانی بارش میں پیلس سے باہر نکال دیا..؟ایسی کیا بات ہوئی تھی..؟میری مام کی انسلٹ کر کے اور ڈیڈ کے کان بھر کے دونوں یہاں سے چلتی بنی اور پیچھے..؟پیچھے اس آگ سے ایک پورا خاندان جل کر بھسم ہو گیا..؟کیا ضرورت پڑی تھی آپ دونوں کو آدھی رات یہاں آنے اور تباہی مچانے کی..؟بولیئے"وہ اس قدر جارحانہ انداز میں صورت کو جھنجھوڑ رہا تھا کہ صورت کو اپنے بازووں میں شدید درد محسوس ہوا،اور آنسو تھے جو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے اور

خوبصورت آنکھیں تو بے یقینی کے حد تک کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

"مجھے جواب دیجیئے مس صورت ورنہ... ورنہ میں آپ کے ساتھ بہت برا کر گزروں گا" وہ بالکل اسکے چہرے کی طرف جھک کر نہایت غصے میں بول رہا تھا۔

"سر چھوڑ دیجیئے مجھے، چھوڑیئے پلیز آپ... آپ کو کیا جواب چاہیئے مجھے... مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا" اور صورت مرتے دم تک اسے اسکی ماں کا مکروہ چہرہ نہیں دکھانا چاہتی تھی۔ایک صرف مجتبیٰ ہی بچا تھا، اگر اسے بھی سب کچھ معلوم پڑ جاتا تو پیچھے شائستہ کو کوئی نیک دعاوں میں یاد کرنے والا نا ہوتا۔وہ شائستہ سے اسکا بیٹا چھیننا نہیں چاہتی تھی، وہ ایک بیٹے کو اسکی ماں کی تلخ حقیقت بتانا نہیں چاہتی تھی ورنہ شاید کوئی ماں جیسی عظیم ہستی پر اعتبار نا کرتا۔

"آپ اچھے سے سمجھ رہی ہیں میں کیا کہہ رہا ہوں..؟ پر آپ... آپ اپنی اصلیت دکھانا نہیں چاہتیں، بھلا آپکی اصلیت دیکھنے کے بعد کونسا امیر کبیر لڑکا آپکے جال میں پھنس جائے گا"

اف....

یہ زہر میں گھونپا تیر جیسا جملہ صورت کے نازک دل میں بری طرح چبھ گیا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپ مجھے..؟آپکی اصلیت جان گیا یہ دیکھ کر آپکی بولتی بند ہو گئی..؟ تین سال..! تین سالوں سے میں اپنی بہن سے ملتا آیا ہوں پر کل سے پہلے تک میں نے جاننے کی کوشش نہیں کی کہ زویا نے پیلس چھوڑ کر کس سے شادی کی..؟ اور نا ہی کبھی زویا نے مجھے بتایا۔اور.. کل میں جان گیا کہ وہ کسی اور کا نہیں بلکہ اسی عورت کا بیٹا ہے جسے میں بوابوا کہتے نہیں تھکتا تھا۔ جس سے میں نے سب سے پہلے اپنی دل کی بات شئیر کی،اور جس دن یہ بات ان سے گوش و گزار کر دی اس دن تک غالباوہ اس بات سے بے خبر تھیں کہ انکا بیٹا تین سال پہلے ہی شادی کر چکا ہے۔اور جب انہیں معلوم پڑ گیا کہ انکی بہو کوئی اور نہیں مسٹر نبیل اور شائستہ کی بڑی بیٹی ہے تو یہ چیز.... یہ چیز آپ دونوں کے حق میں فائدہ مند ثابت ہو گئی،آپ اچھے سے جانتی تھیں ہمارے رشتے کی سب سے بڑی مخالف میری ماں تھیں،آپ نے میری زویا، میری جان سے بڑھ کر میری عزیز بہن کو اپنے مفاد میں استعمال کیا۔ تین سال سے میں زویا کے زندہ ہونے سے باخبر تھا پر اپنے ڈیڈ کو بے خبر رکھا،جانتا تھا جب ڈیڈ کو زویا کے زندہ ہونے کی خبر ملی وہ سب سے پہلے میری ماں کو اپنی لائف سے بے دخل کر دیں گے،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

مانتا ہوں میری ماں نے زویا کے متعلق جو خبر مشہور کی وہ غلط تھی پر انہوں نے جو صحیح سمجھا وہی کیا اور آپ...؟ آپ اور بوا حقیقت جان کر بنا وقت ضائع کیئے پیلس آ گئے..! میری ماں کو نا جانے کیا کیا سنا کر انکی ذات کی بے حرمتی کی اور ڈیڈ کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی کہ زویا نا صرف زندہ ہے بلکہ آپ لوگوں کے گھر کی بہو ہے، اس دھمکی کو کیش اچھے سے کیا آپ نے اپنے حق میں مس صورت۔ آپ تو یہ رشتہ کسی بھی حال میں ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھیں۔ پیسوں کی لاٹری جو میں ثابت ہونے والا تھا آپ کے لیئے۔ ارے آپ خلوص دل سے مجھ سے محبت کرتیں تو صحیح حالات کا انتظار کر سکتی تھیں"

"بس بھی کیجیئے مسٹر مجتبیٰ حیات، بسسس...ایک لفظ اور نہیں" اپنی بے لوث محبت کی یہ بے عزتی صورت کے دل کو بری طرح سے چیر گئی، وہ ایک دم طیش میں آ گئی۔

"کیوں بس کروں میں..؟ ہوتی کون ہیں آپ مجھے بس کہنے والی..؟ اچھا اچھا بھی سمجھا، ویٹ" یہ کہہ کر اس نے اسکے کندھوں کو اپنی گرفت سے آزاد کیا اور پاس رکھے بڑے سے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے نوٹوں کی ایک موٹی گڈی نکال کر اسکے روبرو آ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور....

سارے پیسے اس نے اوپر ہوا میں اچھالے، سارے پیسے ایک ایک کر کے صورت کے اوپر بارش کی طرح برستی رہی، صورت ہکا بکا منہ پر ہاتھ رکھے پیسوں اور مجتبی کا چہرہ دیکھتی رہی، آج یہ ظالم زندگی اسے کونسا موڑ دکھا رہی تھی، اس نے کبھی دور دور تک نہیں سوچا تھا کہ مجتبی کے دل میں اسکے لیئے اتنی نفرت جنم لے گی۔

اتنی نفرت...

شدید نفرت...

"میں نے تو آپ کو اپنے سر آنکھوں پہ بٹھا کے رکھا تھا پر آپ میری جوتی کے دھول کی بھی برابر نہیں، اور رہی بات آپکے دل میں میری نام نہاد سو کالڈ، چیپ اور گھٹیا محبت کی تو وہ..."

تڑاخ...!

زوردار تھپڑ گال پر پڑتے ہی مجتبی کی بولتی بند ہو گئی، گال پر ہاتھ رکھے وہ پہلے بے یقینی پھر شدید نفرت سے صورت کو دیکھتا رہا اور اف...

اسکی نفرت بھری نگاہیں...!

صورت خود کو جیتے جی مردہ تصور کرنے لگی۔

"آپ کو جو جو بکواس، جو جو من گھڑت باتیں کرنی تھی، کر چکے اور میں چپ چاپ سنتی رہی پر خبردار... خبردار جو میری محبت کے بارے میں ایسے خرافات بولنے کی پھر سے ہمت کی تو..! جان سے ماردوں گی میں آپکو.. جان لوں گی میں آپ کی" وہ چلا چلا کر اپنی محبت کا دفاع کر رہی تھی اور مجتبیٰ..اس نے یہ سن کر جو ہنسنا شروع کر دیا تو پھر، ہنستا ہی رہا۔ صورت کو وہ اپنے ہوش سے بیگانہ ایک ذہنی مریض شخص لگ رہا تھا۔

"اوہ گاڈ... آمیزنگ۔ کیا دھمکی دی آپ نے۔ میں تو آپکا مزید فین ہو گیا۔ جان لیں گی آپ میری..؟" یہ کہہ کر وہ دوبارہ اسکے قریب آگیا، بے حد قریب، یہاں تک کہ اسکی سانسوں کی خوشبو صورت اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگی، وہ اور قریب آکر اسکی کلائی بے رحمی سے پکڑ کر اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"جان لینے میں آپ ایکسپرٹ تو ہے ہی۔ شروع میں مجھ جیسے پاگل کو گھائل کر دیا اپنی معصوم اداؤں سے، پھر وقت مناسب دیکھ کر میری مام کی جان لی اور اب.. اب رہا میں۔ لے لیجیئے میری جان۔ آپکے سامنے حقیر سے بھی حقیر ترین بندہ حاضر ہے، جو

کرنا ہے کر لیجیئے، جھجھک کیوں رہی ہیں مس صورت..؟"اور جب اسکی کلائی پر مجتبی کی گرفت اور مضبوط ہوئی تو صورت نے اسکے چٹان جیسے سخت سینے پر بایاں ہاتھ رکھ کر بڑے زور سے اسکو پیچھے دھکیلا، جو بمشکل ایک قدم ہی پیچھے ہٹ گیا اور صورت کی کلائی سے اسکی گرفت بھی چھوٹ گئی۔

"دراصل آپ میرے محبت کے قابل ہی نہیں"صورت شیرنی کی طرح غرائی۔

اور...

اسکا یہ جملہ...

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجتبی اس قدر مشتعل ہو گیا کہ ڈریسنگ ٹیبل سے جو بھاری چیز اسکے ہاتھ آئی، اسے اٹھا کر پلٹ کے زور سے کھڑکی کے شیشے پر دے مارا۔اور زوردار دھماکے دار آواز سے اس قد آور کھڑکی کا شیشہ ایک چھناکے سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا،اور یہ آواز چار سوں گونج گئی، شیشے کی کئی کرچیاں ادھر ادھر گر پڑی۔صورت پھٹی پھٹی نظروں سے یہ بے رحم نظارہ دیکھتی رہی۔

"محبت..؟ my foot مجتبی خونخوار لہجے میں بولا اور صورت، وہ بھیگی آنکھوں سے

اسے نہایت افسوس اور بے چارگی سے دیکھنے لگی۔

ایک غلط فہمی نے دل کا آئینہ دھندلا دیا...

ایک غلط فہمی سے برسوں کی شناسائی گئی...

تب ہی زارا ابنا ناک کیئے ہڑبڑاتے ہوئے روم میں انٹر ہو گئی اور سامنے انہیں اور کمرے کی یہ ابتر حالت دیکھ کر اس نے بے یقینی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ ہر طرف پیسے اور شیشے کی کرچیاں پڑی ہوئی تھیں، اور مجتبی.. اسکے چہرے کے تاثرات نہایت دہشت ناک تھے۔

"مجتبی...؟ یہ تمھاری حالت.. "

"اچھا ہوا آپی آپ آگئیں، اس مفاد پرست لڑکی کو یہاں سے چلتا کر دیں، میں مزید اسکا وجود اپنے کمرے میں برداشت نہیں کر سکتا، میرا دماغ پھٹ جائے گا" وہ شدید غصے میں تھا۔

"یہ کیا کر دیا ہے تم نے مجتبی..؟ ہو کیا گیا ہے تمھیں..؟ اور صورت..؟ تم ہی بتاؤ کیا چل رہا ہے یہ سب" زارا کو یہاں بہت گڑبڑ محسوس ہو رہی تھی اور خاص کر مجتبی کا یہ

حال اور اسکا زہر خند جملہ۔

"آپی میں کہہ رہا ہوں اس لڑکی کو نکال لیں یہاں سے ورنہ میں بہت برا کر گزروں گا، میری ماں کو بے رحم موت دینے والی کوئی اور نہیں یہی مفاد پرست لڑکی ہے"

"ہوش میں آو مجتبی، تمھیں معلوم بھی ہے تم کسے کیا بول رہے ہو..؟"زارا بری طرح الجھن میں پڑ گئی تھی، اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"رہنے دیں آپی، جب انہیں واقعی میں ہوش آئے گا تب بہت دیر ہو چکی ہو گی، بہت دیر"صورت یہ کہہ کر روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

اپنی محبت کا جنازہ لیکر۔

---------☆---------

رات وہ بستر پر لیٹی اپنی محبت کا ماتم منا رہی تھی۔شائستہ جاتے جاتے ان دونوں کی جدائی کا سامان کر گئی تھی۔اگر چند دن پہلے اسے کوئی آکر یہ کہتا کہ مجتبی تمھاری پاکیزہ محبت کو یوں بے رحمی سے اچھال کر ذلیل کر دے گا تو وہ قیامت تک یقین نہیں کرتی۔

"کیوں مس صورت..؟آپ کو اور بوا کو خوشی نہیں ہوئی میری ماں کو جیتے جی مارنے

کی"

"کیا ضرورت تھی آپ دونوں کو آدھی رات یہاں آنے اور تباہی مچانے کی"

"بھلا اصلیت دیکھنے کے بعد کونسا امیر کبیر لڑکا آپکے جال میں پھنس جائے گا"

"آپ میرے جوتی کے دھول کی بھی برابر نہیں"

"نام نہاد سو کالڈ محبت"

"محبت my foot"

NEW ERA MAGAZINE .com

یہ جملے، یہ جملے اسکی محبت، اسکے معصوم دل کی بری طرح دھجیاں اڑاتے رہے اور وہ چاہ کر بھی اپنے محبت کا ثبوت نہیں دے پائی..اور مجرموں کی طرح اسکے کمرے سے نکل گئی۔اب تو مجتبی اس سے پوری طرح بدگمان ہو چکا ہو گا اور....اور نفرت...!

یہ زہریلا مادہ انکے بیچ آگیا۔صورت چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پاتی اور مجتبی، اب وہ چاہ کر بھی دوبارہ اس سے محبت نہیں کر پائے گا۔اپنے محبت کے ثبوت کی جو قیمت اسے دینی تھی، وہ بہت مہنگی تھی۔

ہاں مہنگی...

اوراب اگر یہ نفرت ان دونوں کے بیچ آہی گئی تھی تو صورت اگر اپنے فیصلے کے خلاف جا کے مجتبیٰ کو شائستہ کی گناہوں کی لسٹ تھما دیتی تو وہ یہ لسٹ اسکے منہ پر دے مارتا کیونکہ مان، اعتبار اور یقین....! وہ مجتبیٰ اس کھڑکی کے شیشے کے ساتھ توڑ کر چکنا چور کر چکا تھا۔

---------☆---------

ڈور ناک کرنے کے بعد اندر سے اجازت مل گئی، وہ دھیرے دھیرے قدم چل کر اندر داخل ہو گئی۔ نبیل فائلز پہ سر دیئے بری طرح مصروف دکھ رہا تھا۔

"بیٹھو پرنسس، کھڑی کیوں ہو..؟" اور وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ نبیل بھی جلدی جلدی کام نبٹانے کے بعد جیسے ہی سر اٹھا کر پاس بیٹھی صورت کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ سامنے بیٹھی لڑکی تو صورت کہیں سے نہیں لگ رہی تھی، آنکھوں کے گرد حلقے بڑھ گئے تھے، سوجا ہوا چہرہ اور سفید پڑتے لب، وہ بیمار بیمار سی لگ رہی تھی۔

"کیا ہوا میری گڑیا کو..؟ یہ کیا حال بنایا ہے تم نے اپنا..؟ گھر میں سب ٹھیک ہیں نا..؟ منیب ٹھیک تو ہے نا..؟" نبیل کا ذہن سیدھے اپنے بھائی کی طرف گیا۔

"باباجان الحمداللہ بالکل ٹھیک ہیں تایاجان، بس اب لاہور جاناچاہتی ہوں، اپنے گھر"

"کل ہی تو آئی ہو بیٹا، ٹھیک سے تجھے چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے اور اب واپس جانے کی بات کر رہی ہو..؟ یہ پیلس جتنا مجتبی کا ہے، اتنا تمھارا بھی ہے بیٹا۔ یہ تیرا اپنا ہی گھر ہے گڑیا، اور مجتبی کو بھی تمھاری ضرورت ہے، وہ پوری طرح سے ٹوٹ چکا ہے"

"تایاجان" کانپتی آواز سے اس نے نبیل کو پکارا۔

"جی تایا کی جان"

"تایاجان، میری یہاں کسی کو بھی ضرورت نہیں ہے۔اور.. مجتبی سر...! انہیں میری ضرورت اب قیامت تک نہیں پڑے گی" آنسو پونچھتے ہوئے اس نے اپنا سر مزید جھکا دیا، جیسے واقعی میں ان سب میں اسی کا ہی قصور ہو۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹا..؟"

"تایاجان، ہمارے بیچ کی خاموش محبت کل ہی دم توڑ گئی" یہ کہہ کر وہ مزید سہہ نہیں پائی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی، اور نبیل... وہ ایک دم بوکھلا گیا۔

"بیٹا یہ... ادھر آؤ اپنے تایاجان کے پاس میری گڑیا" اس نے اپنی پھول سی بھتیجی کو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے شفیق آغوش میں چھپالیااور صورت...وہ کافی دیر ہچکیوں کی صورت میں روتی رہی،جب دل ذرا ہلکا ہو گیا تو وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"پرنسس، بات کیا ہے..؟"اور صورت نے مختصر اسب کچھ انکے گوش و گزار کر دیا، نبیل یک دم بھڑک اٹھے۔

"یہ اب اپنی ماں کی طرح کیوں رنگ دکھا رہا ہے..؟ پاگل تو نہیں ہو گیا وہ..؟اتنا سارا زہر اسکے اندر کیسے بھر گیا اور کس نمک حرام نے اسے اس رات کے متعلق آدھی ادھوری خبر دی..؟"

"رہنے دیں تایا جان،اب کیا حاصل ہونے والا ہے،میں اب یہاں مزید ایک پل نہیں رہ سکتی"

"تم نے اسے ساری حقیقت بتائی کیوں نہیں..؟وہ دودھ پیتا ناسمجھ بچہ نہیں ہے جو یہ سب سن کر سہہ نہیں پائے گا۔اسے ساری حقیقت کا علم ہونا چاہیئے،چھپانے سے کیا حاصل ہو گا..؟میں اسے اسکی ماں کی گناہوں کی خبر کروں گا"

"ہاتھ جوڑتی ہوں تایا جان،آپ انہیں ایک لفظ بھی مت کہیئے گا،وہ اس قدر بدگمان

ہو چکے ہیں کہ ایک بھی لفظ کا وہ قطعی یقین نہیں کریں گے، وہ یہ سب میری ہی ایک چال سمجھیں گے۔ انہیں یہی لگتا ہے کہ میں نے اور بوا نے مل کر آپکے کان بھرے ہیں میم شائستہ کے خلاف۔ آپ کو خدا کا واسطہ ہے پلیز" وہ اس وقت مکمل بے بسی کی ایک تصویر لگ رہی تھی۔

"بیٹا کیوں ایسے واسطے دے کر مجھے مجبور کر رہی ہو..؟ آج نہیں تو کل اسے ساری حقیقت معلوم پڑ ہی جائے گی، جیسے مجھے سالوں بعد معلوم پڑ گئی بیٹا۔ کڑوا سچ کبھی نہیں چھپتا، وہ کبھی نا کبھی زندگی کے کسی موڑ پر آشکار ہو ہی جاتا ہے"

"تب کی تب دیکھی جائے گی تایا جان اور اگر انہیں زندگی بھر معلوم نا بھی پڑے تو آپ انہیں کچھ مت کہیئے گا۔ میری محبت کی گواہی میرا رب دے گا۔ رہی میں، تو میں گھٹ گھٹ کر جی لوں گی" اور نبیل ترحم بھری نظروں سے اپنی معصوم بھتیجی کو دیکھنے لگا جس نے شائستہ جیسی مکار عورت کا پردہ رکھنے کے لیئے اپنی محبت کی قربانی دے دی تھی۔

---------☆---------

صورت یہاں سے جا چکی تھی، نبیل نے کئی دفعہ مجتبیٰ کو اپنے طریقے سے سمجھانے

بجھانے کی کوشش کی پر وہ صورت کا نام سنتے ہی غصے سے بگڑ جاتا، اکثر اوقات وہ سامنے کھڑے اپنے ڈیڈ کو بھی پہچان نہیں پاتا اور بد لحاظی کی حد پار کر جاتا۔ آفس جانا اس نے تقریباً بند کر دیا تھا۔ ہمیشہ اپنے روم میں بند پڑا رہتا تھا۔ کئی کئی دن بنا نہائے وہ گزار دیتا، اسکے سر کے بال اور داڑھی بہت بڑھ گئی تھی جس سے وہ کسی ذہنی مریض کی تصویر پیش کرتا تھا۔ کہاں وہ مجتبیٰ جو ہمیشہ ڈیسنٹ رہتا تھا، اسکے قیمتی لباس، اسکی تازی شیو اور سیٹ کئے بال، وجود سے پرفیوم کی مہک۔ اور اب... اب وہ کیا سے کیا بن گیا تھا۔

محبت جن سے شدید ہو...

آگے جا کر کسی موڑ پر نفرت بھی ان سے شدید تر ہوتی ہے...

وہ دن بہ دن صورت کی نفرت کی آگ میں بھڑک رہا تھا۔ وہ مجتبیٰ جو ہر چھوٹی چھوٹی بری چیزوں سے دور دور رہتا تھا، اس نے سگریٹ پینی شروع کر دی تھی۔ روم میں بند وہ کئی کئی گھنٹوں تک نشئیوں کی طرح سگریٹ پر سگریٹ پیتا رہتا تھا۔

یہ بھی ایک دن کا ذکر ہے جب وہ اپنی الماری کا دراز کھولے سگریٹ ڈھونڈ رہا تھا تب ہی.....

تب ہی اسکی نظر ایک الٹے پڑے فریم پر پڑی، اٹھا کر اس نے جو پلٹ کر دیکھا تو اسکے دل کو جیسے بری طرح گھونسا پڑ گیا، فریم میں صورت کی مسکراتی ہوئی ایک حسین سی تصویر تھی۔ یہ وہی تصویر تھی جسے مجتبیٰ نے صورت کے روم سے چرایا تھا، وہی تصویر اس وقت اسکے ہاتھوں میں تھا اسکے صبر کا امتحان لے رہی تھی۔

اور پھر....

مجتبیٰ پر جیسے جنون سا سوار ہو گیا، فریم زور سے فرش پہ مار کے وہ پے در پے فریم کو لات مارنے لگا، نازک سا فریم کئی جگہوں سے بری طرح ٹوٹ گیا لیکن صورت کی تصویر...

وہ اب بھی مسکراتی جوں کی توں پڑی ہوئی تھی، یہ دیکھ کر مجتبیٰ کو شدید جوش آ گیا، جھک کر اس نے تصویر ٹوٹی پھوٹی فریم سے نہایت عجلت سے نکالا، اس چکر میں اسکے انگلیوں پر ہلکے کٹ بھی لگ گئے پر اسے انکا ہوش ہی کہاں تھا، تصویر لیکر اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پر وہ تصویر... ہزاروں ٹکڑوں میں بٹی اب بھی اسکا منہ چڑا رہی تھی۔

"Noooooo"

مجتبی چیخ کر دیوانوں کی طرح جھکا ہر ٹکڑے کو بیس ٹکڑوں میں تقسیم کرتا رہا، نبیل جو کسی کام سے فائل ہاتھ میں لیئے اسکے کمرے میں داخل ہو گیا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہو گئے۔

"مجتبی" باپ چلاتے ہوئے آکر اپنے بیٹے کی یہ دیوانگی روکنے کی سعی کرنے لگا پر بیٹے نے بے حد بے دردی سے اپنے باپ کو خود سے دور ہٹا دیا، وہ اب بھی اس تصویر کے پرزوں کو اور چھوٹے چھوٹے کر رہا تھا، آنکھوں سے بہتے آنسو اور منہ سے بہتا پانی، مجتبی کو کچھ ہوش نہیں تھا۔

"بیٹا، رک جاو۔ ہوش میں آو" نبیل پھر سے اسے روکنے کی کوشش کرنے لگا پر اس پر تو جیسے کوئی بھوت سوار تھا، کھلے دروازے سے باہر مجتبی کے اس چیخ و پکار کے شور سے تین چار ملازم ہڑبڑاتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔

"تم دونوں، منہ کیا دیکھ رہے ہو، ادھر آجاو، مجتبی کو پکڑ کر اسکے بیڈ پر لیٹا وہری اپ" دو ملازم بہت مشکل سے اسے پکڑ کر بیڈ تک لے گئے، وہ اب بھی اپنے حواسوں میں نہیں تھا، دونوں ملازموں کی گرفت سے وہ بار بار خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ چلا چلا کر اسکا گلا ہی بیٹھ گیا تھا، نبیل جلدی سے جا کر اپنے کمرے سے فرسٹ ایڈ بکس

لیکر واپس آگیا، انجیکشن نکال کر اس میں کوئی سیال بھرنے لگا۔

"لیٹا دو مجتبی کو تم دونوں، دیکھ کیا رہے ہو..؟" تیسرا ملازم بھی آگے بڑھ گیا اور تینوں نے نہایت مشکل سے مجتبی کو اسکے بیڈ پر لٹا دیا، نبیل نے ہانپتے کانپتے جلدی سے وہ انجیکشن اسکے بازو میں لگایا۔ پانچ منٹ بعد مجتبی کا یہ جارحانہ احتجاج بند ہو گیا۔

وہ بے ہوش ہو چکا تھا..!

اور نبیل، وہ روتے ہوئے اپنے بیٹے کے پیشانی سے اسکے الجھے بال ہٹا رہا تھا، جس نے غالباً ایک ہفتے سے سر پر پانی نہیں ڈالا تھا۔

"کیسے سکون سے تم قبر میں سوتی ہو گی شائستہ..؟ کیسے..؟؟؟ اپنے ساتھ ساتھ تم نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا" اور اگر آج شائستہ زندہ ہوتی اور اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھتی تو وہ ایک پل میں سو موت مرتی۔

---------☆---------

اور وہاں صورت گھٹ گھٹ کر جی رہی تھی اور پل پل مر رہی تھی۔ وہ اپنا یہ غم اپنے پیارے سے خاندان پر آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی، بوا کچھ کچھ سمجھ رہی تھی کیونکہ پیلس

میں جتنے گھنٹے وہ رہی تب ایک بار بھی مجتبی ان سے ملنے نہیں آیا اور نا ہی رخصت ہوتے وقت مجتبی وہاں موجود تھا، اور صورت کا یوں اچانک چند گھنٹوں میں ہی لاہور کے لیئے نکل جانا..! بوا نے کئی بار صورت سے پوچھنے کی کوشش کی پر وہ گول مول جواب دے کر بات ٹال جاتی پر اسکی اداسی، وہ بہت کچھ بیان کر دیتی تھی۔ بابا جان اب اسٹک کے سہارے چلنے لگے تھے۔ اسکی صحت بھی رفتہ رفتہ ٹھیک ہوتی جا رہی تھی اور صرف یہی چیز صورت کے لیئے نہایت خوش آئند تھی، وہ اگر جی رہی تھی، مصنوعی مسکراہٹوں کے ساتھ دن گن گن کر اور گھٹ گھٹ کر بمشکل گزار رہی تھی تو صرف اور صرف اپنے بابا جان کے لیئے۔

---------☆---------

"دیکھئیں مسٹر نبیل، آپ کے بیٹے کو شدید ڈپریشن اٹیک آگیا تھا، یہ اچھا ہوا آپ نے بروقت انہیں بے ہوشی کا انجیکشن دے کر سلا دیا ورنہ اسکا نروس بریک ڈاون ہو جاتا" ڈاکٹر سے یہ سن کر نبیل ایک دم فکر مند ہو گئے۔

"گھبرانے کی اب کوئی بات نہیں بس جن چیزوں سے انہیں الجھن ہوتی ہے، گھبراہٹ، دکھ یا غصہ آجاتا ہے، ان چیزوں سے انہیں فی الحال دور رکھیں۔ انہیں زیادہ

سے زیادہ مصروف رکھنے کی کوشش کریں،انہیں جلد آفس جوائن کرنے کا کہہ دیں۔ اور رات دیر تک انہیں جاگنے بالکل مت دیں،انہیں وقت پر سونے کی تلقین کریں اور اگر وہ آپکی بات نا مانیں تو انکے ان میڈیسنز کے ساتھ ساتھ میں نیند کی گولیاں بھی لکھ دیتا ہوں،وہ جوس یا دودھ میں ڈال کر انہیں تب پلائیں جب وہ سونے سے منع کر دیں۔راتوں کو دیر تک جاگنے سے ڈپریشن اور بڑھ جاتا ہے جو پیشنٹ کے لیئے نہایت خطرناک ہو سکتا ہے۔انہیں ان دوائیوں سے وقت کے ساتھ ساتھ کچھ فرق پڑے گا، اسکے بعد ہی انہیں تھیراپی کے لیئے آپ میرے پاس لایئے گا"

"ڈاکٹر،وہ اپنے مام کی موت کو بھول نہیں پا رہا،اور اسکے علاوہ کچھ مسائل اور بھی ہیں"

"مسلئے چاہے جو بھی ہوں،آپ انہیں حل کرنے کی کوشش کریں اور اگر یہ آپکی قدرت سے باہر ہے تو یہ کوشش کریں کہ آپکا بیٹا ان مسلئوں سے بہت دور رہے،اور پیشنٹ کی حالت سے یہ بھی لگ رہا ہے کہ وہ سگریٹ نوشی کرتے ہیں"

"یس ڈاکٹر،وہ پہلے ان چیزوں سے دور دور ہی رہتا تھا پر اب..." نبیل مجتبی کی حالت دیکھ کر اندر ہی اندر ٹوٹ چکے تھے۔

"دیکھیں،سب وقت کے ساتھ ساتھ صحیح ہو جائے گا،سب سے اہم بات یہ ہے کہ

آپ اپنے بیٹے کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھنے کی کوشش کریں، جن چیزوں سے انہیں خوشی ملتی ہے وہی انکے لیئے کریں، انہیں انکے مام کی ڈیتھ کی فیز سے باہر لانے کی کوشش کریں، دوائیاں وقت پر دیں اور باقی جو بھی مسلئے ہیں ان سے اپنے بیٹے کو دور دور ہی رکھیں۔ آہستہ آہستہ وہ نارمل لائف کی طرف لوٹ آئے گا اللہ پاک کے کرم سے، اور رہی سگریٹ کی بات تو جب وہ اس ڈپریشن سے نکلے گا پھر سگریٹ کی عادت بھی چھوٹ ہی جائے گی" اور ڈاکٹر کو پیلس سے رخصت کرتے وقت بھی نبیل پریشانیوں میں ہی گھرا رہا۔

---☆---

بھاری ہوتے سر کے ساتھ وہ اٹھ بیٹھا تو دیکھا نبیل اسکے بیڈ کے پاس بیٹھا اسے بہت شفقت اور محبت سے دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈ آپ..." جملہ ادھورا چھوڑ کر وہ بری طرح کھانسنے لگا۔

"ششش، ریلکس مائی سن، تمھارا گلا بیٹھ گیا ہے، پہلے گرم گرم دودھ پی لو" انٹر کام سے اس نے اطلاع دی، ایک منٹ میں ہی گرما گرم دودھ حاضر ہو گیا۔

"لو یہ گلاس، دودھ پی لو"

"پر ڈیڈ..." اسکا ڈیڈ جانتا تھا کہ اسے دودھ سے کتنی چڑ ہے۔

"نو ضد نو نخرہ۔ لو یہ گلاس، ایک ہی سانس میں پی لو پر خیال سے، گرم ہے" اور چار ناچار اسے پورا گلاس ایک سانس میں پینا پڑا۔

"گڈ دیٹس لایک مائی سن، اب اٹھو ہری اپ"

"کہاں جانا ہے اب..؟" بے زار لہجے میں اس نے پوچھا۔

"اٹھو تو سہی، میرے ساتھ آو" اور جب وہ اپنے ڈیڈ کے ہمراہ وسیع لان میں آیا تو سامنے پڑی چیزیں دیکھ کر نا سمجھنے والے انداز سے اپنے ڈیڈ کو دیکھنے لگا۔

"جب تم چھوٹے تھے اور کبھی کبھار نہانے سے ضد کرتے تھے تو تجھے زبردستی اٹھا کر باتھ روم لیجا کر نہلاتا تھا، اب چونکہ تم قد میں مجھ سے بھی اونچے ہو تو میں اپنا دھونس نہیں جما سکتا، پر یہاں لان میں یہ چھوٹا سا ٹب اور شیمپو وغیرہ لیکر آیا ہوں۔ اب شرافت سے اس سامنے والی چیئر پر بیٹھ جاو، آج تمھارے ڈیڈ تمھارا سر دھولیں گے، آج اگر نہیں نہایا تو جوئیں پڑیں گے تجھے" مسکراتے ہوئے یہ کہہ کر وہ مجتبی کا ہاتھ پکڑ

کرچیئر کی طرف بڑھنا چاہا لیکن مجتبیٰ وہی کھڑا رہا۔

"اب کیا ہوا..؟ فار گاڈ سیک آج یہ بچوں جیسی ضدمت کرنا بیٹا اپنی حالت تو دیکھو۔ جنگلی آدمی لگ رہے ہو۔ آجاو یہاں بیٹھ جاو" اور بنا کچھ کہے وہ چپ چاپ سامنے والی چیئر پر بیٹھ گیا اور پیچھے نبیل کھڑا ہو گیا، اسکے لیئے یہی بات غنیمت تھی کہ مجتبیٰ چپ چاپ مان گیا۔ ہنسی مزاق کے ساتھ ساتھ اس نے مجتبیٰ کا سر نہلانے کے ساتھ اسکی اچھی سی شیو بھی بنائی۔ اور بیس منٹ بعد وہ پہلے والا مجتبیٰ بن گیا۔

"دیکھو اب خود کو آئینے میں۔ ایسا لگ رہا ہے میرا ہینڈسم بیٹا اب لوٹ آیا ہے" پاس کھڑے ملازموں میں سے ایک کو اس نے اشارہ کیا تو وہ آئینہ پکڑے مجتبیٰ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ مجتبیٰ سپاٹ چہرہ لیئے اپنا عکس آئینے میں دیکھنے لگا۔

"اب جا کر اچھا سا باڈی شاور لو، اچھے کپڑے پہنو۔ آج ہم باہر گھومنے جائیں گے"

"ڈیڈ، میرا موڈ قطعی نہیں ہے" اسکی آواز اب بھی بھاری بھاری لگ رہی تھی۔

"کم آن مائی سن، میرا تو بہت موڈ ہو رہا ہے، اور اکیلے جانے میں کونسا مزہ ہے..؟ کوئی ساتھ ہو تب ہی اچھا لگتا ہے، جلدی جاو شاور لیکر ریڈی ہو جاو" اور مجتبیٰ اثبات میں سر

ہلا کر پیلس کی طرف بڑھ گیا، پیچھے کھڑے نبیل نے سکھ کا سانس لیا۔ مجتبیٰ کا رویہ پہلے کے بنسبت اب کافی پر سکون تھا، اب اسے چند گھنٹے پہلے کا ڈپریشن اٹیک یاد تھا یا نہیں، وہ نبیل کو معلوم نہیں تھا اور نا ہی معلوم کرنا چاہتا تھا، وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو اس درد سے جلد از جلد نکالنا چاہتا تھا۔

وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔

---------- ☆ ----------

ایک اچھے سے لانگ ڈرائیو کے بعد دونوں باپ بیٹے ڈنر کرنے ایک بڑے شاندار سے ریسٹورنٹ میں آ گئے۔ ڈنر سے پہلے نبیل نے دو اورنج جوس آرڈر کیا۔ مجتبیٰ اب اگر ڈسٹرب اور اداس نہیں تھا تو وہ خوش بھی نہیں دکھ رہا تھا۔ وہ آج پورا وقت خاموش تھا، اب بھی وہ گم صم سا گلاس وال سے باہر آتی جاتی ٹریفک کو دیکھ رہا تھا۔ اسکے چہرے پر ایک کرب تھا، ایک درد، ایک اداسی چھائی ہوئی تھی۔ اچانک اسے اپنے کندھے پر بوجھ محسوس ہوا، جب ہوش آیا تو دیکھا کہ اسکے ڈیڈ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے بہت محبت سے دیکھ رہے تھے۔

"بیٹا، انسان کے زندگی میں ہزاروں موڑ آجاتے ہیں، کبھی وہ اپنے خوشیوں میں گھر اتنا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شادر ہتاہے کہ اپنے رب کو فراموش کر جاتاہے، شکرادا کرنا بھول جاتاہے،اور پھر جب پریشانیاں،اداسیاں اسے چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں تو صبر اور ثابت قدمی کے بجائے رب سے گلے شکوئے کرناشروع کر دیتاہے، یاپھر اندر ہی اندر خود کو مارنے لگتا ہے۔بیٹا، جو میرے اور تمھارے ماں کے بیچ ہوا وہ ہمارے خود کے پرسنل ایشوز تھے، اور جو آگے جا کر ہوا وہ خدا کی اپنی مرضی تھی۔یہ ہمارے نصیبوں میں لکھاہوا تھامائی سن،اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ اس قدر بیمار ہیں تو انسانیت کے ناطے اسکی ٹریٹمنٹ ضرور کروادیتا،رشتہ ہمارے بیچ ختم ہوا تھالیکن انسانیت نہیں۔اب جو ہو چکا سو ہو چکا، وہ سب کچھ گزر چکا، وہ اب ماضی ہے،اسکو لیکر ہم اپنا حال کیوں خراب کر دیں..؟اللہ پاک کی دی ہوئی اس انمول زندگی کی کیوں ناشکرانی کریں..؟بیٹا تمھیں مزید آگے بڑھناہے، تمھارے آگے تمھاری پوری زندگی پڑی ہے۔کیوں خدا کی امانت میں خیانت کر رہے ہو..؟یہ صحت اور تندرستی کی کیوں ناقدری کر رہے ہو..؟ان لوگوں سے پوچھو جو اپنی صحت کھو چکے ہیں، جو بیمار اور مایوس پڑے ہیں۔پلیز بیٹا، فزیکلی اور مینٹلی خود کو فٹ رکھو، پازیٹیو رہو، جب بھی شائستہ کی یاد ستائے،اسکے قبر پہ فاتحہ پڑھنے جاو، صدقے خیرات کرو،اسے انہیں چیزوں کی اب زیادہ ضرورت ہے، تمھاری گرتی صحت کی نہیں، صبر کرو۔ صبر بہت خوبصورت چیز ہوتی ہے" یہ سن کر

مجتبی نے اپنی آنکھوں کی نمی چھپانے کے لیئے چہرہ پھر سے گلاس وال کی طرف موڑ دیا پر سامنے اسکا باپ تھا، اور والدین سے اولاد چاہ کر بھی اپنا درد، اپنی تکلیف چھپا نہیں سکتا۔

"تم میرے اکلوتے بیٹے ہو، میرے جگر کے ٹکڑے ہو بیٹا۔ اپنی نظروں کے سامنے تمھیں یوں ختم ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہ جو آج تمھارے روم اور ڈسٹ بن میں مجھے سگریٹ کے پیکٹس ملے، خدارا آگے جا کر مجھے نا ملے۔ یہ آرڈر نہیں، بلکہ ایک مجبور باپ کی ریکوسٹ ہے"

"انشاءاللہ ڈیڈ" چہرہ دوبارہ انکی جانب کیئے اس نے ہولے سے جواب دیا۔

"تھینک یو سو مچ مائی سن، اور جیسے ہی تم مکمل فٹ ہو گئے تو آفس جوائن کر لینا، بہت کام پڑے ہیں میں اکیلے سب کچھ سنبھال نہیں سکتا، لو ڈنر بھی آگیا" ویٹر کو کھانا لاتے دیکھ کر انہوں نے بات سمیٹ لی۔

----------☆----------

مجتبی نے آفس جانا شروع کر دیا تھا، اسکی گرتی صحت اب سنبھل رہی تھی، سگریٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interview

پینی بھی اس نے بند کر دی تھی۔ دوائیاں بھی وہ بنا ضد کیئے وقت پر لے رہا تھا پر...

پر....

اس نے ہنسنا مسکرانا بالکل چھوڑ دیا تھا...

ایک دفعہ ایک فائل ہاتھ میں لیئے وہ رات اسٹڈی روم میں اپنے ڈیڈ سے کچھ ڈسکس کرنے کے لیئے انٹر ہوا تو وہی دروازے پر رک گیا۔

"یس آئی نو مائی پرنسس لیکن یہ میرا بھی خواب ہے، میری دونوں بیٹیوں میں سے کسی نے بھی بزنس مینجمنٹ کا کورس نہیں کیا اس لیئے میں چاہتا ہوں تم کینیڈا جا کر یہ کورس کر لو" نبیل کسی 'پرنسس' سے باتوں میں لگا ہوا تھا، وہ اچھنبے سے وہی کھڑا رہا۔

"بیٹا اگلے منگل تک تمھارے سارے کاغذات بن جائیں گے، میں کوشش کروں گا جمعرات کو تمھاری فلائٹ بک کروا دوں" وہ اب بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ انکے ڈیڈ کس سے مخاطب ہیں۔

"مجتبی..؟ بیٹا وہ ٹھیک ہے اب، آفس جاتا ہے، اسکی صحت بھی بہتر ہو رہی ہے پر پلیز بیٹا تم ٹھیک ہو جاو، بھول جاو وہ سب کچھ جو کچھ بھی ہوا" یہ سن کر مجتبی کرنٹ کھا کر

پیچھے ہٹ گیا۔وہ جان گیا کہ فون پر دوسری طرف کون ہے۔

"بیٹا اس لیئے تمھیں باہر بھیج رہا ہوں تا کہ وہاں تم پڑھو لکھو،اس ڈپریشن سے نکل جاو، ارے ارے.... کیوں رو رہی ہے میری گڑیا..؟بیٹا نصیبوں کے کھیل کے سامنے ہم بندے مجبور ہیں.. جانتا ہوں پر نسس..ہاں میری گڑیا پر کیا کر سکتے ہیں.."وہ آگے بھی بہت کچھ بول رہے تھے پر مجتبی...

وہ خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔

--------☆-------

آج آسمان پر کالے بادل منڈلا رہے تھے،موسم کچھ صحیح نہیں لگ رہا تھا۔شام کو وہ آفس سے فری ہوتے ہی وہاں سے نکل گیا،ڈرائیور نے جلدی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا اور وہ اندر بیٹھ گیا۔

"فورا پیلس کی طرف چلو ایسا نا ہو بارش شروع ہو جائے،مجھے بارش سے شدید چڑ ہے" ناچاہتے ہوئے بھی اسے وہ وقت یاد آیا جب کئی مہینوں پہلے وہ پیلس کے لان میں صورت کے ساتھ بارش کی ہلکا بوندا باندی میں بھیگ گیا۔اب یہ بارش... یہ بارش

اسے زہر لگ رہی تھی۔

"جی سر" جب کار سڑکوں پر دوڑنے لگی اسی دوران ہی مجتبیٰ کا فون بجا، اسکرین پر ایک unknown نمبر جگمگا رہا تھا، وہ الجھن میں پڑ گیا پھر بنا وقت ضائع کیئے اس نے فون پک کر لیا۔

"السلام علیکم مجتبیٰ اسپیکنگ"

"وعلیکم السلام بیٹا، میں ڈاکٹر عمر کی وائف بول رہی ہوں" آگے سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"اوہ اچھا، کیسی ہیں آپ آنٹی..؟"

"الحمداللہ بیٹا آپ کیسے ہیں اور گھر میں سب خیر خیریت ہے..؟"

"جی آنٹی اللہ پاک کے کرم سے سب ٹھیک ٹھاک ہے.. خیر آپ نے فون کیوں کیا ہے..؟ میرے لائق کوئی کام..؟"

"بیٹا بہت ضروری کام ہے، آپ ہمارے گھر تشریف لا سکتے ہیں..؟"

"اس وقت..؟" مجتبیٰ موسم اور وقت دیکھ کر کچھ الجھن میں پڑ گیا۔

"جی بیٹا ابھی اسی وقت آپ آجائیں، میں اس کام کے لیئے حیات پیلس نہیں آسکتی، آپکا یہاں آنا ضروری ہے" یہ سن کر مجتبی سوچ میں پڑ گیا، وہ بہت تھکا ہوا تھا پر پھر اس نے ہامی بھر لی۔

"اچھا چلیں ٹھیک ہے میں گھر جانے کے بجائے ابھی آپکے گھر آرہا ہوں، بس راستے میں ہی ہوں، آپ اپنا ایڈریس بتادیں" اور آگے سے اس نے ایڈریس نوٹ کیا۔

--------☆--------

وہ ان کے ڈرائینگ روم میں بیٹھا کھڑکی کے اس پار ناچاہتے ہوئے بارش کو دیکھ رہا تھا تب ہی افروز یعنی ڈاکٹر عمر کی وائف ہاتھوں میں دو کافی مگ لیئے انٹر ہو گئی۔

"معذرت چاہتی ہوں بیٹا اس موسم میں آپ نے تکلیف اٹھائی" مجتبی کے سامنے ٹیبل پر بھاپ اڑاتی مگ رکھ کر وہ بولی۔

"اٹس آل رائٹ آنٹی۔ غالبا کوئی بہت ضروری کام ہو گا ورنہ آپ اتنا اصرار نہیں کرتیں" مگ اٹھا کر وہ گویا ہوا۔

"جی بیٹا یہ بات تو ہے، اب میں حیران ہوں، بات کہاں سے شروع کروں" افروز بہت

شرمندہ دکھ رہی تھی۔

"آپ بلا جھجک کہیں جو بھی آپ کو کہنا ہے" مجتبی کو لگا کہ شاید انہیں کوئی مالی امداد چاہیئے کیونکہ مجتبی اکثر لوگوں کی مالی مدد کیا کرتا تھا۔

"بیٹا آپ کو معلوم ہو گا آپ کی ماما اپنے آخری ایام میں یہیں قیام پذیر تھیں" اور یہ سن کر مجتبی کے ہاتھ سے مگ چھوٹتے چھوٹتے بچا، یہاں اسکی ماما کی بات ہونے جا رہی تھی، اسکے چہرے پہ ایک رنگ آ کے گزر گیا جسے افروز نے اچھے سے محسوس کیا۔

"وہ اپنے آخری دنوں میں بہت تکلیف میں مبتلا تھیں، انکے اندر بہت دکھ درد تھے جو وہ کسی سے شئیر کرنا نہیں چاہتی تھیں، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے علاج معالجے کے لیئے بھی ہمیں سختی سے منع کر دیا، آپ لوگوں کے ہمارے اوپر کافی احسانات ہیں، ہم چاہتے تھے کہ انکی اچھی سی ٹریٹمنٹ ہو پر شاید.. شاید وہ مزید جینا نہیں چاہتی تھیں" افروز بہت افسردہ دکھ رہی تھی پر مجتبی... وہ اس قدر سفید پڑ گیا تھا کہ جیسے اسکا سارا خون کسی نے نچوڑ لیا ہو۔

"وہ اپنے آخری دنوں میں ایک ڈائری لکھا کرتی تھیں (یہ سن کر مجتبی نے ایک دم سے سر اٹھا کر افروز کو دیکھا) وہ کیا لکھتی تھیں، کیوں لکھتی تھیں، کس کے لیئے لکھتی تھیں

ہمیں نہیں معلوم۔ جب انہیں پہلا ہارٹ اٹیک ہوا، اسکے بعد طبیعت کچھ سنبھلنے پر انہوں نے ایک ڈائری اور پین منگوائی۔ جب جب انکی بگڑی طبیعت کچھ سنبھل جاتی تو بستر پر بیٹھے بیٹھے کچھ نا کچھ لکھتی رہتی تھیں۔ ہمیں انکے اندر کا دکھ درد جاننا تو تھا لیکن ہم نے انکی پرسنل ڈائری کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ آپ کو یاد ہو گا جب میرے شوہر آپ کو کال کر کے آپکی ماں کی آخری سانسوں کے بارے میں مطلع کر رہا تھا تب میں آپکے ماں کے پاس موجود تھی، مرنے سے پہلے وہ...وہ لڑکھڑاتے لہجے سے آپکا نام لے رہی تھیں (مجتبیٰ کے دل پر جیسے زور کا گھونسا لگ گیا) اور ساتھ ہی ساتھ ڈائری کی طرف اشارہ کر رہی تھیں" مجتبیٰ نے کب ضبط کا دامن کھو دیا، کب اسکی آنکھوں سے ایک ایک کر کے آنسو بہنے لگے اسے معلوم ہی نہیں پڑا۔ شائستہ کی موت کے بعد آج مجتبیٰ یوں آنسو بہا کر رو رہا تھا۔

ہاں...آج...!

"جب انکی ڈیڈ باڈی پیلس پہنچا دی گئی تب واپس آ کر میں نے دیکھا کہ وہ ڈائری غائب تھی" یہ سن کر مجتبیٰ کا روتے روتے سانس ہی بند ہو گیا۔

"بچوں سے بہت بار اس ڈائری کے متعلق پوچھا پر انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، چند دن

بعد میں وہ ڈائری بھول بھال گئی، پر کل وہ ڈائری مجھے مل گئی" یہ سن کر مجتبیٰ کی رکی ہوئی سانس یک دم بحال ہو گئی۔

"وہ اسٹور روم میں مجھے پڑی ہوئی ملی، شاید بچوں نے یا ملازموں نے وہاں اسے پھینک دیا ہو۔ جو بھی ہوا وہ میری غلطی تھی۔ مجھے اس ڈائری کا دھیان رکھنا چاہیئے تھا۔ آپ ذرا ٹھہریں میں وہ ڈائری لیکر آ جاتی ہوں" اور جب وہ دو منٹ بعد ڈائری لیکر واپس آئی تو مجتبیٰ اسی زاویئے سے بیٹھا آنسو بہا رہا تھا۔

"بیٹا یہ رہی آپکی امانت، ہو سکے تو مجھ جیسی لاپرواہ عورت کو معاف کیجیئے گا، مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ ڈیڑھ مہینہ گزرنے کے بعد یہ اب جا کر آپکے ہاتھوں میں ہے" اور مجتبیٰ... اس نے وہ ڈائری اس نرمی سے اٹھا کر اپنے آنکھوں اور ہونٹوں سے لگایا جیسے وہ کوئی ڈائری نہیں بلکہ کوئی مقدس کتاب ہو۔

اور...

مجتبیٰ کو اپنے سارے سوالوں کا جواب اسی ڈائری سے ملنا تھا۔

اور صحیح کہتے ہیں دانا لوگ...

بے خبری بھی ایک طرح سے نعمت ہوتی ہے...

اگر مجتبی کو معلوم ہوتا کہ یہ ڈائری اسکے دل ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی تو وہ اسے یوں احترام سے تھامنے کے بجائے کوئی قبر کھود کر دفن کر دیتا۔کیونکہ یہ صرف ایک ڈائری نہیں بلکہ...

شائستہ کے برے اعمال کی کتاب تھی...!

جو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے لکھی تھی۔

دوسروں کی تقدیر لکھنے والی کا انجام اس قدر بھیانک ہو چکا تھا کہ زندگی کے اختتام پر اس نے خود اپنے برے اعمال سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

----------☆---------

رات وہ بناڈنر کیئے سیدھے اپنے بیڈروم میں آ گیا۔باہر برستی بارش اب طوفانی شکل اختیار کر گئی تھی۔ایک گھنٹا گزر گیا تھا مجتبی کو اپنے کمرے کے گرد چکر کاٹتے کاٹتے۔ ڈائری ہنوز سائڈ ٹیبل پہ لیمپ کے پاس پڑی تھی۔ جتنی بے تابی سے وہ ڈائری تھامے پیلس آ گیا تھا،اب وہ اتنی ہی الجھنوں میں گھرا ہوا تھا۔دل سے صدا آ رہی تھی کہ پڑھ لو

یہ ڈائری، تمھاری ماں کی آخری نشانی ہے،

اور آخری نشانی تو اکثر انمول ہوا کرتی ہیں..!

پر دماغ سے یہ آواز بار بار گونج رہی تھی کہ مت پڑھو، کہیں دور پھینک دو اور پلٹ کر اسے دیکھنا بھی مت، ہو نا ہو اس میں ایسا کچھ ہے جو تمھیں زندگی بھر کا ناسور دے گا۔

پر دل کے آگے دماغ کب جیتتا ہے..؟

تھک ہار کر وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا اور ڈائری اٹھائی اور...

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور...

پہلا صفحہ پڑھنے لگا۔ ڈائری کے اندر لکھا پہلا لفظ ہی ایک نام تھا۔

"سبینہ"

مجتبیٰ چونک گیا۔ "یہ سبینہ کون ہے..؟ ایسا تو نہیں کہ مسز عمر نے مجھے کوئی غلط ڈائری تھمادی ہو..؟" پھر اس نے جلدی سے صفحہ پلٹ کر دوسرے صفحے کو غور سے پڑھا۔

اور.......

"بیٹا، میرا مجتبیٰ۔ تم حیران ہو گے کہ ڈائری کے اول صفحے پر، پہلے لائن پر سبینہ کیوں

لکھا ہوا ہے..؟ کون ہے سبینہ اور ہمارا اس سے کیا تعلق ہے..؟ تعلق تو بہت گہرا تھا بیٹا، تعلق گہرا تھا پر میں بد بخت اس تعلق کی قدر نہیں کر پائی۔ امید ہے میرے مرنے کے بعد تمھیں یہ ڈائری مل جائے اور تم پر میری کڑوی حقیقت اور سبینہ جیسی مظلوم عورت کی شخصیت آشکار ہو کہ وہ کون تھی..؟ ہاں بیٹا، وہ اب اس دنیا میں نہیں اور میں بھی جلد گناہوں کی گٹھری لیئے اپنے رب اور سبینہ کے پاس جا کر ان سے روبرو ہو جاونگی۔ سبینہ ایک فرشتہ صفت عورت تھی، سبینہ میری عزیز ترین سہیلی تھی، سبینہ تمھارے چاچا منیب کی محبت اور شریک حیات تھی اور میں نے..؟ میں نے دوستی جیسے عظیم رشتے اور جیٹھانی دیورانی والے تعلق کا خون کر دیا۔ ہاں بیٹا میں ایک قاتل ہوں جس نے سبینہ جیسی بے غرض دوست کو حسد کے آگ میں زندہ جلا کر مار ڈال دیا.. میں صرف اسکی نہیں بلکہ اسکے دو بچوں کی خونی بھی رہ چکی ہوں.. اور سبینہ کوئی اور نہیں، تمھاری محبت، تمھاری صورت کی ماں تھی"

اور...

ڈائری کا پہلا دردناک صفحہ پڑھتے ہی مجتبی کے دل پر جیسے خنجر گھونپ گیا، ڈائری اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کر بیڈ سے نیچے فرش پر گر گئی۔ مجتبی کا تنفس ایک دم تیز ہو گیا،

پسینے سے تر چہرہ خطرناک حد تک زرد پڑ چکا تھا۔ یہ تو اس موٹے ڈائری کا پہلا صفحہ تھا، آگے اور کئی قیامتوں سے مجتبی کو گزرنا تھا اور....

اپنی نظروں میں اسے خود ہی گرنا تھا۔

---------☆---------

کالی طوفانی رات گزر چکی تھی، فجر کی آذانیں ہر سوں گونج رہی تھی، اور وہ روم کے وسط میں بیٹھا نڈھال دکھ رہا تھا جیسے کوئی لمبا سفر کانٹوں سے گزر کر اس نے طے کر دیا ہو۔ آنکھوں سے بہتے آنسو کب کے خشک ہو چکے تھے، ڈائری کچھ فاصلے پہ کھلی پڑی تھی، کھڑکی سے آتی ہوا سے اسکے صفحے ادھر ادھر پلٹ رہے تھے۔ ایک ہی رات میں اس پر کئی حقیقتوں کا انکشاف ہو چکا تھا۔ انکی ماں..! جنہیں اگر مذہب میں سجدہ کرنا جائز ہوتا تو دن میں سو بار وہ اسکے سامنے جھک جاتا، جن کی ہر بات وہ مانتا تھا، جن پر وہ خود سے زیادہ بھروسا کرتا تھا وہ ماں... وہ ماں ایک بہت ہی گناہگار، نہایت حاسد، بد فطرت، مغرور، مفاد پرست اور دھوکے باز عورت تھیں، وہ ایک 'قاتل' تھیں۔ اپنی بہن حرا کی باتوں میں اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اس نے کئی زندگیوں کو تباہ کر ڈالا، جسکی حقیقت جان کر اسکے ڈیڈ نے اسے جان سے مار ڈالنے کے بجائے صرف

طلاق دے کر اس پر احسان کر دیا۔

ہاں، احسان کر کے صرف طلاق ہی دے دیا.... وہ عورت کوئی اور نہیں، مجتبیٰ کی مام تھیں۔

شائستہ حیات..

اور کس حوصلے سے صورت نے اسے اسکی مام کا گھناونا چہرہ نہیں دکھایا یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکی اپنی ماں پر شائستہ نے بے شمار ظلم ڈھائے۔

"رہنے دیں آپی، جب انہیں واقعی میں ہوش آئے گا تب بہت دیر ہو چکی ہو گی" آخری دفعہ صورت کا کہا گیا یہ جملہ بار بار اسکے دماغ میں گونج رہا تھا۔

کس حوصلے سے اسکے ڈیڈ نے اس سے حقیقت چھپا کر اسے قدم قدم پر سنبھالا، کس حوصلے سے اسکی دونوں بہنیں اور صورت کا خاندان چپ رہا..؟ کیوں....؟ تاکہ مجتبیٰ یہ ساری حقیقتیں جان کر ٹوٹ نا جائے۔ ان سب کی محبتوں کا قرض وہ کس منہ سے چکا پائے گا..؟ اور...

بابا جان....!

وہ کوئی اور نہیں اسکے چاچا جان ہیں۔جو سب کچھ جاننے کے باوجود انہوں نے کبھی اسے کچھ نہیں جتایا جتنے دن وہ لاہور میں رہا۔باباجان اس سے ہمیشہ نہایت شفقت سے پیش آتے رہے۔

آہ...یہ تلخ حقیقتیں۔

یہ شرمندگی۔

یہ غلط فہمیاں۔

اسکی دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھی تب ہی قریبی مسجد سے آذان گونج اٹھی۔اور وہ ایسے آذان سنتا رہا جیسے پہلی بار سن رہا ہو۔آذان کے کلمات اسکے دل و دماغ کو ٹھنڈک پہنچاتی رہی۔اور وہ ٹرانس کی کیفیت میں واش روم چلا گیا،وضو کر کے باہر آگیا اور بہت مشکلوں کے بعد اسے اپنی الماری کے ایک کونے میں مصلی دکھ گیا کیونکہ وہ نماز پڑھتا ہی نہیں تھا۔فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد جیسے ہی اس نے دعا کے لیئے ہاتھ اٹھایا تو کئی چہرے اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائے اور...

وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اے اللہ، اے میرے رب، تو سننے والا، تو جاننے والا ہے۔ تجھ سے کچھ چھپا ہوا نہیں، تو سات پردوں کے راز بھی جانتا ہے، تو غیب کا علم رکھتا ہے اور سامنے کا بھی، میرے رب، جو غلطیاں، جو گناہ، جو خطا اور جو پچھتاوے میری ظالم ماں اس دنیا سے اعمال کے طور پر لے گئیں، ایسے برے اعمال میرے کسی دشمن کے بھی نصیب میں نا ہوں۔ میں جانتا ہوں میں جتنی انکے لیئے تجھ سے معافیاں مانگوں تو قبول نہیں کرے گا، جب تک انہیں خود سبینہ چاچی معاف نا کر دیں یا انکا خاندان معاف نا کر دے، مجھ سے تو حرا خالہ کی حالت بھی چھپی ہوئی نہیں، وہ اسی دنیا میں ہی سزا کاٹ رہی ہیں آگے نا جانے انکا کیا حشر ہو.. اے میرے رب، مجھ سے جانے انجانے میں بہت بڑی غلطی ہوئی، میں نے اپنے پاکیزہ محبت پر الزام لگایا، اپنے محبت کو گالی دی، میں نے اپنی جان سے پیاری صورت کو بہت دکھ پہنچایا، میرے رب مجھے معاف فرما دے، مجھے در گزر فرما، میرے اللہ، اگر میری محبت میں ایک فیصد بھی سچائی ہے تو میرے رب، مجھے میری صورت سے ملا دے، ہمارا جوڑ بنا اور ہمیں دونوں جہانوں کا ساتھی بنا، اس دنیا اور اس دنیا، دونوں جہانوں میں، میں اسکا ساتھ چاہتا ہوں، میرے رب، میری محبت کا گواہ بننا"

-----------☆-----------

"کہاں رہ گیا اب یہ..؟ خیر وو جلدی سے جا کر اسے بلاو، ناشتہ کر کے آفس کے لیئے نکلنا ہے۔ کل بھی ڈنر کیئے بنا ہی وہ جا کر سو گیا" نبیل نے مجتبی کو ڈائننگ ٹیبل پہ نا پا کر خیر وو بے چارے کو جھڑک دیا۔

"صاحب، وہ بتا کر گیا مجھے کہ انہیں لاہور کے لیئے نکلنا ہے، آپ جب جاگ گئے تب ہی آپ کو مطلع کر دوں"

"لاہور..؟" نبیل جوس پیتے پیتے رک گیا۔

"جی صاحب لاہور، اور وہ دو گھنٹے پہلے ہی نکل چکے ہیں"

"سامان وغیرہ لیکر نکلا تھا..؟"

"نہیں صاحب" نبیل کرسی دھکیل کر اٹھ گیا، اسکا رخ مجتبی کے کمرے کی جانب تھا۔ روم میں انٹر ہوتے ہی اسکی پہلی نظر روم کے وسط میں نیچے پڑے ڈائری پر پڑ گئی، آگے بڑھ کر جھک کے انہوں نے ڈائری اٹھا کر کھول کر دیکھا تو....انہیں سب سمجھ آ گیا، اور وہ دھیرے سے نم آنکھوں سے مسکرائے، شائستہ نے جاتے جاتے ایک اچھا کام کر دیا تھا۔

اپنی غلطیوں اور گناہوں سے پردہ اٹھا کر...!

"جاو مجتبی، جاو میرے بیٹے۔اپنی خوابوں کی ملکہ کو لیکر جلدی سے آجاو، میری یہی دعا ہے "نبیل کے صرف منہ سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے یہ نیک دعا نکلی۔

----------☆---------

بہت اصرار کے باوجود صورت نے انہیں ائیر پورٹ آنے سے سختی سے منع کر دیا، وہ نہیں چاہتی تھی کہ رخصت ہوتے وقت بالکل آخری وقت میں وہ کمزور پڑ جائے اور کینیڈا جانے سے رک جائے۔گھر سے روتے ہوئے رخصت ہو کر وہ ٹیکسی میں سوار ہو گئی اور ائیر پورٹ تک کا سفر روتے ہوئے اس نے طے کر لیا۔وہ اپنا ملک چھوڑ کر جارہی تھی، واپسی کب ہو گی، نہیں معلوم۔ماضی کے کچھ خوبصورت تو کچھ تلخ لمحے ایک ایک کر کے اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائے۔بابا جان اب مکمل ٹھیک ہو چکے تھے، وہ انہیں عمرہ پر لے جانا چاہتی تھی پر نبیل کی ضد کی وجہ سے وہ پہلے بزنس کی ڈگری لینے جارہی تھی۔اور....

رہی اسکی آدھی ادھوری محبت...!تو وہ کوشش کر کے move on کرنا چاہتی تھی، آگے بڑھنا چاہتی تھی جو کہ نہایت مشکل تھا۔اسکے لیئے اب بھی یہ یقین کر لینا

کٹھن تھا کہ اسکا اور مجتبیٰ کا ساتھ ہمیشہ کے لیئے چھوٹ چکا ہے۔ کہیں نا کہیں دل میں ایک کسک باقی تھی، درد باقی تھا۔ اسکے دل کے تخت پہ اب بھی مجتبیٰ شان سے براجمان تھا اور شاید... وہ زندگی بھر اسکی جگہ کسی کو نا دے پائے۔

ائیر پورٹ پہنچ کر اس نے اپنے دو لگیج بیگ ٹرالی میں رکھے اور ائیر پورٹ کے اندر آگئی، چند قدم چلتے ہی اسے رکنا پڑا۔

"اب یہ دوپٹہ کس چیز میں پھنس گیا..؟" جھنجھلاتے ہوئے اس نے جو مڑ کر دیکھا تو بت بنی کھڑی رہی، مجتبیٰ اسکے سفید دوپٹے کا کنارہ پکڑے آنکھوں میں بے شمار نمی لیئے اسے دیکھ رہا تھا۔ آج بھی اسکی مغرور ناک سرخ پڑ گئی تھی، شاید وہ بھی اسکی طرح روتے روتے یہاں تک آگیا تھا۔

"سر.... آپ..؟" صورت کو سامنے کا منظر ایک خواب لگ رہا تھا۔

"جا رہی ہو..؟ مجھے چھوڑ کر..؟" دو قدم آگے بڑھ کر وہ صورت کے قریب کھڑا ہو گیا، وہی مخصوص پرفیوم کی مہک، صورت جیسے کھو سی گئی۔

"مجھے میرے غلطیوں کا اعتراف بھی کرنے نہیں دو گی..؟ تمھیں کیا لگتا ہے ہم ایک

دوسرے کے بنا رہ پائیں گے..؟ بولو صورت" آج اس نے تکلف کی پہلی دیوار گرادی تھی۔آج وہ 'تم' اور 'صورت' بن گئی تھی۔

"آپ کا مجھے معلوم نہیں لیکن میں... میں زندہ لاش بن کر یہاں سے جا رہی ہوں سر" آنسو ایک ایک کر کے اسکے گلابی چہرے پر بہنے لگے۔

"ششش، اب میں آگیا ہوں۔ تمھیں لینے.. تمھیں اپنی دلہن بنانے.. اپنے سر کا تاج بنانے... اپنے سر آنکھوں پر بٹھانے... ہاں صورت، تمھارا مجتبی سر آگیا ہے" سر کہہ کر مجتبی دھیرے سے مسکرایا اور صورت... اسکے لیئے تو چاروں طرف جیسے گلاب کھل اٹھے، وہ سرشار سی ہوگئی۔ہاں... رب نے اسکی آزمائش قبول کرلی تھی۔اسکا مجتبی اسکے سامنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا اور ایک بیش قیمتی رنگ آگے بڑھایا۔

"I Love You Soorat, I extremely love you..

Will you marry me..?"

وہ آنکھوں میں ہزاروں جلتے دیئے لیکر اسے والہانہ انداز سے دیکھ رہا تھا، وہ اسکے خوبصورت جواب کا منتظر تھا۔آس پاس آتے جاتے مسافر ٹھہر کر یہ حسین نظارہ دیکھنے لگے۔صورت منہ پہ ہاتھ رکھے خوشی سے روئے جا رہی تھی، بہت روئے جا رہی تھی۔

"Will you marry me Soorat..?"

"بیٹاہاں کہہ دے، لڑکا بڑی جلدی میں ہے"ایک شوخ سے انکل نے دور سے اونچی آواز میں کہا۔

"ابھی بھی وقت ہے بھاگ جاو بھائی، ورنہ عمر بھر کی سزامل جائے گی"ایک شادی شدہ مرد اپنا بچہ بازووں میں اٹھائے فریاد کرنے لگا۔ مجتبی آنکھوں میں آنسو لیئے مسکراتے ہوئے انکے کہے گئے جملوں سے محظوظ ہو رہا تھااور صورت...وہ اب بھی بے یقینی سے یہ حسین منظر دیکھ رہی تھی، محسوس کر رہی تھی۔

"بچی ہاں بول دے، لڑکا انگوٹھی پکڑے پکڑے اکتا گیا، کہیں الٹے قدموں بھاگ نا جائے"اور سب کے بیچ، پوری دنیا کے سامنے صورت نے اپنی محبت کو معتبر کر دیا، اس نے اثبات میں سر ہلا کر دھیرے سے 'ہاں' بول دیااور.....

آس پاس تالیوں کا شور گونج اٹھا، اور مجتبی نے بہت محبت اور چاہت سے صورت کا ہاتھ تھام کر اسکے انگلی میں انگوٹھی پہنادی۔ چاروں طرف مبارک مبارک کا شور گونج اٹھا اور....

مجتبی نے کھڑے ہو کر بڑی محبت سے صورت کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیئے۔اسکے چہرے پہ جھک کر اسکے ماتھے پر اپنی پیشانی ٹکائے اسکی جھکی نظروں میں ڈوب کر قربان ہو گیا۔

---------☆---------

شادی کے ایک مہینے کے ہنگامے اور دو ہفتوں کی لگاتار رسموں سے اب مجتبی اکتا گیا تھا پر ایک خوشی بھی بڑی انمول تھی کہ آج آخر کار کافی رسموں رواجوں کے بعد اسے اسکی خوابوں کی ملکہ مل گئی۔ایک گھنٹے سے اسے لوگوں نے گھیر کر رکھا تھا اور صورت اسکے بیڈروم میں بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔

"برخوردار تو بار بار جمائیاں لے رہا ہے۔اتنی جلدی شادی کے رسموں سے تھک گئے" باباجان اسکے کندھے پر ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے بولے۔

"ارے ایسے کیسے..؟ابھی تو دس رسمیں اور رہتی ہیں" بوا تو اسے ڈرانے میں کافی حد تک کامیاب ہو گئی، مجتبی کی پھٹی پھٹی نظروں سے سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"ارے اب میرے بیٹے کو اجازت دے ہی دو ظالم لوگوں،ان لمبے چوڑے رسموں

سے جان لو گے کیا میرے اکلوتے بیٹے کی..؟"نبیل بے چارے نے باقاعدہ طور پر اپنے بیٹے کے لیئے فریادیں شروع کر دی۔

"ہاں نا،وہاں صورت بیٹی بیٹھے بیٹھے تختہ بن جائے گی اپنے شوہر کے انتظار میں" انا نے بھی نبیل کی سائڈ لی۔

"اچھا چلیں اجازت دے ہی دیتے ہیں، کیا یاد کریں گے مجتبیٰ صاحب۔ کیوں ماموں جان..؟" ریحان کو اب اسکی حالت پر رحم آنے لگا۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو، جاو اسے اسکے کمرے تک لیجاو" بابا جان نے مسکراتے ہوئے اجازت دے دی اور مجتبیٰ کا ایک دم کھلتا چہرہ دیکھ کر باقی نفوس ہنس پڑے لیکن اسے پرواہ نہیں تھی، وہ جلد از جلد یہ مختصر سا سفر طے کرنا چاہتا تھا، وہ اپنی صورت کے پاس جانا چاہتا تھا۔ بلیک شیر وانی میں آج وہ غضب ڈھا رہا تھا اور چہرے کی خوشی اسے اور وجیہہ بنا رہی تھی۔ جب وہ اپنے روم کے دروازے تک آگیا تو ٹھٹک گیا، سامنے سے چھت پھاڑ قہقہہ بلند ہوا۔

"ناٹ اگین" مجتبیٰ کو اب واقعی میں غصہ آنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیوں مجتبی کیا لگا..؟ اتنی آسانی سے کمرے میں جانے دیں گے ہم تجھے..؟" زویا اپنے گول مٹول سراپے کے ساتھ دروازے کے دائیں طرف کھڑی تھی۔

"ہائے میرے اکلوتے بھائی کی خوش فہمیاں..! ارے یہ ایک رسم باقی رہتی ہے" زارا بھی کہاں پیچھے ہٹنے والی تھی، وہ بھی سیکیورٹی گارڈ کی طرح بائیں سمت کھڑی تھی۔ پیچھے کھڑا ریحان پیٹ پکڑے ہنسے جارہا تھا، مجتبی کی شکل دیکھنے لائق تھی، اس وقت وہ بے بسی کی تصویر بنا کھڑا تھا۔

"فار گاڈ سیک اب یہ اپنی من گھڑت رسمیں بند کردو۔ میری دلہن میرے انتظار میں تھک گئی ہو گی"

"اور تھک ہار کر سو چکی ہو گی" زویا شرارت سے دھیرے سے بولی۔

"واٹ ؟؟؟؟؟؟؟؟؟" مجتبی کی یہ بوکھلاہٹ پر تینوں نفوس گلا پھاڑ کر ہنسنے لگے۔

"اب یہ کیا بکواس رسم ہے کوئی بتائے گا یا ایسے ہی گلا پھاڑ کر ہنستے رہو گے تم ظالم سماج..؟" مجتبی نے تینوں کو جھڑک دیا۔

"سن میرے بھائی، رسم یہ ہے کہ روم کے اندر جانے سے پہلے آپکو ہم دو جڑواں

بہنوں کو نیگ دیناپڑے گا" زویا آنکھیں مٹکاتی ہوئی بولی۔

"میرے جیب میں اب پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے" مجتبیٰ اب رو دینے کو تھا۔

"ڈونٹ وری سالے صاحب،انہوں نے آپکی چیک بک بھی ہتھیالی ہے" ریحان کے اس جملے پر مجتبیٰ کے توہاتھوں سے طوطے اڑ گئے۔

"اب جلدی سے ہمیں پانچ پانچ لاکھ کاچیک دے دیجیئے ورنہ ہمیں بھی لینا آتا ہے۔ ٹھگ ہیں ہم" زارالوفروں جیسے انداز میں بولی تو مجتبیٰ نے جلدی جلدی سے چیک بک پہ پین گھسیٹا،دونوں بہنوں نے فتح کا نعرہ لگادیا۔

"اب آپ تشریف لے جائیں مجتبیٰ حیات" دونوں بہنوں سے آزادی پاکر وہ جلدی سے دروازہ کھول کراندر گھس گیااور دروازہ دھڑام سے بند کر کے لاک لگانا نہیں بھولا،لاک کی آواز سن کر دونوں بہنیں کھی کھی کرنے لگی۔اپنی سانس درست کر کے جب اس نے پلٹ کر دیکھاتو بس...دیکھتارہ گیا۔

اسکے روم،اسکے بیڈ پر صورت دلہن بنی،گھونگھٹ ڈالے سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔

اسکی دونوں بہنوں نے اسکے بیڈروم کو بہت خوابناک انداز میں خوبصورتی سے سجایا تھا۔

مجتبی دھیرے دھیرے چلتے ہوئے آکر بیڈ پر اسکے قریب بیٹھ گیا،اس نے محسوس کیا کہ اسکے بیٹھتے ہی صورت اپنے جگہ پر اور سمٹ کر بیٹھ گئی۔ مجتبی اسکی یہ شرم وحیا دیکھ کر زیر لب مسکرایا۔

"یہ خوبصورت منظر میں نے کئی بار اپنے خوابوں میں دیکھا تھا،اور آج... آج جب یہ منظر حقیقت بن کر میرے سامنے ہے تو اب بھی یہ ایک خواب ہی لگ رہا ہے" اسکے گمبھیر لہجے،اسکی قربت اور اسکی مخصوص مہک سے صورت گھونگھٹ میں ہی سرخ پڑ گئی۔

"اجازت ہے..؟" نزدیک آکر مجتبی نے دونوں ہاتھوں سے بڑی چاہت سے اسکا گھونگھٹ پکڑا، وہ اسکے جواب کا منتظر تھا،اب وہ شرم وحیا کی ماری لڑکی کیسے 'ہاں' کہتی۔ خاموش سر جھکائے بیٹھی رہی، مجتبی نے مسکرا کر بہت خوبصورتی سے اسکا گھونگھٹ اٹھایا اور نظریں پلٹانا، پلکیں جھپکانا ہی بھول گیا۔

نتھنی سے اوپر، پلکوں سے نیچے گھونگھٹ رکھ کر..

مجھ کو وہ آدھا چاند بہت ہی پیارا لگتا ہے..

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

سامنے اسکی متاعِ جان اسکی دلہن بنی بیٹھی ہوئی تھی۔آج سے پہلے صورت کو اس نے اس قدر حسین نہیں دیکھا تھا۔لال جوڑے میں،خوبصورت زیورات میں،ہاتھ پیروں میں مہندی لگائے وہ اس قدر خوبصورت دکھ رہی تھی کہ مجتبیٰ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ماشاءاللہ تبارک اللہ"

یہ سن کر صورت ہلکے سی مسکائی۔

"ارے مجھے بھی دیکھو۔میں بھی 'ماشاءاللہ' لگ رہا ہوں" یہ سن کر جب دھیرے سے صورت نے جو نگاہیں اٹھائیں تو دونوں کی نظریں چار ہو گئیں۔وہ اس قدر محبت سے چور اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ مزید اسے دیکھ نہیں پائی۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا..

نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے..

"جھوٹے منہ کوئی تعریف ہی کر دیتی،یا شاید تمھارے لازوال حسن کے سامنے میں پھیکا لگ رہا ہوں" اور مجتبیٰ کا یہ جملہ کام کر گیا۔(شرارتی مجتبیٰ)

"نہیں نہیں، آپ بھی بہت اچھے دکھ رہے ہیں سر" اور..... سر سن کر مجتبی کو اس شدید رومینٹک ماحول میں اپنی ہنسی کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا، اس نے وہی اسکے پاس لیٹ کر ہنسنا شروع کر دیا، صورت ہونق بنی اسے یوں لیٹے لیٹے ہنستے ہوئے دیکھتی رہی۔

"میں نے کچھ غلط بول دیا کیا..؟" وہ من ہی من سوچنے لگی۔ وہ بے چاری اپنے خدشات میں پڑ گئی، مجتبی کے تو ہنستے ہنستے آنسو آ گئے۔

"کیا ہوا..؟" اس نے معصومیت سے سوال کیا۔

"کچھ نہیں کچھ نہیں، او گاڈ، لگتا ہے غلطی سے اسکے منہ سے نکل گیا ہو گا۔ فارگیٹ اٹ" وہ خود سے بڑبڑا رہا تھا۔

"کیا منہ سے نکل گیا..؟"

"کچھ نہیں میری جان تمنا، اچھا ویٹ" وہ اپنے شیروانی کا جیب ٹٹولنے لگا اور پھر جیب سے ایک خوبصورت سی ڈبی نکال لی۔

"تمھارے اس معصوم حسین چہرے کے سامنے یہ تو کچھ بھی نہیں پر بہر حال منہ

دکھائی تو دینی ہی پڑے گی،لائیں اپنا ہاتھ بڑھائیں "اسکے ملائی جیسے سفید نرم ہاتھ کو تھام کر اس نے صورت کی مخروطی انگلی میں ڈائمنڈ رنگ پہنادی۔

"تمھارے حسین ہاتھ میں اس رنگ کی شان اور بڑھ گئی" یہ کہہ کر وہ اسکا ہاتھ تھامے چومنے کو تھا تب ہی صورت نے شرما کر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"اس چھوٹی سی گستاخی کی بھی مجھے اجازت نہیں..؟"

"نہیں،ایسی بات نہیں ہے سر۔وہ..."اور جس ہنسی کو مجتبی نے مشکل سے بریک لگائی تھی،اس نے پھر سے رفتار پکڑ لی،ہنس ہنس کر وہ سرخ پڑ گیا۔

"اب کیا ہوا آپ کو سر..؟"اب اسے بھی الجھن ہو گئی۔

"ادھر آجاو صورت۔آو، جھجھکو مت"صورت نے دھیرے سے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا جسے تھام کر وہ بیڈ سے اتر گیا اور دونوں چلتے چلتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے،صورت کو پیچھے سے اس نے اپنی بانہوں میں بھر لیا،وہ اس افتاد کے لیئے تیار نہیں تھی،شرم کے مارے وہ اسکی بانہوں میں سمٹتی رہی۔

"سامنے دیکھو آئینے میں "اور اس نے دھیرے سے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا،مجتبی

اسے اپنی بانہوں میں بھرا اسکے بائیں کندھے پر اپنی ٹھوڑی ٹکائے اسی کا عکس چاہت سے دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو، تم میرے روم میں، میرے سامنے، میری دلہن بنے کھڑی ہو اور تمھارا پیار، تمھاری محبت، تمھارا مجتبی دلہا بنا تمھارے قریب ہے، بہت قریب" مجتبی کی یہ گمبھیر آواز اور گرم سانسیں اسے اپنے آدھے چہرے، گردن اور کان میں بہت بھلی لگ رہی تھی۔ یہ قربت کا احساس لفظوں میں کہاں بیان ہوتا تھا۔

تم مخاطب بھی ہو قریب بھی ہو...

تم کو دیکھیں کہ تم سے بات کریں...

"دیکھو جان تمنا، کیا میں کہیں سے آج تمھارا باس لگ رہا ہوں، یا تم میری ڈرپوک سی امپلائی..؟" یہ کہہ کر وہ اسے جواب طلب نظروں سے دیکھتا رہا۔

"نہیں" نگاہیں جھکائے اس نے ہولے سے جواب دیا۔

"تو پھر یہ سر سر کی رٹ کیوں لگائی ہے..؟ میری بہنوں نے ہمارے روم کو کس محبت سے سجایا ہے، کیا یہ کہیں سے آفس دکھ رہا ہے..؟" اب کی بار صورت کی مسکراہٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت دلفریب تھی، وہ اسکی مسکراہٹ پہ جیسے نثار ہو گیا۔

"اوہ یاد آیا، ٹھہر و ذرا" وہ جلدی سے وارڈروب کی طرف بڑھ گیا۔ صورت کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر جو چیز اس نے وارڈروب سے نکالی تو صورت ایک دم سرپرائیز ہو گئی۔ مجتبی کے ہاتھوں میں وہی سفید برائیڈل ڈریس تھا جسے صورت نے کینیڈا میں پسند کیا تھا۔

"یہ میں نے انہیں دنوں میں سب سے نظریں چھپا کر خریدی تھی، بہت چاہت سے اپنے پاس رکھا تھا اور اپنے رب پر کامل یقین تھا کہ میری خوابوں کی ملکہ اس نفیس ڈریس کو ضرور میرے لیئے پہنے گی"

"بہت ہی خوبصورت ہے یہ"

"تم سے زیادہ نہیں، اب جا کر جلدی سے یہ پہن کر میرے سامنے آجاو، آئم ویٹنگ" مسکراتے ہوئے اس نے مجتبی سے وہ ڈریس لے لی۔

"جلدی پہن کر آجانا" مجتبی سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔

"یہ بھاری لباس اور زیورات وغیرہ نکالنے میں ٹائم لگے گا۔ آپ تب تک انتظار

کر لیجیئے" ہولے سے مسکراتے ہوئے یہ کہہ کر وہ واش روم چلی گئی۔ دس منٹ بعد جب وہ واش روم سے نکلی تو ہر زیور سے آزاد، بنا کسی دوپٹے کے وہ اپسرا لگ رہی تھی۔

"تم تو آج قدم قدم پہ مجھے حیران کردو گی۔ ماشاءاللہ ماشاءاللہ، لوکنگ سو بیوٹی فل" اسکا ہاتھ تھامے وہ قد آور کھڑکی کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا۔

"آج جب ہم اللہ پاک کی رضا سے ایک ہو چکے ہیں، ایک دوسرے کا ہمسفر بن چکے ہیں تو میں تم سے، اپنی ملکہ کی میٹھی آواز سے وہ اقرار سننا چاہتا ہوں جس کے لیئے میں کئی وقتوں سے منتظر ہوں" وہ اسکے روبرو آکر کھڑا ہو گیا، اور حیا سے لرزتی پلکیں جھک گئیں، مجتبی نے اسکی نازک سے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر اسکا چہرہ ذرا اوپر کر دیا۔

"پلیز صورت" وہ اقرار کے لیئے بے قرار ہو رہا تھا۔

"مجھے.... مجھے آپ.... مجھے آپ سے محبت ہے" یہ سن کر مجتبی مخمور سا ہو گیا۔

"اور مجھے تم سے عشق ہے" یہ کہہ کر وہ بہت محبت اور چاہت سے اسکے چہرے پر جھک گیا اور صورت کوئی مدافعت نہیں کر پائی...

یہ دیکھ کر آسمان پہ چمکتا چاند شرما کر بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

****

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئےاوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین